فتاوی دینیہ

جلد چہارم

حضرت مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب
شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ حسینیہ راندیر

ناشر
مہتمم حضرت مولانا محمود شبیر صاحب راندیری
جامعہ حسینیہ، راندیر، سورت، گجرات، انڈیا
Phone: 0261 2763303
Fax : 0261 2766327

کتاب کا نام: فتاوی دینیہ جلد چہارم

مصنف: شیخ الحدیث وصدر مفتی وخلیفہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

حضرت مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب دامت برکاتہم

مترجم: مولانا مفتی محمد امین صاحب زید مجدہم

ناشر: جامعہ حسینیہ راندیر، ضلع سورت، گجرات، انڈیا

سن اشاعت: باراول ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۰۱۳ء

تعداد: ۱۰۰۰

کمپوزر: مولانا مفتی محمد امین ومولانا یوسف ماما صاحب

ملنے کا پتہ: جامعہ حسینیہ، راندیر، سورت، گجرات، انڈیا

جامعۃ القرأۃ، کفلیتہ، ضلع سورت، گجرات انڈیا

مفتی یوسف ساچا، باٹلی

68 Broomsdale Road, Batley, WF17 6PJ.

Phone: 01924 441230

فہرست

كتاب الميراث

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب البیوع

﴿۲۰۲۷﴾ مقررہ قیمت سے کم وصول کرنا

سوال: ہمارے ملک میں یہ دستور ہے کہ اگر مشتری نقد مال خریدتا ہے تو متعینہ رقم سے کم قیمت پر مال دیا جاتا ہے، یا ایک مہینہ کے اندر اندر قیمت لوٹا دیتا ہے تو بائع کچھ فی صد رقم لوٹا دیتا ہے، مثلاً: اسماعیل نے احمد سے پانچ سو پاؤنڈ کا مال خریدا، اور یہ پانچ سو پاؤنڈ ایک مہینہ میں ادا کر دئے تو احمد اسماعیل کو ڈھائی پاؤنڈ یا پانچ پاؤنڈ واپس لوٹا دیتا ہے، تو ان روپیوں کا لینا اسماعیل کے لئے کیسا ہے؟ اگر جائز نہیں ہے تو احمد سے لے کر غریبوں میں وہ تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور غرباء میں تقسیم کی نیت سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ کیا یہ سود کے حکم میں ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر نا جائز کیوں ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... فقہ کی کتابوں میں اسے حط الثمن کہا گیا ہے، یعنی بائع اپنی خوشی سے مشتری سے جو قیمت متعین ہوئی ہو اس سے کم وصول کرتا ہے اور کچھ رقم لوٹا دیتا ہے، اور یہ جائز ہے اس کے لینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (ہدایہ:۳)

﴿۲۰۲۸﴾ اصل قیمت سے زیادہ قیمت پر مبیع بیچنا

سوال: یہاں کچھ سرکاری اور غیر سرکاری تجارتی کمپنیوں میں منیجر یا سیلز مین کو مبیع کی قیمت سے زیادہ قیمت دینی پڑتی ہے، مثلاً: مبیع کی قیمت ۱۰ روپے ہے لیکن سیلز مین یا منیجر ۱۲ روپے مانگتا ہے یا مبیع کی قلت ہو اور مشتری زیادہ ہوں تو بائع اس کی قیمت زیادہ کر دیتا ہے مثلاً: ۱۰ روپے والی شیٔ کے ۱۲ روپے کر دیتا ہے اور جو شخص زیادہ قیمت دے اسے وہ چیز مل

جاتی ہے، دوسروں کو آسانی سے وہ چیز نہیں ملتی، زیادہ قیمت دینی پڑتی ہے تو اس طرح کا معاملہ کرنا ازروئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

ایک شخص اس طرح ۱۰ روپے کی قیمت والی شئی کے ۱۲ روپے دے کر مول لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ۱۲ روپے دے کر خریدی ہے اور تجھے چاہئے تو میں ۱۳ میں دوں گا مجھے امید ہے کہ اس چیز کو میں ۱۴ روپے میں بھی بیچ سکتا ہوں، تو میرے لئے اس چیز کو ۱۳ روپے میں خریدنا کیسا ہے؟ یہاں کپڑے کی ایک مل ہے جو اس کا کپڑا صرف کپڑا سینے والے کارخانوں کو ہی فروخت کرتی ہے (ملک میں کپڑے کی قلت کی وجہ سے دوسرے تاجروں کو کپڑا نہیں دیتی، صرف کپڑا سینے والے کارخانوں کو اور سرکاری ہولسیل دکانوں کو ہی دیتی ہے) اب اگر یہ کارخانہ والے اس کپڑے کو لے کر دوسروں کو کپڑا بلا سلائی کے ہی بیچ دیں تو کیا یہ جائز ہے؟ یا کچھ کپڑا سئیں اور کچھ کپڑا بیچ دیں تو ایسا کرنا ازروئے شرع جائز ہے؟ سرکاری ہول سیل کی دکان سے بھی چھوٹے تجار کو کافی ہو سکے اتنا کپڑا نہیں ملتا، اور زائد رقم وہ اپنے جیب میں رکھ لیتے ہیں تو ازروئے شرع کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر یہ زائد رقم مبیع کی قیمت کے طور پر وصول کی جاتی ہے تو جائز ہے اور رشوت کے طور پر وصول کی جاتی ہے تو جائز نہیں، مل سے کپڑا سینے والے کارخانوں نے کپڑا خریدا تو اب اس کارخانے والوں کو اختیار ہے چاہے اس سے کپڑا سلائیں یا کچا کپڑا ہی بیچ دیں، اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۲۹﴾ حکومت کے متعینہ فی صد سے زیادہ منافع پر مبیع بیچنا

سوال: یہاں کی حکومت نے بیرون سے آنے والے مال پر تجار کے لئے منافع کا کچھ فی

صد متعین کر دیا ہے، اتنے منافع پر ہی وہ شئ فروخت کر سکتے ہیں اس سے زیادہ منافع نہیں لے سکتے، تو تاجروں کے لئے حکومت کے قاعدہ کے خلاف اس شئ پر متعینہ فی صد سے زیادہ منافع لینا کیسا ہے؟

بیرون سے آنے والے مال کی قلت ہونے کی وجہ سے چھوٹے تاجروں کو بڑے تجار سے متعینہ فی صد سے زیادہ نفع دے کر مال خریدنا پڑتا ہے اور یہ چھوٹے تاجر متعینہ فی صد پر ہی مال فروخت کریں تو انہیں گھاٹے کا خطرہ ہے اس لئے چھوٹے تاجر زیادہ نفع پر مال فروخت کرتے ہیں، بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے اور دوسری طرف ملکی اشیاء کی قلت کی وجہ سے ان کے نرخ اتنے زیادہ ہو چکے ہیں کہ ان کو خریدنے میں عوام پر زیادہ بوجھ پڑتا ہے تو حکومت کے متعینہ فی صد سے زیادہ منافع پر بیچنا بڑے تاجروں اور چھوٹے تاجروں کے لئے کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حکومت کے متعینہ فی صد سے زیادہ منافع پر مبیع نہیں بیچنی چاہئے، البتہ فریقین کچھ زائد منافع پر راضی ہوں اور ایسا کرنے سے عوام کی تنگی دور ہوتی ہو اور ضرورت پوری ہوتی ہو تو حرج نہیں ہے، جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۳۰﴾ ایک روپے کی شئ پانچ روپے میں بیچنا

سوال: شریعت میں بائع اپنی مبیع پر اپنی مرضی کے مطابق نفع لے سکتا ہے، اس مسئلہ سے تو سب واقف ہیں، لیکن موجودہ زمانہ میں اور آج کے حالات میں تاجر ایک روپے کی چیز پانچ روپے میں بیچ رہے ہیں، جس سے عوام بہت پریشان ہے اور سرکاری ملازمت کرنے والے حکومت کو تنخواہ کے اضافہ پر مجبور کرتے ہیں ایسی مجبوری کے وقت حکومت اور تاجر

دونوں مل کر نرخ متعین کرتے ہیں یا حکومت اپنی طرف سے ۲۰ فی صد نفع متعین کر دیتی ہے، اس کے بعد تاجروں کے لئے اس چیز پر ۵۰ فی صد یا ۶۰ فی صد نفع لینا کیا جائز کہلائے گا؟ اور ایک روپے کی شئ کو چار یا پانچ روپے میں بیچنا جائز کہلائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حکومت اور تاجروں کی آپس کی رضامندی سے ضروریات زندگی کی اشیاء کا نرخ اور اس پر متعینہ منافع کا مقرر کرنا اور اسی کے مطابق خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ متعینہ نرخ یا منافع سے زیادہ دو گنا یا تین گنا منافع لینا بے مروتی اور ظلم اور مخلوق کو پریشان کرنا ہے، اس لئے ایسی آمدنی پاکیزہ نہیں کہلائے گی، البتہ فروخت کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۳۱﴾ حکومت کے متعینہ شخص سے چھپ کر بیچی ہوئی مرغی کا خریدنا

سوال: حکومت نے کچھ ہریجنوں کو مرغیوں کے فارم بنا کر دئے ہیں اور ہر ہریجن کو مرغیوں کے کچھ بچے دئے ہیں اب یہ مرغیاں بڑی ہو گئی ہیں اور انڈے بھی دیتی ہیں تو حکومت کا ایک متعین کیا ہوا شخص ہر فارم سے مرغیاں اور انڈے حکومت کے متعینہ رقم سے ان سے وصول کرتا ہے، کبھی کبھی یہ ہریجن دس بارہ روپے لے کر اس آدمی سے چھپ کر مرغی باہر کسی دوسرے کو بیچ دیتے ہیں، تو ان ہریجنوں سے ایسی مرغی مول لینا اور اسے کھانا کیسا ہے؟ حکومت نے جن جن لوگوں کو مرغیاں دی ہیں ان کی مکمل ذمہ داری اس ہریجن کی ذاتی ہے اسے نفع ہو یا نقصان اس کا اپنا ذاتی سمجھا جاتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر ان مرغیوں کے مالک ہریجن ہی ہوں تو وہ اپنی ملکیت کی شئ جسے چاہیں بیچ سکتے ہیں، لہذا اس طرح کے خریدنے اور کھانے میں کچھ حرج

نہیں ہے، جائز ہے۔

﴿۲۰۳۲﴾ وکالت کا پیشہ

سوال: صوم وصلوۃ کے پابند اور تبلیغی جماعت کے شخص کے لئے وکالت کا پیشہ کرنا بہتر ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وکالت کا پیشہ جائز ہے، البتہ از راہ تقویٰ نہ کرنا بہتر ہے۔

﴿۲۰۳۳﴾ بیع میں ایسی شرط لگانا جس میں بائع کا کوئی فائدہ ہو

سوال: ایک شخص نے ۷۵۰ روپے میں بھینس خریدی اور یہ شرط لگائی کہ بھینس کے بچہ جننے کے وقت سے دو تین دن قبل لے جاؤں گا، تو بائع نے کہا کہ دو تین دن بعد لے جانا، اور مشتری نے اس شرط کو منظور کرلیا، اور روپے نہیں دیئے تھے، دو تین ہفتہ کے بعد روپے دینے کے تھے، حقیقت یہ ہے کہ جب بھینس نے بچہ جنا تو کسر رہ گئی جس کی وجہ سے پہلے بھینس آٹھ سیر دودھ دیتی تھی وہ اب چار سیر دودھ دینے لگی، تو اب سوال یہ ہے کہ اس طرح کا لین دین کا سودا صحیح ہوا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بیع میں ایسی شرط لگانا جس میں بائع کا کوئی فائدہ ہو تو ایسی شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، مذکورہ عقد میں جننے کے بعد لے جانے کی شرط ہے، اس لئے یہ عقد شرعاً صحیح نہیں کہلائے گا، فاسد کہلائے گا، لہذا اس عقد کو فسخ کر دینا فریقین کے لئے واجب ہے۔ (شامی، کتاب البیوع: ۱۶۷، ہدایہ: ۴)

﴿۲۰۳۴﴾ تاجر کی جانب سے بغیر کسی شرط کے گاہک کا انعام لینا جائز ہے

سوال: ہمارے یہاں کچھ تاجر اس طرح کرتے ہیں کہ کوئی چیز انعام میں رکھتے ہیں، مثلاً

کھانا، تیل یا کوئی دوسری چیز اور انعام میں رکھی ہوئی چیزوں کے متعلق لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ آپ اپنی رائے دیں کہ اس انعام میں رکھی ہوئی چیزوں میں کتنے آدمیوں نے حصّہ لیا ہے اور اس کے لئے ایک بکس بنایا جاتا ہے اور اس بکس میں لوگ اپنے خیال کے مطابق گنتی کر کے کارڈ پر اپنی رائے تحریر کر کے اس میں ڈالتے ہیں۔ مثلاً: کوئی شخص ۲۰۰/آدمیوں کی تحریر کرتا ہے تو کوئی اس سے زیادہ تو کوئی اس سے کم کی تحریر کرتا ہے۔

اس بکس کو کچھ دنوں کے بعد کھولا جاتا ہے پھر دیکھا جاتا ہے کہ جس نے زیادہ سے زیادہ گنتی لکھی ہو یا اس کے قریب ہو، مثلاً: ۱۹۸-۱۹۹ تو جو کارڈ بکس میں سے نکلتا ہو (اور اس گنتی کے قریب قریب ہو) تو اسے تیل کی بوتل دی جاتی ہے اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کو بھی تیل کی بوتل انعام میں ملتی ہے تو اس انعام کا لینا اسے استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورتِ مسئولہ میں تاجر کی جانب سے دیا گیا انعام لینا اور اسے استعمال کرنا جائز ہے؛ اس لئے کہ اس میں تاجر کی جانب سے جس کا جواب زیادہ صحیح ہے اسے انعام دیا جاتا ہے اور گاہک کی جانب سے کوئی رقم یا کوئی دوسری شرط نہیں ہوتی، اس لئے اگر اسی طرح انعام ملتا ہو تو اسے لینا اور دینا دونوں جائز ہے۔ (ہدایہ، شامی)

﴿۲۰۳۵﴾ شراب کی خالی بوتلوں کی بیع

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک شخص ہے جو پھل بیچ کر اپنے خاندان کا گذر چلاتا ہے، اس نے اس پیشہ کے ساتھ دوسری تجارت شروع کر دی، وہ لوگوں سے شراب کی خالی بوتلیں خریدتا ہے اور شراب بنانے والے تاجر کو فروخت کر دیتا ہے، وہ تاجر اس میں شراب بھر کر بیچتا ہے، تو اس شخص کے لئے شراب کی خالی بوتلوں کی تجارت حلال ہے یا حرام؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... خالی بوتل لوگوں سے خرید کر اس کمپنی کو بیچنا جو شراب بناتی ہو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق جائز ہے، اس لئے کہ بوتل خریدنے اور بیچنے میں کوئی خرابی نہیں ہے بوتل دوسری اشیاء بھرنے کے کام بھی آسکتی ہے، البتہ صاحبین اسے مکروہ قرار دیتے ہیں، اس لئے کہ اس میں تعاون علی الاثم ہے اور یہ شخص شراب بنانے والی کمپنی کو بوتل بیچ کر گناہ کے کام میں حصہ دار بن رہا ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ دوسری حلال کمائی ملتی ہو تو اس کام سے بچا جائے۔ (درمختار مع الشامی: ۲۵۰/۵)

﴿۲۰۳۶﴾ سودا فسخ ہونے پر بائع کا پیشگی (بیعانہ) واپس نہ کرنا

سوال: ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ جب کوئی سودا ہوتا ہے تو مشتری کچھ رقم پیشگی دے دیتا ہے، اور بقیہ رقم مبیع پر قبضہ کے وقت دیتا ہے، یہ پیشگی رقم اس لئے دی جاتی ہے تاکہ مشتری سودا کر کے بھاگ نہ جائے اور اپنی مبیع لینے کے لئے واپس آئے اب اتفاق سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پیشگی دینے کے بعد کسی وجہ سے سودا فسخ ہو جاتا ہے تو بائع پیشگی کی رقم واپس نہیں کرتا تو یہ پیشگی کی رقم بائع کے لئے لینا کیسا ہے؟ کیا یہ سود ہے یا ظلماً اپنے بھائی کا مال کھانا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سودا ہو جانے کے بعد پیشگی رقم دی جاتی ہے یہ ثمن ہی کا ایک حصہ ہے، اس لئے سودا فسخ ہونے پر وہ رقم واپس کر دینی چاہئے، اگر نہیں دی تو ناحق مال لینے کا گناہ ہوگا اور حرام کہلائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ۲۴/۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۳۷﴾ شراب میں ڈالے جانے والے کالے گڑ کی تجارت

سوال: بازار میں کالا گڑ ملتا ہے جو کھانے کے کسی کام میں نہیں آتا وہ صرف شراب وغیرہ

میں ڈالا جاتا ہے، ایسے کالے گڑ کی تجارت کرنا مسلمان کے لئے کیسا ہے؟ اس کی آمدنی طیب کہلائے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اس گڑ کا استعمال شراب کے علاوہ کسی اور جائز کام میں بھی ہوتا ہو اور کوئی مسلمان اس کی تجارت کرے تو یہ جائز کہلائے گا، اور اس کی آمدنی طیب کہلائے گی، اس کو فروخت کرنے کے بعد مشتری اسے کسی ناجائز کام مثلاً: شراب وغیرہ بنانے میں استعمال کرے تو اس کی ذمہ داری مشتری کی رہے گی، بائع کی نہیں۔

اور اگر یہ کالا گڑ صرف شراب بنانے میں ہی استعمال ہوتا ہے تو اس کی تجارت کرنا گناہ کے کام میں مدد کرنے کے برابر ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔

﴿۲۰۳۸﴾ تر لکڑے کا وزن کر کے گٹھر بنا دیا اب خشک ہونے پر اسی وزن سے اسے بیچنا

سوال: ایک شخص لکڑے کٹواتا ہے، اور جب لکڑے کٹ جاتے ہیں تو یہ شخص دس دس کلو کے یا بیس بیس کلو کے گٹھر بنواتا ہے، اور لکڑا بیچتے وقت اس گٹھر کا وزن نہیں کرتا، کاٹنے کے بعد گٹھر بناتے وقت اس کا جو وزن تھا اسی وزن سے بیچتا ہے، تو اس کا اس طرح بیچنا صحیح ہے؟ ظاہری بات ہے کہ لکڑے کے خشک ہونے پر اس کا وزن کم ہو جاتا ہے، تو گٹھر بناتے وقت اس کا جو وزن تھا بیچتے وقت اس کا وہ وزن نہیں رہتا، تو کیا یہ معاملہ صحیح ہوا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر لکڑے کو وزن سے بیچا ہے تو جتنے وزن کے لکڑے ہونگے اتنی ہی قیمت کا بائع حقدار ہوگا اور جتنا وزن کم ہوگا اتنی قیمت بھی کم ہو جائے گی۔

مثلاً: سو من لکڑے سو روپے میں فروخت کئے اور وزن کرنے پر وہ پچاسی (۸۵) من ہی نکلے تو مشتری کو صرف پچاسی (۸۵) روپے ہی ادا کرنے ہوں گے۔ البتہ اگر لکڑے کو گٹھر

کے بھاؤ سے بیچا ہے، کہ ایک گٹھر دس روپے کا تو اب اگر اس میں دس کلو سے کم بھی نکلا تو بھی جائز کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۳۹﴾ حط الثمن کا حقدار کون؟

سوال: احمد نے ایک ہزار روپے میں محمد سے کار خریدی، احمد اس کے دوست سلیمان کو کہتا ہے کہ میری طرف سے تو محمد کو روپے دے تو سلیمان نے روپے دئے یہ ایک ہزار روپے ادا کرتے وقت بائع محمد سو روپے واپس کر دیتا ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ اس سو روپے کا حقدار کون ہے؟ احمد ہے یا سلیمان؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... کار کی قیمت مقرر کر کے اسے بیچ دی، جو قیمت متعین ہوئی اتنی ہی رقم مشتری کو ادا کرنا ضروری ہے، اب مشتری کے حکم سے اگر کوئی دوسرا شخص یہ رقم ادا کر دے تو یہ بھی جائز ہے، اور بائع متعینہ قیمت میں سے کچھ کم کر دے اور کچھ حصہ ثمن کا واپس لوٹا دے تو یہ اصل قیمت ہی سے کم سمجھی جائے گی جسے فقہ کی کتابوں میں حط الثمن کہا گیا ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں سلیمان نے احمد کے حکم سے ثمن ادا کیا ہے تو اس نے ثمن میں جتنے روپے دئے ہیں اتنے ہی روپے وہ احمد سے لینے کا حقدار ہے، احمد سے پوری رقم لینا اور حط الثمن اپنے پاس رکھ لینا یہ قرض دے کر اس سے فائدہ اٹھانے کے حکم میں ہے اس لئے سود ہے۔ (امداد الفتاویٰ:۲)

﴿۲۰۴۰﴾ بیعانہ دینے کے بعد مبیع دوسرے کسی کو بیچنا

سوال: مندرجہ ذیل تفصیل کو مد نظر رکھتے ہوئے مذکورہ مسئلہ میں شرعی حکم کتاب و سنت کے

حوالہ سے بتا کر مہربانی فرمائیں۔

ہماری جماعت سنی مسلم جماعت نے ایک زمین ستر (۷۰) ہزار روپے میں خریدی، اور بیعانہ پانچ ہزار روپے فوراً دے کر سودا پکا کرلیا، بقیہ رقم ایک سال کے اندر ادا کرنے کی مہلت دی گئی، اور پوری رقم ادا کرنے پر پکا دستاویز بنانا طے ہوا، اس سودے کے کچھ دنوں بعد سنی مسلم جماعت نے دس ہزار روپے بائع کو دے کر اس سے رسید بھی لے لی۔

اس سودے کی اطلاع جماعت کے ایک بڑے رئیس کو ہوئی تو اس نے بائع کے پاس جا کر جماعت کے دو تین افراد کو درمیان میں رکھ کر تقریباً ایک لاکھ سے بھی زیادہ روپے دے کر زمین خرید لی اور پکا دستاویز بھی کروالیا، اور اسٹامپ ڈیوٹی بچانے کے لئے سرکاری دستاویز پچاس ہزار کا بنوایا، تو پوچھنا یہ ہے کہ

(۱) اولاً جماعت نے ستر (۷۰) ہزار روپے میں وہ زمین خریدی تھی تو وہ عقد صحیح ہو گیا تھا یا نہیں؟ (۲) مالک نے وہ زمین بیچ دی تھی پھر بھی وہی زمین دوسرے کو فروخت کردی تو یہ دوسری مرتبہ کا بیع کرنا شرعی حکم کے مطابق صحیح ہوا یا نہیں؟ (۳) اول والی بیع صحیح ہو چکی ہے اس کا علم ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص وہی چیز دوسرے کسی کو بیچ دے تو ایسے شخص کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟ (۴) مذکور بیعانہ دینے کی اطلاع ہونے کے باوجود کوئی شخص طمع اور لالچ دے کر ظلم و زیادتی کر کے وہ زمین خرید لے تو ایسے شخص کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... (۱) بائع اور مشتری نے اپنی مرضی سے ایک قیمت متعین کر کے مبیع کا ایجاب وقبول کرلیا اور ثمن کے ایک حصہ کے طور پر پیشگی بھی ادا کردی اور

بقیہ رقم کے لئے مہلت متعین کردی تو یہ عقد صحیح ہو گیا اور زمین کی ملکیت مشتری یعنی سنی مسلم جماعت کی ہوگئی۔(۲) اول والی بیع صحیح ہوگئی اس لئے اس زمین میں بائع کو تصرف کا اختیار نہیں رہتا، اس کے باوجود وہ تصرف کرے گا تو ایسی بیع ''بیع فضولی'' کے حکم میں سمجھی جائے گی، یعنی: جماعت اس بیع کو منظور نہ کرے تو وہ بیع رد و باطل سمجھی جائے گی، اور وہ زمین بدستور جماعت کی ملکیت ہی رہے گی۔

(۳) اول والی بیع صحیح ہو چکی ہے اس کا علم ہونے کے باوجود اس شخص نے وہ زمین ابھی بھی اسی کی ملک ہے یہ کہہ کر اسے فروخت کردی تو اسے دھوکہ دہی کا گناہ ہوگا۔(۴) اور مشتری کو علم ہو کہ اس کا سودا ہو چکا ہے اور اب اسے اس زمین میں کوئی اختیار نہیں ہے اس کے باوجود اس نے نیا سودا کیا تو یہ سودا بھی گناہ سے خالی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۴۱﴾ درخت پر لگے ہوئے آم کی بیع

سوال: آم کے درخت پر آم آ چکے ہیں لیکن وہ ابھی پکے نہیں ہیں، کچے ہیں، اسی حالت میں ایک شخص ان کو خریدتا ہے اور جب آم پکنے کے قریب ہو جاتے ہیں اس وقت درخت پر سے اتارتا ہے تو اس طرح کچے آم درخت پر لگے ہوئے ہونے کی حالت میں خریدنا اور پکنے تک درخت پر رہنے دینا کیسا ہے؟ اگر یہ صورت ناجائز ہے تو اس سودے کی جائز صورت کیا ہے؟ آم کے درخت پر آم کی بیع تخمینہ سے ہوتی ہے تو تخمینہ سے درخت پر لگے ہوئے آم کی بیع وشراء جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آم کے درخت پر آم آ چکے ہیں لیکن ابھی پکے نہیں ہیں، کچے ہیں اس سے قبل ان کی بیع کردی جائے تو یہ جائز ہے، اور پکنے تک درخت پر لگے

رہنے دینے کی شرط کی ہو جیسا کہ فی زماننا اس کا رواج ہے تو امام محمدؒ کے قول کے مطابق یہ جائز ہے۔ (شامی، درمختار) آم کے درخت پر آم بائع اور مشتری کی نظروں کے سامنے ہوتے ہیں اس لئے تخمینہ سے جہالت نہیں رہتی، اور ایسی بیع جائز کہلائے گی۔

﴿۲۰۴۲﴾ بکی ہوئی بھینس کو مشتری کا نہ لے جانا

سوال: میری ایک بھینس بچہ جننے والی تھی، وہ بھینس میں نے اپنے دوست ابراہیم کو سات سو اکاون (۷۵۱) روپے متعین کر کے بیچ دی، اس نے یہ بھی کہا کہ اس کے بچہ جننے کے پانچ دن قبل میں اسے لے جاؤں گا، میں نے یہ بات منظور کر لی اور کہا ٹھیک ہے، اس وقت لے جانا اور اگر اس درمیان جنے گی تو مجھے دودھ بھی ملے گا، اتفاق سے بھینس نے میرے گھر ہی بچہ جنا، اور بچہ ٹیڑھا ہونے کے سبب مرا ہوا ہی کھینچ ڈالنا پڑا، اس سے قبل جب بھینس نے بچہ جنا تھا تو اندازاً سات سے آٹھ سیر دودھ دیتی تھی، اس مرتبہ بچہ کھینچ ڈالنے کے سبب تین سے پانچ سیر دودھ ہی دیتی ہے، بھینس کی طبیعت ٹھیک ہے، تو اس صورت میں ابراہیم بھائی کو بھینس لے جانا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر لے جاوے تو متعین کی ہوئی قیمت پر لے جاوے یا کم اور زیادہ بھی دے سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... آپ نے اپنی بھینس سات سو اکاون روپے میں فروخت کر دی اور ابراہیم بھائی نے اسے خرید لیا تو بیع منعقد ہو گئی، لہذا اب متعینہ قیمت پر بھینس لے جانا ابراہیم بھائی کے لئے ضروری ہے۔ بیچتے وقت سات سے آٹھ سیر دودھ دیتی ہے ایسا کہہ کر بیچا ہو تو جواب بدل جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۴۳﴾ وکیل کا زیادہ قیمت بتا کر منافع کمانا

سوال: ایک شخص بمبئی میں رہتا ہے، اس سے میں نے قرآن شریف اور کتابیں وغیرہ منگوائیں، اس نے قرآن اور کتابوں پر سے مطبوعہ قیمت مٹا دی اور زیادہ قیمت لکھ کر اپنا منافع ملا کر مجھ سے زیادہ رقم وصول کی، تو اس کا یہ زائد رقم لینا کیسا ہے؟ کیا یہ شخص گنہگار رہوا یا نہیں؟ اور یہ کونسا گناہ ہوا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب آپ نے اس شخص کو قرآن شریف خریدنے کے لئے وکیل بنایا تھا تو اب وہ شخص آپ (یعنی مؤکل) سے خریدی ہوئی قیمت سے زیادہ رقم نہیں لے سکتا، اس کا یہ زائد رقم لینا حرام کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۴۴﴾ وکیل کا مؤکل سے نفع لینا

سوال: زید سفر میں جا رہا ہے تو بکر نے زید کو پچاس روپے دیئے اور اس سے کوئی چیز منگوائی، زید وہ چیز لے آیا تو کیا اب زید کے لئے خریدی ہوئی قیمت ہی پر وہ شئ بکر کو دینا ضروری ہے یا وہ کچھ منافع شامل کر کے بھی بکر کو دے سکتا ہے؟

دوسری صورت یہ ہے کہ بکر نے زید کو روپے نہیں دیئے، صرف زید سے کہہ دیا ہے کہ میرے لئے فلاں چیز لے آنا، زید اپنی ذمہ داری پر وہ چیز لے آتا ہے، تو کیا اب اس چیز پر زید بکر سے نفع لے سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں زید نے بکر کو وہ شئ خریدنے کا وکیل بنایا ہے، اس لئے زید اس شئ پر دلالی یا نفع نہیں لے سکتا، یہ اس کی طرف سے تبرع اور احسان کہلائے گا۔ (شامی، ہدایہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۴۵﴾ نقد میں کم قیمت اور ادھار میں زیادہ قیمت بتا کر بیچنا

سوال: ایک دکاندار ہے وہ مال نقد اور ادھار دونوں طرح دیتا ہے، اور شروع عقد میں ہی کہہ دیتا ہے کہ بیس من جو نقد لو تو بیس روپے میں اور ادھار لو تو تیس روپے میں، نقد اور ادھار کا بھاؤ الگ الگ بتاتا ہے، حالانکہ بازار کا بھاؤ بیس روپے ہی ہیں تو کیا اس طرح بیچنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نقد میں کم قیمت اور ادھار میں زیادہ قیمت بتا کر بیچنا جائز ہے، البتہ عقد ختم ہونے سے قبل یہ طے ہو جانا چاہئے کہ یہ معاملہ نقد ہے یا ادھار اور قیمت مقرر ہو جانی چاہئے اس میں جہالت باقی نہ رہے، البتہ اس میں خریدار کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا ہے اس لئے مروت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ کہلائے گا۔

تاہم ایجاب وقبول کے وقت یہ معاملہ ادھار ہے یا نقد اور اس کی قیمت کیا ہوگی یہ مقرر کر لیا جائے تو یہ جائز کہلائے گا، اور اگر عقد ختم ہونے تک یہ طے نہیں کیا کہ یہ معاملہ ادھار ہے یا نقد اور اس کی قیمت کیا ہوگی؟ تو یہ بیع فاسد کہلائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری، امداد الفتاویٰ: ۳، فتاویٰ دار العلوم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۴۶﴾ غریب اور مالدار کو جدا جدا بھاؤ سے بیچنا

سوال: میں ایک تاجر ہوں، غلہ، ضروریات زندگی کی اشیاء، تیل وغیرہ بیچتا ہوں، میرے پاس کوئی سامان خریدنے کے لئے آتا ہے تو وہ اگر غریب ہوتا ہے یعنی جس کے پاس زمین یا رہنے کے لئے مکان نہیں ہے تو ایسے لوگوں کو میں ایک روپے پر ایک نئے پیسے کا نفع لے کر سامان بیچتا ہوں، اور اگر درمیانی طبقہ کے لوگ سامان لینے آتے ہیں یعنی جن کے پاس

رہنے کا گھر اور پانچ چھ ایکڑ زمین ہیں تو میں ان کو ایک روپے پر پانچ پیسے کے نفع سے مال بیچتا ہوں، اور اگر مالدار شخص مجھ سے مال خرید تا ہے تو میں اسے ایک روپے پر دس پیسے کے نفع سے مال بیچتا ہوں، تو میرا یہ بیچنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بائع کو اپنے مال پر پورا اختیار ہے وہ اس شئ کا مالک ہے وہ اسے اصل قیمت پر بیچنا چاہے تو بھی بیچ سکتا ہے اور اس پر کچھ نفع بڑھا کر بیچنا چاہے تو بھی بیچ سکتا ہے، لہذا صورت مسئولہ میں مال پر نفع لینے کے جو درجے بتائے گئے ہیں ان میں خریدنے والے کو یہ کہہ کر بیچا جاتا ہو کہ اگر تو غریب ہے تو یہ قیمت اور درمیانی طبقہ کا ہو تو یہ قیمت اور مالدار ہو تو یہ قیمت، تو اس طریقہ سے بیچنے میں جہالت ہے اور یہ طریقہ مفضی الی النزاع ہے اس لئے یہ بیع فاسد کہلائے گی، البتہ اگر بائع مشتری کی حالت سے واقف ہو یا مشتری سے اس کی حالت معلوم کر کے اسے کوئی متعینہ قیمت پر مال بیچا جائے تو یہ صورت جائز کہلائیگی، اس میں کچھ حرج نہیں ہے، مثلاً: کوئی مالدار شخص ایک روپے کی چیز خریدنے کے لئے آیا تو اسے اس کی قیمت ایک روپے دس پیسے بتائی اور اس نے خرید لی تو اس طریقہ سے خریدنا اور بیچنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۴۷﴾ مدت خریداری کے ختم ہونے کے بعد آنے والے رسالہ کا زر تعاون

سوال: اخبار اور ماہانہ رسائل جو آتے ہیں، تو مدت خریداری کے ختم ہونے کے بعد بھی وہ لوگ اخبار یا رسالہ گھر بھیج دیتے ہیں، اگر انہیں لکھ دیا جائے کہ اب ہمیں آپ کا اخبار یا رسالہ مت بھیجنا تو بھی وہ بھیجتے رہیں تو ایسے رسالہ اور اخبار کی قیمت مرسل الیہ پر واجب ہوتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اخبار ورسائل کے دفتر کے ذمہ دار کو ایک مرتبہ لکھ دیا کہ اب ہمیں آپ کا رسالہ یا اخبار مت بھیجنا، اور انہیں بھی اس کی اطلاع ہوگئی، اس کے باوجود وہ اگر بھیجیں تو اس کی قیمت دینا ہم پر ضروری نہیں ہے، لیکن ہمیں وصول کئے بغیر واپس کر دینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۴۸﴾ بھیک میں ملنے والا غلہ خریدنا، کھانا، بیچنا

سوال: بھیک میں ملا ہوا غلہ جو فقراء اور ضرورتمند لوگ لوگوں سے مانگ کر لاتے ہیں اس کا خریدنا اور مول لے کر کھانا یا بیچنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بھیک میں ملنے والا غلہ بھیک لینے والے کے لئے عطیہ ہے اور اس پر قبضہ کر لینے سے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اب اس سے اس غلہ وغیرہ کا خریدنا اور مول لے کر بیچنا وغیرہ جائز ہے۔ البتہ جس کے پاس ضروریات زندگی کی اشیاء موجود ہوں ایسے شخص کے لئے بھیک مانگنا اور بھیک مانگنے کو اپنا پیشہ بنا لینا حرام ہے، ایسے شخص کی حقیقت حال کا علم ہو تو دینے والے کے لئے بھی ایسوں کو دینا جائز نہیں ہے، البتہ دینے والا بخوشی کچھ دے تو لینے والا اس کا مالک بن جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخصوں کے لئے سوال کو جائز بتایا ہے:

(۱) وہ شخص جس پر قرض کا بوجھ بڑھ گیا ہو، تو وہ اپنے قرضہ کی ادائے گی کے لئے بھی کسی سے سوال کر سکتا ہے۔ (۲) جس شخص کا مال کسی حادثہ میں یا آسمانی یا سلطانی آفت میں ہلاک ہو گیا ہو اس کے لئے سوال کرنا جائز ہے۔ (۳) جو شخص بھوک سے لاچار ہو گیا ہو اور قوم کے تین سمجھدار لوگ گواہی دیں کہ وہ شخص بھوک سے لاچار ہو چکا ہے تو اس کے لئے

سوال کرنا جائز ہے۔

جس شخص نے بھیک مانگنے کو اپنا پیشہ بنالیا ہو ایسوں سے بھیک میں لیا ہوا غلہ وغیرہ خریدنا بہتر نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۴۹﴾ شراب بنانے والے کو گڑ اور کشمش بیچنا

سوال: ہمارے یہاں ایک بڑی بستی جنگلی بھیلوں کی ہے، وہ لوگ شراب کے عادی ہیں، یہاں کے دکاندار زیادہ تر مسلمان ہیں یہ بھیل لوگ ان مسلمان دکانداروں سے گڑ اور کشمش خرید کر لے جاتے ہیں اور گھر جا کر اس کی شراب بناتے ہیں، تو ان بھیلوں کو گڑ اور کشمش بیچنا مسلمانوں کے لئے کیسا ہے؟ ایک مولانا صاحب یہاں آئے تھے انہوں نے اس بیچنے کو ناجائز بتایا تھا، تو برائے کرم آپ بتائیں کہ ان مسلمانوں کے لئے ان بھیلوں کو گڑ اور کشمش بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... گڑ اور کشمش بیچنا جائز ہے، اور ان چیزوں کا استعمال زیادہ تر جائز کاموں میں ہوتا ہے لہذا چند لوگ اسے ناجائز کام میں استعمال کریں تو اس کا وبال ان کے سر رہے گا، بائع کے سر نہیں آئے گا۔ یہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص کھجور اور ہرے انگور خرید کر اس سے شراب بناوے تو اس سے کھجور یا انگور کی تجارت حرام نہیں ہو جاتی، اسی طرح کچھ لوگوں کے گڑ اور کشمش سے شراب بنانے سے اس کی تجارت بھی حرام نہیں ہوگی، بشرطیکہ وہ گڑ دوسرے کاموں کے لئے قابل استعمال ہو۔ (شامی)

﴿۲۰۵۰﴾ حرام جانوروں کے چمڑے اور چربی کے تیل کی بیع

سوال: وہ چیر پھاڑ کر کھانے والے درندے جن کا گوشت کھانا شریعت نے حرام بتایا ہے

ان کا شکار کر کے ان کو ذبح کرنے کے بعد ان کی چربی نکال کر اس کا تیل بنایا جاوے اور چمڑا اتار لیا جاوے، تو اب اس تیل اور چمڑے کا بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ان درندوں کو ذبح کرنے سے ان کا گوشت تو حلال نہیں ہوگا البتہ اس کا چمڑا اور چربی پاک ہو جانے کی وجہ سے چمڑا اتار کر اور چربی کا تیل بنا کر اسے بیچنا جائز کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۵۱﴾ مردار جانور کے چمڑے اور چربی کے تیل کی بیع

سوال: میں نے ایک درندہ کا شکار کیا، مثلاً: باگھ یا بھیڑیا وغیرہ، جب اس نے دم توڑ دیا تو اب اس کا چمڑا اتار کر بیچنا اور اس کی چربی کا تیل نکال کر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... صورت مسئولہ میں چمڑے کو دباغت دینے سے قبل بیچنا جائز نہیں ہے، دباغت دینے کے بعد اس سے فائدہ اٹھانا اور اسے بیچنا جائز ہے۔ مردار جانور کی چربی ناپاک ہے اس لئے اس کا تیل نکالنا اور بیچنا جائز نہیں ہے۔

﴿۲۰۵۲﴾ بیع پر بینہ نہیں ہے تو زمین کا مالک کون سمجھا جائے گا؟

سوال: انگریز سرکار نے مگن (ایک شخص کا نام) کو زمین انعام میں دی تھی، مگن کبھی زمین کاشت کرنے نہیں آیا، اس نے یہ زمین محمد کے سپرد کر دی، اور سالوں سے محمد ہی یہ زمین کاشت کرتا تھا، جب ہندوستان آزاد ہوا اور نیا قاعدہ عمل میں آیا، اس قاعدہ کی وجہ سے مگن کی زمین کا مالک محمد ہو گیا، اور مگن کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، مگن کو اس کی قسط مل جاوے تو وہ خوش ہے، محمد قسطیں مکمل کرنے سے قبل انتقال کر گیا، اس کا لڑکا اسحاق غریب ہے، اس نے ایک دوسرے شخص احمد کو کہا کہ میرے بجائے تو قسطیں مکمل کر دے اور زمین

میں کاشت کیا کر، احمد نے تمام قسطیں مکمل کردیں اور آج تک زمین میں کاشت کرتا رہا، لیکن زمین احمد کے نام پر نہ ہوسکی، اور اسحاق کے نام پر ہی رہی، اب اسحاق کے انتقال کر جانے کے بعد مذکورہ زمین اسحاق کے ورثاء کی ہوگئی۔

احمد کہتا ہے کہ میں نے یہ زمین تمہارے مورث اسحاق سے مول لی تھی، لیکن سرکاری قاعدہ کی وجہ سے وہ میرے نام نہ ہوسکی، اس لئے زمین کی ملکیت میری ہے، اور اسحاق کے ورثاء کہتے ہیں کہ زمین ہمارے نام پر ہے اس لئے ہماری ہے اور تم نے جو روپے قسطوں میں ادا کئے ہیں وہ ہم سے وصول کرلو۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ......

(۱) اس زمین کا مالک کون ہے؟ اسحاق کے ورثاء یا احمد، کہ جس نے قسطیں ادا کی ہیں۔(۲) سرکاری قانون کے مطابق وہ زمین احمد کے نام پر نہیں ہوسکتی، تو اب اس کا کیا کیا جائے؟(۳) اسحاق کے ورثاء احمد کو اس زمین میں پیر نہ رکھنے دیں یا احمد کے ورثاء کو اس زمین پر قدم نہ رکھنے دے، اور سرکاری قانون اسحاق کے ورثاء کو حق بجانب سمجھتا ہے تو ان حالات میں کیا کیا جائے؟(۴) مذکورہ زمین ورثاء کے نام ہی پر رہے اور قسطیں ادا کرنے والا اس پر کاشت کاری کرتا رہے، ایسا کب تک ہوسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں کچھ ضروری باتوں کا خلاصہ کرنا چاہئے تھا جو نہیں کیا ہے، اس لئے سوال نامکمل ہے، تاہم جتنی وضاحت کی گئی ہے اس کے پیش نظر جواب یہ ہے کہ:

انگریز سرکار نے زمین مگن کو انعام میں دی تھی اور مگن نے اس پر قبضہ کرلیا تھا اس لئے وہ زمین مگن کی ہوگئی۔ اب مگن نے وہ زمین کاشت کے لئے محمد کو دی اور نئے قانون کی وجہ

سے کہ جو مالک زمین میں کاشت نہ کرتا ہوتو اس زمین سے اس کی ملکیت کا حق ختم ہو جاتا ہے اور کاشتکار اس زمین کا مالک بن جاتا ہے اور قسطیں مقرر کر لی جاتی ہیں اس زمین سے مگن کی ملکیت کا حق اٹھالیا گیا اور قسطیں مقرر کر لی گئیں اور مگن اس پر راضی بھی تھا تو محمد اس زمین کا مالک بن جائے گا۔ اب قسطیں مکمل کرنے سے قبل محمد کا انتقال ہو گیا، تو اب وہ قسطیں قرض ہو گئیں، اس لئے محمد کے مال سے اولاً اس کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔

اب اسحاق محمد نے قسطیں ادا نہیں کی اور احمد سے کہا کہ تو قسطیں ادا کر دے اور کاشت کیا کر، تو صرف اتنا کہنے سے زمین احمد کی ملک نہیں ہوتی، احمد نے اگر زمین مول لی تھی تو بیع پر کوئی بینہ یا گواہ کا ہونا ضروری ہے، جس کی بنیاد پر فیصلہ کیا جا سکے۔ فی الحال یہ زمین اسحاق کے ورثاء کی سمجھی جائے گی، اور احمد نے جتنی قسطیں ادا کی ہیں ان قسطوں کے روپے احمد وصول کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۵۳﴾ ادارہ کی رقم پر بینک قبضہ کرلے تو متولی ذمہ دار ہوگا؟

سوال: (۱) کوئی ادارہ یا کمیٹی چندہ میں آئی ہوئی رقم اس بینک میں جس میں سودی کاروبار نہ ہوتا ہو صرف روپیوں کی لین دین ہوتی ہو، رکھ سکتی ہے؟ (۲) اسی طرح مسجد یا مدرسہ کے متولیان مسجد، مدرسہ کے روپے مسلم فنڈ میں رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ یہاں یہ بات بھی خیال رہے کہ مدرسہ کی کچھ رقم زکوۃ کی ہوتی ہے تو کیا ایسی رقم رکھ سکتے ہیں؟ (۳) اگر کسی وجہ سے بینک مقروض ہو جائے یا حکومت اسے اپنی نگرانی میں لے لے اور بینک رقم واپس نہ دے یعنی کسی وجہ سے رقم بینک میں پھنس گئی اور اب واپس آنے کی امید نہیں ہے تو اس صورت میں خزانچی یا کمیٹی کے ذمہ دار یا مہتمم اس رقم کے ذمہ دار کہلائیں گے؟ کیا انہیں وہ رقم ادارہ

کو واپس کرنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر یہ رقم جن کی ہوان کی اجازت سے یا وقف ہوتو متولیان کی اجازت سے خزانچی نے بنیت حفاظت بینک میں رکھی ہواوراب وہ رقم پھنس گئی اور واپس آنے کی امید نہ رہی تو چونکہ خزانچی کی حیثیت امین کی ہے اور اس میں وہ قصوروار نہیں ہے اس لئے وہ ماخوذ نہیں ہوگا، اور اسے وہ رقم واپس لوٹانا ضروری نہیں ہے۔

﴿۲۰۵۴﴾ ادھار معاملہ میں قیمت کا زیادہ مقرر کرنا

سوال: میری دکان میں مختلف اشیاء بیچی جاتی ہیں، مثلاً: ایک شئ ہے جس کی قیمت ایک روپیہ ہے، اب گاہک وہ شئ خریدنے آتا ہے تو میں شروع میں اس سے پوچھ لیتا ہوں کہ آپ نقد خریدیں گے یا ادھار، وہ کہتا ہے کہ ادھار تو میں شروع ہی میں اس شئ کی قیمت اسے ایک روپیہ دس پیسہ بتاتا ہوں، تو اس طرح بیچنا میرے لئے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بیع کرتے وقت قیمت متعین ہونی چاہئے، قیمت میں جہالت ہو تو اس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، لہذا بیع کرتے وقت قیمت متعین کرلی جائے تو بلاتردد یہ معاملہ جائز اور درست کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۵۵﴾ مہنگے بھاؤ میں بیچنا

سوال: یہاں بازار میں مختلف دکانیں ہیں، میری بھی دکان ہے، کچھ دکانوں میں وہی چیز جو میری دکان میں بھی ہوتی ہے میرے بھاؤ سے کم قیمت پر ملتی ہے، تو میرے لئے اس چیز کو مہنگے بھاؤ میں بیچنا ازروئے شرع کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر لوگوں کو اس چیز کی تنگی نہ ہو اور وہ دوسری دکان سے

خریدنے میں مختار ہوں تو اس طرح زیادہ بھاؤ میں وہ چیز بیچنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿٢٠٥٦﴾ برتن کی تجارت میں کم اور زیادہ بھاؤ لینا

سوال: میری دکان میں برتن بکتے ہیں، اس میں کسی گاہک سے زیادہ نفع لیتے ہیں اور کسی گاہک سے کم نفع لیتے ہیں اور کسی کو اصل قیمت میں بغیر نفع کے دینا پڑتا ہے، یعنی ایک قیمت سب کے لئے نہیں ہوتی، تو کیا اس طرح تجارت کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... برتن کی تجارت میں نفع اپنی مرضی کے مطابق کم اور زیادہ لینا جائز ہے، دھوکہ دہی سے بچتے ہوئے نفع کے ساتھ قیمت متعین کر کے تجارت کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿٢٠٥٧﴾ ادھار میں زیادہ اور نقد میں کم قیمت لینا

سوال: ہم تاجر ہیں، ادھار اور نقد دونوں طرح مال بیچتے ہیں، ادھار میں قیمت زیادہ ہوتی ہے اور نقد میں کم ہوتی ہے تو اس طرح ادھار میں زیادہ اور نقد میں کم قیمت لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......عقد نقد ہو گا یا ادھار پہلے طے کر کے پھر بھاؤ اور سودا کیا جائے تو یہ جائز ہے، اگر معاملہ نقد ہو گا یا ادھار یہ طے نہیں ہوا اور اس طرح قیمت بتائی کہ نقد ہو تو اتنی قیمت اور ادھار ہو تو اتنی قیمت اور مشتری نے کہا میں نے خرید لیا تو اس میں ثمن مجہول ہے، اس لئے بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿٢٠٥٨﴾ وکیل کا کمیشن لینا

سوال: میرے ایک محسن معین بھائی میری تنخواہ کے بھی ذمہ دار ہیں، انہوں نے ایک کتب خانہ شروع کیا ہے، اس میں فروخت کے لئے بک ڈپو سے قرآن مجید وغیرہ میں منگاتا

ہوں، اب کتب خانہ والوں نے مجھے کہا کہ اگر میں چاہوں تو وہ اس خرید بل میں کمیشن کاٹنے کے بجائے کمیشن کے روپے میرے والدین کو دیں، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ جب بل کے روپے کتب خانہ کا مالک ادا کرتا ہے تو میرے لئے اس کمیشن کے روپے لینا جائز ہے یا نہیں؟ میں تو ان کے کہنے پر صرف آرڈر لکھوا دیتا ہوں، اور دوسری بات یہ کہ بک ڈپو والے کمیشن کے روپے میرے والدین کو دینے کا کہتے ہیں اور اس کی اطلاع بل ادا کرنے والے کو ہوتی بھی نہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: اس طرح آپ کے لئے کمیشن لینا جائز نہیں ہے۔

﴿۲۰۵۹﴾ وکیل کا آمر سے زیادہ قیمت لینا

سوال: زید تاجر نہیں ہے اور تجارت بھی نہیں کرتا، البتہ اس کے پاس کوئی شخص کوئی چیز منگواتا ہے تو زید اس کی خرید قیمت پر دو پانچ روپے بڑھا کر طلب کرنے والے کو لا دیتا ہے، اور یہ دو پانچ روپے زید خود رکھ لیتا ہے، تو یہ زائد رقم زید کے لئے رکھنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زید مذکور چیز خریدنے کے لئے وکیل ہے، اس لئے زید کا اس چیز کو خریدنا آمر کی طرف سے خریدنے کے حکم میں ہے، اس لئے جتنی قیمت میں خریدا ہوا تنی ہی قیمت آمر سے وصول کرسکتا ہے، اس سے زیادہ نفع سمجھ کر لینا اور اپنے پاس رکھ لینا جائز نہیں ہے۔ (جوہرہ: ۳۷۱)

﴿۲۰۶۰﴾ رشتہ دار بذریعہ خط کوئی چیز منگوائیں اس پر نفع چڑھا کر بیچنا

سوال: میں شہر میں رہتا ہوں میرے کچھ رشتہ دار گاؤں میں رہتے ہیں، انہیں شہر کی کسی چیز

کی ضرورت ہوتی ہے جو گاؤں میں نہیں ملتی اور میرے شہر میں ملتی ہو تو وہ خط لکھ کر مجھ سے وہ چیز منگواتے ہیں، میرے تعلقات تاجروں سے اچھے ہیں اس بنا پر تاجر حضرات مجھے وہ چیز بازار کے بھاؤ سے پانچ دس روپیہ کم میں دیتے ہیں، لیکن میں وہ چیز میرے رشتہ دار کو بازار کے بھاؤ میں ہی دیتا ہوں، اس میں مجھے پانچ دس روپیہ نفع ہو جاتا ہے، مثلاً: پندرہ روپے کی چیز مجھے تاجر دس روپے میں دیتا ہے اور میں اپنے رشتہ دار کو وہی چیز پندرہ روپے میں دیتا ہوں، تو میرے لئے یہ پانچ دس روپیہ رکھ لینا جائز ہے؟ کیا یہ دھوکہ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... آپ کے رشتہ دار نے کسی چیز کے خریدنے کے لئے آپ کو خط لکھا اور خط میں اس چیز کی پوری کیفیت بیان کر دی تو اس نے اس چیز کے خریدنے کے لئے آپ کو وکیل بنایا ہے اس لئے بائع نے آپ سے اس چیز کی جو قیمت لی ہو آپ اتنی ہی رقم اپنے رشتہ دار سے لینے کے مجاز ہوں گے، خرید قیمت سے زیادہ روپے لینا آپ کے لئے جائز نہیں ہیں، اور وہ رقم حلال نہیں کہلائے گی۔ (عالمگیری: ۵۶۱/۳، ۵۸۰/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۶۱﴾ اسکوٹر بک کروا کر نفع لے کر بیچنا

سوال: ایک بھائی یہ مسئلہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آج کل اسکوٹر وغیرہ خریدنے میں ہوتا یہ ہے کہ خریدنے والے کو اس کے لئے پہلے سے بکنگ کروانا پڑتا ہے، جب نمبر لگتا ہے اس وقت اسکوٹر ملتا ہے اور بکنگ کرواتے وقت کچھ رقم ادا کرنی پڑتی ہے، تو اگر کوئی شخص اسکوٹر بک کروالیوے اور جب اس کو مل جائے تو زیادہ قیمت لے کر بیچ دے، خریدتے وقت اس کی نیت استعمال کی نہ ہو بلکہ نفع لے کر بیچنے کی ہی نیت سے خریدا ہو تو اس کے لئے یہ نفع

لینا جائز کہلائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... باری کے مطابق جب اس کو اسکوٹر ملتا ہے تو اسکوٹر اپنے قبضہ میں لینے کے بعد اس پر نفع چڑھا کر زیادہ رقم سے بیچنا بلا تردد جائز اور درست ہے۔

﴿۲۰۶۲﴾ زمین مالک کی رضامندی کے بغیر زمین بٹائی لینا

سوال: میں نے زید کی زمین بٹائی پر لی تھی، میں اس میں کاشت کاری کرتا تھا، اور بٹائی میں زید کا حصہ تھا، اب مجھے دی ہوئی زمین زید خود کاشت کرنا چاہتا ہے، سرکاری دفتر میں کاشت کار کے طور پر میرا نام درج ہے، اور آج کی حکومت کے قاعدہ کی وجہ سے زید کی زمین مجھے مل سکتی ہے، حکومت اپنے قانون کی رو سے زید کی مرضی کے خلاف اس کی زمین میرے نام پر کردے تو کیا وہ زمین میں خرید کر لے سکتا ہوں؟ کیا شرعی نقطہ نظر سے میں گنہگار ہوں گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اس زمین کا اصل مالک اور حقدار زید ہی ہے، اس لئے اس کی دلی رضامندی کے بغیر زمین اپنے نام کر لینا یا اس کے ساتھ بیع اور قرار کئے بغیر زبردستی غصب کر لینا یا غلط قانون کا سہارا لے کر زبردستی خرید لینا جائز نہیں ہے، نیز غاصبِ ارض کے لئے حدیث شریف میں سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں لہذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس فعل سے احتراز کرے۔

﴿۲۰۶۳﴾ ملازمت چھوڑنے پر ملنے والی جمع شدہ پونجی کا کیا کیا جائے؟

سوال: میں ایک کمپنی میں ملازمت کرتا تھا، کمپنی میری تنخواہ سے ایک متعینہ رقم ہر ماہ وضع کر لیتی تھی، آج جب کہ میں ملازمت چھوڑ رہا ہوں تو وہ کل رقم کمپنی مجھے یک مشت دے رہی

ہے تو اب اس رقم کا کیا کیا جائے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... اس جمع شدہ پونجی کا لینا اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿٢٠٦٤﴾ دو طرف سے دلالی لے سکتے ہیں؟

سوال: الف اپنا مکان بیچنا چاہتا ہے اور باء کو ایک مکان کی ضرورت ہے، اور جیم مکان کے خرید و فروخت کا دلال ہے، اتفاق سے الف اور باء جیم کے پاس جاتے ہیں اور اپنی ضرورت بتاتے ہیں اور جیم دونوں سے دلالی لے کر مکان کا سودا کروا دیتا ہے، تو کیا جیم دونوں سے یعنی بائع اور مشتری سے دلالی لے سکتا ہے؟ کیا دلالی کا پیشہ جائز ہے؟ کیا دلالی میں دلالی کا متعین ہونا ضروری ہے؟ اگر فی صد میں دلالی لی جاوے تو جائز ہے؟ یا متعین نہ ہو اور اندازے سے دی جاوے تو جائز ہے؟ اگر دو طرف سے دلالی لینا جائز نہ ہو تو کیا ایک طرف سے دلالی لے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... دلالی کا پیشہ اختیار کرنا اور دلالی لینا جائز ہے چاہے بائع سے لی جاوے یا مشتری سے یا دونوں سے اور دلالی کی رقم شروع سے متعین ہو یا متعین کئے بغیر جو دیا جاوے وہ لے لیا جاوے تو یہ بھی جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے، صرف جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ: ٤٣٨)

﴿٢٠٦٥﴾ دلالی یا کمیشن لینا

سوال: کسی بھی چیز کے بیچنے یا خریدنے کی دلالی کرنا اور درمیان میں دلالی یا کمیشن کا لینا یا ایک جانب سے دلالی لینا شریعت میں کیسا ہے؟ دلالی یا کمیشن کا لینا شریعت میں حلال

ہے یا حرام؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دلالی یا کمیشن لینا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ) دلالی ایک طرف سے ہو یا دونوں طرف سے لی جائے دونوں جائز ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم)

﴿۲۰٦٦﴾ متعینہ مدت میں قیمت ادا کر دینے پر بائع کا ثمن کو کم کر دینا

سوال: عام طور پر کاروبار میں یہ طریقہ ہوتا ہے کہ تاجر سے جو مال خریدا جاتا ہے اگر اس کے ثمن کو فی الفور ادا کر دیا جائے یا تاجر کی بتائی ہوئی مدت کے اندر اندر ادا کر دیا جائے (مثلاً: ایک مہینہ میں یا پندرہ دن میں) تو تاجر کل قیمت سے پانچ فی صد یا کچھ متعینہ فی صد کم کر دیتا ہے، تو یہ جو رقم تاجر وصول نہیں کرتا اس کا اپنے پاس رکھ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ایک قیمت متعین کر کے مال خریدا جائے اور اس کی قیمت ادا کرتے وقت کچھ رقم تاجر کم کر دے یا معاف کر دے تو اس رقم کا مشتری کو رکھ لینا جائز ہے اور اس طریقہ میں از روئے شرع کوئی خرابی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰٦٧﴾ ممنوعہ اشیاء کی بیع

سوال: دکان میں سندور یا شریعت کی ممنوعہ اشیاء کا بیچنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......شریعت کی ممنوعہ اشیاء کی بیع و شراء نہیں کرنی چاہئے۔

﴿۲۰٦٨﴾ ذی روح کی تصویر والا کپڑا فروخت کرنا

سوال: ذی روح کی تصویر والے کپڑے کا فروخت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......صورت مسئولہ میں مقصد کپڑا فروخت کرنا ہے، تصویر کا فروخت کرنا نہیں اس لئے ایسا کپڑا فروخت کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۶۹﴾ پتنگ، پھرکی بیچنا

سوال: پتنگ، پھرکی کی تجارت کرنا اسلامی نقطہ نظر سے کیسا ہے؟ یعنی دکان میں دیگر اشیاء کے ساتھ پتنگ پھرکی بھی رکھ کر اس کی تجارت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... پتنگ، پھرکی یا ایسی ہی دیگر لہو ولعب کی اشیاء کی خرید و فروخت امام صاحب کے فرمان کے مطابق جائز ہے، اور صاحبین کے قول کے مطابق جائز نہیں ہے، اس لئے احتیاطاً کوئی شخص اس کمائی سے احتراز کرے تو بہتر ہے۔ (عالمگیری، شامی، امداد الفتاویٰ)

﴿۲۰۷۰﴾ پتنگ اڑانا اور بیچنا

سوال: پتنگ اڑانا اور اسے بنا کر بیچنا اور اس کی تجارت کرنا ایک مسلمان کے لئے کیا حکم رکھتا ہے؟ اگر نا جائز ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جس کھیل میں دین یا دنیا کا کوئی بھی فائدہ ہو اور شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی بھی نہ ہوتی ہو تو ایسا کھیل کھیلنا جائز ہے، پتنگ اڑانے میں نہ تو دین کا کوئی فائدہ ہے اور نہ دنیوی کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے، بلکہ اس کی مشغولیت کی وجہ سے نمازیں قضا ہو جاتی ہیں اور جان و مال کی ہلاکت اور فضول خرچی اور بے پردگی جیسے گناہ ہوتے ہیں، اس لئے پتنگ اڑانا یا کٹی ہوئی پتنگ کا لوٹنا سب نا جائز ہے، لہذا پتنگ بنانا اور اس کی تجارت کرنا سب گناہ کے کام میں مدد ہے اور نا جائز ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۲۸۴، جواہر الفقہ: ۳۴۴) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۷۱﴾ بنسری بیچنا

سوال: بنسری جو ہمارے یہاں ہولی کے دن صحرائی لوگ بجاتے ہیں اور ہولی کا ناچ ناچتے ہیں، تو اس بنسری کی تجارت کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بنسری بجانا اور سننا موسیقی بجانے اور سننے کے حکم میں ہے اس لئے ناجائز اور حرام ہے، لہذا اس کی تجارت بھی جائز نہیں ہے، تعاون علی الاثم ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

﴿۲۰۷۲﴾ لکھوٹی بیچنا

سوال: لکھوٹی جس سے بچے کھیلتے ہیں اور اس سے جوا بھی کھیلا جاتا ہے تو ان لکھوٹیوں کی بیع کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز مع وجہ کے بتائیں تو مہربانی ہوگی۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... لکھوٹی کھیلنا لہو ولعب ہے اور اس سے جوا بھی کھیلا جاتا ہے اس لئے اس کی بیع سے بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۷۳﴾ سنیما کے احاطہ میں چائے کی کینٹین کھولنا

سوال: یہاں ایک سنیما ہے، اس کے کمپاؤنڈ میں چائے اور بسکٹ کی کینٹین ہے سنیما دیکھنے آنے والے لوگ وہاں سے چائے بسکٹ چاکلیٹ وغیرہ خریدتے ہیں، اس کینٹین سے سنیما میں چلنے والی پکچر نہیں دیکھائی دیتی اور اندر کی کوئی آواز بھی سنائی نہیں دیتی، ایسی کینٹین کو چائے اور بسکٹ کی بکری کے لئے کرائے پر لینا اور وہاں چائے اور بسکٹ بیچنا کیسا ہے؟ کیا یہ آمدنی حرام شمار ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ جگہ میں چائے اور بسکٹ کی بکری کرنا جائز ہے

اس میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے، اس لئے ایسی کینٹین کرائے پر رکھ سکتے ہیں۔

﴿۲۰۷۴﴾ راشن کی شکر عام بیوپاری کو بیچنا

سوال: راشن کی شکر راشن ڈپو والے ایک دکاندار کو بیچتے ہیں وہ بیوپاری اس شکر کو کچھ نفع لے کر ہمارے ہاتھ بیچ دیتا ہے تو اس بیوپاری سے وہ شکر لینا اور ہمارا دوسروں کو وہ شکر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... راشن کی دکان میں حکومت بیچنے کے لئے جو شکر دیتی ہے وہ مقررہ قیمت سے راشن کارڈ کے حامل کو دینے کے لئے ہوتی ہے اس لئے کسی دوسرے شخص کو کم یا زیادہ قیمت پر وہ شکر بیچنا جائز نہیں ہے، ایسے ناجائز کام میں لگ کر دینی اور دنیوی گناہ نہیں کرنا چاہئے۔

﴿۲۰۷۵﴾ راشن کارڈ کوئی اور استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: سرکاری راشن کارڈ جس پر حکومت کی تسلیم شدہ دکانوں سے سرکاری نرخ کے مطابق غلہ، شکر، نیز تیل ملتا ہے، اس کا استعمال راشن کارڈ رکھنے والے کے گھر والوں کے علاوہ کسی اور شخص کے لئے کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کارڈ رکھنے والا اپنی مرضی سے کسی بھی قسم کی مالی لالچ کے بغیر کارڈ دیتا ہو اور سرکاری قانون کے مطابق اس طرح کے استعمال سے کسی کی بھی عزت آبرو پامال ہونے کا کوئی خطرہ نہ ہو تو اس کارڈ کے نرخ کے مطابق دوسرے شخص کا اس کارڈ پر چیزیں لینا درست ہے، بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ کارڈ رکھنے والا ’’سرکاری دکان‘‘ میں سے خود چیزیں خرید لے اور پھر اس کے پاس سے وہ چیزیں خرید لی جائیں، تو یہ صورت

شبہ سے بالاتر ہوگی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۷۶﴾ ممنوعہ جنگل کے کٹے ہوئے لکڑے خریدنا

سوال: ہمارے گاؤں سے دس کلومیٹر دوری پر ایک گھنا جنگل شروع ہوتا ہے، اور یہ جنگل بہت بڑا ہے، اس جنگل میں حکومت کی طرف سے لکڑے کاٹنے کی ممانعت ہے، سرکاری ملازم وہاں پہرا دیتے ہیں اور چوری سے لکڑا کاٹنا سرکاری گناہ سمجھا جاتا ہے اور پکڑے جانے پر سزا ہوتی ہے، تاہم وہاں کٹائی جاری ہی رہتی ہے اور وہاں کے لوگ کاٹ کر، درست کرکے، تختے اور پلنگ کے ناپ کے لکڑے بنا کر ہمارے ہاتھوں بیچ دیتے ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ یہ لکڑے جنگل کے ہیں تو ایسے لکڑے مول لینا اور ذاتی استعمال میں لینا جائز ہے یا حرام ہے؟ لکڑے لانے والوں کی بڑی بڑی ٹولی ہے، اور آرڈر دینے پر جتنا کہو اتنا مال دے جاتے ہیں، تو وہ لکڑا مول لے کر اس کی تجارت کرنا کیسا ہے؟ اگر ہم نہ بھی لیں تو دوسرے لوگ خرید کر اس کی تجارت کرتے ہی ہیں اور خلاف قانون ہونے کے باوجود رشوت چلتی رہتی ہے، اس لئے پکڑے جانے کا ڈر نہیں رہتا، پکڑے جانے پر رشوت لے کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنگل میں خود بخود اگنے والے پیڑ پودے اور مالکی زمین میں اگائے گئے پیڑ پودے دونوں کا حکم جدا جدا ہے، جو زمین کسی کی ملک نہیں ہے اس میں خود بخود اگنے والے پیڑ پودے مباح الاصل ہیں ان سے ہر کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے، لیکن جو پیڑ پودے کسی کی زمین میں اگائے گئے ہوں وہ اگانے والے کی ملک ہیں۔

البتہ حکومت کے قانون کی خلاف ورزی پر سزا اور سرزنش ہوتی ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت

میں ڈالنے والی جگہ سے بچانا ضروری ہے نیز ہم نے حکومت کے قانون کی پابندی کو تسلیم کیا ہے اس لئے جس کام سے اپنی ہتک ہوتی ہو ایسے کام سے بچنا چاہئے، لہذا خلاف قانون کٹے ہوئے لکڑے اور جنگل کے محکمہ کی طرف سے اگائے گئے لکڑے حکومت کی ملک ہیں اس لئے بغیر اجازت کاٹنے والا اس کا مالک نہیں بنتا اور جو مالک نہ ہو اس سے وہ چیز خریدنا شرعاً جائز نہیں ہے لہذا ایسے لکڑے خریدنا یا بیچنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ (کفایت المفتی: ۱۷۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۷۷﴾ سونا چاندی کم قیمت میں لے کر زیادہ قیمت میں بیچنا

سوال: سونے چاندی کا نرخ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، اگر کوئی شخص ارزانی کے وقت چاندی خرید لے اور گرانی کے وقت اس چاندی کو بیچ دے اور نفع حاصل کرے تو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح یہی تجارت سونے میں کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... سونے چاندی کی تجارت جائز ہے، شریعت کی اصطلاح میں اسے بیع صرف کہتے ہیں اس کے خاص اصول ہیں ان اصولوں کی پابندی کے ساتھ سونا اور چاندی ارزانی کے وقت لے کر گرانی میں بیچ کر نفع حاصل کیا جائے تو یہ جائز ہے۔

﴿۲۰۷۸﴾ ممنوعہ کپڑوں کی بیع

سوال: شریعت نے جن کپڑوں کو پہننا ناجائز بتایا ہے ان کپڑوں کی بیع و شراء کا کیا حکم ہے؟ ایسے کپڑوں کی دکان کھولنا اور ان کی تجارت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... جن کپڑوں کا پہننا شرعاً جائز نہیں ہے ان کی تجارت کرنا بھی جائز نہیں ہے، ان کی بیع کرنا تعاون علی الاثم ہے اس لئے ناجائز ہے۔

﴿۲۰۷۹﴾ اسلام مخالف تحریروں کو خریدنا بیچنا اور پاس میں رکھنا

سوال: اس کے ساتھ ''آدملے دم'' کے عنوان کے تحت ایک مضمون دیا گیا ہے وہ بھیج رہا ہوں، اس کے لکھنے والے اسی طرح شائع کرنے والے کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ بالتفصیل بتا کر مہربانی فرمائیں۔ ''مؤمن گجرات'' ہفت روزہ کے ۷۹/۱۲/۲۱ شمارہ میں شیخ آدم آبو والا کے نام سے چھپا ہوا ہے، یہ اطلاعاً عرض ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ''مؤمن گجرات'' تاریخ ۷۹/۱۲/۲۱ شمارہ میں چھپا ہوا مذکورہ مضمون پڑھا بہت ہی رنج اور صدمہ پہنچا، مصنف صاحب اپنی سوچ، اور اندازہ کے بہاؤ میں بہہ کر ان کا قلم اسلامی شان، عقائد ایمان اور اللہ کی بزرگی کی حد سے تجاوز کر گیا، اللہ کی مذاق اور توہین نیز حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی حرف حرف میں جھلکتی ہے اس میں خاص کر درج ذیل کلمات ایمان کو برباد کرنے والے ہیں۔

(۱) سب سے پہلے تو سیاست اللہ تعالیٰ نے ہی شروع کی تھی۔

(۲) آدم علیہ السلام نے پارٹی بدلی، شیطان کو ساتھ ملایا، پارٹی بدلنے کی شروعات بھی باوا آدم سے ہی شروع ہوئیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ زیادہ بیویاں رکھنے کے حق میں نہیں تھا، آگے قوسین میں لکھتا ہے کہ (یعنی آگے چل کر انہوں نے اپنی رائے بدل دی تھی)

(۴) اللہ تعالیٰ بستی بڑھانے کے خلاف تھا اس لئے اس نے بہت سی حوّا کے بدلے میں صرف ایک ہی حوّا بھیجی تھی (یعنی کہ اس معاملہ میں بھی اس نے اپنی رائے آگے چل کر بدل دی تھی)

(۵) اللہ تعالیٰ کی پارٹی چھوڑ کر شیطان کی پارٹی میں شامل ہو کر باوا آدم نے دنیا بسائی۔

(۶) اللہ تعالیٰ اداس تھا۔

(۷) اس کی وجہ تجھے جاننا ہو تو اے سب کچھ جاننے والے تو خود ہی نیچے دنیا میں جا اور دیکھ۔

(۸) میری (شیطان کی) جیت، تیری (اللہ کی) ہار وغیرہ وغیرہ۔

اوپر کے واقعات میں اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی نیز حضرت آدم علیہ السلام جیسے جلیل القدر اور سب سے پہلے نبی کی شان میں بے ادبی اسی طرح شیطان کا حامی، گناہ کے کام کرنے والا، اللہ تعالیٰ اداس اور عاجز، نیز زیادہ بیویاں اور بستی بڑھانے کے مخالف اور اس طرح کی جو بیہودہ باتیں لکھی ہیں وہ اسلامی عقائد اور اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے بھی خلاف ہیں ایمان کی سلامتی بھی ان سے باقی نہیں رہتی، ان کا لکھنا، پڑھنا، نیز چھاپنا بھی جائز نہیں ہے اور توبہ کرنا اور نئے سرے سے کلمہ پڑھنا بھی ضروری ہے۔

جو لوگ مذکورہ اخبار کے ساتھ متعلق ہیں یا اس کے خریدار ہیں یا پڑھنے والے ہیں ان پر ضروری ہے کہ وہ خود بھی اس مضمون کی مخالفت ظاہر کریں اور اس کے مدیر سے جواب طلب کریں کہ تم نے یہ مضمون کیوں شائع کیا؟ اور جس طرح یہ دل آزار مضمون طبع کیا ہے اسی طرح کھلم کھلا معافی نامہ بھی چھاپے، مستقبل میں دین کو مذاق نہ بنائے اس کو ذہن میں رکھیں۔ اور فقہ کی کتابوں میں کلمات کفر کے متعلق جو حکم مذکور ہے اور عقائد کی کتابوں میں ایسے کلمات کے لئے جو سخت احکام مذکور ہیں، ان تمام کو نقل نہ کرتے ہوئے ایسے ہی ایک اخبار کے ایڈیٹر پر حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا ایک فتویٰ فتاویٰ دار العلوم میں چھپا ہوا ہے اس کو نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس بدترین کفر کے آرگن کو مٹانے میں اپنی پوری سعی کریں، اس

پرچہ کا خریدنا اور اسے پاس رکھنا، دیکھنا، اگر بغرض تردید نہ ہو تو سب حرام اور اعانت علی الکفر ہے، اور اس کے مضامین پر خوش ہونا، دلچسپی لینا اگرچہ اعتقاد سے نہ ہو قریب من الکفر ہے۔

فقہاء نے مبتدعین کی کتابیں خریدنے اور پاس رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے اور نصوص شریعت اس پر شاہد ہیں تو ایسے اسلام مخالف پرچے رکھنے کو کیسے جائز کہا جا سکتا ہے؟ مسئلہ واضح ہے اس لئے کسی سند یا عبارت کے لکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج:۵ ص:۱۶۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۸۰﴾ چوری کے مال کی بیع اور اس کا نفع

سوال: ایک شخص نے چوری کا مال بازار کے بھاؤ سے کم میں ایک دکاندار کو بیچ دیا، دکاندار کو معلوم نہیں تھا کہ یہ مال چوری کا ہے، بعدہ دکاندار نے وہ مال بازار کے بھاؤ سے گاہکوں کو بیچ دیا، اس کے بعد دکاندار کو معلوم ہوا کہ وہ مال چوری کا تھا تو اب پوچھنا یہ ہے کہ اس دکاندار کو اس مال سے جو نفع حاصل ہوا وہ اس کے لئے حلال ہے یا حرام؟ اور دکاندار نے چور سے جو سودا کیا تھا وہ صحیح ہوا تھا یا نہیں؟ اگر نفع حلال نہیں ہے تو اب کیا کیا جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... چوری کے مال کی بیع شرعاً رد اور باطل ہے اس لئے کہ چوری کرنے سے وہ چیز چور کی ملک نہیں ہو جاتی وہ اپنے اصل مالک کی ہی باقی رہتی ہے اور اس اجنبی شخص کی اجازت کے بغیر اس کی چیز بیچنا صحیح نہیں ہے، یہ بیع فاسد ہے اور معصیت ہے۔ دکاندار نے لاعلمی میں سودا کیا اس لئے اخروی گناہ تو نہیں ہوگا البتہ اس نے دوسرے کو بیچا تو یہ بیع بھی باطل کہلائے گی اس لئے اس کا نفع حلال نہیں کہلائے گا اس کا تصدق

ضروری ہے، اور اصل مالک کے ملنے پر وہ مال اسے سپرد کر دینا چاہئے تا کہ اللہ کی گرفت سے بچا جا سکے، اور اگر اصل مالک کا علم نہ ہو سکے تو اس مال کو غریبوں محتاجوں میں صدقہ کر دیا جائے۔ (شامی، جوہرہ: ۲۳۷، عالمگیری: ۱۵۲، ہدایہ وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۸۱﴾ گوبر کی بیع

سوال: میرا بھینسوں کا تبیلہ ہے، اس میں دودھ کی آمدنی کے ساتھ بھینس کے گوبر کی بھی آمدنی ہوتی ہے، ہم بھینس کا گوبر بیچ دیتے ہیں، تو گوبر کی رقم ذاتی خرچ یا تجارت میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... گوبر کی بیع جائز ہے، اور اس کی آمدنی ہر کام میں استعمال کر سکتے ہیں۔ (شامی: ۵) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۸۲﴾ ٹی وی کی تجارت

سوال: بعد سلام پوچھنا یہ ہے کہ ٹی وی کی لین دین کرنا اور مسلمانوں کو بیچنا کیسا ہے؟ اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ٹی وی موجودہ زمانہ کی ایجاد ہے، جس کا استعمال زیادہ تر لغو، فحش اور گناہوں کے کاموں میں ہو رہا ہے، یہ آلۂ لہو ولعب ہے، تاہم یہ سائنسی آلہ اچھے کاموں یعنی تعلیم و تعلم وغیرہ میں بھی استعمال ہو سکتا ہے، اور استعمال ہو رہا ہے، استعمال کرنے والا جس طرح اسکا استعمال کریگا اسکے مطابق اس پر حکم لگے گا، لہذا جائز نیت سے تجارت کی جائے تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق اسکی تجارت کرنا درست ہے۔ (شامی: ۹/ ۵۶۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۸۳﴾ قسطوں پر بیع

سوال: آج کل پنکھے، فریج اور فرنیچر وغیرہ قسطوں پر ملتے ہیں جن کے لئے یک مشت رقم نہیں نکالنی پڑتی، کل قیمت کا پانچ فی صد یا دس فی صد قبضہ کے وقت دینا ہوتا ہے اور بقیہ رقم ہفتہ سے یا ماہانہ سو، پانچ سو یا ہزار روپے متعین کردی جاتی ہے، اس طرح بقیہ رقم وصول کی جاتی ہے اس میں اصل رقم یا سود الگ سے نہیں لیا جاتا، اس میں لوگوں کے لئے سہولت ہے ،تو اس نوعیت سے کوئی چیز خریدنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاًومسلماً......قسطوں پر بیع میں اگر سود کے نام سے کوئی رقم لی جاتی ہو تو یہ جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۸۴﴾ قسطوں کے ختم ہونے تک دو ڈالر کرایہ دینا

سوال: میں ایک ٹیکسی ڈرائیور ہوں ٹیکسی میں لوگوں کو کرایہ پر بٹھا کر گذر بسر کرتا ہوں، میں نے یہ ٹیکسی کرائے پر لی ہے، یومیہ پانچ ڈالر ٹیکسی کے مالک کو کرایہ دیتا ہوں، میرے پاس ٹیکسی چلانے کا لائسنس ہے بغیر لائسنس کے ٹیکسی نہیں چلا سکتے، نیز یہاں کا قانون ہے کہ جس کی گاڑی ہے اس کے پاس بھی لائسنس ہونا چاہئے۔

میری ٹیکسی کے مالک کے پاس لائسنس نہیں ہے، تو اس کا کہنا یہ ہے کہ تو مجھ سے میری ٹیکسی خرید لے اور اپنے نام پر کرلے اور یومیہ پانچ ڈالر کے بجائے دو ڈالر ہی دینا اور اس کی قیمت جو ہم متعین کریں وہ ماہانہ قسط وار ادا کردینا، جب تک تو قیمت نہیں چکاتا اس وقت تک یومیہ دو ڈالر کرائے کے دیتے رہنا، اور جب قیمت ادا کردے گا تو ٹیکسی پر میرا کوئی حق نہیں رہے گا، تو کیا اس طرح سودا کرنا از روئے شرع جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ٹیکسی کے مالک کا یومیہ پانچ ڈالر کرائے پر ٹیکسی کو دینا درست ہے نیز قانونی پریشانی سے بچنے کے لئے لائسنس والے ڈرائیور کے نام پر ٹیکسی کر دے تو یہ بھی درست ہے البتہ صرف نام پر کر دینے سے ڈرائیور اس کا مالک نہیں ہوگا، نیز ٹیکسی کی قیمت متعین کر کے بیچ دے اور قسطوں سے وہ رقم وصول کر لے تو یہ بھی جائز اور درست ہے، لیکن یہ رقم کے ادا ہونے تک یومیہ دو ڈالر لینا اور دینا جائز نہیں ہے، یہ سود ہے اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۸۵﴾ ہفتہ سے رکشا لینا

سوال: ا......مفتی صاحب میں بچت پر رکشا چلاتا ہوں، اس سے میرا خرچ پورا نہیں ہوتا، اس لئے میں ہفتہ سے رکشا لینا چاہتا ہوں، اور نئی رکشا کی قیمت اگر نقد لی جائے تو ایک لاکھ تیس ہزار کے قریب ہے، اور میرے پاس اتنے روپیوں کی گنجائش نہیں ہے، اور ہفتہ سے لی جائے تو ایک لاکھ تریسٹھ ہزار پانچ سو روپے میں آتی ہے، اس میں ایڈوانس ۵۰۰،۲۸ روپے پہلے دینے پڑیں گے، اور اس کے بعد ہر مہینہ ۴۵۰۰ روپے کا ہفتہ دینا پڑیگا، اور تیس ماہ میں پوری قیمت ادا کرنی پڑیگی، تو اس ہفتہ سسٹم سے رکشا لینے کی شریعت میں گنجائش ہے؟

۲......رکشا لینے کی جو دوسری شکل ہفتہ کی ہے اس میں جو پہلے ایڈوانس ۲۸۵۰۰ روپے دینے ہیں، یہ روپے ایک شخص میری طرف سے دینا چاہتا ہے، مگر وہ چاہتا ہے کہ شریعت میں گنجائش ہو تو وہ شخص دینے کے لئے تیار ہے تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ا......صورت مسئولہ میں ادھار قیمت متعین ہونے کی

وجہ سے ہفتہ سے رکشا لینا جائز ہے۔

۲......ایڈوانس والی رقم آپ کی جگہ کوئی اور آپ کی طرف سے آپ کی مدد کے ارادہ سے ادا کر دے تو یہ جائز ہے، آپ کا کام ہو جائیگا، اور انہیں غریب کی مدد کرنے کا ثواب مل جائیگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۸۶﴾ اینٹ کے بھٹے میں سال کی شرط پر زمین دینا

سوال: میں نے اپنی زمین اینٹ کے بھٹے میں تین سال کی شرط پر دی تھی، اس میں شرط کے مطابق تین سال میں پانچ سے چھ فٹ مٹی کھود کر لینی ہوتی ہے، اب اگر تین سال ختم ہو جائیں اور کچھ مٹی باقی رہ جاوے تو بقیہ مٹی مالکِ زمین کھود کر اپنے استعمال میں لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......اینٹ بنانے والے کو زمین فروخت نہیں کی جاتی بلکہ زمین کی مٹی تین فٹ یا پانچ فٹ تک بیچی جاتی ہے مٹی کا اس طرح بیچنا درست ہے، لیکن اس کے ساتھ سال کی قید لگانا جائز نہیں ہے اس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے اس میں گناہ ہونے کی وجہ سے اس بیع کو رد کر کے دوبارہ سال کی شرط کے بغیر سودا کیا جائے۔

جتنے فٹ کی قید کے ساتھ مٹی بیچی گئی اس میں سے اگر کچھ بچ جائے تو اب مالکِ زمین اس مٹی کو اپنے استعمال میں نہیں لاسکتا۔ (قاضی خان: ۲/۱۵۳، شامی: ۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۸۷﴾ مسجد میں چندہ دینے کی شرط کے ساتھ پلاٹ کا بیچنا

سوال: چار شخص حصہ دار بن کر سوسائٹی کے نام پر زمین خرید تے ہیں، سوسائٹی کی زمین سوسائٹی کے نام پر کرنے میں محصول کم لگتا ہے، پھر اس زمین کے پلاٹ بنا کر دوسروں کو نفع

لے کر بیچا جاتا ہے، سوسائٹی کے نام پر خریدی ہوئی زمین کو نفع لے کر بیچنا حکومت کے قانون کے خلاف ہے اور سرکاری گناہ ہے، تو اس طرح سوسائٹی کے نام پر زمین لے کر اس کے پلاٹ بنا کر نفع سے بیچنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

نیز پلاٹ لینے والے شخص کو کہا جاتا ہے کہ مسجد بنانے کے لئے پانچ سو روپے ایک پلاٹ پر دینا ضروری ہے، لینے والے کو اختیار نہیں دیا جاتا، مجبوراً دینا پڑتا ہے، تو مجبوری کا فائدہ اٹھا کر پانچ سو روپے مسجد بنانے کے لئے لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اسلام میں دھوکہ دہی کی اجازت نہیں ہے، نیز ایسا کام کرنا جس سے بعد میں اپنی یا مسلمانوں کی عزت آبرو پر داغ آئے یہ جائز نہیں ہے، مسجد کے لئے زبردستی چندہ کرنا جائز نہیں ہے، کوئی اپنی رضامندی سے دے تو لے سکتے ہیں، نیز بیع میں مسجد میں چندہ دینے کی شرط لگانے سے بیع بھی صحیح نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۸۸﴾ فارم کی مرغیوں کا گوشت بیچنا

سوال: میرے پاس مرغیوں کا فارم ہے اور اس کے متعلق چند چیزوں کی معلومات کی مجھے ضرورت ہے، لہذا مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

(۱) مرغیوں کے پاخانہ کی جگہ کا بیچنا جائز ہے کہ نہیں؟ خریدار مسلمان اور غیر مسلم دونوں طرح کے ہیں اگر نا جائز ہو تو غیر مسلموں کو بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) بعض مرتبہ مرغیوں کو ٹرک میں بھر کر لانا ہوتا ہے اور اس وقت بعض مرغیاں راستہ میں کسی وجہ سے مر جاتی ہیں ان کا گوشت غیر مسلموں کو بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۳) بعض مرتبہ مرغیاں بیمار ہو جاتی ہیں تو ایسی مریض مرغیوں کو ذبح کر کے گوشت بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً :......(۱) حلال جانوروں کی جن سات چیزوں کا کھانا ممنوع ہے یہ گوشت کا حصہ اس میں سے نہیں ہے، اس لئے اس کو کھانا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز ہے، شرم گاہ مذکر و مؤنث دونوں مکروہ تحریمی میں داخل ہے۔ (۲) مردہ مرغیوں یا ان کا گوشت ناپاک اور حرام ہے ان کو بیچنا مسلمانوں کو یا غیر مسلموں کو دونوں ناجائز ہے، اس کی تجارت درست نہیں ہے۔ (۳) بیمار مرغی ذبح کر دی جائے تو اس کا گوشت حلال ہے اور بیچنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۸۹﴾ زندہ مرغی وزن سے بیچنا

سوال: زندہ مرغی وزن سے بیچنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ......زندہ مرغی کو تول کر اس کی قیمت متعین کر کے بیچا جائے تو یہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۹۰﴾ کیا پنچایت کے تالاب کی مچھلیاں مباح الاصل ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک تالاب ہے، جو صدیوں پرانا ہے، اسے سرکاری قانون کے تحت پنچایت کی ماتحتی میں کر دیا گیا ہے یعنی گاؤں کی پنچایت اس کی مالک ہے اور پنچایت ہر پانچ سال کی مدت کے لئے اس تالاب کی نیلامی کرتی ہے اور صرف مچھلی اور سنگھاڑا کی پیدائش کے لئے دیا جاتا ہے۔

اب کی بار یہ تالاب میں نے رکھا ہے اس میں مچھلی کی افزائش کے لئے چھوٹی مچھلی لا کر پانی میں میں نے ڈالی ہے، اب یہ مچھلیاں دو سال میں بڑی ہو جائیں گی، تو میں ان کو جال ڈال کر پکڑ کر ان کی تجارت کروں گا، خلاصہ یہ کہ یہ تالاب میں نے نیلامی میں لیا ہے اور اس

میں مچھلی خرید کر میں نے ڈالی ہے جسے روزانہ میں کھانا ڈالتا ہوں اس لئے میرے گمان کے مطابق یہ مچھلیاں میری ملک ہے۔

لیکن ایک شخص کہتا ہے کہ اس تالاب سے جسے بھی مچھلی پکڑنی ہو پکڑ سکتا ہے، اسے تم روک نہیں سکتے (ندی میں ہر کسی کو اجازت ہوتی ہے) لیکن یہاں ملک کا سوال ہے، ایسے مملوکہ تالاب میں کوئی شخص مچھلی پکڑتا ہو تو اسے روک سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کا شرعی جواب دے کر ممنون فرمائیں، اس لئے کہ وہ شخص اپنی بات میں بہشتی زیور کا حوالہ دے رہا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بہشتی زیور کے اس مسئلہ کی تحقیق امداد الفتاویٰ جلد:۳ میں کی گئی ہے، صورت مسئولہ میں مذکورہ تالاب کرائے پر لے کر مچھلی خرید کر اس میں ڈالی گئی ہے اور اس کے لئے ایک خاص محنت اور انتظام کیا ہے لہذا مالک کی اجازت کے بغیر اس تالاب سے مچھلی پکڑنے کی اجازت نہیں ہے، بہشتی زیور کا مسئلہ عام تالاب کا ہے جو کسی کی ملک نہ ہو اور اس میں مچھلیاں خود بخود پیدا ہوئی ہوں۔

﴿۲۰۹۱﴾ زندہ مینڈک کی تجارت

سوال: مجھے ممبئی کی ایک کمپنی کی طرف سے آرڈر ملا ہے کہ زندہ مینڈک پکڑ کر بیس کلو کے چالیس روپے کے حساب سے بھیج دو، تو پوچھنا یہ ہے کہ زندہ مینڈک کی تجارت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... فی زماننا مینڈک ایک قابل انتفاع چیز ہے، کالج کی ڈاکٹری تعلیم میں بھی اس کی ضرورت پڑتی ہے اور کام میں آتا ہے اس لئے اس کی تجارت کرنا جائز ہے اور اس کی آمدنی حلال کہلائے گی، جیسا کہ شامی جلد:۴/۱۱۱ پر لکھا ہے کہ

سانپ کی بیع بھی جائز ہے جب کہ وہ دوائی وغیرہ بنانے کے کام آتا ہو۔ نیز یہ مال متقوم ہے یعنی اس کی قیمت بھی آتی ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے اور شریعت میں کسی چیز کی بیع کے لئے مال متقوم ہونے کے ساتھ قابل انتفاع ہونے پر بھی مدار رکھا گیا ہے، جیسا کہ باب المتفرقات میں اس کی وضاحت کی گئی ہے لہذا اس کی تجارت جائز کہلائے گی۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۹۲﴾ مردار جانور کے چمڑے کو بعد دباغت بیچنا

سوال: کوئی حلال جانور اپنی موت مرے اور مردار ہو جائے تو کیا اس کے چمڑے کو اتار کر دباغت دے کر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے؟ یا اسے بیچ کر اس کی قیمت کو اپنے کام میں لایا جا سکتا ہے؟ اگر اپنے کام میں نہیں لایا جا سکتا تو اس کی قیمت کا مصرف کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مردار جانور کا چمڑا اتار کر دباغت دینے کے بعد اسے استعمال میں لانا اور بیچنا جائز ہے۔ (ہدایہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۹۳﴾ پہلے سے روپے لے کر فصل بیچنا

سوال: پہلے سے روپے لے کر فصل بیچنے کا کیا مسئلہ ہے؟ کیا اس طرح فصل بیچنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں مذکور صورت بیع سلم کی ہے، اسکے صحیح ہونے کے کچھ شرائط فقہاء نے بیان کئے ہیں ان شرائط کی پابندی کے ساتھ بیچا جائے تو جائز ہے اور نفع بھی حلال ہے۔

﴿۲۰۹۴﴾ شراب کے پھول کی تجارت

سوال: ہمارے گاؤں میں غلہ اور کپڑے کی دکان ہے، گاؤں کے درختوں پر

بسنت (ایک موسم کا نام) میں ایک پھول لگتا ہے یہ پھول نوے فی صد شراب بنانے میں استعمال ہوتا ہے اور دس فی صد مویشیوں کے چارے میں اور انسانوں کے سینک کر کھانے میں استعمال ہوتا ہے، یعنی زیادہ تر یہ پھول شراب بنانے کے کام آتا ہے ہم اس پھول کو اتار کر اس کی تجارت کرتے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ اس پھول کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ درخت کے پھولوں کا استعمال زیادہ تر شراب بنانے میں ہوتا ہے اس لئے ان کی تجارت سے بچنا بہتر ہے، البتہ دوسرے جائز کام میں بھی استعمال ہوتا ہے اس لئے اس کی تجارت کی گنجائش ہے، بیچنے میں گناہ نہیں ہوگا۔ (شامی:۵) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۹۵﴾ پھلوں کے آنے سے قبل اس کی بیع

سوال: میں نے اپنے کھیت میں پپیتے کے درخت اگائے ہیں، فی الحال یہ پپیتے کے پودے چار ماہ کے ہیں اور ان پر پپیتے نہیں آئے ہیں اور نہ ان کے پھول آئے ہیں۔

میرے پاس ایک بیوپاری آیا ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ تمہارے کھیت میں پورے سال جو پپیتے آئیں گے میں ان کو گیارہ روپے پچاس پیسے کلو کے دام سے خریدنا چاہتا ہوں، تو کیا اس طرح پھل کے پیدا ہونے سے قبل اس کی بیع شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہمیں پیشگی رقم کی ضرورت ہو تو بھی تاجر دیتا ہے اور اس کا سود بھی دینا نہیں پڑتا، تو پھل کے آنے سے قبل اسے بیچنا کیسا ہے؟ اور اس طرح بیچنے میں کسانوں کے لئے بہت سہولت ہے اس لئے کہ پھل اتارنے کے وقت بیوپاری اپنے مزدور لا کر پھل اتار کر لے جاتا ہے، اور اگر اس طرح تجارت نہ کی جائے تو اس وقت کوئی خریدنے نہیں آتا اور کسان کو گھاٹا ہوتا ہے، لہذا

آنجناب سے گذارش ہے کہ تفصیل سے جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں پھلوں کے آنے سے قبل ان کی بیع کی جارہی ہے یہ بیع معدوم ہے اور شرعاً باطل ہے اس لئے پھلوں کی بیع کا یہ طریقہ صحیح نہیں ہے اس طرح بیچنا جائز نہیں ہے۔(امداد الفتاویٰ، شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۹۶﴾ کھیتوں میں کیلے کی بیع

سوال: ایک شخص کا کیلے کا کھیت ہے، ۷۵ فی صد کیلے کے درختوں پر کیلے آ گئے ہیں لیکن وہ ابھی بہت چھوٹے اور کچے ہیں اور قابل انتفاع نہیں ہیں، اس شخص نے پورے کھیت کا (ان درختوں کا بھی جن پر کیلے نہیں آئے) سودا بیس ہزار روپے میں کر دیا ہے، اس شرط پر کہ اسے اخیر تک تین ہزار لوم دینے پڑیں گے، ایک لوم کے قریب چھ روپے پچاس پیسے بنتے ہیں، اگر اس سے کم لوم دی تو اسی دام کے حساب سے بیس ہزار روپے میں سے کم ملیں گے، اور زیادہ ہوگی تو زیادہ روپے ملیں گے، اور ساتھ ہی یہ شرط بھی ہے کہ کیلے تیار ہونے پر لینے آئے گا، کاٹنے کی تاریخ متعین نہیں ہے، اور اگر لوم چھوٹی ہو تو ایک لوم کے بدلے دو لوم کی شرط بھی ہے، کل قیمت ایک مشت نہیں دی جاتی، تھوڑی تھوڑی دی جاتی ہے، تو ازروئے شرع اس طرح سودا کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......کھیت میں ہر درخت پر کیلے نہیں آئے ہیں، اور جن درختوں میں کیلے آئے ہیں وہ بھی قابل انتفاع نہیں ہیں اس لئے اس حالت میں بیع کرنا صحیح نہیں ہے، یہ بیع باطل ہے۔ البتہ صورت مسئولہ میں بیع کے وقت کچھ لوم نکل چکی ہے اور ہر لوم ایک ساتھ نہیں آتی اس لئے اس حالت میں امام صاحب کے قول کے مطابق اس میں

گنجائش ہے اور یہ بیع صحیح ہو جائے گی۔ (امداد الفتاویٰ: ۴؍۴۰۷) لیکن ساتھ ہی دوسری مفسد بیع شرطیں بھی رکھی گئی ہیں مثلاً: پھلوں کے پکنے تک درخت پر رہنے دینا اور ایک لوم کی بجائے دولوم دینا وغیرہ اس سے بیع فاسد ہی کا حکم دیا جائے گا۔

﴿۲۰۹۷﴾ کھیت میں بنولے کی بیع

سوال: بنولے کی بیع کا کیا طریقہ ہے؟ ہمارے یہاں بنولے کے سودے کا طریقہ یہ ہے کہ جب بنولے پودوں پر آجاتے ہیں اور اچھا بھاؤ ہوتا ہے تو کسان پورے کھیت کا سودا کر دیتا ہے، اب بعد میں بنولے اچھے اتریں چاہے خراب، بنولے میں کپاس آوے یا کھوکھلا ہی رہ جاویں، تھوڑے آویں یا زیادہ، البتہ کسان بنولے میں سے کپاس نکالتا رہتا ہے اور جو قیمت متعین کی ہوتی ہے اس کے وزن سے دیتا رہتا ہے، اور جتنا وزن دیتا ہے اتنے روپے بیوپاری سے وصول کر لیتا ہے، تو کیا اس طرح سے سودا کرنا صحیح ہے؟ نیز سودا کب کر سکتے ہیں پھول آجاوے اس وقت یا بنولے آجاوے اس وقت یا کپاس نکالنے کے بعد کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بہتر اور اولیٰ طریقہ یہ ہے کہ کپاس نکال کر مالک کے قبضہ میں آجاوے اس کے بعد سودا کرنا چاہئے، اور سوال میں لکھنے کے مطابق پھول آئے ہوں اس وقت بیع کرنا رد اور باطل اور ناجائز ہے، اور بنولے میں کپاس آچکی ہو البتہ ابھی پودے پر ہی ہو اس وقت بھی سودا کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۹۸﴾ خیر نامی پیڑ کی بیع

سوال: میری ملکیت والی زمین میں خیر نامی پیڑ اگ آئے تو بھی حکومت اسے کاٹنے کی

اجازت نہیں دیتی، بلکہ اسے اپنی ملکیت بتاتی ہے، تاہم لوگ بغیر اجازت کاٹ کر اپنے کام میں استعمال کرتے ہیں اس لئے کہ پیڑ مالک کی ملکیت والی زمین میں اگا ہے اور محنت سے بڑا ہوا ہے البتہ پانی تو قدرتی ہی استعمال ہوتا ہے (یعنی بارش کا پانی) تو اس پیڑ کو کاٹ کر ذاتی ضرورت میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ذاتی ملکیت والی زمین میں اگا ہوا یا اگایا ہوا پیڑ کاٹ کر اپنے کام میں استعمال میں لینا جائز ہے۔ (ہدایہ، شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۹۹﴾ جلاؤ لکڑے کی بیع

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص جلاؤ لکڑے کی تجارت کرتا ہے، یعنی لوگوں کی ملکیت والی زمین میں اگے ہوئے جلاؤ لکڑے کے درخت مول لے کر ان کو کاٹ کر بیچتا ہے، اس میں حکومت کا قاعدہ ہے کہ کاٹنے سے قبل درخواست دینی پڑتی ہے درخواست کے بعد افسران آ کر دیکھ جاتے ہیں، پھر جتنے روپے کے درخت ہوں ان کی کچھ فی صد رقم حکومت کو دینے کے بعد ہی اجازت ملتی ہے، بعدہ ٹرک یا ٹریکٹر میں لکڑوں کو بھرنے سے قبل دوبارہ منظوری لینی پڑتی ہے، اس میں اگر قاعدہ سے کارروائی کی جاوے تو چار چھ مہینوں کے بعد محکمہ کی طرف سے آدمی دیکھنے آتا ہے اور سال کے بعد منظوری ملتی ہے اور وہ بھی رشوت دینی پڑتی ہے، ورنہ سال کے بعد یہ بھی جواب آ سکتا ہے کہ کاغذات گم ہو گئے ہیں دوبارہ درخواست دو؟ اور درخواست کے وقت ہی رشوت دے دی جائے تو بھی دو چار مہینے تو ہو ہی جاتے ہیں، اور لکڑے کاٹنے کے بعد ٹرک بھرنے سے پہلے بھی جانچ ہوتی ہے اس میں بھی وقت ضائع ہوتا ہے اور لکڑے خشک ہو جاتے ہیں اور گھاٹا ہو جاتا ہے، اس لئے کچھ لوگ سرکاری

کارروائی نہیں کرواتے اور بغیر اجازت کاٹ کر بیچ دیتے ہیں اور مالک کو پوری رقم مل جاتی ہے اور کبھی پکڑے جانے پر رشوت دینی پڑتی ہے، لہذا ایسی تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جلاؤ لکڑے خریدنا یا کاٹ کر بیچنا جائز ہے، اور اپنا حق وصول کرنے کے لئے مجبوراً رشوت دینی پڑے تو اس میں گناہ نہیں ہوگا۔

﴿۲۱۰۰﴾ کھوٹے باٹ سے وزن کرنا

سوال: کھوٹے باٹ سے تول کر اشیاء بیچنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... کھوٹے باٹ سے اگر مراد یہ ہو کہ ناپ تول میں کمی کر کے دینا تو یہ بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ـ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ـ وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ـ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے، یہ لوگ جب دوسروں سے ناپ سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب خود ناپ تول سے یا وزن سے دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ (سورۂ مطففین) قرآنی حکم سے بھی ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے ہلاکت کی وعید وارد ہوئی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۰۱﴾ غلہ میں بیع سلم

سوال: ہمارے یہاں کپاس، باجرا اور جو کی بیع کا یہ طریقہ ہے کہ بیوپاری بیس سے پچیس روپے کلو کے بھاؤ سے باجرا اور چالیس روپے کلو کے بھاؤ سے جو اور چالیس روپے کلو کے بھاؤ سے کپاس کے مکمل روپے ہمیں پیشگی دیوالی پر دے دیتے ہیں، اور ہمیں فصل اترنے پر مال دینا ہوتا ہے، جب فصل اترتی ہے تو ہم انہیں مال دیتے ہیں، تو کیا اس طرح تجارت

کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... غلہ کی جنس، قسم، تفصیل، جگہ اور قیمت وغیرہ سب چیزیں شروع میں متعین کر کے پیشگی روپے دے دئے جائیں اور موسم آنے پر غلہ دیا جائے تو اس بیع کو شریعت کی اصطلاح میں بیع سلم کہتے ہیں، فقہاء نے اس کے شرائط اور تفصیل وضاحت کے ساتھ بیان کئے ہیں ان شرائط کی پابندی کے ساتھ بیع سلم کی جائے تو جائز ہے۔ (شامی: ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۰۲﴾ قرض کے عوض غلہ دینا

سوال: زید نے عمر سے ۱۵ روپے قرض کے طور پر مانگے اور کہا کہ میں آپ کو اس پندرہ روپے کے عوض جَو کی موسم میں ایک من جو دوں گا، موسم میں جو کا جو بھی نرخ ہو اس سے مجھے کوئی واسطہ نہیں، آپ کو ایک من جو مل جائے گا، تو اس طرح کی لین دین کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سوال میں مذکور صورت بیع سلم کی ہے، لہذا بیع سلم کی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے یہ معاملہ کیا جائے تو یہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۰۳﴾ قسطوں پر مکان خریدنے کا طریقہ

سوال: میرے پاس سود پر لیا ہوا ایک مکان ہے، میں جانتا ہوں کہ سود لینا اور دینا حرام ہے لیکن مجبوری کی وجہ سے مجھے لینا پڑا، یہاں حکومت (بینک) کچھ فی صد سود پر مکان دیتی ہے، میرے پاس پانچ سو پاؤنڈ کا مکان ہے، یہ رقم نقد نکالنا میرے اختیار میں نہیں ہے، اور کرائے والے مکان کا کرایہ مہنگا پڑتا ہے، دوسرے کے مکان میں اس زمانہ میں فیملی کے

ساتھ کب تک رہیں، ان حالات میں سود پر مکان لے کر قسطوں سے اس کی رقم ادا کرنے میں کچھ حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مکان کی ایک رقم شروع سے متعین کر لی جائے، اور اس رقم سے قسطیں ادا کی جائیں تو اس میں حرج نہیں ہے، مثلاً: ایک مکان نقد ۵۰۰ پاؤنڈ میں ملتا ہے اور یہی مکان قسطوں پر لینے سے ۶۰۰ پاؤنڈ کا ملتا ہے تو شروع ہی میں اس مکان کی قیمت ۶۰۰ پاؤنڈ متعین کی جائے اور قسطوں سے یہ رقم ادا کی جائے، تو یہ طریقہ جائز کہلائے گا، اور حکومت کو بھی اس طریقہ میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۰۴﴾ آر ایم پی مارکیٹنگ بزنیس میں گاہک بننا

سوال: آر ایم پی ایک مارکیٹنگ بزنیس ہے، اس بزنیس میں شامل ہونے کے لئے پہلے چھ ہزار روپے بھرنے پڑتے ہیں، اور اس کے عوض اتنی قیمت کا سامان کمپنی کی طرف سے ملتا ہے، گاہک بننے والے کے لئے دوسرے دو گاہکوں کو بنانا ضروری ہے، دو گاہکوں بنانے پر اسے ایک ہزار روپے نفع میں ملتے ہیں، اسکے بعد ہر ایک گاہک پر ۵۰۰ روپے ملیں گے اور ۵۲۵ گاہک بنانے پر پچیس ہزار روپے ملیں گے۔

اگر ہمارا بنایا ہوا گاہک کسی اور کو گاہک بناتا ہے خواہ اس کی تعداد پانچ، پچاس ہی کیوں نہ ہو ہر گاہک پر ہمیں پانچ سو روپے ملتے ہیں، اور جس نے گاہک (جو دراصل ہمارا بنایا ہوا گاہک ہے) بنایا ہے اسے بھی پانچ سو روپے ملتے ہیں، تو مجھے یہ پوچھنا ہے کہ شرعی رو سے اس کمپنی میں گاہک بننا اور گاہک بنانے پر ملنے والا نفع لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آر ایم پی مارکیٹنگ بزنیس ہے، لیکن اسکے اصول اور

طریقۂ کار کیا ہیں یہ ہمارے علم میں نہیں ہے، لہذا کوئی حتمی فیصلہ نہیں بتایا جاسکتا، تاہم آپ نے جو صورت ذکر کی ہے اسے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی لالچ دے کر پھنسانے والی اسکیموں میں سے کوئی اسکیم ہے، اول تو کمپنی میں شامل ہونے کے لئے چھ ہزار روپے جمع کروانے پڑتے ہیں، اور اسکے عوض کچھ سامان دیا جاتا ہے، اور دوسرا گاہک بنانے پر روپے ملتے ہیں، جو سودی کاروبار ہونے کی طرف اشارہ کررہا ہے، لہذا ایسی طمع وحرص والی اسکیم میں روپے جمع کروا کر زیادہ نفع لینا یہ سود کے مشابہ ہونے کی وجہ سے ایسی سودی اسکیم سے مسلمانوں کو بچنا ضروری ہے، اور شریعت نے جو حلال صورتیں بتائی ہیں ان کے مطابق کاروبار کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۰۵﴾ سرکاری مٹی کا تیل، گیس بھر کر بیچنا

سوال: ۱......ایک شخص کے پاس راشن کارڈ ہے اس سے وہ سرکاری دکان سے مٹی کا تیل ایک لیٹر دس روپے کے بھاؤ سے خریدتا ہے اور گھر آکر ۲۵، ۳۰، ۳۵ روپے میں بیچ دیتا ہے، یعنی کچھ نفع لے کر بیچتا ہے تو ایسا کرنا جائز ہے؟

۲......ایک شخص کے پاس ایچ پی گیس کا اجازت نامہ ہے، وہ کسی کو بوتل بھرنے کے لئے اجازت نامہ دیتا ہے تو اس سے ۱۰۰، ۱۵۰ روپے لیتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اس کی اجازت نامہ پر دوسرا شخص اپنا گیس بھروا لیتا ہے اور اس اجازت نامہ والے کو اس پر سو، ڈیڑھ سو روپے مل جاتے ہیں تو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۳......اور ایک شخص کے پاس گیس کا اجازت نامہ ہے وہ خود بوتل بھرتا ہے پھر اس کو نفع لے کر بیچ دیتا ہے تو کیا یہ جائز ہے؟

بس میں جانا چاہتا ہوں کہ ان سب کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کیسی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سرکاری اصول وضوابط کے تحت مذکورہ شخص مٹی کا تیل خریدتا ہے، اور اپنے قبضہ میں کر لینے کے بعد نفع لے کر بیچ دیتا ہے تو یہ بیچنا جائز ہے۔

۲......خود گیس کی بوتل بھر کرے اور پھر بوتل بیچے تو یہ جائز ہے، صرف اجازت نامہ دے کر اس کا کرایہ لینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۰۶﴾ پگڑی کی رقم لینا

سوال: ایک شخص ایک دکان یا مکان میں کرایہ دار بن کر رہ رہا ہے، اور سالوں سے پُرانا کرایہ دار ہے، مکان مالک اس سے خالی کرواتے وقت قبضہ کے عوض کچھ روپے دے تو یہ روپے لینا کرایہ دار کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ نیز کرایہ دار مکان کے مالک سے یہ مکان خرید سکتا ہے یا نہیں؟ اور سالوں پُرانہ کرایہ چلا آرہا ہے جو سو روپے ہے تو مکان کے مالک کو اس کرائے میں اضافہ کا اختیار ہے یا نہیں؟ اور اگر مکان مالک اس کرایہ میں اضافہ کا مطالبہ کرے اور کرایہ دار منع کرے تو کرایہ دار کو منع کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ اور کچھ کرایہ دار اتنا کم کرایہ بھی ادا نہیں کرتے تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کرایہ دار کو خالی کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ ہم اتنے سالوں سے یہاں تجارت کر رہے ہیں ہم خالی نہیں کریں گے تو کرایہ دار کا ایسا کہنا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......دکان یا مکان کرایہ پر دیتے وقت جتنی مدت کا قرار کیا ہو اس مدت کے ختم ہونے پر دکان، مکان خالی کروا سکتے ہیں، اور اگر کرایہ دار سے کوئی

مدت متعین نہ کی ہو تو عقد ختم ہونے پر خالی کروا سکتے ہیں۔

کرایہ دار کا قبضہ کے عوض کچھ رقم بنام پگڑی وغیرہ لینا جائز نہیں ہے، ناجائز اور حرام ہے، کرایہ دار مکان مالک کی رضامندی سے یہ مکان خرید لے تو جائز ہے، کرایہ میں اضافہ کا مکان مالک کو حق ہے، کرایہ کی جگہ خالی نہ کرنا غصب کے حکم میں ہے، جو گناہ کبیرہ ہے۔

﴿۲۱۰۷﴾ پگڑی کی رقم ہدیہ میں لینا

سوال: میرے پاس ایک دکان ۴۴ سال سے کرایہ پر ہے، میں نے پگڑی دے کر وہ دکان کرایہ پر لی تھی، اس وقت ۱۵ ہزار پگڑی دی تھی، اس وقت سے آج تک برابر وقت پر دکان کے مالک کو کرایہ دیتا آ رہا ہوں، پھر دکان کے مالک نے یہ دکان دوسرے کو بیچ دی، اس وقت سے میں دوسرے دکان کے مالک کو کرایہ دے رہا ہوں، اب پوچھنا یہ ہے کہ دکان مالک راضی اور خوشی سے میرے مطالبہ کئے بغیر مجھے دکان خالی کرنے کے روپئے دے رہا ہے، تو کیا میرے لئے وہ روپئے لینا جائز ہیں؟ اس کے علاوہ اور کوئی صورت جواز کی ہو تو بتا کر ممنون فرمائیں۔

دوسری بات یہ کہ دکان کی مرمت اور میونسی پل ٹیکس میں بھرتا ہوں، اور میں شریعت کے مطابق عمل کرنا چاہتا ہوں تو شریعت کا جو بھی حکم ہو وہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دکان کا مالک آپ کے مطالبہ کے بغیر اپنی خوش دلی سے روپئے دے رہا ہے تو یہ ہدیہ سمجھا جا سکتا ہے اور اس صورت میں آپ کے لئے اسکا لینا جائز کہلائے گا، اور دکان کا میونسی پل ٹیکس جو دکان کے مالک کو بھرنا چاہیئے وہ آپ بھرتے ہیں اور مرمت کام بھی دکان مالک کو کروانا چاہیئے جو آپ کر دیتے ہیں تو اس کا عوض بھی سمجھا

جا سکتا ہے، نیز کرایہ پر لیتے وقت آپ نے جو رقم دی تھی وہ رقم بھی ڈیپوزٹ تھی اس کا واپس لینا بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۰۸﴾ انسانی بالوں کی تجارت

سوال: پیرس شہر میں عورتوں کے اصلی اور مصنوعی بال بیچے جاتے ہیں، کیا ان کا بیچنا یا خریدنا یا لگانا جائز ہے؟ اور میک اپ کے لئے ایسی کریم اور پاؤڈر ملتا ہے جسے لگانے سے سیاہ چمڑی سفید ہو جاتی ہے اور چہرے پر رونق آ جاتی ہے تو از روئے شرع ایسے کریم کی تجارت کرنا یا کسی کو ہدیہ میں دینا اور اسکا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے، اور اسے دوسرے حیوانوں پر فضیلت دے کر عزت بخشی ہے، لہذا انسان کے کسی بھی عضو یا حصہ کو مال اور سامان کی طرح بیچنا اس کی بے عزتی اور توہین ہے، اس لئے شریعت نے انسانوں کے بالوں کو بیچنے سے منع کیا ہے، اس لئے انسانی بالوں کی تجارت ممنوع ہے، جائز نہیں ہے، اسکے علاوہ مصنوعی بال مثلاً: نائلون کے بال یا جانوروں کے بال کی تجارت جائز ہے، حدیث شریف میں ان عورتوں پر لعنت کی گئی ہے جو اپنے بالوں میں دوسرے انسانی بالوں کو ملا کر بالوں کی کثرت ظاہر کرتی ہے، اس لئے انسانی بالوں کو لگانا یا ان کا بیچنا یا خریدنا یا ان سے زینت حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

میک اپ کی دوسری اشیاء کی تجارت کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر یہ اشیاء حلال چیزوں سے بنائی گئی ہیں تو ان کی تجارت اور ان کا استعمال جائز ہے، اور حرام اشیاء یا ناپاک اشیاء سے بنائی گئی ہوں تو ان کی تجارت کرنا، استعمال کرنا کسی کو ہدیہ میں دینا سب امور ناجائز و حرام ہے۔

(قوله و شعر الانسان و الانتفاع به) ای لم یجز بیعه و الانتفاع به لان الآدمی مکرم غیر مبتذل فلا یجوز ان یکون شیء من اجزائه مهاناً مبتذلاً و قد قال النبی ﷺ لعن الله الواصلة و المستوصلة و انما یرخص یتخذ من الوبر فیزید فی قرون النساء و ذوائبهن کذا فی الهدایه (بحر:۸۱/۶،کذافی التبیین:۵۱/۴،کذافی الفتح:۶۳/۶،کذافی الشامی:۲۴۵/۷)۔

ولا بأس باتخاذ القرامیل و هی ما یتخذ من الوبر لیزید فی قرون النساء ای فی اصول شعرهن بالتکثیر و فی ذوائبهن بالتطویل (عنایۃ:۶۳/۶)۔

ان الذی حرم شربها حرم بیعها و اکل ثمنها (ہدایہ:۴۹۴/۴)۔

والصحیح انه یجوز بیع اکل شیء ینتفع به کذا فی التتار خانیه۔ (عالمگیری: ۱۱۴/۳)

﴿۲۱۰۹﴾ سودا باطل کر کے مشتری کا بائع سے زائد رقم مانگنا

سوال: میں ایک بلڈر ہوں، زمین خرید کرا سے ڈیولپ (Develop) کر کے اپارٹمنٹ (Apparment) بنا کرا سکے فلیٹ بیچتا ہوں،

میں نے میرے اپنے ایک پارٹمنٹ کے دو فلیٹ اس شرط پر بیچے تھے کہ ہر مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو ۱۰۰۰،۵۰ دینے ہونگے، اور تاریخ ۱۰/۱/۱ سے کام شروع ہوا اور سات مہینوں تک مسلسل کام جاری رہا، اور وعدہ کے مطابق اس وقت تک ۰۰۰،۵۰،۱۰ روپے جمع کروا دینے چاہئے تھے لیکن مشتری نے ۰۰۰،۲۵،۴ ہی جمع کروائے تھے، اور تاریخ ۱۰/۸/۳ کو کام بند ہوا، اور ابھی تک کام بند ہے، پارٹنر شپ ہونے کی وجہ سے دو شریکوں میں اختلاف

ہوگیا اور کام بند ہوگیا، میں نے مشتری کو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر کام برابر چلتا رہا تو ایک سال میں ہم آپ کو مکان کا قبضہ دیدیں گے اور اگر اتفاقا نہ دے سکے تو آپ کو بتا دیں گے۔

فلیٹ خریدنے والے نے جتنے ماہ کام چلتا رہا اتنے ماہ تک برابر روپے جمع نہیں کروائے، اگر فلیٹ خریدنے والا کہتا ہے کہ مجھے میرے روپے واپس دے دو اور ان کا منافع بھی دو تو کیا میرے لئے دینا ضروری ہے، اور اس کے لئے ان روپیوں کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بلڈنگ بنانے والے نے ایک متعینہ ناپ کا مکان بنا دینے اور اس کی قیمت متعین کر کے خریدنے والے نے ہر چیز اور شرط سمجھ کر سودا منظور رکھا، اب اتفاق سے دونوں معاہدہ کو باطل کرنا چاہتے ہیں تو دونوں فریق کو اختیار ہے آپس کی رضامندی سے باطل کر سکتے ہیں اور اتنی مدت میں مشتری نے جتنے روپے بائع کو دئے ہیں وہ واپس لے سکتا ہے، جتنے روپے دئے ہیں اس سے زائد لینا جائز نہیں ہے۔

الاقالة جائزة فی البیع بمثل الثمن الاول فان شرط اکثر منه او اقل فالشرط باطل و یرد مثل الثمن الاول و الاصل ای الاصل فی لزوم الثمن الاول حتی یبطل الاقل و الاکثر۔ (فتح القدیر: ۶/۱۱۴؛ رشیدیہ)۔

و اما صحة شرائطها فمنها رضا المتعاقدین۔ (بحر الرائق: ۶/۱۰۱)

﴿۲۱۱۰﴾ اسمگلنگ کی آمدنی مسجد میں استعمال کرنا؟

سوال: ایک اسمگلر اپنی اسمگلنگ کی کمائی مسجد کی دری، چٹائی خریدنے کے لئے دینا چاہتا ہے تو ان روپیوں سے مسجد کی دری، چٹائی خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز وہ روپئے مسجد کے

بیت الخلاء میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: جائز طریقہ سے اور جائز چیز کی تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی جائز کہلائے گی، اور ناجائز چیز کی تجارت (مثلاً: برانڈی کی تجارت) سے حاصل ہونے والی آمدنی اور وہ طریقہ جسے اسلام نے ناجائز بتایا ہو اس طریقہ سے حاصل ہونے والی آمدنی ناجائز کہلائے گی۔ اسمگلنگ کی تجارت کی بناء پر حاصل ہونے والی آمدنی کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۱۱﴾ احتکار کب حرام ہے؟

سوال: ایک کسان نے گیہوں بوئے، وہ پک کر تیار ہو گئے ہیں اور گھر میں موجود ہیں، فی الحال گیہوں کی قیمتیں کافی کم ہیں، اب جب تک قیمت نہ بڑھ جائے وہ اس وقت تک بیچنا نہیں چاہتا تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ذخیرہ اندوزی کرنا اور زیادہ قیمت آنے کی لالچ میں مال کو بیچنے سے روکے رکھنا اس کو شریعت کی زبان میں ''احتکار'' کہا جاتا ہے، حدیث شریف میں اس کے متعلق بہت ہی وعیدیں آئی ہیں، جیسے کہ احتکار کرنے والے کو خدا تعالیٰ مفلس بنا دے گا، اور جزام کی بیماری میں مبتلا کر دے گا وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا لوگوں کو تنگی اور ضرورت ہو اور اس کے باوجود مال کو زیادہ قیمت ملنے کی لالچ میں فروخت کرنے سے روکے رکھے تو یہ مکروہ تحریمی کہلائے گا۔ لیکن اگر اس مال کی لوگوں میں تنگی نہ ہو اور دوسروں کے پاس یہ مال فراوانی کے ساتھ دستیاب ہو، نیز اس کسان نے اپنے کھیت میں اس کو بویا ہو اور اناج حاصل کیا ہو اور تاجر نہ ہو تو اس صورت میں مکروہ نہیں ہے۔ (درمختار، شامی

ج:۵ص:۲۵۱۔امدادالفتاویٰ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۱۲﴾ اخبار کی کوپن پر ملنے والا انعام

سوال: ہم روزانہ سندیش گجراتی اخبار خریدتے ہیں، اس اخبار میں روزانہ ایک کوپن نکلتی ہے، ماہ کے اخیر میں تمام کوپن کو جمع کر کے بل کے ساتھ جمع کرواتے ہیں تو اخبار والے کوپن کے فارم میں ڈرو (Draw) کرتے ہیں اور جسکا نمبر نکلتا ہے اسے انعام ملتا ہے، تو ایسا انعام لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ کوپن کی الگ سے کوئی قیمت ادا نہیں کرنی پڑتی، نیز سالانہ زرتعاون میں اس کوپن کے لئے جدا کوئی قیمت ادا نہیں کرنی ہوتی اس لئے ایسی کوپن پر جو انعام حاصل ہو وہ مسئلہ کی رو سے جائز ہے، البتہ تقویٰ یہ ہے کہ ایسے قماری طریقہ سے بھی احتراز کیا جائے۔

﴿۲۱۱۳﴾ شراب کی رقم استعمال کرنا جائز نہیں؟

سوال: میں نے ایک شخص کو شراب کے کاروبار کے لئے ۱۰۰/روپے اس شرط پر دئے کہ مجھے نفع میں آدھا حصہ دیگا، تو جو نفع کی رقم آئے گی اس کا لینا میرے لئے جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... تنہا ہو یا شرکت کے طور پر، شراب کی تجارت کرنا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، اور اس کاروبار سے حاصل ہونے والا منافعہ بھی جائز نہیں ہے، بلکہ حرام ہے، نفع میں آئی ہوئی ناپاک رقم غریب محتاج کو دیدینی چاہئے۔

کتاب الربا

﴿۲۱۱۴﴾ قوم کے روپیوں پر سود حاصل کر کے امداد کرنا

سوال: ہماری قوم کے جمع شدہ روپئے تقریباً پندرہ ہزار روپے الماری میں امانت کے طور پر پڑے ہوئے ہیں، کچھ نوجوانوں کا کہنا ہے کہ وہ روپئے بینک میں رکھ کر ان کے سود سے پوسٹ کے نیشنل سیونگ سر ٹیفکیٹ خریدے جائیں یا یونٹ ٹرسٹ کے یونٹ خرید یں جائیں، اور جو آمدنی ہوا سے......

(۱) غریب بیواؤں میں تقسیم کیئے جائیں۔(۲) غریب بچوں کے سکول کی کتابیں اور گجراتی اور انگریزی سکول میں پڑھنے والے بچوں کو سکولر شپ دی جائے۔(۳) گاؤں میں بیت الخلاء کی کمی ہے تو نئے بنائے جائیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس نوعیت سے بینک میں روپئے رکھ کر اس کے سود سے یہ خدمت کے کام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سود کا لینا حرام ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **و لا تاکلوا الربوٰا اضعافاً مضاعفة** ۔اور بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ۔ نیز حدیث شریف میں سود لینے والے پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، نیک کام کے لئے سود لینا ایسا ہی ہے جیسے صدقہ خیرات کرنے کے لئے چوری کرنا، لوٹ مار کرنا۔

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ طیب ہے اور طیب مال ہی قبول کرتا ہے۔

غرباء کی امداد کی دیگر جائز صورتیں بھی ہیں ان پر عمل کر کے ان کی امداد کی جا سکتی ہے، مثلاً: آرڈنری شیرز خرید کر اس کی آمدنی سے قرض حسنہ دینا، یا کوئی تجارت یا دکان وغیرہ کر

کے اس کی آمدنی سے سوال میں مذکورہ کام کئے جا سکتے ہیں۔ یاد رہے حرام مال میں برکت نہیں ہوتی، اس لئے سود لینے کی نیت سے بینک میں روپئے رکھنے پر عمل نہ کیا جائے۔ فقط

﴿۲۱۱۵﴾ ایک اسکیم کا حکم

سوال: ہمارے ضلع میں ایک بیوپاری نے ایک انعامی اس اسکیم نکالی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ اس اس اسکیم میں حصہ لینے والے ہر انسان کو ہر ماہ کی ایک تاریخ کو ۱۰ روپے جمع کرنے ہوتے ہیں، اس طرح کل ۱۲ مہینوں کی سکیم ہوتی ہے، ۱۲ مہینوں میں ۱۲۰ روپئے بھرنے پڑتے ہیں، اور جن جن لوگوں نے روپئے بھرے ہیں ان میں ہر ماہ قرعہ ڈالا جاتا ہے جس کا نام نکلتا ہے اسے ۱۲۰ روپئے کا گھریلو سامان ملتا ہے، اور اب کے بعد اس شخص کو بقیہ روپئے نہیں دینے پڑتے، مثلاً: زید نے جنوری کی ایک تاریخ کو ۱۰ روپئے ادا کئے اور جنوری میں اس کا نام نکل آیا تو اسے ۱۰ روپئے میں ۱۲۰ روپیوں کا سامان مل جاتا ہے اور اب بقیہ ۱۱۰ روپئے اس کو ادا نہیں کرنے ہیں، اور عمر کا نام فروری میں نکلتا ہے تو اسے ۲۰ روپئے میں ۱۲۰ روپئے کا سامان مل جاتا ہے اور اب بقیہ ۱۰۰ روپئے اس کو ادا نہیں کرنے ہیں، اور جس کا نام اخیر تک نہیں نکلتا ہے تو اسے اخیر میں ۱۲۰ روپئے جمع ہونے پر ۱۲۰ روپیوں کا سامان مل جاتا ہے، تو اس اس سکیم میں حصہ لینا از روئے شرع کیسا ہے؟

سوچنے والی بات یہ ہے کہ اس اس اسکیم میں بیوپاری کو کیا فائدہ ہوتا ہے؟ اور دوسری بات کہ جس شخص کا نام پہلے قرعہ میں نام نکل آیا اسے ۱۰ روپے میں ۱۲۰ روپئے کا سامان مل جاتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں مذکور صورت قمار کی ایک شکل ہے اس میں حصہ لینا جائز نہیں ہے، جن لوگوں نے حصہ لیا ہے وہ اپنی رقم واپس لے کر اس کام سے توبہ

کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۱۶﴾ سہارا انڈیا کمپنی کی اسکیم میں روپے لگانا

سوال: یہاں انڈیا میں ایک نئی کمپنی شروع ہوئی ہے، جس کا نام ''سہارا انڈیا'' ہے، اس میں بہت سے مسلمان ایجنٹ بھی کام کرتے ہیں، جو وقتاً فوقتاً عوام کو سمجھاتے ہیں کہ اگر آپ کمپنی کی اس اسکیم میں روپئے لگائیں گے تو آپ کو اتنا منافع ہوگا اور اس اسکیم میں روپے لگاؤ گے تو اتنا منافعہ ہوگا وغیرہ۔

یہ کمپنی آپ کی رقم تجارت میں لگا کر آپ کو نفع دیتی ہے، لیکن کمپنی کے پمفلیٹ میں لکھا ہوا ہے کہ اتنی رقم روکنے پر ایک سال میں اتنی رقم اور دو سال پر اتنی رقم اور پانچ سال میں اتنی رقم ملے گی، یعنی جتنی رقم لگائی ہو اسی تناسب سے زائد رقم ملتی ہے۔ مجھے تو یہ سود کی ایک شکل ہی معلوم ہوتی ہے، آنجناب شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا اس کمپنی میں روپئے لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اس نازک وقت میں ہماری رقم ہمیں کہاں لگانی چاہئے یہ بھی بتائیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اللہ تعالیٰ نے ہمیں مال کی صورت میں جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کی صحیح قدر دانی اور نعمت پر شکر یہ ہے کہ اسے جائز طریقہ میں لگا کر حلال نفع حاصل کیا جائے۔ اور یہی جائز اور بہتر صورت ہے، سودی کاروبار میں روپئے لگا کر نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے، قرآن وحدیث میں اس پر سخت وعیدیں بتائی گئی ہیں، اس لئے ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہئے۔

سہارا انڈیا کمپنی کے اصول وضوابط یا سالانہ رپورٹ ہمارے پاس نہیں ہے اور ایسا کوئی شخص بھی نہیں ہے جو کمپنی کے طریقہ کار کو پوری تفصیل سے بیان کر سکے تا کہ اس کا کوئی حتمی حکم

بتایا جائے۔قرآن پاک میں ہے:تجارت حلال ہےاور سود حرام ہے:احل اللہ البیع وحرم الربوا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۱۷﴾ پریمیم بانڈ خریدنے کا حکم

سوال: پریمیم بانڈ یعنی کچھ پاؤنڈ پوسٹ میں رکھنے پڑتے ہیں، پوسٹ آفس والے اس پر رسید دیتے ہیں،ہمیں جب ہمارے پاؤنڈ کی ضرورت ہوتو ہم ہمارے کھاتہ سے پاؤنڈ اٹھا بھی سکتے ہیں،اوراس پر ہر ماہ انعام دیا جاتا ہے،جس کی قسمت میں ہوا سے انعام ملتا ہے، تو کیا پریمیم بانڈ خریدنا ہمارے لئے جائز ہے؟ کیا یہ قمار ہے؟ایک عالم سے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میں نے بھی پریمیم بانڈ خریدے ہیں،معلوم ہوااس میں بہت سے اہل علم بھی شریک ہورہے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پوسٹ میں رقم جمع کروانے پر وہ رقم بعینہ محفوظ نہیں رہتی، بلکہ پوسٹ والے اسے دوسرے کام میں خرچ کردیتے ہیں اس لئے یہ رقم پوسٹ والوں کے پاس امانت نہیں ہوتی بلکہ قرض ہو جاتی ہے،اورقرض دے کراس پر جو بھی نفع حاصل کیا جائے وہ سود ہے،اور کچھ کو دینا،اور نمبر لگنے پر دینا قمار کی ایک صورت ہے اس لئے جائز نہیں ہے،اس سے بچنا ضروری ہے،کسی عالم کا فعل دلیل نہیں بن سکتا،کوئی بھی شخص نبی اوررسول کے علاوہ معصوم نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۱۸﴾ بینک میں سود جمع رہنے دینا اوراپنے پاس موجود دوسری رقم سے سود غرباء میں تقسیم کرنا

سوال: ایک شخص نے پوسٹ میں روپے جمع کروائے،اسے اس پر سود ملتا ہے لیکن یہ شخص

پوسٹ سے سود کی رقم نہیں نکالتا تا، البتہ اپنے پاس موجود رقم سے سود کی رقم نکال کر غرباء اور مسجد کے بیت الخلاء وغیرہ کی تعمیر میں بغیر ثواب کی نیت کے دے دیتا ہے، تو کیا اب یہ شخص پوسٹ میں جمع شدہ سود کی رقم ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے؟ اس لئے کہ اتنی رقم اس نے اپنے پاس موجود رقم سے نکال کر صدقہ کر دی ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بہتر طریقہ یہ ہے کہ سود کو بینک یا پوسٹ سے نکال کر اس کے وبال سے بچنے کی نیت سے کسی غریب مسلمان مستحق شخص کو مالک بنا کر دے دیا جائے، اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے اور سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق وہ رقم پوسٹ میں جمع رہنے دے اور اتنی رقم اپنے پاس موجود حلال رقم سے نکال کر غرباء میں صدقہ کر دے تو یہ اس رقم کی طرف سے کافی نہیں ہوگا، اس لئے کہ جب تک وہ رقم نہیں نکالے گا اس وقت تک سود لیا ہوا نہیں کہلائے گا، اس لئے اول کھاتہ سے سود کی رقم نکالے اور بعد میں اسی رقم کو غرباء میں صدقہ کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۱۹﴾ جس شخص کی کل آمدنی سود کی ہو اس کے ساتھ شرکت کرنا

سوال: ایک شخص سود کا کاروبار کرتا ہے اس کی کل آمدنی سود کی ہے، اب میں دکان شروع کروں یا کھیتی کروں اور اس میں اس کو شریک (پارٹنر) بناؤں، اور گذر و بسر کی مقدار کے برابر روپئے آنے لگے پھر یہ شخص اپنا سود کا کاروبار چھوڑ دے اور آج تک جتنے روپئے سود سے حاصل کئے وہ شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق غرباء میں بغیر ثواب کی نیت کے تقسیم کر دے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اس شخص کے ساتھ شرکت میں جائز تجارت کرنا جائز

ہے، لیکن شرکت میں حرام کے روپئے نہ لئے جائیں اسے قرض کے طور پر کچھ رقم دی جائے اور وہ رقم شرکت کے کاروبار میں وہ دے اور نفع سے یا حلال کمائی سے قرضہ ادا کرے تو یہ درست ہے۔سود کا حرام ہونا نص قطعی سے حرام ہے، اور حدیث شریف میں اس کام کے کرنے والے پر سخت لعنت بیان کی گئی ہے، اس لئے اس سے ہر مسلمان کو بچنا ضروری ہے۔

﴿۲۱۲۰﴾ سود کے طور پر ملی ہوئی بخشش کا استعمال جائز نہیں ہے۔

سوال: میں استاذ کمیٹی کا رکن ہوں، ہر ماہ دس روپے شیرز فنڈ میں بچت کی نیت سے جمع کرواتا ہوں، یہ کمیٹی سود پر روپے دیتی ہے، اور سال کے اخیر میں کل منافع ہر شیرز پر تقسیم کرتی ہے اور شیرز ہالڈر کو دیتی ہے میں وہ پوری رقم کسی غریب کو ثواب کی نیت کے بغیر دے دیتا ہوں، اور یہ کمیٹی ساتھ میں نفع کی رقم سے انعام کے طور پر پتیلی، لوٹا یا آب خورہ یا کوئی اور چیز اراکین کو دیتی ہے، اس پر ہر رکن کا نام لکھا ہوا ہوتا ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ جو چیزیں انعام میں ملیں اس کی قیمت معلوم کر کے اتنی رقم غرباء میں صدقہ کردوں تو یہ کافی ہو جائے گا یا نہیں؟ اگر کافی نہیں ہوگا تو آج تک جو استعمال کیا اس کا کفارہ کیا ہے؟ کیا کفارہ میں کچھ روپے صدقہ کرنا کافی ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سود کی آمدنی سے ملی ہوئی کوئی چیز انعام یا تحفہ کے نام سے دی جائے تو اس کا لینا یا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، ثواب کی نیت کے بغیر غرباء میں صدقہ کر دینا واجب ہے، اور آج تک جو بھول ہوئی اس پر ندامت کے ساتھ توبہ کی جائے اور وہ چیزیں آج بھی موجود ہوں تو ان کا صدقہ کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۲۱﴾ سودی لین دین کرنے والی سوسائیٹی میں ملازمت کرنا

سوال: سود پر روپئے لینے اور دینے کا کام کرنے والی سوسائیٹی میں تنخواہ لے کر یا مجانا کام کرنا ازروئے شریعت کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......سود کی لین دین کرنی پڑتی ہو یا سود کا حساب کتاب کرنا پڑتا ہو تو ایسی سوسائیٹی میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ اعانت علی المعصیت ہے اور قرآن شریف میں گناہ اور سرکشی کے کام میں کسی کی مدد نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے سودی لین دین کرنے والی سوسائیٹی میں تنخواہ لے کر یا مجانا (مفت) کام کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۲۲﴾ سود پر روپئے دینے کا کاروبار کرنا اور اس کمپنی میں ملازمت کرنا

سوال: یہاں اور اطراف میں ایک مسلمان کمپنی سود پر روپئے دینے کا کاروبار کرتی ہے، جسے روپئے چاہئے اسے روپئے دے کر مع سود وصول کرتی ہے، کمپنی کے مالکان دوسرے ضلع میں رہتے ہیں، لیکن یہاں وہ حضرات اپنے ملازم بھیج کر یہاں کا کاروبار چلاتے ہیں ان ملازموں کو تنخواہ اور کپڑے اور کھانا پینا بھی دیتے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ ان ملازمین کا ان کے یہاں ملازمت کرنا اور ملازمت کے عوض تنخواہ اور کپڑے اور کھانا پینا لینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......سود کے حرام ہونے پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھلے الفاظ میں صراحت موجود ہے، ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، سود لینے والے اور دینے والے اور حساب کتاب لکھنے والے اور گواہ بننے والے سب پر اللہ کی لعنت ہے، اور تمام اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ (مشکوۃ شریف) اس لئے ایسی

کمپنی میں ملازمت کرنا جو سود پر روپئے دینے کا کاروبار کرتی ہے جائز نہیں ہے، حرام ہے، اور سود کی آمدنی سے ملنے والی تنخواہ بھی حلال نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۲۳﴾ کمیٹی کے سود کا حکم

سوال: ہم بورجائی گروپ سوسائیٹی کے ممبر ہیں، ہماری کمیٹی کپاس اور کھاد کی تجارت کرتی ہے، نیز بینک سے روپے لاکر ممبران کو سود پر دیتی ہے، ہماری کمیٹی کی بڑی آمدنی سود کی ہے، ہمارے شیرزا اور سرمایہ پر کمیٹی ڈیوی ڈنڈ دیتی ہے، تو اس ڈیوی ڈنڈ کے روپے گھر کے خرچ میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ کھاد، کپاس کی تجارت کا نفع اور سود کی آمدنی تمام ملا کر ممبران کو ڈیوی ڈنڈ کی صورت میں تقسیم کی جاتی ہے، تو اس ڈیوی ڈنڈ کا لینا اور استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کمیٹی کی بڑی آمدنی سود کی ہے اور تھوڑی آمدنی جائز تجارت کی ہے اور دونوں کو ملا کر ممبران کو تقسیم کیا جاتا ہے تو ان روپیوں کا استعمال جائز نہیں ہے، وہ روپے لے کر کسی غریب مستحق شخص کو ثواب کی نیت کے بغیر دے دینا چاہئے۔

﴿۲۱۲۴﴾ قرض دے کر کمیشن لینا

سوال: احمد متفرق تاجروں سے مال خریدتا ہے، احمد اس کے دوست سلیمان کو قیمت ادا کرنے کے لئے کہتا ہے، اس کے کہنے پر سلیمان ایک ہزار روپے ادا کر دیتا ہے، ایک مہینہ بعد سلیمان احمد سے ۱۰۰۰ روپے اور مزید دس فی صد کا مطالبہ کرتا ہے تو اس دس فی صد کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... احمد کے کہنے پر سلیمان نے خریدے ہوئے مال کی

قیمت ادا کردی یعنی اتنے روپے احمد کو سلیمان نے قرض دیئے، اور قرض پر زائد رقم لینا سود ہے، لہذا صورت مسئولہ میں ۱۰۰۰ روپے پر مزید ۱۰ فی صد کا مطالبہ سود ہے اور حرام ہے۔

﴿۲۱۲۵﴾ کمیٹی کے سود کا حکم

سوال: میں ایک ایسے ادارہ میں ملازمت کرتا ہوں جہاں ہر قوم کے لوگ کام کرتے ہیں، اور ملازمین کی ضرورت اور مصیبت کے وقت مدد کے لئے ملازمین نے ایک کمیٹی بنائی ہے، ہر ملازم کی تنخواہ سے ۱۰۰ روپے پر دو روپئے بچت کے نام سے اس کی تنخواہ سے وضع ہو کر اس کمیٹی کے فنڈ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ۲۰ روپئے ہونے پر ایک شیر بنا کر اس ملازم کو دے دیا جاتا ہے، اور یہ کمیٹی ملازمین کو ان کی ضرورت پر سود پر روپئے دیتی ہے، جس ملازم کو روپیوں کی ضرورت ہو اسے دو ضامن کی دستخط لے کر قرض دیا جاتا ہے۔ اور ۱۰ اقسطوں میں وہ رقم وصول کی جاتی ہے اور سات فی صد اس پر سود لیا جاتا ہے، سود کی رقم سال کے اخیر میں جو کچھ جمع ہوتی ہے وہ تمام شرکاء کے درمیان تقسیم نہیں کی جاتی بلکہ اس سے کوئی اچھی چیز لے کر (گھریلو استعمال کی اشیاء وغیرہ) دی جاتی ہیں، اور تھوک بند (ہول سیل) چیز خریدنے میں چیز بھی ارزاں ملتی ہے اتنا ملازم کو اور فائدہ ہوتا ہے، ان حالات میں اس کمیٹی کے شریک بننا اور اس میں اپنے روپئے جمع کروانا کیسا ہے؟ کیا فقہی نقطہ نظر سے اس میں کوئی خرابی ہے؟ (۲) اس کمیٹی سے سود پر رقم لینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... کچھ لوگوں کا مل کر ایک کمیٹی بنا کر بچت کے روپئے جمع کرنا شریعت میں منع نہیں ہے، جائز ہے، نیز حاجت مندوں کو قرض دے کر ان کی ضرورت پوری کرنا بھی جائز بلکہ ثواب کا کام ہے، لیکن یہ سب ثواب کا کام جب بنے گا

جب سود کی لعنت سے بچ کر کام کیا جائے، اور کسی محتاج کی ضرورت کا غلط فائدہ نہ اٹھایا جائے، قرض دے کر اس سے زیادہ رقم وصول کرنا انسانی ہمدردی کے خلاف ہونے کے ساتھ شریعت کی نظر میں یہ ایک ملعون فعل ہے، اور جو کمیٹی ایسا سودی کاروبار کرتی ہے اس میں خود کے روپیے رکھنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ گناہ کے کام میں اعانت ہے، جس سے قرآن پاک میں سختی سے منع کیا گیا ہے، اور اس کاروبار سے جو سود حاصل ہوتا ہے اس سے کوئی چیز وغیرہ خرید کر شیر ہالڈر کو دیا جاتا ہے وہ بھی سود کے حکم میں ہونے کے سبب اس کا استعمال بھی جائز نہیں ہے، کسی غریب محتاج کو ثواب کی نیت کے بغیر دے دینا چاہئے۔

(۲) سود لینا اور دینا بنص قطعی حرام ہے، سود لینے اور دینے والے کے متعلق قرآن وحدیث میں سخت الفاظ میں وعیدیں بیان کی گئی ہیں، اس لئے سود لینے اور دینے سے بچنا چاہئے، اس لئے بغیر سخت مجبوری اور لاچاری کے سود پر روپئے نہیں لینے چاہئے۔

﴿۲۱۲۶﴾ باجرا کے عوض ادھار گیہوں دینا

سوال: ہمارے یہاں کے کچھ کسان جب مجبور ہوئے اور گیہوں کی فصل تیار نہیں تھی تو کچھ باحیثیت لوگوں سے انہوں نے باجرا لیا اور یہ طے کیا کہ باجرا کے عوض انہیں اتنی ہی مقدار میں وہ گیہوں دیں گے، یعنی بیس کلو باجرا کے عوض بیس کلو گیہوں دینا متعین کیا، کچھ کسانوں نے مجبوراً یہ سودا کیا اور کچھ نے تجارت کی نیت سے سودا کیا، تو پوچھنا یہ ہے کہ اس طرح باجرا کے عوض گیہوں لینا یا دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور جواز یا عدم جواز کی وجہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... باجرا کے عوض گیہوں لینا اور دینا جائز تو ہے لیکن دونوں کا اس وقت موجود ہونا اور مقام بیع میں پایا جانا کہ اس کی طرف اشارہ کیا جا سکے

ضروری ہے، ایک چیز بھی ادھار ہو تو یہ معاملہ ناجائز اور حرام ہو جائے گا، لہذا صورت مسئولہ میں گیہوں پکنے کے وقت دینے کی شرط پر بیچنا جائز نہیں ہے۔ (شامی، ہدایہ)

﴿۲۱۲۷﴾ پرانے گیہوں کے عوض نئے گیہوں بیچنا

سوال: اور ایک سودا ہمارے یہاں یہ ہوتا ہے کہ ضرورت مند لوگ ان لوگوں سے جن کے گھر میں پرانے گیہوں ہیں بیس کیلو گیہوں اس شرط پر لیتے ہیں کہ جب ان کے یہاں گیہوں کی فصل ہوگی تو وہ نئے بیس کیلو گیہوں انہیں دیں گے، تو پرانے بیس کیلو گیہوں کے عوض نئے ادھار گیہوں دینا جائز ہے؟ کیا یہ معاملہ بیع سلم ہے یا قرض یا عاریت؟ اس کی فقہی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... پرانے گیہوں کے عوض نئے گیہوں کی بیع دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے ایک تو دونوں وزن میں برابر ہوں، کمی زیادتی جائز نہیں اور دوسرا یداً بید ہو، اگر کوئی ایک طرف سے ادھار ہو تو جائز نہیں ہے، لہذا فصل پکنے کے وعدہ پر بیچنا صحیح نہیں ہے، حرام ہے، البتہ اگر پرانے گیہوں قرض کے طور پر دئے جائیں ان کو بیچا نہ جائے اور فصل پکنے پر نئے گیہوں سے قرضہ ادا کر دیا جائے تو یہ جائز ہے۔ (شامی، ہدایہ)

﴿۲۱۲۸﴾ ایک سو پانچ روپے کے بدلے ایک سو روپے کی ریزگاری لینا

سوال: فی الحال ریزگاری کی کافی تنگی چل رہی ہے، میں کنڈکٹر کی ملازمت کرتا ہوں، مجھے ایک بیوپاری نے کہا کہ میں تمہیں سو روپے کی ریزگاری دوں گا تو تم مجھے ایک سو پانچ روپے دینا، تو اس طرح ایک سو پانچ روپے کے بدلے ایک سو روپے کی ریزگاری لینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نوٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اس کاغذ کے حامل کو اس

نوٹ کی قیمت کے بقدر چاندی جب مانگے لینے کا حق حاصل ہے، لہذا نوٹ چاندی کا دستاویز اور رسید ہے، لہذا یہ سو روپے کا نوٹ چاندی کے حکم میں ہے، لہذا اس کے عوض دوسری دھات کے سکے کمی وزیادتی کے ساتھ لینا جبکہ ایک مجلس میں ہو اور ہاتھ در ہاتھ ہو جائز ہے، لہذا سو روپے کی ریز گاری ایک سو پانچ روپے میں بیچنا جائز ہے۔

﴿۲۱۲۹﴾ دو سیر آرنڈی کے عوض پانچ سیر آرنڈی کے پھول لینا

سوال: پانچ سیر آرنڈی کے پھول میں سے دو سیر یا کچھ زائد آرنڈی نکلتا ہے، تو دو سیر آرنڈی کے عوض پانچ سیر آرنڈی کے پھول لینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پانچ سیر آرنڈی کے پھول میں سے دو سیر یا کچھ زائد آرنڈی نکلتا ہو تو دو سیر آرنڈی کے عوض پانچ سیر آرنڈی کے پھول لینا جائز نہیں ہے، اس کے بجائے پانچ سیر آرنڈی کے پھول میں سے جتنا آرنڈی نکلتا ہو اس سے کچھ زائد آرنڈی کے عوض خریدنا جائز ہے، مثلاً: ڈھائی سیر آرنڈی نکلتا ہو تو تین سیر دیا جائے، تو اس صورت میں آرنڈی کے مقابلہ میں آرنڈی اور زائد کے عوض آرنڈی کے پھول کا بھوسا ہو جائے گا۔ (شامی: ۱۸۶/۴، جوہرہ: ۲۱۷) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۳۰﴾ لوٹری کی رقم دینی کام میں خرچ کرنا

سوال: لوٹری میں ملے ہوئے انعام کے روپے کسی دینی کام میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... لوٹری بھی نئے زمانہ کا جوا ہی ہے، اس لئے لوٹری میں نکلی ہوئی حرام رقم استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اور کسی نیک یا دین کے کام میں استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۳۱﴾ نیشنل لاٹری کا حکم

سوال: محترمی ومکرمی مفتی صاحب السلام علیکم

نیشنل لاٹری کے بارے میں چند سوالات آپ کی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں، ہمیں امید ہے کہ جواب سے ضرور نوازیں گے۔

ایک شہر کے مسلمانوں نے ۱۹۷۰ء کے دہائی میں ایک قطعہ اراضی مسجد بنانے کے لئے خریدا۔ ایک کمیٹی مسلم ایسوسی ایشن کے نام سے وجود میں آئی، جس کی زیر نگرانی مسجد تعمیر ہوئی۔ اور اس کے بعد اسی زمین پر اسی کمیٹی کے زیر نگرانی دو اور عمارتیں جن میں مسلم کمیونیٹی سنٹر بھی شامل ہے، مسلمانوں کے چندے سے تعمیر ہوئیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ یو.کے. میں لاٹری کا ایک سسٹم شروع ہوا ہے جو کہ کیملاٹ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ لوگ جیتنے والے کے علاوہ کچھ رقم یو.کے. میں امدادی کاموں میں بھی استعمال کے لئے فراہم کرتے ہیں۔ اس رقم کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے مسلمان بھائیوں نے بھی درخواست دے رکھی ہے۔

(۱) کیا مسلمانوں کے لئے نیشنل لاٹری سے امداد لینا جائز ہے۔ اور اس کا شرعًا کیا حکم ہے؟

(۲) کیا وقف املاک میں اس کو استعمال کر سکتے ہیں؟

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں جواب دے کر ممنون فرمائیں۔ فقط والسلام

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسلمانوں نے جو زمین خریدی ہے، اور اس پر مسجد اور مدرسہ اور دوسری شرعی اور قومی ضروریات کے لئے جو عمارت مسلمانوں کے چندہ سے تعمیر کی، یہ اسلامی نقطہ نظر سے وقف املاک میں شمار ہوتا ہے یعنی یہ زمین اور اس پر بنی ہوئی عمارت کا حقیقۃً وحکمًا مالک اللہ ہے۔ دنیوی کسی فرد کی ملکیت نہیں۔ اس سے استفادہ کا ہمیں حق

ہے۔ اس میں جنہوں نے محنت کی اور مال خرچ کیا وہ ان کے لئے اللہ کی رضا مندی کا سبب اور صدقہ جاریہ ہے۔ جب تک وقف باقی رہے گا وہاں تک اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ اب اس وقف کی مینیجمنٹ اور کفالت کے لئے جو خرچ ہوگا وہ سب پاک اور حلال اور جائز رقم سے کرنا ہم لوگوں پر لازم اور ضروری ہے۔ اور اس میں ہمیں ثواب اور خیر اور برکت کا باعث ہوگا۔

آج کل ہمارے یہاں نیشنل لاٹری کے نام سے جو وبا پھیلی ہوئی ہے وہ قرآنی ارشاد کے مطابق قطعًا ناجائز اور حرام ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت ۲۱۹ اور سورہ مائدہ کی آیت ۹۰ میں جوا کی حرمت اور دینی اور دنیوی خرابیاں اور گندے اور شیطانی کاموں میں سے ہونا شمار کر کے روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے جو مسلمان اپنی حلال کمائی سے لاٹری کا جو ٹکٹ خرید کر پیسہ دیتا ہے وہ حرام کام میں صرف کرتا ہے۔ اور حلال مال اس میں دینے کی وجہ سے حرام کہلاتا ہے۔ اس لئے کملاٹ کے پاس اس لائن سے جو رقم جمع ہوتی ہے وہ سب کی سب ناجائز اور حرام کی آمدنی ہے۔

قرآن پاک میں حلال چیزوں کو استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور حرام چیزوں سے پرہیز کا حکم دیا گیا ہے۔ حدیث پاک میں حرام چیزوں کے استعمال سے دینی اور دنیوی جو نقصانات ہیں وہ تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً: حرام چیزوں کے استعمال سے عبادت قبول نہیں ہوتی، حرام غذاء اور حرام کپڑے پہن کر دعا کرنے سے دعا قبول نہیں ہوتی۔ حرام غذاء سے جو گوشت پیدا ہوگا وہ جہنم کا زیادہ حقدار ہوگا وغیرہ۔ ترمذی شریف کی ایک حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ طیب اور پاکیزہ ہے اور طیب اور پاکیزہ مال کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے ایمان والے آدمیوں کو حرام آمدنی اور حرام غذاء کے تمام ذرائع سے بالکل

اجتناب اور پرہیز کرنا چاہئے۔

آپ نے سوال میں لکھا ہے کہ یہ لوگ (کملاٹ والے) کچھ رقم یو.کے. میں امدادی کاموں میں بھی استعمال کے لئے رقم فراہم کرتے ہیں اور اس رقم کو حاصل کرنے کے لئے مسلمان بھائیوں نے بھی درخواست دے رکھی ہے، کے متعلق عرض ہے کہ یہ لوگ (کملاٹ والے) قرآن اور حدیث پر ایمان نہیں رکھتے، اور یہ رقم لینے میں ان کا مقصد اللہ کو راضی کرنے اور ثواب حاصل کرنا نہیں ہے۔ اور یہ لوگ ہمارے احکامات کے اور ہمارے دینی مسائل کے پابند بھی نہیں ہے۔ اس لئے ان کے متعلق کچھ لکھنا مفید بھی نہیں ہے۔

باقی اگر کوئی آدمی حرام طریقہ سے مثلاً: جیب کاٹ کر کے یا لوٹ کر کسی کا مال حاصل کرے اور اس مال سے کسی غریب یا بیوہ کی مدد کرے تو سرکاری قانون میں بھی وہ اچھا شمار نہیں کیا جاتا۔ باقی مسلمان جن کا اللہ اور اس کے احکامات پر ایمان ہے اور وہ رقم اللہ کے بندوں کی بہودگی (ہمدردی) کے لئے خرچ کرنا چاہتے ہیں اور اسی لئے حرام رقم حاصل کرنے کے لئے دست سوال پھیلا رہے ہیں، بڑے تعجب کی بات ہے۔ آج سے دو ہزار سال پہلے مکہ کے قریش نے کعبہ شریف کی تعمیر کے لئے ان کی حلال کمائی کم پڑ گئی تو حطیم کا حصہ تعمیر کے بغیر چھوڑ دیا مگر حرام کمائی اس میں نہیں لگائی۔

پیسے کی کمی کی وجہ سے کمیونٹی کا کوئی کام نہ کر سکے تو اللہ کے یہاں عذر کر سکتے ہیں لیکن یہ سوال ہوا کہ حرام کی رقم کیوں لگائی تو جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ

قال تاج الشریعة: اما لو انفق فی ذالك مالاً خبيثاً او مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره لان الله تعالى لايقبل الا الطيب الخ۔

تاج الشریعہ نے کہا کہ اگر اس میں خرچ کیا حرام مال کو یا ایسے مال کو جو حرام اور حلال دونوں طریقوں سے حاصل ہوا ہے تو مکروہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔فتاوی عالم گیری صفحہ۳۴۳ رج ۵ پر لکھا ہے کہ:

آکل الربا کاسب الحرام، اھدی الیه او اضافه او غالب ماله حرام لایقبل و لایاکل الخا۔

یعنی سود کھانے والے اور حرام کمائی کرنے والے نے اس میں سے ہدیہ بھیجا یا اسکی دعوت کی اور اس کس اکثر مال حرام ہت تو قبول نہیں کرنا چاہئے اور دعوت نہیں کھانی چاہئے۔

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم ہند اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں کہ لاٹری کے معاملات قمار ہے شرعا جائز نہیں ہے، جس کا نام نکلا اس کو وہ روپیہ لینا درست نہیں ہے، اور نہ مالک کمپنی کو کمیشن لینا درست ہے اور کبھی ایسا معاملہ نہ کیا جاوے، جس جس شخص نے ایک ایک روپیہ دیا ہے وہ اسی کو وپس کیا جاوے وہ نہ ہو تو اس کے ورثہ دیا جاوے اھ۔ (عزیز الفتاوی صفحہ ۶۵۰ رج ۱)

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے لاٹری لینا اس کا انعام نکلے تو وہ پیسے لینا ناجائز اور حرام ہے، اسی طرح یہ لاٹری والے اس رقم سے امداد کریں تو یہ امداد مانگنا یا لینا اس کو کمیونتی کے کسی کام میں صرف کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ جو لوگ ایسا کر رہے ہیں وہ گنہگار ہے اور اللہ کے احکام کے نافرمان ہے فقط واللہ اعلم

﴿۲۱۳۲﴾ لوٹری کے روپیوں کا مصرف

سوال: میرے ایک دوست کو لوٹری کے پچاس ہزار روپے میں سے ۳۲ ہزار روپے حاصل

ہوئے ہیں، تو ان روپیوں کو از روئے شریعت کن کن کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......لوٹری یہ نئے زمانہ کا جوا ہے، اسکا حرام ہونا قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے ثابت ہے اس لئے اسکی آمدنی ناجائز اور حرام ہے، اس حرام آمدنی کو ذاتی استعمال میں نہ لاتے ہوئے کسی غریب مستحق مسلمان کو چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں بغیر ثواب کی نیت کے اپنے سر سے وبال اتارنے کی نیت سے مالک بنا کر دیدینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۳۳﴾ لوٹری کا انعام

سوال: آج کل لوٹری کی ٹکٹ خریدنے کا رواج عام ہو گیا ہے، کیا لوٹری کا انعام لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......لوٹری نئے زمانہ کا جوا ہے، اسکا حرام ہونا ظاہر نص سے ثابت ہے، اس لوٹری میں ملنے والی انعام کی رقم لینا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔

﴿۲۱۳۴﴾ مال کی قیمت ادا کر دینے اور ضمانت دینے کے سبب پانچ فی صد کمیشن لینا

سوال: یہاں ملک افریقہ میں دوسرے ممالک مثلاً: انڈیا، پاکستان اور ہونگ کونگ وغیرہ ممالک سے مال برآمد کیا جاتا ہے، اور مال برآمد کرنے کا طریقہ اور قیمت ادا کرنے کا طریقہ مندرجہ ذیل ہے۔

ہونگ کونگ کا تاجر یہاں ہمیں ہمارے انگلینڈ کے ایجنٹ کی ضمانت پر مال دیتا ہے، جب مال روانہ ہوتا ہے تو ہونگ کونگ والے بلٹی (بل) ہمارے انگلینڈ والے ایجنٹ کو آبی جہاز یا ہوائی جہاز سے بھیجتے ہیں، اور یہ ایجنٹ خود ہماری طرف سے ہونگ کونگ کے تاجر کو قیمت ادا

کر دیتا ہے اور ہم سے ان روپیوں اور ضمانت کے عوض پانچ فی صد کمیشن کا اضافہ کر کے وصول کرتا ہے، تو یہ معاملہ از روئے شرع کیسا ہے؟

نیز ہمارا ایجنٹ مال کی قیمت ادا کر دیتا ہے تو اس کے روپے اسے ادا کرنے میں ہمیں بعض مرتبہ ۳ سے ۴ ماہ ہو جاتے ہیں تو ان تین چار ماہ کا سود ۱۰ یا ۱۲ فی صد کے حساب سے جو بھی ہو وہ ہمیں بینک کو یا ہمارے انگلینڈ والے ایجنٹ کو دینا پڑتا ہے تو اس طرح کا معاملہ کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... یہ معاملہ جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۳۵﴾ انگلینڈ کو دار الحرب سمجھ کر وہاں سود دے کر مکان خریدنا

سوال: انگلینڈ میں آباد کل مسلمانوں میں سے بہت کم مسلمان ایسے ہوں گے جو نقد مکان خریدتے ہوں گے زیادہ تر لوگ ادھار سود سے ہی مکان خریدتے ہیں، جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ دس ہزار پاؤنڈ کا مکان ہو تو شروع میں ایک ہزار پاؤنڈ ادا کرنے ہوتے ہیں اور بقیہ نو ہزار پاؤنڈ ہر ماہ قسط وار ادا کرنے ہوتے ہیں یہ قسطیں کسی کی دس سال کے لئے ہوتی ہیں اور کسی کی بیس سال کے لئے۔

یہاں کی بلڈنگ سوسائیٹی بائع کی طرف سے مکان کی کل قیمت ادا کر دیتی ہے اور ہمیں ۱۰۰ پاؤنڈ پر ۱۵ یا ۲۵ فی صد سود کے ساتھ بلڈنگ سوسائٹی کو ہر ماہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ تو اس طریقہ سے مکان خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ لوگ یہ عذر کرتے ہیں کہ کرایہ کے مکان میں بیوی بچوں کے ساتھ رہنے میں تکلیف ہے اس لئے مجبوراً مکان لینا پڑتا ہے۔

تو کیا شریعت میں یہ عذر قابل قبول ہے؟ کرایہ کے مکان بسہولت مل جاتے ہیں تو کرایہ

کے مکان میں کچھ تکلیفوں کے ساتھ رہنا بہتر ہے یا سود سے روپے لے کر خود کے مکان میں آرام سے رہنا بہتر ہے؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ عیسائی اور یہودیوں سے سود لینا جائز ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قرآن پاک اور حدیث شریف کے فرمان کے مطابق سود لینا اور دینا حرام ہے، اور سود لینے اور دینے والوں کے لئے قرآن پاک اور حدیث شریف میں جو دینی اور دنیوی مضرات اور وعیدیں بتائی گئی ہیں ان کو سن کر ذرا سی بھی ایمانی غیرت رکھنے والا شخص سود لینے یا دینے کی جرأت نہیں کرسکتا، لہذا صورت مسئولہ میں لون پر مکان لینا اور مع سود مکان کی قیمت قسط وار ادا کرنا کسی بھی امام کے نزدیک جائز نہیں ہے، حرام ہے۔

نیز جب کہ کرایہ پر مکان مل سکتا ہے اور اس میں رہ کر سود کی لعنت سے بچتے ہوئے گذر وبسر ہوسکتا ہے تو خود کی ملکیت کا گھر حاصل کرنے کے لئے لون لینا جائز نہیں ہے، اس لئے کرایہ کے مکان میں تھوڑی تکلیف اٹھا کر رہنا لون لے کر دنیا میں اپنے مکان میں آرام سے رہنے اور آخرت میں سود کا عذاب برداشت کرنے سے زیادہ بہتر، ضروری اور دانشمندی کا کام ہے، عیسائی اور یہودی سے سود لینا جائز ہے ایسا نظریہ بالکل غلط اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے، البتہ امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق دار الحرب میں غیر مسلموں سے ان کے اصول کے مطابق قرض پر زائد رقم لینا سود کی حرمت میں داخل نہیں ہے جب کہ دیگر ائمہ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ رقم بھی سود کی حرمت میں داخل ہے، لیکن صورت مسئولہ سود کے دینے کی ہے نہ کہ لینے کی، جو کسی بھی امام کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: امداد الفتاویٰ، فتح القدیر، فتاویٰ دار العلوم وغیرہ)

﴿۲۱۳۶﴾ دارالحرب میں حربیوں سے سود لینے کا حکم، ایک تحقیقی فتویٰ

سوال: بعد سلام مسنون! ہمارے یہاں انگلینڈ میں آج کل سود کا مسئلہ موضوع بحث بنا ہوا ہے، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ دارالحرب ہے اور بعض اس کا انکار کرتے ہیں اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ مندرجہ جزئیات کے جواب کے بعد یہاں سود کے جواز و عدم جواز پر مفصل جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) دارالحرب کی مفتیٰ بہ تعریف کیا ہے؟ (۲) کتب فقہ میں دارالاسلام اور دارالحرب کے علاوہ دارالصلح یا دارالامان کی کوئی اصطلاح ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کے احکام کیا ہیں؟

یاد رہے کہ یہاں کے انگریز کے لئے جتنی قانونی مراعات اور انہیں جتنے حقوق حاصل ہیں وہ سارے باہر سے آنے والے مسلمانوں کے لئے بھی ہیں، نیز ماضی میں جن ملکوں کے ساتھ برطانیہ کی لڑائی رہی ان سب اسلامی ملکوں کے ساتھ نہ صرف مصالحت بلکہ تجارتی اور دفاعی معاہدے ہیں، سعودی عرب کی (اور حرمین شریفین جو ہمارا کعبہ اور قبلہ ہے وہاں کی) فوج کی تربیت اور ان کی نگرانی کے لئے برطانوی فوج مستقل وہاں رہتی ہے۔

عرض یہ ہے کہ اندرون ملک اور باہر کے اسلامی ملکوں کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے ہیں تو ان حالات میں کیا یہ دارالحرب ہوگا؟ جب کہ دارالحرب کے فتوے کے بعد یہاں کے پانچ لاکھ مسلمان بلکہ کروڑوں مسلمانوں کا امن خطرہ میں پڑ سکتا ہے، یہاں دینی کاموں کے لئے وہ قانونی مراعات ہیں کہ اتنی سہولت شاید ہندوستان اور اسلامی ملکوں میں بھی نہ ہوں۔ ان حالات کے باوجود بھی یہ دارالحرب ہے تو پھر شاید کوئی اسلامی ملک نہ بچے کہ وہ دارالحرب نہ ہو، اس لئے کہ وہاں دینی کاموں کے لئے وہ رکاوٹیں ہیں کہ ان کا تصور

اسلامی ملکوں میں ناممکن ہے۔ اگر یہ اس لئے دارالحرب ہے کہ یہاں کہ اخبارات وغیرہ میں کبھی کبھی اسلام کے خلاف کوئی مضمون آتا ہے تو یاد رہے کہ یہ اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عیسائی مذہب کی روزانہ یہ مذاق اڑاتے ہیں، اگران جزئی واقعات کی وجہ سے یہ دارالحرب ہوسکتا ہے تو پھر ''تیونس'' کوکوئی دارالحرب کیوں نہیں کہہ سکتا جب کہ چار ماہ قبل وہاں کے صدر حبیب برقیہ نے سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں وہ گستاخانہ الفاظ بکے کہ اس کے بعد اس کے ارتداد میں کوئی شک وشبہ نہیں رہتا جب اس صدر کے بیان پر احتجاج ہوا تو احتجاج کرنے والوں پر مظالم ڈھائے گئے، مختصر یہ ہے کہ جزئی حالات میں برطانیہ اور اسلامی ملکوں میں کوئی فرق نہیں، پھر تو کوئی اسلامی ملک نہیں رہ سکتا جو دارالحرب نہ ہو، نہ سعودی عرب، نہ مصر اور نہ پاکستان؟

(۴) اگر بالفرض ہماری کتب فقہ میں دارالصلح یا دارالامن کی کوئی اصطلاح نہیں ہے تو کیا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ دارالاسلام اور دارالحرب کی اصطلاح اس زمانہ کی پیداوار ہے جب کہ دنیا نے جمہوری حکومتوں کا دور نہ دیکھا تھا اور ان فقہاء کے سامنے موجودہ جمہوری نظام حکومت نہیں تھا۔

(۵) نیز اس ملک میں آئے ہوئے مسلمان دو طرح کے ہیں: ایک وہ جن کے پاس اپنے ملکوں کے پاسپورٹ ہیں، اپنے اپنے ملکی شہریت کے حامل ہیں، دوسرے وہ ہیں جنہوں نے یہاں آکر برٹش شہریت حاصل کرلی ہے، یہاں کا پاسپورٹ ان کے پاس ہے، اول الذکر مسلمان کا دخول اس دارالکفر میں ایک معاہد کی حیثیت سے ہے اس عہد و پیمان کی بنا پر وہ اس ملک کے قانون کی پابندی کرتے ہوئے اپنے اپنے ذریعۂ معاش کے لئے کام کرتے

ہیں، اپنے معاہدہ پر رہتے ہوئے کیا ان کے لئے اس ملک کو نقصان پہنچانا جائز ہے؟
دوسرے وہ ہیں جنہوں نے شہریت بدل لی ہے، اور برٹش بن گئے ہیں، وہ بھی معاہدہ کے طور پر آئے تھے جب انہوں نے شہریت تبدیل کی تھی اس وقت بھی یہاں کے حالات وہی تھے جو آج ہیں تو کیا ایسے دارالحرب کی شہریت اختیار کرنا ان کے لئے جائز ہے؟
(۶) ان پانچوں جزئیات کے متفرق جوابات کے بعد اس ملک کے مسلمانوں کے لئے ایک مفصل اور جامع جواب تحریر فرمائیں جو ان کے لئے رہنما ہو، خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ فقط والسلام مع الاکرام

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قاموس میں دارالحرب کا ترجمہ یہ لکھا ہے: **دار الحرب بلاد المشرکین الذین لا صلح بیننا و بینھم۔ (۱/۵۳)۔**
یعنی دارالحرب مشرکین کے وہ ملک ہیں جن کے ساتھ ہماری صلح نہ ہو، لہٰذا جس ملک میں حاکم غیر مسلم ہو اور غلبہ اور احکام مشرکانہ علی الاعلان رائج ہوں اور آج تک کبھی مسلمانوں کا قبضہ یا تسلط نہ ہوا ہو تو اس کو دارالحرب کہا جائے گا، لیکن جن ملکوں پر کبھی مسلمانوں کا قبضہ اور تسلط رہ چکا ہو جس کی وجہ سے وہ دارالاسلام رہ چکے ہوں پھر اس کے بعد کفار مشرکین کا غلبہ ہو جائے تو اس کو دارالحرب کب کہا جائے گا اس میں ائمہ ثلاثہ حنفیہ کا اختلاف ہے۔
(۱) جس ملک میں علی الاعلان احکامات شرکیہ پر عمل ہوتا ہو اسلامی احکامات پر عمل نہ کر سکتے ہوں۔ (۲) اس کے پڑوسی ملک بھی مشرک ہوں۔ (۳) مسلمان یا ذمی اس میں رہتے ہوں لیکن وہ امن اور سلامتی کے ساتھ نہ رہ سکتے ہوں تو وہ ملک دارالحرب ہو جائے گا۔
صاحبین کے نزدیک ایک ہی شرط کافی ہے اور وہ یہ ہے کہ: علی الاعلان احکامات شرکیہ پر عمل

ہوتا ہو، جیسا کہ درمختار اور شامی میں لکھا ہے:

اعلم ان دار الحرب تصیر دار الاسلام بشرط واحد، و هو اظهار حكم الاسلام فيها قال محمد رحمه الله تعالىٰ فى الزيادات: انما تصير دار الاسلام دار الحرب عند ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ بشروطٍ ثلاثةٍ۔

١۔ احدها: اجراء احكام الكفار على سبيل الاشتهار و ان لا يحكم فيها بحكم الاسلام۔

٢۔ و الثانى: ان تكون متصلة بدار الحرب لا يتخلل بينهما بلدٌ من بلاد الاسلام۔

٣۔ و الثالث: ان لا يبقى فيها مؤمنٌ، و لا ذمى آمناً بامانه الاول الذى كان ثابتاً قبل استيلاء الكفار للمسلم باسلامه۔ (عالمگیری: ٢٣٢/٢، شامی: ٢٥٣/٣)

(۲) دارالحرب کی نوعیت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں۔

ایک کو دارالامن اور دوسرے کو دارالضرار یا دارالحرب کہتے ہیں۔

وہ ملک جس میں حکومت تو مسلمانوں کی نہ ہو لیکن مسلمان اپنے مذہبی شعار ادا کرنے میں آزاد ہو تو اس کو دارالامن کہا جائے گا، جیسا کہ ہجرت سے پہلے حبشہ اور صلح حدیبیہ کے بعد مکہ مکرمہ کا حال تھا، علامہ ابن عابدینؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

لو اجريت احكام المسلمين و احكام اهل الشرك لا تكون دار حرب الخ (٢٥٣/٣)

یعنی: مسلمان اور مشرکین دونوں کے احکامات جاری ہوں تو دارالحرب نہیں کہا جائے گا، جن ملکوں میں مذہبی احکامات پر عمل کرنے کی پابندی ہو تو وہاں حتی الامکان جدو جہد کر کے آزادی حاصل کرنا چاہئے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر ہجرت کرنا ضروری ہو جاتا ہے، مگر جن

ملکوں میں مذہبی احکامات علی الاعلان ادا کئے جا سکتے ہوں مثلاً جمعہ اور عیدین، اذان اور قربانی وغیرہ تو اس ملک سے ہجرت کرنا فرض تو نہیں صرف مستحب کہلاتا ہے اور دارالامن کا بھی یہی حکم ہے۔

ثم اعلم ان من ینکر علی الفجرة من دار الحرب و لا یمکنه اظهار دینه فیها و اداء واجباته فالهجرة منها واجبة علیه و اما من هو قادرٌ ولکنه یمکنه اظهار دینه و اداء واجباته فمستحبة الخ۔

(۳) یو.کے .دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟

مذکورہ بالا جو شرائط ہیں اس میں سے کوئی بھی شرط بتمامہ پائی نہیں جاتی بلکہ آپ کی تحریر کے موافق یہاں دینی کاموں کے لئے قانونی مراعات ہیں۔ نیز مساجد کا قیام، مدارس کی بناء، جمعہ اور عیدین وغیرہ دوسرے امور آزادی کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں اس لئے اس کو یقینی طور پر دارالحرب نہیں کہہ سکتے، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ:

لو اجریت احکام المسلمین، و احکام اهل الشرك لا تکون دار حرب۔ (۲۵۳/۳)

اس وجہ سے محققین فقہاء اور علماء ایسے ملک کو دارالامن کہتے ہیں، جیسے ہجرت سے پہلے حبشہ اور صلح حدیبیہ کے بعد مکہ مکرمہ۔

(۵) جب کوئی مسلمان امن لے کر مشرکوں کے ملک میں داخل ہو تو اس کو وہاں ایسے کام کرنا جس سے عہد کی خلاف ورزی ہو یا اس ملک کو نقصان پہنچے یا کذب، فریب اور دھوکہ بازی کرنا جائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے کہ: **(دخل مسلم دار الحرب بامان حرم تعرضه لشیٔ) من دم و مال و فرجٍ (منهم) الخ (۲۴۷/۳)**

(۶) یہ ساری بحث اس مسئلہ میں تھی کہ دارالحرب کہتے کس کو ہیں یعنی تعریف کیا ہے؟ اور کب وہ دارالحرب ہوتا ہے؟ اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ اس مساویانہ حقوق کے زمانہ میں یقینی اور قطعی طور پر کسی ملک کو دارالحرب قرار دینا بہت ہی مشکل ہے، اور اگر بالفرض دارالحرب کا تحقق ہو بھی جائے تو اس میں سودی کاروبار کرنا جائز بھی ہوگا یا نہیں؟ اور اس وقت مفتیٰ بہ قول کیا ہونا چاہئے؟

اس کے متعلق فقہاء کرام اور علماء ربانیین کے ارشادات اس طرح ہیں: صاحب ہدایہ جلد:۳ میں فرماتے ہیں:

(و لا بین المسلم و الحربی فی دار الحرب) خلافاً لابی یوسف و الشافعی رحمهما الله۔ لهما الاعتبار بالمستأمن منهم فی دارنا۔ و لنا قوله علیه الصلاة و السلام "لا ربا بین المسلم و الحربی فی دار الحرب" و لان ما لهم مباح فی دارهم فبای طریق اخذه المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیه غدرٌ۔ الخ (هدایه: ۳/ ۷۰)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ طرفین کے نزدیک کافر کا مال دارالحرب میں مباح ہوتا ہے، اس لئے اگر کوئی مسلم کسی حربی سے اور اس کی رضامندی سے سودی کاروبار کرے اور اس سے مال وصول کرلے گا تو جائز ہوگا، اور امام ابو یوسفؒ امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ حرمت ربا کی آیت مطلق ہونے کی وجہ سے اور اس امر میں شریعت کی طرف سے شدید ترین وعیدیں وارد ہونے کی وجہ سے دارالحرب میں بھی کسی کافر سے سودی کاروبار کرنے کو جائز قرار نہیں دیتے ہیں، اور حرام فرماتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ امام صاحب کا جو قول اوپر نقل کیا گیا ہے وہ بھی ان شرائط کے ساتھ

مشروط ہے کہ

(۱) وہ جگہ دارالحرب ہو (۲) حربی کافر یا وہاں کا باشندہ جو مسلمان ہو گیا ہو اور ہجرت نہ کی ہو اس کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا ہو۔ (۳) بغیر کذب اور دھوکہ دہی کے حربی کی خوشی کے ساتھ لیا گیا ہو۔

(۴) صرف لینا جائز ہے، دینا جائز نہیں ہے۔

لہذا دارالحرب میں جو مسلم امن لے کر آیا ہو وہ کسی دوسرے مسلمان سے جو امن لے کر آیا ہے، آپس میں سودی کاروبار نہیں کر سکتے، اسی طرح مسلمان سود دیتا ہو تو وہ بھی کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ امام صاحبؒ کا مذکورہ قول اکثر اہل علم کے نزدیک ظاہر پر محمول نہیں بلکہ مؤوّل ہے۔ مثلاً: (۱) اگر کسی نے دارالحرب میں حربی سے ایسا معاملہ کیا تو اس کے دار الاسلام میں جانے کے بعد امام اس سے مآخذہ نہیں کرے گا۔ (۲) یہ معاملہ سود کی تعریف میں داخل ہی نہیں ہوتا، وغیرہ ذلک۔

نیز جب اس میں اتنے احتمالات کثیرہ ہیں تو احتیاط یہی ہے کہ اس کو ترک کیا جاوے، اور عوام شروط وقیود کا لحاظ نہیں کرتے، نیز ذہنی اور عملی طور پر سود کی طرف راغب ہیں تو اس میں شدت والے پہلو ہی کو اختیار کرنا چاہیئے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ:

(۱) حضرت اقدس گنگوہی نور اللہ مرقدہ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۳۰ اور ۴۳۲ پر صراحت کے ساتھ حرام ہونا تحریر فرماتے ہیں۔ (۲) حضرت اقدس حکیم الامت تھانویؒ امداد الفتاویٰ: ۳ میں اور ایک رسالہ تحذیر الاخوان میں شدت سے عقلی اور نقلی ممانعت ثابت کرتے

ہیں۔(۳) حضرت اقدس مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ نے بھی شدت سے ممانعت فرمائی ہے، لکھتے ہیں کہ ہم لوگوں کا فتویٰ بھی عدم جواز کا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۷، ۳۴۸/۸)(۴) حضرت اقدس مفتی شفیع صاحب مدظلہ کے فتاویٰ کفار اور دار الحرب میں سود لینے کو ناجائز فرماتے ہیں، تفصیل کے لئے دیکھو: **امداد المفتیین۔**

یہ کہ اولاً یو.کے.کو دار الحرب قرار دینا ہی مشکل ہے اور اگر بالفرض دار الحرب قرار دیا جائے تو بھی آیات قرآنی اور احادیث سے ربا کی شدت اور لوگوں کی حرص کو دیکھتے ہوئے حرمت کا ہی فتویٰ ہونا چاہئے۔ **ان کان ثواباً فمن الله و ان کان خطأً فمنی و من الشیطان۔** فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ماشاء اللہ حضرت مفتی اسماعیل صاحب نے جواب میں بہت سے نکات کی تحقیق فرمائی ہے۔ **وقد بقی الخبایا فی الزوایا۔**

ان سب سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی نص قطعی کا نہ ختم ہونے والا اعلان واجب الاذعان موجود ہے، قرآنی آیت: **احل الله البیع و حرم الربوٰا۔** فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔..........

احقر (مفتی) محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۱۳۹۵/۱/۱۳ھ

ما یتعلق بالبنوک

﴿۲۱۳۷﴾ پوسٹ کا سود لینا

سوال: ایک شخص پوسٹ یا بینک میں روپے جمع کرواتا ہے اور سال کے ختم ہونے پر اسے ۱۰۰ روپے پر ۵۰:۲ روپے سود ملتا ہے تو سود کے روپے لینا کیسا ہے؟ اور ان روپیوں کا مصرف کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سود لینے اور دینے والے اور سودی کاروبار کرنے والے شخص کے لئے حدیث شریف میں سخت الفاظ میں وعید اور لعنت بیان کی گئی ہے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ سود لینے اور دینے سے بچا جائے، البتہ جہالت یا کسی مجبوری سے بینک یا پوسٹ میں روپے رکھے ہوں اور اس پر سود ملا ہو تو اسے اٹھا کر کسی غریب مستحق کو ثواب کی نیت کے بغیر سود کی لعنت سے بچنے کی نیت سے دے دیا جائے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۳۸﴾ بیوہ کے نام سے آئی ہوئی رقم بیوہ تک پہنچانے سے قبل بیوہ کا انتقال ہو جانا

سوال: ایک شخص جو کہ افریقہ سے آیا ہوا تھا اس نے مجھے ۵۰ روپے ایک بیوہ عورت کو پہنچانے کے لئے دئے تھے میرے اس بیوہ کو ۵۰ روپے پہنچانے سے قبل اس بیوہ کا انتقال ہو گیا تو اب مجھے ان روپیوں کا کیا کرنا چاہئے؟ وہ بیوہ اپنی ایک نواسی کے ساتھ رہتی تھی، تو اب اس نواسی کو وہ پچاس روپے دے سکتا ہوں یا نہیں؟ یا اس بیوہ کی بیٹی کو دینا چاہئے؟ یا ختم پڑھوا کر ایصال ثواب کر دینا چاہئے؟ مجھے نہیں معلوم کہ یہ روپے زکوۃ کے ہیں یا کسی اور مد کے؟ اب ان روپیوں کا کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ رقم اسی شخص کو واپس لوٹا دی جائے جس نے بیوہ کو

دینے کے لئے کہا تھا، یا اس سے پوچھ کر اس کی ہدایت کے مطابق خرچ کیا جائے، بیوہ عورت کو دینے سے قبل اس کا انتقال ہو گیا ہے اور آپ اس بیوہ کی طرف سے مال پر قبضہ کرنے کے وکیل بھی نہیں تھے اس لئے بیوہ عورت ابھی اس مال کی مالک نہیں بنی تھی اس لئے یہ مال میراث بن کر تقسیم نہیں ہوگا، یہ اصل مالک کی ملکیت ہی سمجھی جائے گی۔

﴿۲۱۳۹﴾ بیوہ کا روپئے بینک میں رکھ کر آمدنی کا ذریعہ بنانا

سوال: اس ماہ کے ''تبلیغ'' رسالہ میں سود کی حرمت اور آج کے دور کے سودی کاروبار سے متعلق مفصل مقالہ پڑھا، پڑھ کر بہت سی باتیں علم میں آئیں، اس پر مدیر صاحب کا اور مفتی صاحب کا بہت شکر گذار ہوں، البتہ کچھ سوال ذہن میں پیدا ہوئے ان کا تفصیلی جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

ایک بیوہ عورت کو اس کے شوہر کی میراث میں سے تین ساڑھے تین ہزار روپئے ملے ہیں، اس کے پاس اتنا ہی سرمایہ ہے اور اس کی دوسری کوئی آمدنی نہیں ہے، تو وہ اپنی رقم مسلم یا غیر مسلم بینک میں رکھ کر اس کے سود سے فائدہ اٹھا سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر بینک میں سود پر نہ رکھی جائے تو اس رقم کا کیا جائے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ان روپیوں کو کسی بھی مسلم یا غیر مسلم بینک میں رکھ کر اس پر سود لینا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ آمدنی کے لئے دوسری جائز صورتیں ہیں ان میں سے کوئی صورت اختیار کرنی چاہئے، مثلاً: ان روپیوں سے خود تجارت کرے یا دوسرے کو نفع میں شرکت کی شرط پر روپیہ دے کر تجارت کروائے، یا جائز تجارت کرنے والی کمپنی کے آرڈنری شیئرز خرید کر اس سے بھی آمدنی کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۴۰﴾ بینک کے سود کا مصرف

سوال: بینک میں جمع شدہ رقم پر سال کے ختم پر سود دیا جاتا ہے، اس سود کی رقم کا مصرف کیا ہے؟ کتابوں میں لکھا ہے کہ غرباء میں تقسیم کیا جائے، تو غریب کی تعریف کیا ہے؟ اور اگر کوئی شخص بینک میں درخواست دے دے کہ اس کے روپیوں پر سود نہ دیا جائے، تا کہ اصل رقم کے ساتھ سود خلط نہ ہو تو ایسا کرنے میں شرعاً کچھ حرج ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بینک میں روپئے رکھنے پر جو سود ملتا ہے وہ اپنے اکاؤنٹ سے اٹھا کر غریب محتاج مسلمان کو دے دینا چاہئے، اگر وہ روپئے بینک ہی میں چھوڑ دئے جائیں اور اٹھائے نہ جائیں تو وہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کاموں میں اسے خرچ کرتے ہیں، اور اس کام میں ایک گناہ تعاون کا ہمارا بھی ہوتا ہے اس لئے ان کے اسلام اور مسلمان مخالف کاموں میں ہمارا تعاون نہ ہو اس نیت سے بینک سے ہمارے روپیوں پر ملنے والی سود کی رقم لے لینی چاہئے اور شریعت کی اصطلاح میں جو لوگ زکوۃ کے حقدار کہلاتے ہیں ایسے غریب محتاج مسلمانوں کو وہ روپے دے دینے چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۴۱﴾ سود مانگنا

سوال: دو شخص ہیں ایک کا نام زید اور دوسرے کا نام صالح ہے، صالح ملازمت کرتا ہے زید کو روپیوں کی ضرورت پیش آئی ہے اس نے صالح سے روپیوں کا مطالبہ کیا کہ مجھے قرض حسنہ کے طور پر کچھ روپے دے اور اس کا راستہ بھی بتایا کہ تیری سوسائیٹی میں سے روپے اٹھا کر مجھے دے، ہر ماہ کا سود اور قسط وہ خود ادا کرے گا، صالح نے روپے اٹھا کر زید کو دئے

صالح کی تنخواہ سے ہر ماہ کچھ رقم وضع ہو جاتی ہےاور زید وہ ہفتہ کی قسط صالح کو ادا کر دیتا ہے صالح کی تنخواہ سے جو رقم بنام سود وضع ہوئی ہے زید نے وہ رقم ابھی تک نہیں دی ہے صالح اس سے ان روپیوں کا مطالبہ کرتا ہےتو کیا زید کو وہ روپے دینے چاہئے یا نہیں؟
اگر زید صالح کو وہ رقم دیتا ہےتو صالح وہ روپئے اپنے ذاتی کام میں خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟
اگر وہ یہ روپئے نہیں لے سکتا تو صالح کے سود کے روپئے گئے اس کا کیا، بلکہ وہ روپئے تو زید کو ادا کرنے تھےلیکن زید نے نہیں دئے اس طرح دو تین مرتبہ ہوا ہےتو اس سوال کا جواب شریعت کی روشنی میں عطا فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... صورت مسئولہ میں صالح نے جو قرضہ لیا وہ غلط کیا اس میں اسے سود پر روپئے لینے کا گناہ ہوا، زید کی بات ماننا جائز نہیں تھا اس لئے کہ اس کی بات ماننے میں اللہ کی نافرمانی ہوتی تھی اور جس کام میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو اس کام میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے، اور جتنے روپئے قرض میں زید کو دئے ہیں اس پر زید سے سود وصول کیا یہ دوسرا گناہ ہوا، اور زید نے سود کے روپئے نہ دئے ہوں تو صالح کے لئے ان روپیوں کا مطالبہ جائز نہیں ہے، قرآن شریف اور حدیث شریف میں سود سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۴۲﴾ پینشن کی رقم فکس ڈیپازٹ میں رکھ کر اس کے سود سے فائدہ اٹھانا

سوال: ایک مسلمان شخص سرکاری ملازمت سے رٹائر ہوا، اسے پینشن میں رقم ملی اس کی مالی حالت اچھی نہیں ہے، اور ماہانہ ملنے والی پینشن کی رقم سے اس کا گذارہ نہیں ہوتا، کیا یہ شخص اپنے پینشن کی رقم بینک کے فکس ڈیپازٹ میں رکھ کر اس سے ملنے والے سود سے

فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... فکس ڈیپازٹ میں روپئے رکھ کر اس پر ملنے والے سود سے فائدہ اٹھانا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے اور سود کی لین دین پر قرآن شریف اور حدیث پاک میں سخت الفاظ میں وعید وارد ہے اور اس آمدنی کو حرام بتا کر بے برکتی والی بتائی گئی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اس لعنت والے روپیوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے، پینشن کی رقم کو تجارت میں لگا کر یا جائز تجارت کرنے والی کمپنی کے آرڈنری شیرز خرید کر آمدنی کا ذریعہ بنا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۴۳﴾ پینشن کی رقم بینک میں رکھ کر اس کے سود سے فائدہ اٹھانا

سوال: ایک شخص سرکاری ملازمت کرتا تھا جب وہ رٹائر ہوا تو اسے ایک خطیر رقم ملی اس کی عمر زیادہ ہو چکی تھی اور گھر میں کوئی ایسا نہیں تھا جو تجارت وغیرہ کر سکے وہ شخص دوسروں کو روپئے دینے سے ڈرتا ہے کہ کوئی ان کے روپئے دبا لے گا یا کچھ دن نفع دے کر بعد میں مکر جائے گا۔ تو اس شخص کا پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ شخص یہ رقم بینک میں رکھ کر اس پر ملنے والے سود سے فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ اور ان روپیوں سے گھر کا خرچ نکال سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بینک میں روپئے رکھ کر اس پر ملنے والے سود سے فائدہ اٹھانا ناجائز اور حرام ہے، سود لینے اور دینے والے کے لئے قرآن شریف وحدیث پاک میں سخت وعید نازل ہوئی ہے، اس لئے جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو وہ سود لینے کی ہمت نہیں کر سکتا، نیز پینشن کی حلال رقم کو سود سے خلط کر کے اسے حرام بنانا عقلمندی کی بات نہیں ہے، اس لئے اس رقم کو تجارت یا کاروبار میں لگا کر یا جائز تجارت

کرنے والی کمپنیوں کے آرڈنری شیرز خرید کر آمدنی کا ذریعہ کر سکتے ہیں، سوال میں مذکورہ طریقہ پر عمل کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۴۴﴾ بینک میں روپئے رکھنا

سوال: بینک میں روپئے رکھنا کیسا ہے؟ حلال ہے یا حرام؟ بینک سے قرض لینا کیسا ہے؟ روپئے رکھنے پر سود ملتا ہے اور لون لینے پر سود دینا پڑتا ہے یہ بات ملحوظ رہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بینک میں حفاظت کی نیت سے روپئے رکھنے میں حرج نہیں ہے، لیکن ان روپیوں پر ملنے والی سود کی رقم اپنے ذاتی استعمال میں نہ خرچ کرتے ہوئے کسی غریب اور محتاج مستحق کو دے دینا چاہئے، قرض لینے میں سود دینا پڑتا ہے وہ ناجائز اور حرام ہے اس سے بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۴۵﴾ بینک میں روپئے رکھنے والے کو حکومت کا انعام دینا

سوال: قمار اور جوے کی رقم حرام آمدنی سمجھی جاتی ہے، تو حکومت نے ایک سکیم نکالی ہے کہ جس طرح بیما پالیسی لینے والے کو انعام دیا جاتا ہے اسی طرح سوینگ سرٹیفکیٹ اور بچت کھاتہ میں روپئے رکھنے والے کے لئے انعامی سکیم ہے تو اگر انعام لگے تو یہ رقم حلال کہلائے گی یا حرام؟ اور یہ رقم حلال راستہ میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ بچت کھاتہ میں جب کوئی شخص روپئے امانت رکھواتا ہے تو وہ رقم بعینہ محفوظ نہیں رہتی بلکہ عدد میں بتائی جاتی ہے اور امانت میں رکھی گئی رقم کا استعمال ہوتا ہے اور شرعی قاعدہ کے مطابق امانت میں رکھی گئی رقم استعمال کر لی جائے تو وہ امانت نہیں رہتی بلکہ قرض ہو جاتی ہے اور فقہ کا قاعدہ ہے **کل قرض جر نفعا فهو ربا،** کہ

قرض پر جو بھی نفع ملے وہ سود ہی ہے، اس لئے حکومت کی طرف سے قرض کی رقم رکھوانے والے کو انعام میں جو زائد رقم دی جائے گی وہ شرعی قاعدہ کے مطابق سود کی تعریف میں داخل ہوتی ہے اس لئے اس کا استعمال ناجائز کہلائے گا۔ (شامی وعام کتب فقہ)

﴿۲۱۴۶﴾ سی ڈی ایف میں وضع ہونے والی رقم پر ملنے والا سود

سوال: ایک شخص کی سرکاری ملازمت ہے اس کے لئے لازمی طور پر انکم ٹیکس کے قاعدہ کے مطابق اپنی تنخواہ سے کچھ رقم سی ڈی ایف کے نام سے بینک میں جمع کروانی پڑتی ہے اور یہ رقم دو سال بعد قسط وار مع سود واپس ملتی ہے تو اس طرح جمع کروائی گئی رقم پر ملنے والے سود کا کیا حکم ہے؟

کیا یہ سود کی رقم دوبارہ سی ڈی ایف میں ڈیپازٹ کے طور پر جمع کروا سکتے ہیں؟ یا انکم ٹیکس میں جو ٹیکس دینا پڑتا ہے اس میں دے سکتے ہیں؟ اس سود کی رقم کا مصرف کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... صورت مسئولہ میں مذکورہ سود کی رقم کو دوبارہ سی ڈی ایف میں جمع کروانا یا انکم ٹیکس کے ٹیکس میں دینا جائز ہے، یہ تنخواہ سے وضع ہونے والی رقم زیادتی کے ساتھ ملتی ہے یہ شرعی اصول کے مطابق سود کی تعریف میں داخل نہیں ہے اس لئے پروویڈنٹ فنڈ کی رقم کے حکم کے مطابق استعمال میں لینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۴۷﴾ ٹی آئی آر ڈی کے نام سے تنخواہ میں سے ایک متعینہ رقم وضع کر لینا اور مع سود واپس کرنا

سوال: میں ایک سرکاری ملازم ہوں، میری تنخواہ سے ہر ماہ ٹی آئی آر ڈی کے نام سے ایک رقم وضع کر لی جاتی ہے اور پوسٹ میں جمع ہوتی ہے اور پانچ یا دس سال کے بعد سود کے ساتھ

واپس کی جاتی ہے تو اس رقم پر ملنے والے سود کا کیا حکم ہے؟ اگر یہ سود کی رقم لے لی جائے تو اب اس کا مصرف کیا ہے؟ کسی غریب اور محتاج کو بغیر ثواب کی نیت کے دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... تنخواہ سے جو رقم بغیر اجازت قبضہ میں آنے سے قبل وضع کر لی جاتی ہے، وہ رقم بعد میں کچھ اضافہ کے ساتھ دی جاتی ہے اس زائد رقم کا لینا اور استعمال کرنا بھی جائز ہے، شرعی قاعدہ کے مطابق یہ زائد رقم سود نہیں ہے، اور ملازم کے قبضہ میں آنے کے بعد یا ملازم کی اجازت لے کر کسی فنڈ میں جمع کیا جائے تو اس پر جو اضافہ ملتا ہے وہ سود کہلائے گا اس کا استعمال ناجائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۴۸﴾ پی ایف کی رقم پر ملنے والا سود اور زکوۃ کا حکم

سوال: (۱)......سرکاری ملازمت یا خانگی ملازمت میں ایک فنڈ ہوتا ہے، اس فنڈ میں تنخواہ سے ایک متعینہ رقم وضع ہو کر جمع ہوتی ہے، پہلے سال میں یہ غیر لازمی یعنی اختیاری ہوتا ہے لیکن تیسرے سال بعد لازمی طور پر روپے کٹتے ہیں، اگر پہلے سال روپے نہ کٹوائے تو تین سال بعد تو لازمی طور پر روپے کٹتے ہی ہیں اور ان روپیوں پر حکومت ہر سال سود دیتی ہے یہ سود کے روپے اپنے ذاتی استعمال میں لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس جمع شدہ رقم پر زکوۃ کا کیا حکم ہے؟

(۲) سرکاری ملازم کی تنخواہ سے ہر ماہ ایک متعینہ رقم وضع ہوتی ہے چاہے ملازم اس کے لئے اجازت دے یا نہ دے وہ رقم وضع ہوتی ہی ہے نیز اس میں وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے چاہے کچھ ہی مدت سے وہ ملازمت کر رہا ہو یا ایک مہینہ سے ہو یا پانچ سال سے، لازمی طور پر بچت اس سکیم کے تحت وہ رقم وضع کر لی جاتی ہے اور سال کے ختم پر کچھ اضافہ کے ساتھ

واپس کی جاتی ہے یعنی اس پر سود ملتا ہے تو یہ سود کی رقم ہمارے ذاتی کام میں استعمال کرنا کیسا ہے؟ ان روپیوں پر زکوۃ کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ملازم کی تنخواہ سے ہر ماہ جو رقم وضع کر کے فنڈ میں جمع کی جاتی ہے تو اتنی رقم پر ملازم کا قبضہ نہیں ہوتا ہے اس لئے ملازم اس رقم کا مالک نہیں بنتا اس لئے بعد میں جب اضافہ کے ساتھ وہ رقم واپس کی جاتی ہے تو وہ انعام سمجھی جائے گی، اس لئے سرکاری دفتر میں اگرچہ وہ رقم ملازم کی ملکیت سمجھی جاتی ہے اس کے باوجود اس رقم پر ملنے والا سود، سود کی تعریف میں داخل نہیں ہے، اس کا استعمال پی ایف کے حکم کی طرح جائز ہے اور جب تک قبضہ میں نہ آجاوے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

﴿۲۱۴۹﴾ قرض پر سود دینا پڑے تو جائز نہیں ہے۔

سوال: ہمارے احمد آباد ضلع میں اور ویرم گام تحصیل میں ساحلی علاقہ والے لوگوں کے لئے حکومت نے ایک قانون جاری کیا ہے کہ جس کے پاس رہنے کا گھر نہ ہو یا کاروبار نہ ہو یا زمین نہ ہو ایسے لوگوں کی امداد کی جائے گی، کسی کو بھینس خریدنے کے لئے اور کسی کو مچھلیوں کے کاروبار کے لئے لون دی جائے گی اور لوگ ہر ترکیب سے بینک سے لون لے رہے ہیں کسی بینک کا سود ۲۰ فی صد ہے تو کسی بینک کا سود ۱۰ فی صد ہے تو کسی بینک کا سود ۶ فی صد ہے اور دوسرا قانون یہ جاری کیا ہے کہ جس کی تین پیڑھی تک کسی پر بھی سرکاری قرض نہ ہو اسی کو مدد ملے گی، دوسرے یہ بھی کہ جس کے پاس مکان نہ ہو اسے مکان بنا دیا جائے گا، اور جس کے پاس زمین نہ ہو اسے مدد دی جائے گی۔

لیکن مفتی صاحب! بغیر مکان والے اور بغیر زمین والے تو کہیں مزدوری کر رہے ہیں کوئی

گجرات میں تو کوئی کاٹھیاواڑ میں اور جن کے پاس زمین، کاروبار اور مکان ہے وہ یہ فائدہ اٹھا رہے ہیں، اس میں بہت سے دلال بن گئے ہیں۔ رشوت اور گھوس دے کر غلط کو صحیح بنایا جا رہا ہے، ایک لون منظور کرنے کے ۴۰۰ یا ۵۰۰ روپئے رشوت لیتے ہیں، اور دھوکہ بازی سے اور غلط کو صحیح بتا کر روپے کما رہے ہیں اور مسلمان بھی اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا کام نہیں ہے تو کہتے ہیں کہ سرکار دیتی ہے تو کیوں نہیں لینا چاہئے؟ رشوت اور گھوس کی قباحت میں مسلمان بھی حصہ دار بنتا ہے، تو اس معاملہ میں شریعت کیا کہتی ہے؟ اسلام کے ماننے والوں کے لئے ایسی لون لینے کا کیا حکم ہے؟ اور مسلمانوں کو یہ سودی لون لینی چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں ایک تو لون پر سود دینا پڑتا ہے تو ایسی لون لینا جائز نہیں ہے، حرام اور اسلامی شان کے خلاف ہے نیز جھوٹ اور فریب بھی گناہ کبیرہ میں سے ہیں ایسے سخت گناہ کے کام سے دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوتے ہیں اس لئے اسلام جیسے پاکیزہ مذہب میں اس کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۵۰﴾ مکان خریدنے کے لئے بینک سے لون لینا

سوال: یہاں کچھ لوگ مکان اس طرح خریدتے ہیں کہ مکان کی کل قیمت کا دس فی صد ڈپازٹ میں دیا جاتا ہے اور بقیہ قیمت سود کے ساتھ قسط وار ادا کی جاتی ہے تو کیا اس طرح مکان خریدنا جائز ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ دار الحرب ہے، یا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کے جواز کی کوئی دلیل ہے کیا یہ صحیح ہے؟ یہاں مکان کی قیمت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ پوری قیمت ایک ساتھ دے کر مکان نہیں خرید سکتے، اور کرایہ بہت زیادہ ہوتا ہے اور عیال

دار کو گھر کرایہ پر نہیں ملتا، اور کرایہ وقتاً فوقتاً بڑھتا ہی رہتا ہے اس لئے کہ کرایہ پر کنٹرول نہیں ہے تو اس صورت میں مذکورہ طریقہ سے گھر خریدنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ انگلینڈ سے بھی زیادہ یہاں مکان خریدنا مشکل ہو گیا ہے، اگر حکم عدم جواز ہے تو جواز کی کیا شکل ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... سوال میں مذکور صورت ناجائز اور حرام ہے۔

شریعت میں سودی لین دین پر سخت وعید اور اس کا کبیرہ گناہ ہونا اور سودی معاملہ کرنے والے کے لئے جنگ کا اعلان کیا گیا ہے، اس لئے سود کا لینا یا دینا ناجائز اور حرام ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا مسئلہ عوام میں مشہور ہے کہ دار الحرب میں سود لینا جائز ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دار الحرب میں حربی کافر کا مال محفوظ نہیں ہوتا اس لئے اس کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ کرنا کہ جس میں فریب نہ ہو اور اس کی رضامندی اور اجازت سے اس کا مال کسی طریقہ سے لے لیا جائے مثلاً: اسے کچھ قرض دے کر وہ قرض مع زیادتی وصول کیا جائے تو یہ سود نہیں کہلائے گا، اور اس طرح زائد رقم ناجائز نہیں کہلائے گی۔ (فتح القدیر) اس معاملہ میں مسلمان کو سود لینے کا گناہ نہیں ہوگا۔ باقی رہی یہ بات کہ مسلمان کا ان لوگوں کو سود دینا تو یہ بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے۔

صورت مسئولہ میں سودی معاملہ سے مکان خریدنا اور قسط وار مع سود مکان کا ثمن ادا کرنا ناجائز اور حرام ہے، بہت ہی سخت مجبوری کے بغیر ایسا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿۲۱۵۱﴾ ہول سیل کے تاجر کا بازار سے ادھار مال خریدنے پر زیادہ رقم ادا کرنے کی پریشانی سے بچنے کے لئے بینک سے قرض لے کر نقد مال خریدنا

سوال: ہول سیل کے کاروبار میں زیادہ سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے اگر زیادہ سرمایہ نہ ہو تو

کاروبار کرنے والے شخص کو بازار سے ادھار مال خریدنا پڑتا ہے جو متعینہ مدت کی شرط پر ملتا ہے اور ایک متعینہ مدت میں اس کے روپے ادا کردینے پڑتے ہیں، ادھار مال اور نقد مال کے نرخ میں قدرے فرق ہوتا ہے، مثلاً: ایک میٹر کپڑا نقد خریدنے پر ۰۰:۷ روپے کا آتا ہے اور یہی کپڑا متعینہ مدت کی شرط پر ادھار خریدنے سے ۲۰:۷ کا آتا ہے، متعینہ مدت تیس دن کی ہوتی ہے، یعنی ماہانہ تین فی صد سے بھی زیادہ رقم دینی پڑتی ہے، اتنی قیمت ادھار خریدنے والے کو نقد خریدنے والے سے زیادہ دینی پڑتی ہے، اب اگر کاروبار کرنے والا شخص اتنی رقم بینک سے قرض لے لے اور نقد مال خریدے تو بینک کو ادا کئے جانے والے سود کو منہا کرنے کے بعد بھی میٹر پر صاف ۱۵ پیسے کی بچت ہوتی ہے، بازار سے ادھار خریدنے پر جو مال ۲۰:۷ کا پڑتا تھا وہی مال بینک کے روپے سے خریدنے پر ۰۵:۷ کا پڑتا ہے، اور ہول سیل کے کاروبار میں ۱۵ پیسے کے فرق سے سال بھر میں ایک بڑی رقم کا فرق پڑتا ہے، اب اگر مسلمان تاجر بازار سے ادھار ہی مال خریدے تو اس کے سامنے غیر مسلم تاجر بینک سے قرض لے کر کاروبار کر کے کم قیمت میں مال دیتے ہیں تو ان حالات میں مسلم تاجر بازار میں غیر مسلم تاجر کے سامنے مقابلہ نہیں کرسکتا، اور اپنے کاروبار کی حفاظت نہیں کرسکتا۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا ان حالات میں بازار سے ادھار مال خریدنے کے بجائے بینک سے قرض لے کر نقد خریدنا جائز ہے؟ مسلم تاجر کو کیا کرنا چاہئے بازار سے مال ادھار خریدے یا بینک سے قرض لے کر نقد خریدے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سودی کاروبار اور سود کی لعنت سے بچ کر جو بھی کاروبار کرو گے انشاء اللہ اس میں خیر و برکت ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۵۲﴾ سب سی ڈی والی سرکاری لون کا حکم

سوال: اس وقت حکومت نے بنام ”حرفت وصنعت امداد دفتر“ جاری کیا ہے، اس میں حرفت شروع کرنے کے لئے حکومت لون دیتی ہے اس لون میں کچھ فی صد سب سی ڈی ہوتی ہے، مثلاً: ہم ایک لاکھ کی لون لیتے ہیں تو حکومت اس میں ۲۵ ہزار کی سب سی ڈی دیتی ہے، ادا کرنے کی رقم ۷۵ ہزار ہے، اور ایک لاکھ پر ۱۵ فی صد سود کا حساب لگایا جائے تو کل ادا کرنے کی رقم ۹۰،۰۰۰ ہوتی ہے، اور ۱۰،۰۰۰ کی رقم معاف ہو جاتی ہے، یعنی اتنا فائدہ ہوتا ہے، تو سب سی ڈی والی سرکاری لون لینا کیسا ہے؟ اور اس لون کی رقم سے جو کاروبار کیا جائے اور اس سے جو آمدنی حاصل ہو وہ حلال کہلائے گی یا حرام؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکور صورت کا اگر یہ مطلب لیا جائے کہ حکومت سے کچھ مدت کے لئے ایک لاکھ روپے قرض لئے جاتے ہیں، اور وقت پر نوے ہزار ادا کرنے پر ۱۰ ہزار کا قرض حکومت معاف کر دیتی ہے، تو اس معنی کر لون لینا جائز کہلائے گا، اور گنجائش کی صورت نکل سکتی ہے، البتہ اس معاملہ میں بنام سود کچھ رقم دینی پڑتی ہے اس لئے تقویٰ کے اعتبار سے اگر کوئی شخص اس سے بھی بچے تو یہ شریعت کی تعلیم اور ایمان کے تقاضے پر عمل کہلائے گا، اور اس کے بہتر ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

﴿۲۱۵۳﴾ سب سی ڈی والی لون سے کاروبار

سوال: فی الحال حکومت کی طرف سے پڑھے لکھے ایس ایس سی کامیاب بے روزگاروں کو رکشا، ٹیمپو اور نیا کاروبار شروع کرنے، دکان کرنے، گھنٹی ڈالنے وغیرہ کاموں کے لئے ۲۵۰۰۰ کی لون ملتی ہے، اور اس میں ۲۵ فی صد سب سی ڈی ہوتی ہے اور ۱۰ فی صد سود دینا پڑتا

ہے تو ۱۵ فی صد کا لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے، اور نیا کاروبار شروع کر کے آمدنی ہوتی ہے، تو ایسی سب سی ڈی والی سودی لون لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حکومت کی طرف سے بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے سب سی ڈی والی لون ملتی ہے یہ لون لینا اور اس سے فائدہ اٹھانا مسلمان کے لئے جائز ہے، البتہ ایک بات کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ سود میں دی جانے والی رقم معافی کی رقم سے بڑھ نہ جائے، یعنی ۱۰،۰۰۰ کی لون پر اگر ۲۵۰۰ معاف ہوتے ہیں تو اس دس ہزار پر دیا جانے والا سود ۲۵۰۰ سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے، اگر زیادہ ہوگا تو سود کہلائے گا اور سود دینے اور سودی لین دین کرنے کا گناہ ہوگا، اور کل قرض کی رقم سے کچھ رقم کم ادا کی ہے یا برابر ادا کی ہے تو ایسا سمجھا جائے گا کہ قرض لوٹاتے وقت حکومت نے کچھ قرض معاف کر دیا یا جتنا قرض تھا اتنا ادا کر دیا، اور یہ معاملہ جائز کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۵۴﴾ حکومت سے لون لینا

سوال: آج کل لوگ حکومت سے کنویں، مشینری، مکان اور دوسری چیزوں کی لون لیتے ہیں تو کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حکومت سے مذکورہ چیزوں کی لون لینا سخت مجبوری کے درجہ میں ہو تو گنجائش ہے، لیکن احتیاط پر عمل کر کے سود کے شبہ سے بھی بچنا بہتر ہے، نیز لون کی کچھ نوع غیر سودی ہوتی ہے تو اس لون کے لینے میں حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۵۵﴾ رکشا خریدنے کے لئے لون لینا

سوال: ماہنامہ الاصلاح میں سود کے موضوع پر آپ کا لکھا ہوا تفصیلی مضمون پڑھا، اسی ضمن

میں ایک سوال کا جواب آپ سے طلب کرنا چاہتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ میں ایک رکشا خریدنا چاہتا ہوں، تاکہ مسافروں کو منزل پر پہنچا کر کرایہ حاصل کر کے آمدنی کا ذریعہ کر سکوں، لیکن اس کے لئے میرے پاس ضروری روپے نہیں ہیں، تو کیا میں بینک سے لون لے کر روپے لے سکتا ہوں؟ تاکہ ان روپیوں سے میں رکشا خرید سکوں، بینک سے جو لون لی جاتی ہے وہ مع سود قسط وار ادا کرنی ہوتی ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ سود لینا تو حرام ہے، لیکن کاروبار کی وجہ سے دینا پڑے تو کیا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، لہذا رکشا خریدنے کے لئے بینک سے سود پر روپے لینا جائز نہیں ہے، حضور ﷺ نے سود لینے والے اور دینے والے اور اس معاملہ میں گواہ بننے والے اور سود کے کاغذات تیار کرنے والے ہر ایک پر لعنت فرمائی ہے، اس لئے اس چیز سے بچنا چاہئے۔ (ترغیب، مشکوۃ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۵۶﴾ بینک سے لون لینا

سوال: بینک سود پر روپئے دیتی ہے، ٹرک خرید کر دیتی ہے، کارخانہ کے لئے سود پر روپئے دیتی ہے، اور ملکیت خریدنے اور تعمیر کے لئے بھی روپئے دیتی ہے، تو ان روپیوں کا لینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سود کا حرام ہونا نص قطعی سے ثابت ہے، اور سود کی لین دین سے نہ بچنے والے کے لئے قرآن شریف اور حدیث پاک میں جنگ کا اعلان کیا گیا ہے، اس لئے سود کی لعنت سے - چاہے وہ بینک کا سود کیوں نہ ہو؟ اور دوسری قومیں اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھاتی ہو؟ - ہمیں ضرور بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۵۷﴾ لون لے کر کاروبار کرنا جائز ہے؟

سوال: تجارت، کاروبار کے لئے ضروری ہنر اور تجربہ ہونے کے باوجود صرف مالی تنگی کی وجہ سے کوئی شخص اپنا کاروبار شروع نہ کر سکا ہو، اقرباء بھی قرض نہ دے رہے ہوں، یا جتنے روپئے دئے ہوں وہ ناکافی ہوں، ان حالات میں بینک وغیرہ سے سود پر لون لے کر کاروبار شروع کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سود لینے اور دینے پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں سخت وعیدیں اور خدا سے جنگ کا چیلینج کیا گیا ہے، اس لئے ہر وہ کام جس سے انسان اس لعنت کا مستحق بنتا ہو اس سے ہمیں ضرور بچنا چاہئے، تجارت اور کاروبار کے لئے اسلام نے دوسری جائز صورتیں مضاربت، شرکت (پارٹنر شپ) وغیرہ بتائی ہیں ان پر عمل کر کے اس حرام کام سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے، غیر سودی قرض کی تھوڑی سی رقم سے اول چھوٹا کاروبار شروع کرنا چاہئے، یہی برکت والا اور افضل طریقہ ہے، البتہ اگر گذر بسر کا کوئی ذریعہ نہ ہو اور سودی لون سے کاروبار شروع کئے بغیر زندہ رہنا مشکل ہو تو انتہائی مجبوری کی حالت میں بینک سے سود پر لون لے کر کاروبار شروع کرنے میں گناہ نہیں ہوگا۔

﴿۲۱۵۸﴾ مکان کے لئے سودی قرض لینا

سوال: ۱۵ سے ۲۰ لوگ مل کر ۱۵، ۲۰ مکان بنانا چاہتے ہیں، لیکن ضرورت کے مطابق روپئے پاس نہ ہونے کی وجہ سے بینک سے سود پر قرض لینے کی نوبت آئی ہے، تمام کا ایک ساتھ ایک جگہ مکان بنانے کا مقصد یہ ہے کہ ساتھ مل کر رہنے سے بچوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ، مسجد بھی بنے گی اور تعلیم کے لئے دور جانا نہیں پڑے گا، یہاں ٹورنٹو میں لوگ دور

دور رہتے ہیں، ساتھ میں رہنے میں ایک دوسرے کا خیال بھی رہے گا، تو اس صورت میں بینک سے روپے لے کر مکان بنانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جس مقصد کے لئے ایک ساتھ مکان بنائے جا رہے ہیں وہ مقصد بہت ہی اچھا اور بہتر ہے، لیکن مکان بنانے کے لئے لون لینا یا بینک سے سودی قرض لینے کی ہمت وہی کر سکتا ہے جس میں سود پر قرض لینے والے کو ہونے والے سخت عذاب کے برداشت کرنے کی طاقت ہو، اس لئے روپے حاصل کرنے کی کوئی اور صورت تلاش کرنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۵۹﴾ بیرون ملک سے مال منگانے کے لئے بینک سے قرض لینا

سوال: بعض وقت حکومت بیرون سے مال منگانے کی اجازت دیتی ہے اور وہ مال کی قیمت ایک ساتھ ادا کرنی ہوتی ہے اس کے لئے بینک سے لون لینی پڑتی ہے اور بینک اس لون پر سود لیتی ہے اگر بینک سے لون نہ لی جائے تو کاروبار کی حالت خستہ ہو جاتی ہے، ایسی مجبوری کی حالت میں بینک سے لون لینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سود دینے اور لینے سے قرآن شریف اور حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے، اور سودی لین دین کرنے والے کے لئے دنیا اور آخرت میں سخت سزائیں بتائی گئیں ہیں اس لئے اللہ اور رسول پر ایمان رکھنے والے شخص کو دنیوی تھوڑے سے فائدہ کے لئے اللہ کی ناراضگی اور غضب کا کام نہیں کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۶۰﴾ پڑھے لکھے بے روزگار کا سب سی ڈی والی لون لینا

سوال: حکومت کی طرف سے دی جانے والی پڑھے لکھے بے روزگاروں کی لون لینا کیسا

ہے؟ لون مندرجہ ذیل شرائط پر دی جاتی ہے:

(۱) لون میں گواہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲) لون زیادہ سے زیادہ ۷ سال میں ادا کر دینی ہوگی۔ (۳) لون ۱۲ فی صد سود کے ساتھ ادا کرنی ہوگی۔ (۴) گھرانہ کے ایک ہی فرد کو لون ملے گی، اور وہ شخص کم از کم ایس ایس سی کامیاب ہونا چاہئے۔ (۵) اس لون میں ۲۵ فی صد سب سی ڈی ملتی ہے۔

ایک مسلمان شخص یہ لون لینا چاہتا ہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ قرض پر سود کی رقم معافی کی رقم سے زیادہ نہیں ہے، اس کے کاروبار کے لئے اسے ۲۵۰۰۰ کی لون مل سکتی ہے اور یہ لون دو سال میں وہ ادا کر دے گا، اس رقم پر اسے ۷۵۰۰ کی سب سی ڈی ملے گی اور دو سال میں ۶۰۰۰ کا سود دینا ہوگا، اس لئے من وجہٍ سود نہیں دینا ہوگا، فی الحال یہ شخص بے روزگار ہے، تو اس مسئلہ میں از روئے شریعت بتائیں کہ کیا ایسی سب سی ڈی والی لون لینا بے روزگار کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اس لون میں کیا فوائد ہیں؟ وہ 'امید' اور 'مجاہد' والے اپنے رسالوں میں اشتہار دے کر بتاتے ہیں، تو اس کے مطابق کرنا کیسا ہے؟ اور اس سے فائدہ اٹھانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قرآن پاک اور حدیث شریف میں سود لینے اور دینے پر جو سخت سزا اور وعید وارد ہوئی ہے اسے سن کر کوئی بھی ایمان اور ہوش والا شخص سودی لین دین کی ہمت نہیں کر سکتا، اس کے باوجود قرض ملنے کی اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہ ہو اور قرض لینا ناگزیر ہو اس کے بغیر چارۂ کار نہ ہو اور جتنا قرض لیا ہے اس سے ایک روپیہ بھی زیادہ دینا نہ پڑتا ہو تو ان شرائط کے پیش نظر اور ان شرائط کی رعایت کے ساتھ ایسی سب سی ڈی والی لون لینے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۶۱﴾ سود کی رقم حیلہ کر کے مسجد کے پاخانہ کے کنویں بنانے میں خرچ کرنا

سوال: ہمارے یہاں آج سے سات، آٹھ سال قبل ایک بھائی ملاوی سے انڈیا آئے تھے، ان کے پاس کچھ جمع شدہ پونجی تھی انہوں نے حفاظت کی نیت سے وہ رقم پوسٹ میں جمع کرادی، یہ رقم بڑھتے بڑھتے بہت زیادہ ہوگئی، اب یہ بھائی زائد رقم لینے کے لئے راضی نہیں ہے، اس لئے ان کے غیر مسلم دلال نے کہا کہ اگر آپ کو یہ روپیوں کی ضرورت نہیں ہے تو مجھے دیدو، انہوں نے فی الحال اس کا فیصلہ نہیں کیا ہے، گاؤں میں بات پھیلنے پر گاؤں والے گاؤں کی تین ضرورتوں میں استعمال کرنے کی بات کرتے ہیں۔

(۱) کچھ بھائیوں کا کہنا ہے کہ مسجد کے بیت الخلاء کی گندگی سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اس کے لئے مسجد سے دوران روپیوں سے پاخانہ کا کنواں بنایا جائے اور وہاں تک گندگی لے جانے کے لئے نالے بنائے جائیں۔ (۲) کچھ بھائیوں کا کہنا ہے کہ قبرستان جانے والے راستہ میں بہت کیچڑ ہوتا ہے تو اس کیچڑ کو دور کرنے کے لئے راستہ پر کنکر ڈالے جائیں۔ (۳) کچھ بھائیوں کا کہنا ہے کہ یہ روپئے غرباء میں تقسیم کر دئے جائیں، اور یہ روپئے غرباء ہی کو دے سکتے ہیں، نیز اس سال گرانی بہت ہونے کی وجہ سے لوگوں کو غلہ خرید کر اور ان کی ضروری چیزیں مہیا کر کے دی جائیں۔ (۴) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ غرباء کو دے کر حیلہ کروا کر قبرستان اور پاخانہ کے کنویں کی ضرورت میں استعمال کیا جائے۔

لہذا آنجناب سے پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ چاروں کاموں میں کس کام میں ان روپیوں کو خرچ کیا جائے؟ اور کس کام میں خرچ کرنا زیادہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں مذکورہ تیسری صورت افضل اور اسی میں خرچ کرنا صحیح ہے، نیز چوتھی صورت بھی جائز ہے اور حیلہ کرنے کے بعد پہلی اور دوسری ضرورت

میں خرچ کرنا بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۶۲﴾ سود کی رقم لوگوں سے چندہ میں لے کر بینک میں رکھنا اور اس پر ملنے والے سود کو کار خیر میں لگانا

سوال: ہم ٹورنٹو (کنیڈا) کے مسلمانوں کی آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ ہم مسلمانوں کے تقریباً ۴۰ سے ۵۰ گھر یہاں ٹورنٹو میں ہیں، گاؤں میں آباد ضرورتمندوں کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر اور لوگوں میں یک جہتی قائم رہے اس نیت سے ہم نے ایک ادارہ کی بنیاد ڈالی ہے، اس ادارہ کا مقصد یہ ہے کہ گاؤں کا کوئی بھی شخص دنیا میں کہیں بھی آباد ہو اس کے لئے یا اس کے لڑکوں اور پوتوں کے لئے دین کے کسی کام کے لئے اس کو مالی ضرورت درپیش ہو یا دنیوی تعلیم حاصل کرنے کے لئے یا کسی گاؤں والے کو مالی امداد کی ضرورت ہو تو اسے للہ یا قرض حسنہ کے طور پر مالی امداد فراہم کی جائے۔ یہ ادارہ وقتاً فوقتاً گاؤں کی مسجد اور مدرسہ یا دوسرے کار خیر میں تعاون کرنے والے اداروں کو بھی ساتھ دینے کا نیک ارادہ رکھتا ہے۔ یہ ادارہ جب قائم کیا گیا تو اس کی مالی پونجی دو طرح کے روپیوں سے چندہ کر کے جمع کی گئی۔

(۱) ہر بھائی سے للہ رقم چندہ میں لے کر (۲) جن کے پاس سود کے روپئے ہوں ان سے وہ سود کے روپئے لے کر۔

آج تک ہر بھائی اسے ملنے والا بینک کا سود اپنے طور پر جہاں مناسب سمجھتا تھا وہاں دے دیتا تھا، یا کسی غریب کو دے دیتا تھا، اب سے یہ ادارہ ان بھائیوں سے وہ سود کی رقم چندہ میں لے کر اپنے مقصد میں استعمال کا ارادہ رکھتا ہے، تاکہ ایک بڑی تعداد میں وہ سود کی رقم ادارہ کے نام سے بینک میں رکھ کر اس پر جو سود حاصل ہو اس سود کو ادارہ کے مقصد میں خرچ کرے۔ اور اتفاق سے مسجد یا مدرسہ میں مدد کی ضرورت درپیش ہو تو للہ جمع کی گئی رقم سے وہ

ضرورت پوری کی جائے، یہ طے کیا گیا ہے۔
آج کی تاریخ میں یہ دونوں روپیوں کا حساب جدا جدا رکھا گیا ہے، بینک کے ایک کھاتہ میں روپے رکھے گئے ہیں اور اس کا چھ ماہ کا سود ۱۵۳ ڈالر ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ
(۱) ادارہ کا لوگوں سے سود کی رقم وصول کر کے بینک میں رکھ کر اس پر ملنے والے سود سے لوگوں کی مدد کرنا کیسا ہے؟ (۲) اور اس طرح چندہ کر کے جمع کی گئی سود کی رقم بینک میں رکھ کر اس پر ملنے والے سود سے ضرورتمندوں کو لون یا قرض حسنہ کے طور پر دینا کیسا ہے؟ (۳) اور اس طرح چندہ کر کے جمع کی گئی سود کی رقم بینک میں رکھ کر اس پر ملنے والے سود سے غریب مسلمان طلباء کو اسکولرشپ یا تعلیم کی ضروری اشیاء (مثلاً: کتابیں، کاپی وغیرہ) دے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۴) اگر مذکورہ مسئلہ میں شریعت کا حکم عدم جواز ہو تو ہم نے جو روپئے سود کے لوگوں سے چندہ میں وصول کئے ہیں اب ان کا کیا کیا جائے؟
الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... للہ رقم کا چندہ کر کے مذکورہ مقاصد میں استعمال کرنے کے ارادہ سے ادارہ قائم کرنا اور اس کے مطابق خرچ کرنا بہت ہی اچھا اور بہتر کام ہے، اور اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہونے کی امید ہے، اسی طرح سود کے روپئے بھی لوگوں سے چندہ میں جمع کر کے ضرورت مندوں پر خرچ کرنا اور مستحقین تک پہنچانا مناسب ہے۔
لیکن بینک میں سود لینے کی نیت سے روپئے رکھنا اور اس پر ملنے والا سود لوگوں میں تقسیم کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ جن لوگوں نے للہ چندہ میں رقم دی ہے وہ ضرورتمندوں پر خرچ کرنے کے لئے ادارہ کو وکیل بنا کر دی ہے جمع رکھنے کے لئے نہیں اس لئے اس رقم کو جمع نہیں رکھ سکتے اور جمع رکھ کر اس کا سود تقسیم کرنے کے لئے دی ہو تو وہ بھی گنہگار رہوں گے۔
(۱) اب لوگوں نے سود کے روپے ادارہ کو مناسب اور جائز انتظام کے لئے دیئے ہیں اور

ادارہ ان روپیوں کو بینک میں رکھ کر اس پر ملنے والے سود کو کارِ خیر میں صرف کرنا چاہتا ہے تو یہ بھی جائز نہیں ہے، ایسا کرنے سے ادارہ کے کارکنان گنہگار رہوں گے اس لئے ایسے کام سے بچنا چاہئے۔ (۲) سود کی رقم لون کے طور پر نہیں دے سکتے، اگر معطی لہ مستحق ہے تو مالک بنا کر دینا چاہئے، سود کی رقم جمع رکھ کر اس کا سود تقسیم کرنا کارکنان کے لئے بھی گناہ کا کام ہے۔ (۳) سود کی رقم سوال میں مذکور کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں۔ (۴) جلد از جلد مستحق مسلمان غرباء میں تقسیم کر دی جائے۔

نوٹ: ادارہ کی حسابی سہولت کے لئے یا حفاظت کی نیت سے کچھ مدت کے لئے بینک میں روپئے رکھنے کی نوبت آئے اور اس وجہ سے اس پر سود ملے تو وہ سود کی رقم بینک میں نہ چھوڑتے ہوئے لے لینا چاہئے، اور اس رقم کو بھی مستحقین میں تقسیم کر دینا چاہئے، لیکن سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق سود لینے کی نیت سے ہی بینک میں جمع رکھنا جائز نہیں ہے، منع ہے، اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہئے۔

سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کی دینی اور دنیوی سزائیں بھی قرآن پاک اور حدیث شریف میں تفصیل سے بتائی گئی ہیں اس لئے ہر مومن شخص کو اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

﴿۲۱۶۳﴾ زکوۃ کی رقم بینک میں رکھ چھوڑنا

سوال: ادارہ لوگوں سے زکوۃ کے روپیوں کا چندہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر چندہ کر سکتا ہے تو اس زکوۃ کی رقم کا انتظام کس طرح کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زکوۃ کے روپئے چندہ میں لے سکتے ہیں، اور زکوۃ کی

رقم زکوۃ کے مستحق غریب مسلمانوں کو مالک بنا کر دے دینی چاہیے، تب ہی زکوۃ ادا ہوگی، اگر یہ رقم چندہ میں جمع کر کے بینک میں جمع رکھی تو جب تک مستحق کے قبضہ میں نہیں آئے گی اس وقت تک زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

﴿۲۱۶۴﴾ سی ڈی ایس میں رکھی جانے والی رقم پر ملنے والے سود کا حکم

سوال: ایک شخص کو لازمی طور پر باقاعدہ ہر سال انکم ٹیکس کے قاعدہ کے مطابق سی ڈی ایس میں ڈپازیٹ بھرنی پڑتی ہے، اور یہ رقم دو سال بعد قسط وار واپس ملتی ہے، ان حالات میں انکم ٹیکس کی طرف سے جو سود کی رقم ملتی ہے اس کا کیا کرنا چاہئے؟ اس سود کی رقم کو دوبارہ سی ڈی ایس میں ڈپازیٹ کے طور پر رکھ سکتے ہیں؟ اگر نہیں رکھ سکتے تو اس کا صحیح مصرف کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں اس سود کی رقم سی ڈی ایس میں ڈیوپزٹ کے طور پر جمع کروا سکتے ہیں اور اس سے انکم ٹیکس بھی ادا کر سکتے ہیں۔

﴿۲۱۶۵﴾ بینک کا سود بینک میں دینا

سوال: میرے روپئے ایک بینک میں سال کے کسی حصہ میں جمع رہتے ہیں اور اس کا سود بھی میرے پاس جمع ہے، اس کی برابری کے لئے بینک سے زائد رقم پاس کروا کر کم وقت کا سود دینا پڑے تو پہلے والی رقم پر ملے ہوئے سود سے یہ سود ادا کر دیا جائے تو ایسا کرنا جائز کہلائے گا یا نہیں؟ اور اس زائد رقم سے کوئی کاروبار کرنا جائز کہلائے گا یا نہیں؟ یہ اضافہ والی رقم ہم استعمال کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قرآن و حدیث میں سودی لین دین اور سود کے استعمال کو حرام بتا کر اس سے سختی سے روکا گیا ہے، اس لئے جس کام میں سود کی لعنت میں گرفتار ہو

جانے کا اندیشہ ہو اس سے بھی بچنا چاہئے۔اب اتفاق سے بینک میں روپئے جمع کروائے ہوں اور اس پر سود ملے تو استعمال میں نہ لاتے ہوئے اس کے وبال سے بچنے کی نیت سے کسی غریب مسلمان محتاج کو مالک بنا کر دے دینا چاہئے، تاہم اگر کسی مجبوری کی وجہ سے اُوورڈرافٹ لینا پڑے اور اس پر سود دینا پڑے تو اس سود میں یہ رقم استعمال کر سکتے ہیں، لیکن اس کی عادت بنالینا یا بغیر عذر کے ایسا کرنا معصیت ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

﴿۲۱۶۶﴾ اوورڈرافٹ چیک کا حکم

سوال: بینک کے کھاتہ میں جمع رقم سے زائد رقم کا چیک لکھ کر زائد رقم استعمال کرنے کے طریقہ کو ''اُوورڈرافٹ''(.O.D) کہتے ہیں۔یعنی اگر ہمارے بینک کے کھاتہ میں کم رقم ہے اور کسی معاملہ میں ہمیں زیادہ رقم کا چیک دینے کی ضرورت پیش آئے تو بینک ہماری طرف سے زائد رقم ہمارے فائدہ کے لئے جاری کر دیتی ہے، اور اس زائد رقم پر بینک سود وصول کرتی ہے تو بینک سے اوورڈرافٹ کی رقم لینا کیسا ہے؟ اور اس چیک سے تجارت اور کاروبار کرنا کیسا ہے؟ اور اس کاروبار سے حاصل ہونے والی آمدنی کا کیا حکم ہے؟ کیا اس آمدنی سے صدقہ خیرات کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اوورڈرافٹ کی توضیح جو سوال میں ذکر کی گئی ہے اس کے مطابق بینک میں جمع شدہ رقم سے زائد رقم کا چیک بنانا یہ ایک طرح سے بینک سے زائد رقم قرض لینے کے معنی میں ہے، اور یہ رقم مع سود ادا کرنی پڑتی ہے، اور سودی کاروبار اور خاص کر سود دینے پر قرآن وحدیث میں سخت الفاظ میں وعید وارد ہے اور دینی اور دنیوی جو سزائیں بیان کی گئی ہیں ان کو پڑھ کر کوئی بھی ایمان والا شخص سودی لین دین کی ہمت نہیں کر

سکتا، سخت مجبوری کے بغیر ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، حرام ہے، اور اس طرح کی گئی تجارت طیب اور پاکیزہ نہیں کہلائے گی، اب اگر تجارت کا اکثر حصہ حلال آمدنی کا ہو اور سود کی رقم کم ہو تو اس آمدنی سے صدقہ خیرات کرنا درست ہے، البتہ صدقہ خیرات کرنے سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ اس سودی طریقہ سے احتراز کیا جائے۔ (عالمگیری: ۳۴۳/۵)

﴿۲۱۶۷﴾ کریڈٹ کارڈ پر ادھار مال خریدنا

سوال: یہاں بڑی بڑی دکان والے کریڈٹ کارڈ پر مال ادھار دیتے ہیں، ہمیں صرف کریڈٹ کارڈ بتانا ہوتا ہے، بعد میں کل قیمت پر کچھ تھوڑے پیسوں کی زیادتی کے ساتھ وہ قیمت ادا کرنی ہوتی ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ پر ادھار مال خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق ادھار خرید کر جو زائد رقم ادا کی جاتی ہے وہ سود ہے، اس لئے اس طریقہ سے سامان خریدنا تو جائز ہے مگر ادھار کی ادائے گی میں زائد رقم سود کی دینا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۶۸﴾ کمپنی کا تنخواہ سے متعینہ رقم وضع کر کے فنڈ میں جمع کرنا اور اس فنڈ سے سودی کاروبار کرنا اور منافعہ ملازمین کے درمیان تقسیم کرنا

سوال: میری کمپنی مجھے جو تنخواہ دیتی ہے اس سے ہر ماہ ایک متعینہ رقم وضع کر لیتی ہے، ایسا ہی ہر ملازم کی تنخواہ سے ایک متعینہ رقم وضع ہوتی ہے اور کمپنی کے فنڈ میں جمع ہوتی ہے، اور کمپنی کے کسی مزدور یا ملازم کو ضرورت پڑنے پر سود پر اس فنڈ سے ادھار دیا جاتا ہے، اور سال کے ختم پر جو بھی منافع ہو اس سے کوئی ضروری چیز خرید کر یا منافع کی رقم تمام ملازمین کو تقسیم کیا جاتا ہے، تو اس چیز یا رقم کا لینا از روئے شرع کیسا ہے؟

(۲) کسی کی شادی بیاہ یا خوشی کے موقعہ پر یہ چیز اسے ہدیہ کے طور پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وہ چیز یا رقم سود ہے، اسے لے لینا چاہئے اور استعمال میں نہ لاتے ہوئے کسی غریب محتاج کو ثواب کی نیت کے بغیر دے دینا چاہئے۔ (۲) ہدیہ کے طور پر دینا بھی جائز ہے، البتہ اس شخص کا غریب مستحق ہونا بھی ضروری ہے۔

﴿۲۱۶۹﴾ پروویڈنٹ فنڈ کے سود کا حکم

سوال: میرے پروویڈنٹ فنڈ میں سرکاری سود شامل کیا جاتا ہے، اور میری یہ رقم فی الحال سرکار استعمال کرتی ہے جب میں رٹایر ہوں گا تب مجھے وہ رقم مع سود واپس ملے گی تو اس وقت میں وہ سود کی رقم لے سکتا ہوں یا نہیں؟ اور زکوۃ کے لئے یہ رقم نصاب میں محسوب کرنی ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پروویڈنٹ فنڈ میں جمع کی جانے والی رقم تنخواہ سے براہ راست وضع کر لی جاتی ہے وہ ملازم کے قبضہ میں نہیں آتی، اس لئے ملازم اتنی رقم کا مالک نہیں بنتا اس لئے اس رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، نیز سرکار کی طرف سے اس رقم پر سود کے نام سے جو اضافہ کیا جاتا ہے وہ سود کی تعریف میں داخل نہیں ہے اس لئے کٹوتی، اضافہ اور ڈیوی ڈنڈ کے نام سے جو رقم ملے تمام کا لینا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ)

﴿۲۱۷۰﴾ پی ایف سے قرض لے کر ضرورت پوری کرنا

سوال: ایک شخص کے پروویڈنٹ فنڈ میں ۴۵۰۰ روپئے جمع ہیں، یہ شخص اپنے اہل خانہ کے ساتھ ہوائی جہاز سے حج کرنے جانا چاہتا ہے، اس فنڈ کے روپئے حاصل کرنے کے لئے اس شخص نے کارروائی کی تو معلوم ہوا کہ حج کے لئے یا کسی مذہبی سفر کے لئے اس فنڈ

سے روپئے نہیں لئے جا سکتے، اس نے بہت کوشش کی کہ چاہے میرا فنڈ بند ہو جائے لیکن جو رقم میرے فنڈ میں فی الحال ہے وہ مجھے مل جائے لیکن اس کی کوئی صورت نہیں ہے، البتہ اگر اشد ضرورت ہو تو اس کا یہ طریقہ ہے کہ جتنے روپئے اس کے فنڈ میں جمع ہیں حکومت اتنے روپئے دے کر واپس اتنے روپئے مع سود وصول کرے گی، یعنی اس رقم کی ۲۴ قسطیں ہوں گی ایک قسط ۴۵۰ روپے کی اور اس میں ٦ فی صد سود بھی دینا پڑتا ہے اور ہر ماہ کی قسط دوبارہ اس شخص کے فنڈ میں جمع ہوگی، اصل رقم اور سود دونوں اس شخص کے فنڈ میں ہی جمع ہوں گے، تو اس نوعیت سے پروویڈنٹ فنڈ کے روپئے اٹھا کر یہ شخص حج کرنے جا سکتا ہے یا نہیں؟ یا اس کے لئے دوسری کوئی جواز کی شکل ہو تو وہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... پروویڈنٹ فنڈ سے روپئے اٹھانے پر قسط وار اسے دوبارہ واپس کرنا پڑتا ہو اور سود کے نام سے جو رقم جمع کروانی پڑتی ہو وہ بھی رقم بھرنے والے کے ذاتی فنڈ میں ہی جمع ہوتی ہو اور اخیر میں وہ رقم مالک ہی کو ملتی ہو تو سوال میں مذکور طریقہ سے فنڈ سے روپئے اٹھانے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۷۱﴾ شوگر فیکٹری ثمن کا ایک حصہ ادا نہ کرے اور اس پر سود دے تو

سوال: ہم نے مڈھی (گاؤں کا نام) سوگر فیکٹری کے شیرز خریدے ہیں، سوگر فیکٹری کا قانون یہ ہے کہ جس شخص کے پاس سوگر فیکٹری کے شیرز ہوں وہی گنا اُگا سکتا ہے، اور فیکٹری اسی شخص کا گنا لیتی ہے۔

اب بات یہ ہے کہ جب گنے کی فصل تیار ہو جاتی ہے اور کٹ کر فیکٹری میں آجاتی ہے اور اس کے بعد جب بھی فیکٹری گنے کی قیمت ادا کرتی ہے تو لازماً ایک ٹن پر ۱۰ روپے وضع کر

لیتی ہے چاہے ہم منع کریں تب بھی اتنے روپۓ نہیں دیتی اور کمپنی میں بچت کے طور پر جمع رہتے ہیں، اور سال کے ختم پر ان روپیوں کا جو سود ہو وہ ہر سال دیتی ہے، تو اس سود کو استعمال میں لانا کیسا ہے؟ اور جو روپۓ سوگر فیکٹری نے وضع کر کے جمع کئے ہیں ان روپیوں پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ روپۓ جبراً بغیر اجازت وضع کئے گئے ہیں اس لئے وہ بائع کی ملک میں آئے ہی نہیں ہیں اس لئے اس رقم پر جو سود ملتا ہے وہ حقیقۃً سود کی تعریف میں نہیں آتا اس لئے اس کے لینے اور استعمال کی گنجائش ہے، اور بائع کی ملک میں نہ آنے کے سبب مذکورہ رقم پر زکوۃ بھی واجب نہیں ہوگی، جب قبضہ میں آوے اس کے بعد ہر سال قانون کے مطابق زکوۃ لازم ہوگی۔

﴿۲۱۷۲﴾ ثمن کی تاخیر پر مع سود ثمن وصول کرنا

سوال: ایک تاجر ہندوستان میں باہر ملک سے مال منگواتا ہے، اور اس مال کے روپے فارن ایکسچینج کے ذریعہ بھیجتا ہے لیکن فارن ایکسچینج اس کے روپے ۱۰ سے ۱۵ مہینے میں اسے بھیجتی ہے، یعنی باہر ملک کا تاجر جب مال روانہ کرتا ہے اس کے ۱۰، ۱۵ مہینوں بعد اسے اس کے مال کی قیمت ملتی ہے، اس وجہ سے باہر ملک والے تاجر نے یہاں کے تاجر سے کہا کہ روپے جتنی تاخیر سے ملیں گے اتنے وقت کا حساب لگا کر کل ثمن کا ۱۰ سے ۱۵ فی صد سود بھی ساتھ میں دینا پڑے گا، یہاں کا تاجر اپنی بینک کو روپے جلد پہنچانے کے لئے کہتا ہے لیکن غیر ملکی روپۓ ہونے کی وجہ سے بینک ۱۰، ۱۵ مہینہ نکال دیتی ہے، باہر ملک والا تاجر کہتا ہے کہ اس میں میرا قصور نہیں ہے، ہمیں اگر روپۓ تاخیر سے ملتے ہیں تو اس پر سود بھی ہم

لیں گے، تو اس طرح کاروبار کرنا ازروئے شرع کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... سود دینا ناجائز اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۳-۲۱۷﴾ اپنا بینک اکاؤنٹ کسی کو استعمال کرنے دینے پر ۲۵ روپے چارج کرنا

سوال: میرے چند دوستوں کے اکاؤنٹ ایس بی آئی میں ہیں، اور میرا اکاؤنٹ بروڈا بینک میں ہے ہم سب کے پاس اے ٹی ایم کارڈ بھی ہے، ہمارے چند دوست جو ہمارے ساتھ ہاسٹیل میں رہتے ہیں وہ ہمارے بینک اکاؤنٹ پر اپنے گاؤں سے روپے منگواتے ہیں تو میرے دوستوں کے بینک اکاؤنٹ میں روپیوں کے آنے پر ۲۵ روپے انٹرسی ٹی چارج لگتا ہے اور میرے بینک اکاؤنٹ میں اس طرح کا کوئی چارج نہیں لگتا تو میرے دوست مجھ سے کہتے ہیں کہ تو بھی ان لوگوں سے ۲۵ روپے لے لیا کر چاہے بینک میں تجھے یہ چارج دینا نہ پڑے، تو کیا میرے لئے اس طرح کا چارج لینا صحیح ہوگا؟ ایس بی آئی میں وہ چارج اکاؤنٹ سے ہی کٹ جاتا ہے، میرے اکاؤنٹ میں یہ چارج نہیں ہے تو یہ چارج لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... آپ کے دوستوں کے اکاؤنٹ سے روپے منگوانے پر بینک ۲۵ روپے کا چارج لیتی ہے اور آپ کے اکاؤنٹ سے آپ روپیوں کو منگوائیں یا آپ کے دوست منگوائیں تو بینک اس پر چارج نہیں لیتی، تو آپ کا آپ کے دوستوں سے چارج کے نام پر روپیوں کا لینا انسانی ہمدردی کے خلاف ہے، آپ کو بھی احسان کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

مصرف الربا

﴿۲۱۷۴﴾ مستحق کون ہے؟

سوال: ایک شخص بیمار ہے، اس کی ایک بیوی ہے، دونوں کا گذر بسر ٹھیک چل رہا ہے، کھانے پینے کی کوئی تنگی نہیں ہے، لیکن دونوں کے پاس نصاب کے برابر مال نہیں ہے، اس شخص کی ایک بہن ہے، اس بہن کے پاس بڑی رقم سود کی ہے، یہ بہن اپنے بھائی کو سود کی رقم دینا چاہتی ہے تو کیا اپنے بھائی کو یہ رقم دے سکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سود کی رقم غریب اور مسلمان مستحق کو ثواب کی نیت کے بغیر مالک بنا کر دے دینا ضروری ہے۔

صورت مسئولہ میں بہن کا بھائی کو سود کے روپے دینا جائز ہے، ان کے پاس نصاب کے برابر مال نہیں ہے اس لئے وہ شریعت کے حکم کے مطابق مستحق کہلانے کے حقدار ہیں، البتہ انکا گذر بسر ٹھیک چل رہا ہے اس لئے ان کے لئے سوال کرنا جائز نہیں ہے لیکن بغیر سوال کئے اگر کہیں سے یہ رقم ملے تو اس کا لینا جائز ہے، اور اگر ایک دن کے گذر بسر کے بقدر روپئے یا کھانے پینے کی چیز نہ ہو تو سوال کرنا بھی جائز ہو جاتا ہے۔ (شامی، فتاویٰ دار العلوم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۷۵﴾ غریب داماد کو سود کی رقم دینا

سوال: سود یا بیمہ کے روپے سے انکم ٹیکس (جو حکومت کی طرف سے حد سے بڑھ کر ہوتا ہے) میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز غریب داماد کو ان کے قرض کی ادائے گی کے لئے مذکورہ روپے اور زکوۃ کے روپے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شریعت کی نظر میں مسلمان کا مال محفوظ ہے، اس لئے کوئی بھی شخص یا حکومت اس کی رضامندی کے بغیر جبراً اس کا مال اس سے نہیں لے سکتی، اس کے باوجود اگر یہ ٹیکس بھرنے کی نوبت آئے تو اس میں سود اور بیمہ کی رقم بھرنے کی گنجائش ہے، نیز غریب داماد کو مالک بنا کر بھی دے سکتے ہیں اس کے بعد وہ اس رقم سے اپنا قرض ادا کر دے تو یہ بلاشبہ جائز اور درست ہے۔ (کتب فقہ)

﴿۲۱۷۶﴾ سود کی رقم سے خود کے بچوں کے کپڑے اور کتابیں خریدنا

سوال: ہمارے لڑکے اور لڑکیاں ہائی اسکول میں تعلیم لیتے ہیں تو ان کے لئے سود کی رقم سے کتابیں، فیس اور کپڑے خرید سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سود کی رقم اپنے لڑکے لڑکیوں کو دینا جائز نہیں ہے، نیز اس رقم سے انکے لئے کپڑے، کتابیں خریدنا بھی جائز نہیں ہے، البتہ غریب مستحق داماد کو دے سکتے ہیں پھر وہ اپنے قبضہ میں لے کر اپنے بیوی بچوں پر خرچ کر سکتا ہے۔

﴿۲۱۷۷﴾ سودی رقم سے تعمیر کئے گئے بند کے پانی سے فصل کی آبیاری کا حکم

سوال: جنوبی گجرات میں بہت سے بھائی کاشت کاری کرتے ہیں، فصل کی آب یاری نہر کے پانی سے کرتے ہیں اس نہر کا پانی اُکائی نامی بند سے آتا ہے یہ بند ورلڈ بینک سے سود پر رقم لے کر تعمیر کیا گیا تھا، تو اس بند سے مسلمانوں کا اپنی فصلوں کی آبیاری کرنا کیسا ہے؟ اس مسئلہ میں شریعت کا جو بھی حکم ہو بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سرکاری نہر کے پانی سے غلہ پیدا کرنا اور پانی مول لینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۷۸﴾ سود کی رقم سے بیت الخلاء بنانا

سوال: بیرون ملک سے ایک شخص نے سود کی رقم ارسال کی ہے اور میرے پاس بھی بینک کے سود کی رقم ہے نیز ایک اور شخص کے پاس بھی بینک میں سود کی رقم جمع ہے تو کیا ان رقوم سے خود کے گھر کا بیت الخلاء بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ یا اس کے خرچ کرنے کا دوسرا کوئی راستہ ہو تو وہ بھی بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ان رقوم سے گھر کا بیت الخلاء بنانا جائز نہیں ہے، سود کے استعمال کا گناہ ہوگا، یہ رقوم کسی غریب محتاج مسلمان کو ثواب کی نیت کے بغیر سود کے وبال سے بچنے کی نیت سے مالک بنا کر دے دینا ضروری ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم)

﴿۲۱۷۹﴾ سود کی رقم سے بھائی، بہن یا ان کی اولاد کی مدد کرنا

سوال: ایک شخص کی حقیقی بہن اور اس کی بھتیجی اور بھانجی مالی اعتبار سے خستہ حالت میں ہے، یہ شخص اپنے سود کی رقم سے اپنی حقیقی بہن، بھتیجی اور بھانجی کی مدد کر سکتا ہے؟ یا زکوۃ کی رقم سے مذکورہ لوگوں کی مدد کر سکتا ہے؟ اور زکوۃ کی رقم سے ان لوگوں کی دوائی وغیرہ کا خرچ اور گھر کا خرچ دے سکتا ہے؟ یا انہیں دینے کا صحیح راستہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حقیقی بھائی، بہن یا ان کی اولاد اگر مستحق ہوں یعنی وہ نصاب کے برابر مال کے مالک نہ ہوں تو انہیں زکوۃ یا سود کی رقم کا مالک بنا کر قبضہ میں دیدینا بلا شبہ جائز اور درست ہے۔ بلکہ حدیث شریف کی تعلیم کے مطابق انہیں زکوۃ دینے میں دوگنا ثواب ہے ایک فریضہ کی ادائے گی کا اور دوسرا صلہ رحمی کا، اس لئے بھائی بہن یا ان کی اولاد محتاج ہوں تو انہیں مالک بنا کر دینے میں کچھ حرج نہیں ہے، وہ اپنے قبضہ

میں لے کر اپنی ضرورتوں میں خرچ کر سکتے ہیں۔ (شامی:۲)

﴿۲۱۸۰﴾ سود کی رقم سے رفاہی ہائی اسکول کی عمارت بنانا

سوال: میں ایک رفاہی ہائی اسکول کے مکان کے لئے اپنے بیٹوں اور دوسرے بھائیوں سے فنڈ اور چندہ کی امید رکھتا ہوں، میرے بیٹے اور دوسرے کچھ بھائی مجھے چندہ دینے کے لئے راضی ہیں، اس چندہ میں بینک سے ملنے والے سود کے روپئے بھی دینا چاہتے ہیں، البتہ سود کے روپے ثواب کی نیت کے بغیر دینے والے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان روپیوں سے اسکول کی جو عمارت کھڑی ہوگی اس عمارت میں اتفاق سے اگر کوئی مسلمان بھائی نماز پڑھنا چاہے تو اس کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں علمائے کرام کیا فتویٰ دیتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اسلام میں سودی کاروبار کرنا سخت گناہ کا کام اور ناجائز ہے، اس سے بچنے کی سخت تاکید اور نہ بچنے والے کے لئے سخت وعید اور سزائیں بتائی گئی ہیں، اور سود میں ملنے والی رقم کو پاک اور حلال کمائی نہیں کہا گیا ہے، اس رقم کے مصارف حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی کتاب ''**اشباع الکلام فی مصرف الصدقة من المال الحرام**'' میں تفصیل سے بتائے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے روپئے غریب اور محتاج مسلمان کو مالک بنا کر دے دینا ضروری ہے، رفاہ عامہ کے کاموں میں تملیک نہیں پائی جاتی، اس لئے رفاہ عامہ کے کام میں یہ روپے لگانا جائز نہیں ہے، فتاویٰ بزازیہ میں ہے: کہ فقیر مسکین کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے، مدرسہ، وقف یا رفاہ عامہ کے کاموں میں ان روپیوں کا خرچ کرنا جائز نہیں ہے، یہی رائے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ

اور مظاہر العلوم اور دارالعلوم دیو بند کے مفتیان کرام کی بھی ہے، اس لئے سود کی رقم سے ہائی اسکول کی عمارت تیار کرنا درست نہیں ہے، ہائی اسکول کی عمارت کی تعمیر کے لئے ان سے سود کی رقم نہ لی جائے۔

اب اگر ان لوگوں سے سود اس نیت سے لیا جائے کہ یہ لوگ سود کے گناہ سے اپنے آپ کو بچا سکیں اور یہ رقم لے کر کسی غریب اور محتاج مسلمان کو بغیر ثواب کی نیت سے مالک بنا کر دے دی جائے اور پھر اس غریب سے وہ رقم چندہ میں مانگی جائے اور وہ غریب اس رقم کو اپنی خوش دلی سے ہائی اسکول کی عمارت کی تعمیر کے لئے دے دے تو اب اس رقم سے ہائی اسکول کی عمارت بنا سکتے ہیں، اور اب یہ رقم سود کی نہیں کہلائے گی۔ اگر سود یا غصب کے مال سے کوئی عمارت بنائی جائے تو اس میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے، اگر نماز پڑھی گئی تو فریضہ تو ادا ہو جائے گا لیکن نماز مکروہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۸۱﴾ سود کے روپے مزدور کو مرہم پٹی کے لئے دینا

سوال: ہمارے یہاں ایک کولہو (جہاں گنے کا رس نکالا جاتا ہے، رس نکالنے کا آلہ) ہے اس میں کچھ مزدور کام کرتے ہیں، ایک مزدور مشین میں تیل ڈالنے گیا جب کہ یہ ذمہ داری دوسرے شخص کی تھی اور اس کا یہ کام نہیں تھا لیکن اپنی طرف سے کرنے گیا اور مشین میں اس کا ہاتھ آ گیا اور اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا، تو اس کی دوائی اور مرہم پٹی کے خرچ کے لئے میں اسے سود کی رقم دوں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... صورت مسئولہ میں اس کام کی ذمہ داری اس کی نہیں تھی وہ شخص اپنی طرف سے تیل ڈالنے گیا، انتظامیہ کی طرف سے بھی اسے اس کام کا حکم نہیں کیا

گیا تھا اور وہ زخمی ہو گیا تو اس کی دوائی، مرہم پٹی کی ذمہ داری آپ کی نہیں ہے، البتہ حسن سلوک کے طور پر اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے تو یہ مناسب ہے، اور اس کے لئے آپ سود کی رقم سے کچھ روپے دے کر مالک بنا دو کہ اس سے وہ اپنی دوائی وغیرہ کا خرچ کر لے تو یہ جائز اور درست ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۸۲﴾ سود کے روپیوں سے مسجد کے بیت الخلاء کی مرمت

سوال: مسجد کے بیت الخلاء کی مرمت کے لئے روپیوں کی ضرورت ہے، ایک شخص کے روپے پوسٹ آفس میں جمع ہیں یہ صاحب اس کا سود مسجد کے بیت الخلاء کی مرمت کے لئے دینے پر رضامند ہیں تو پوچھنا یہ ہے کہ پوسٹ آفس یا بینک میں رکھے ہوئے روپیوں کے سود سے مسجد کے بیت الخلاء کی مرمت کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سود لینا اور دینا حرام ہے، ان حرام کے روپیوں کا حکم یہ ہے کہ ان کو ان کے اصل مالک کو واپس کر دیا جائے، بینکوں کے سود میں اصل مالک کو واپس کرنا بہت مشکل ہے اس لئے اس سود کو کسی غریب اور محتاج کو مالک بنا کر ان کے وبال سے بچنے کی نیت سے دے دینا چاہئے، سود کے روپیوں سے بیت الخلاء، راستے، پیشاب خانے وغیرہ بنانا (نجی ہو یا مسجد کے لئے یا رفاہ عامہ کے لئے ہو) جائز نہیں ہے۔ (شامی: کتاب الربوٰا) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۸۳﴾ سود کی رقم سے بیت الخلاء اور راستے بنانا

سوال: بینک کے سود کی رقم سے بیت الخلاء یا راستے بنانا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بینک کے سود کی رقم غریب مستحق کو ثواب کی نیت کے بغیر دے دینا چاہئے، کسی مسجد، مدرسہ کے بیت الخلاء یا کسی ادارہ کا کمپاؤنڈ یا راستہ بنانا یا رفاہ عامہ کے کاموں میں اس کا استعمال جائز نہیں ہے، ایسا حرام مال جس کے مالک کا پتہ نہ ہو اس کا مصرف یہی ہے کہ غریب اور محتاج مسلمان کو مالک بنا کر دے دیا جائے، پھر وہ شخص اپنی مرضی سے جس کام میں خرچ کرنا چاہے کرسکتا ہے۔

﴿٢١٨٤﴾ عمارت بنانے کے ٹیکس میں سود کی رقم دینا

سوال: آرکیٹیک عمارت بنانے یا مکان میں بڑھوتری یا کمی کرنے کے لئے کوئی ڈیزائن بناتا ہے تو اسے پاس کرنے کے لئے پچھلے دو سال سے عمارت کے بڑھانے یا گھٹانے کی قیمت کا کچھ فی صد حکومت نے ٹیکس کے طور پر لینے کا قاعدہ جاری کیا ہے، اس سے قبل یہ ٹیکس نہیں لیا جاتا تھا، تو سود کی رقم سے یہ ٹیکس ادا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ڈیزائن پاس کروانے کے لئے یا حکومت کی طرف سے لیا جانے والا ناجائز ٹیکس مثلاً: انکم ٹیکس وغیرہ میں سود کی رقم دینے کی شرعاً گنجائش ہے۔

﴿٢١٨٥﴾ دستاویز بنانے والے وکیل کی فیس میں سود کی رقم دینا

سوال: دوسرے ملکوں کی طرح یہاں بھی اگر کوئی ملکیت بیچی جائے یا خریدی جائے تو اس کا دستاویز بنانا پڑتا ہے ہمارے یہاں دستاویز بنانے والے عام انسان ہوتے ہیں لیکن یہاں خاص قسم کے وکیل ہوتے ہیں جو ایسے دستاویز اور مابین معاملوں کے کاغذات تیار کرتے ہیں، وہ بڑی بڑی آفس رکھ کر دو تین آدمیوں کی کمپنی بنا کر کچھ فی صد لے کر یا متعینہ فیس کے عوض عوام کے کام کرتے ہیں۔ فیس کی رقم بہت زیادہ ہوتی ہے، وکیل بھی

عام طور پر غیر مسلم ہوتے ہیں تو اس فیس میں (جو وکیل کو دستاویز بنانے اور زمین کی جانچ پڑتال کرنے کے لئے ہوتی ہے) سود کی رقم دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وکیل اور دستاویز بنانے والوں کو فیس ان کی محنت اور اجرت کے طور پر دی جاتی ہے، اس لئے اس میں زکوۃ یا سود کی رقم دینا جائز نہیں ہے۔

﴿۲۱۸۶﴾ سود کے روپیوں سے قرض ادا کرنا

سوال: سود کے روپیوں سے قرض ادا کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سود کے روپیوں سے اپنا قرض ادا کرنا درست نہیں ہے، اگر خود محتاج ہو اور کوئی دوسرا شخص سود کے روپئے دے تو قبضہ میں آنے کے بعد جس کام میں چاہے خرچ کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۸۷﴾ ایڈوانس دی ہوئی رقم سے فائدہ اٹھانا سود ہے

سوال: میرے پانچ ہزار روپے ٹیلیفون کمپنی میں ۱۹۷۴ سے جمع تھے، اور کمپنی نے فون ۱۹۸۲ میں دیا، اب کمپنی ہر ماہ جو فون کا بل بھیجتی ہے تو جتنا بل ہو اس سے کچھ رقم کم کر کے بھیجتی ہے (یعنی کمپنی نے آٹھ سال میری رقم سے فائدہ اٹھایا اس کا عوض دیتی ہے)، تو ٹیلیفون کمپنی اپنے بل میں جو رقم کم کر کے بھیجتی ہے اس کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟ کیا یہ رقم سود کہلائے گی؟ اگر یہ رقم سود ہے تو جتنی رقم کمپنی کم کر کے بھیجتی ہے اتنی رقم میں شریعت کے کہنے کے مطابق اس کے مصرف میں خرچ کر دوں گا، میں نے ٹیلیفون لگانے کے لئے جو رقم خرچ کی تھی وہ رقم اس منہا ہونے والی رقم سے وصول کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......فون کمپنی میں آپ کے ایڈوانس روپے جمع تھے یا

ڈپازٹ کے طور پر رکھے گئے تھے اب کمپنی اس کا سود دیتی ہے یعنی ہر ماہ آپ نے جوفون استعمال کیا اس کا آپ کو جو بل ادا کرنا ہے اس میں سے کمپنی کچھ رقم منہا کر دیتی ہے حالانکہ وہ رقم آپ کو ادا کرنی ضروری تھی تو یہ ایسا ہوا جیسے آپ نے ایڈوانس رقم سے فائدہ اٹھایا اور قرض کے عوض جو بھی فائدہ اٹھایا جائے وہ سود ہے اس لئے اس ایڈوانس رقم سے فائدہ اٹھانا حرام ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۸۸﴾ سب سی ڈی والی لون کا تفصیلی حکم

سوال: سرکاری بہت سے کاموں میں مالی اعتبار سے خستہ حالت والوں کی کئی طرح سے امداد کی جاتی ہے البتہ مستحقین میں سے صرف ۵۰ فی صد لوگوں کو یہ امداد سب سی ڈی کی شکل میں ملتی ہے بقیہ ۵۰ فی صد لوگ محروم رہتے ہیں اور غیر مستحق فائدہ اٹھا لیتے ہیں جب کہ ٹیکس وغیرہ امور میں دوسری قوموں کے ساتھ مسلمان بھی شریک ہوتے ہیں وہاں مسلمانوں کو کوئی چھوٹ نہیں ہوتی، ان حالات میں ایسی سرکاری امداد لینا شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟

سب سی ڈی ملنے کے بعد ۵۰ فی صد رقم معاف ہو جاتی ہے اور بقیہ ۵۰ فی صد رقم مع سود ادا کرنی ہوتی ہے اس میں سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ بقیہ ۵۰ فی صد رقم پندرہ بیس دن میں ادا کر دی جائے تو سود دینے سے حفاظت ہو سکتی ہے، البتہ پندرہ بیس دن سرکاری دفتر میں ایک مہینہ ہی شمار ہوتا ہے اور ایک ماہ کا بہت قلیل سود دینا پڑتا ہے تو اس طریقہ سے سب سی ڈی والی لون لے کر پندرہ بیس دن میں رقم ادا کر دینا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شریعت مطہرہ کا مزاج یہ ہے کہ ہر مسلمان کو ہر طرح

کے سودی لین دین سے ضرور بچنا چاہئے، اس لئے کہ سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، نیز سودی لین دین کرنے والے سے قرآن پاک میں جنگ کا اعلان کیا گیا ہے، اس لئے تقویٰ یہ ہے کہ جس کام میں حرام کا شبہ بھی ہو اس سے بھی بچا جائے، مسلمانوں کی کامیابی دنیا کمانے میں نہیں ہے بلکہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں ہے یہ نہیں بھولنا چاہئے۔

اس تفصیل کے بعد یہ بھی جان لینا چاہئے کہ حکومت کی طرف سے سب سی ڈی والی ہر طرح کی لون بھی جائز نہیں ہے، بلکہ سب سی ڈی والی وہ لون جس میں سب سی ڈی منہا کرنے کے بعد جمع کی جانے والی رقم وصول کی ہوئی رقم سے زیادہ نہ بنتی ہو تو اس کے لینے کی گنجائش ہے، مثلاً: ایک ہزار کی لون میں سب سی ڈی منہا کرنے کے بعد مع سود ۵۰۰ روپے بھرنے پڑتے ہیں تو اس سب سی ڈی والی لون کے لینے کی گنجائش ہے، اور جو ۵۰۰ روپے منہا ہوئے وہ حکومت کی طرف سے مدد سمجھی جائے گی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ سب سی ڈی والی لون لی اور اب سب سی ڈی منہا کرنے کے بعد جمع کی جانے والی رقم وصول کی ہوئی رقم سے زیادہ بنتی ہے تو یہ صورت ناجائز ہے اس صورت میں قرض سے زائد رقم یقیناً سود ہے اس لئے ناجائز اور حرام ہے جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۸۹﴾ سود کے روپیوں کا چوری ہو جانا

سوال: بینک یا پوسٹ میں روپئے رکھے ہوئے ہوں، اور ان پر جو سود ملے وہ اٹھا لیا ہو، اور اٹھا لینے کے بعد وہ روپئے گم ہو جائیں یا چوری ہو جائیں تو ان کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کے بجائے دوسرے روپئے اپنے پاس سے صدقہ میں دینا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سود لینا کبیرہ گناہ ہے، اور سود کا استعمال اس سے بڑھ کر دوسرا کبیرہ گناہ ہے، صورت مسئولہ میں سود کے روپئے استعمال نہیں کئے اور مستحق کو دینے سے قبل چوری ہو گئے یا گم ہو گئے تو اس کے بجائے دوسرے روپئے اپنی طرف سے صدقہ میں دینا ضروری نہیں ہیں، اور سود کھانے کا گناہ نہیں ہوگا، جیسے آئے ویسے چلے گئے، البتہ سود کے روپئے لینے کا جو گناہ ہوا وہ سچے دل سے توبہ کرنے سے معاف ہوگا، اس لئے توبہ ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۹۰﴾ سود کے پیسوں سے چرچ لے کر مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم

پچھلے دنوں ہماری شرعی کونسل میں مندرجہ ذیل مسئلہ زیر بحث رہا۔ امید ہے کہ آپ ہماری مزید مہربانی فرما کر رہنمائی کریں گے۔

ایک شہر کے لوگوں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا سود کے پیسوں سے چرچ لے کر مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ چونکہ یہ چرچ مناسب جگہ پر فروخت ہو رہا ہے۔ اور وہاں کے مسلمانوں کے پاس فی الحال اتنی رقم نہیں ہے جس سے بیک وقت نقد رقم ادا کر سکتے ہیں۔ بینک ان کو قرضہ مع سود دینے کے لئے تیار ہے۔

تو کیا ایسے ممالک میں جہاں بچوں کا مستقبل تاریک نظر آتا ہو اگر یہ موقع کھو دیا جائے تو نہ کوئی نماز جماعت کے ساتھ قائم ہو سکتی ہے اور نہ تو کوئی دینی تعلیم کا انتظام ہو سکتا ہے۔ جلد از جلد سود سے خلاصی کر دی جائے گی۔ اور ضرورت کے پیش نظر سود سے رقم لے کر خرید لیا جائے تو کیا کوئی گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، اور جس طرح سود لینا ناجائز ہے اسی طرح سود دینا بھی ناجائز اور حرام ہے۔امریکہ جیسے ممالک میں اسلامی تعلیم، تہذیب اور اسلامی احکام پر عمل کرنا بھی بہت مشکل ہے مگر اہل ایمان کے لئے اس پر عمل کرنا اور عمل کرانے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔اس لئے مذکورہ چرچ کو خرید کر مسجد و مدرسہ اور دوسرے اسلامی امور کے لئے اس کو استعمال کیا جائے۔سودی کاروبار پر قرآن شریف اور احادیث مبارکہ میں سخت سے سخت وعیدیں بتائی گئی ہیں، اس لئے مسلمانوں کو ہر ایسے لعنتی کام سے بچنا چاہئے اور مذکورہ جگہ خریدنے کے لئے چندہ کے ذریعہ سے انتظام کیا جائے اور دوسرے نمبر پر مسلمانوں سے قرض حسنہ (غیر سودی قرض) سے رقم جمع کی جائے اور مذکورہ چرچ کو اس طرح بلا سودی رقم سے خرید لیا جائے۔

جو اس کمیونیٹی کے ممبر ہیں یا جو لوگ یا ان کے بچے اس مسجد اور مدرسہ فائدہ حاصل کریں گے ان کو مذکورہ رقم تقسیم کردی جائے کہ وہ کسی طرح امدادی یا قرض کے طور پر اتنی رقم اپنے وسائل سے جمع کریں تاکہ یہ چرچ بلا سودی طریقہ پر خریدا جاسکے۔یا پھر تیسری صورت میں جتنی طاقت ہو اتنی مقدار میں کرایہ یا مختصر عمارت سے کام لیا جائے۔

سود کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں مگر فقہاء نے اضطرار کی حالت میں مجبوراً سودی قرض لینے کی گنجائش بتائی ہے اس لئے مجبوراً بینک سے سودی قرضہ (قرضہ کے طور پر) حاصل کر کے مسجد اور مدرسہ بنایا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔لیکن مجبوری اور اضطرار ہے یا نہیں اس کے متعلق مقامی متقی، دیندار فقہاء کرام سے فتویٰ لیا جائے۔

ہمارے اکابرین فقہاء مثلاً حضرت گنگوہیؒ، حضرت تھانویؒ کے رجحان کے مطابق ان دنوں

میں اتنی مجبوری اور اضطرار جس پر سودی قرض لینے کی گنجائش ہو' نہیں ہوتا اس لئے بچنا ہی احوط ہے۔ فقط والسلام　واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۹۱﴾ زکوۃ، للہ اور سودی رقم کا مصرف

سوال: ہم اپنے وطن عزیز کے ایک ہی گاؤں کے چند لوگ جو برطانیہ میں رہ رہے ہیں یہ سوچ رہے ہیں کہ مسلم ویلفیئر سوسائٹی کے نام سے اس پروگرام کے تحت ایک ادارہ قائم کریں تاکہ اپنے گاؤں کے غریبوں، حاجت مندوں کی دینی و دنیوی خدمات انجام دے سکیں ہمارے گاؤں میں کئی غریب مسلمان ایسے ہیں کہ جن کے مکان از سر نو بنانے کی ضرورت ہے اور بہت سارے مکانات مرمت طلب ہیں جب کہ بہت سے حضرات کے یہاں بیت الخلا نہ ہونے سے تکالیف کا سامنا ہے۔

ان سب ضروریات اور مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ہم سوچ رہے ہیں کہ للہ، زکوۃ، سود وغیرہ کی رقم جمع کر کے اس میں سے کچھ رقم ان مقاصد کیلئے اپنے وطن بھیج دی جائے اور کچھ رقم مقامی بینک کے ڈپازیٹ اکاؤنٹ میں رکھ دی جائے تاکہ بینک سے سود ملتا رہے اور اس سے غریبوں کی امداد ہوتی رہے۔ یا اس رقم سے انگلستان میں مکان خرید لیں تاکہ اس کے کرایہ سے غریبوں کی امداد ہوتی رہے یا شیرز خرید لیں تاکہ اس کی آمدنی سے غریبوں کی امداد ہوتی رہے ہمارا مقصد صرف غریبوں محتاجوں اور ضرورت مندوں کی خدمت کرنا ہے۔ تجارت مقصد نہیں۔

امید ہے کہ جناب والا تفصیل سے بتائیں گے کہ کیا اسطرح سے زکوٰۃ، للہ اور سودی رقم جمع کر کے اور اس آمدنی کو اوپر والے مقاصد کے لئے استعمال کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... غریب محتاج مسلمانوں اور انسانوں کی مدد کرنا یا انکی ضرورت کو پورا کرنا بہت ہی اچھا اور ثواب کا کام ہے بلکہ اللہ جل شانہ کی رضامندی اور اعانت کا سبب ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے کسی بھائی کی اعانت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے اس لئے خود کوئی مدد کرنا یا اس کیلئے کمیٹی بنانا بھی درست ہے اور اس میں زکوٰۃ صدقات کی رقم جمع کرنا بھی درست ہے

زکوٰۃ وغیرہ کی رقم کی ادائیگی کیلئے شریعت میں مخصوص شرائط ہیں اس کا پورا کرنا ضروری ہے اگر وہ پوری نہیں کی گئی تو زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہوگی اور منتظم پر ضمان واجب ہوگا۔ آپ نے لکھا کہ بینک سے سود ملتا رہے اور اس سے غریبوں کی مدد ہوتی رہے یہ نظریہ ہی غلط اور گناہ ہے ترمذی شریف میں ہے کہ اللہ جل شانہ پاک اور طیب ہے اور پاک مال ہی قبول کرتا ہے اسلئے اس نظریہ سے بنک میں رکھنا سودی معاملات کرنے کے برابر ہے جو ناجائز اور حرام ہے۔ مکان کا کرایہ اور شیرز کی آمدنی سے امداد کی جا سکتی ہے مگر اس کیلئے واجب التملیک مال سے خریدا ہوا نہ ہونا چاہیے۔

﴿۲۱۹۲﴾ سود کے روپیوں سے قرضہ وصول کرنا

سوال: میں نے ایک غریب طالب علم کو قرض دے کر اس کی مدد کی، وہ طالب علم ہائی اسکول میں پڑھائی کر رہا ہے، ابھی میرے پاس بینک کے سود کی ایک بڑی رقم آئی ہے تو کیا میں اپنے سود کی رقم اسے دے کر اس سے اپنا قرض واپس لے سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... یہ طالب علم مسلمان ہو اور مستحق ہو تو سود کے روپے اس کے قبضہ میں دے کر اسے اس کا مالک بنا دیا جائے اور اس کے بعد یہ طالب علم وہی رقم

اپنے قرض کی ادائے گی میں آپ کو واپس کر دے تو آپ کے سر سے سود کا وبال بھی اتر جائے گا اور طالب علم کا قرضہ بھی ادا ہو جائے گا، طالب علم کو مذکورہ طریقہ سے سود کی رقم دینے کے بعد اگر قرض میں وہ رقم ادا نہ کرے تو قرض کی وصولی کے لئے اس سے زبردستی بھی وصول کیا جا سکتا ہے، اور اب زبردستی کرنے میں کوئی برائی یا خرابی بھی نہیں ہے۔ (شامی: کتاب الزکوۃ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۹۳﴾ سود کے عوض ملی ہوئی شئ چھوٹے بھائی بہن کو دینا

سوال: سود کے عوض جو چیز، سامان یا تحفہ ملے اسے ملازم اپنے چھوٹے بھائی بہن یا رشتہ داروں کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... چھوٹے بھائی بہن اگر زکوۃ کے مستحق ہوں تو انہیں سود کے عوض ملی ہوئی شئ دینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۱۹۴﴾ غیر مسلم ادارہ کو سود کی رقم چندہ میں دینا

سوال: ایک غیر مسلم ادارہ ہے، اس ادارہ نے مجھ سے چندہ کی اپیل کی ہے، میرا چندہ دینے کا بالکل بھی ارادہ یا مرضی نہیں ہے، لیکن حالات اور مجبوری کی وجہ سے چندہ دینا پڑے تو ایسی حالت میں کیا میں اس ادارہ کو چندہ میں سود کی رقم دے سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سود کے روپے شریعت میں واجب التصدق ہیں، اور کسی غریب مستحق زکوۃ مسلمان کو مالک بنا کر بغیر عوض کے اپنے سر سے وبال اتارنے کی نیت سے دینا ضروری ہے، اس لئے کسی غیر مسلم شخص یا ادارہ کو دینے سے یہ وبال سر سے نہیں اترے گا، نیز چندہ دینے میں ثواب کی نیت ہوتی ہے اور حرام آمدنی کو ثواب کے کام

میں دینا نبوی تعلیم کے مطابق جائز نہیں ہے۔ (کما فی الترمذی، والشامی وفتاویٰ دارالعلوم)

﴿۲۱۹۵﴾ واٹرورکس میں سود کی رقم کا استعمال

سوال: کیا واٹرورکس کے لئے سود کے روپیوں کا استعمال جائز ہے؟ اس پانی کو مسلمان بھی استعمال کرتے ہیں، کیا سود کی رقم مسلمان کے لئے استعمال کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سود کے روپیوں کو واٹرورکس میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اور مسلمان مالداروں کے لئے سود کے روپے لینا بھی جائز نہیں ہیں، سود لینے اور دینے والوں کے لئے قرآن پاک اور حدیث شریف میں بہت سخت وعید وارد ہوئی ہے۔

﴿۲۱۹۶﴾ غربت کی حالت میں سود کے روپیوں سے بنائے ہوئے مکان میں امیری کی حالت میں رہنا

سوال: ایک امیر شخص نے سود کے روپیوں سے سود کے وبال سے بچنے کی نیت سے کسی غریب شخص کو دیئے، اور اس غریب شخص نے اپنا پرانا مکان ان روپیوں سے مرمت کروایا، یا نیا تعمیر کروایا، اس کے بعد اس غریب شخص پر اللہ کا فضل ہوا اور وہ امیر ہوگیا، تو اب یہ مالدار شخص اس مکان میں جسے اس نے سود کے روپیوں سے غربت کی حالت میں بنایا تھا رہ سکتا ہے یا نہیں؟ یعنی اس شخص کا اس مکان میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......جس وقت اس نے سود کے روپے لئے تھے اس وقت وہ حقدار اور غریب تھا، اب بعد میں مالدار ہوجانے کے سبب پہلے لئے ہوئے روپیوں کے حکم میں کوئی اثر نہیں آئے گا، اس لئے اس مکان میں بلا تردد رہ سکتا ہے، یہی حکم زکوۃ کے لئے بھی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۹۷﴾ سود کی رقم سے مکان کی مرمت

سوال: ایک شخص صاحب ثروت ہے، لیکن اسے دین کا شعور نہیں ہے، اور شریعت کیا ہے وہ نہیں جانتا، لیکن فی الحال دیندار لوگوں سے دوستی کے سبب اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور توفیق بخشی اور اس نے اپنے مال کی زکوۃ نکال کر مستحقین میں تقسیم کی، ہم نے گاؤں میں جن لوگوں کے مکان کمزور ہو گئے ہیں اور رہائش کے لائق نہیں رہے ان کی مرمت کے لئے اس شخص سے مدد مانگی، تو اس شخص نے بینک کے سود کی ایک بڑی رقم بھیجی ہے، اور اس شرط کے ساتھ بھیجی ہے کہ اگر بینک کے سود سے غرباء کے مکان کی مرمت جائز ہو تو تم کروا سکتے ہو۔ تو اس مسئلہ میں علماء دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں، کیا مذکورہ کام میں بینک کے سود کی رقم غرباء کے فائدہ کے لئے خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ رقم غریب مسلمان اور مستحق زکوۃ شخص کو مالک بنا کر اس کے قبضہ میں دے دی جائے، پھر وہ ان روپیوں سے اپنا مکان مرمت کروالے تو یہ جائز ہے، یا وہ روپے اس غریب مسلمان مستحق کے قبضہ میں آنے کے بعد وہ آپ کو مکان بنانے کے لئے دے دے تو اس سے وہ رقم لے کر آپ اس کے مکان مرمت کروا سکتے ہیں۔

﴿۲۱۹۸﴾ سود کی رقم حیلہ کروا کر مدرس کی تنخواہ میں دینا

سوال: زید کے پاس سود کی رقم ہے، اس کا ارادہ ہے کہ سود کی رقم کا حیلہ کر کے اس کی رقم کسی غریب گاؤں میں جہاں دینی تعلیم ہوتی ہو ایسے مدرس کی تنخواہ میں خرچ کرے، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ نیز اس کام کے لئے وہ ثواب کی امید بھی نہیں رکھتا، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: بہتر یہ ہے کہ سود کی رقم ثواب کی نیت کے بغیر کسی غریب

مسکین مسلمان کو مالک بنا کر دے دی جائے، البتہ سوال میں مذکور طریقہ کے مطابق حیلہ کروا کر مدرس کی تنخواہ میں دینا بھی جائز ہے، لیکن حیلہ برائے نام حیلہ نہ ہو صحیح طریقہ کے مطابق ہونا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱۹۹﴾ سود کی رقم سے اخبار کا زرِ تعاون ادا کرنا

سوال: محفل اسلام کے کتب خانہ کی آمدنی شروع میں بہتر تھی، لیکن فی الحال اس کی بالکل آمدنی نہیں ہے، صرف ممبران کی فیس کی آمدنی ہے، جو اخبارات کے زرِ تعاون اور خادمین کی تنخواہ کے لئے ناکافی ہے، البتہ محفل کی رقم کا سود ایک بڑی مقدار میں بینک میں جمع ہے تو اس سود کی رقم اخبار کے زرِ تعاون میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر براہ راست استعمال نہ کر سکتے ہوں تو حیلہ کر کے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور حیلہ کیا ہے؟ یہ بتا کر ممنون فرمائیں، یا استعمال کے لئے کوئی دوسری صورت ہو تو وہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... سود کا لینا اور دینا قرآنی حکم کے مطابق حرام ہے، سود کی رقم کسی غریب اور مسلمان مستحق کو مالک بنا کر بغیر عوض کے اپنے سر سے وبال اتارنے کی نیت سے دے دینا چاہئے، اس کے بعد وہ شخص اپنی خوش دلی سے محفل میں چندہ کے طور پر دے دے تو کوئی حرج نہیں ہے، اب ان روپیوں سے زرِ تعاون بھی ادا کر سکتے ہیں اور خادمین کی تنخواہ میں بھی دے سکتے ہیں۔ ورنہ سود کے روپیوں سے اخبار خرید کر پڑھنا سود کھانے اور استعمال میں لانے کے حکم میں ہے اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۰۰﴾ مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے سود کی رقم صدقہ کرنا

سوال: اگر کوئی شخص اپنے مرحومین رشتہ داروں کے ایصالِ ثواب کے لئے کچھ رقم بینک

میں فکس ڈیپازٹ کے طور پر رکھے اور اس کے سود سے غرباء کی دوائی، کھانا پانی، دودھ، پھل وغیرہ کا خرچہ کرے یا غرباء کی تعلیم کے لئے انہیں کتابیں خرید کر دے تو اس سے اس کے مرحومین کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ اور اگر ثواب کی نیت کے بغیر دے تو اس کا اجر اس کے مرحومین کو ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بینک کی فکس ڈیپازٹ میں رکھی ہوئی رقم سے زیادہ وصول کرنا سود ہے، جس کا حرام ہونا نص قطعی سے ثابت ہے، نیز حرام آمدنی کو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے اور ایصال ثواب کی نیت سے خرچ کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے، اور ایسا کرنے سے یہ صدقے اللہ کے یہاں قبول بھی نہیں ہوتے، بعض مرتبہ ایسا کرنے سے ایمان بھی خطرہ میں آجاتا ہے، اس لئے سوال میں مذکورہ صورت جائز نہیں ہے، اس لئے ایسے کام سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۰۱﴾ زندگی میں آنے والی مشکل کے سبب سود والی لون لینا

سوال: آج کل حکومت کی طرف سے تجارت و کاروبار اور کھیتی باڑی کے لئے لون ملتی ہے، بعض مرتبہ تجارت کو فروغ دینے کے لئے یا کھیتی باڑی میں نقصان ہونے کی وجہ سے یا قحط ہونے کی وجہ سے کسان کی حالت ابتر ہو جاتی ہے تو ایسی حالت میں سرکار کی طرف سے ملنے والی لون کی رقم لینی چاہئے یا نہیں؟

اگر لون نہ لیں تو تجارت یا کھیتی باڑی کے کام کاج کے بند ہو جانے کا ڈر ہے، کسی جگہ سے قرض ملتا نہیں ہے، نیز سرکار کی طرف سے ملنے والی لون کا سود بینک کو دینا پڑتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سود دینا کسی بھی امام کے نزدیک جائز نہیں ہے، اس

لئے سود والی لون لینا جائز نہیں ہے، البتہ سخت مجبوری کی حالت ہو اور زندہ رہنا مشکل ہو گیا ہو تو ضرورت کے مطابق لینے کی گنجائش ہے۔ لہذا سوال میں مذکورہ صورتوں میں اتنی مجبوری نہیں ہے کہ لون لینا جائز ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۰۲﴾ مسجد کے بیت الخلاء کی پائپ لائن کے لئے دئے ہوئے سود کے روپے غریب کو شادی خرچ کے لئے دینا

سوال: میرے پاس ایک مسلمان بھائی کے سود کے ستر (۷۰) روپئے مسجد کے بیت الخلاء کی پائپ لائن بنانے کے لئے جمع ہیں، دو سال ہوئے پائپ لائن کا کام شروع نہیں ہوا، اس لئے کہ پائپ لائن کا خرچ اندازاً ۱۵۰۰ روپئے کا ہے اور پاخانہ کے کنویں کا خرچہ ۷۰۰ روپئے کا ہے، اور اتنی رقم میسر نہیں ہے تو یہ پائپ لائن اور کنواں کب بنایا جائے گا یہ کہہ نہیں سکتے، فی الحال میرے گاؤں کے ایک غریب حجام کے لڑکے کے نکاح کی تاریخ متعین ہوئی ہے لیکن روپے نہ ہونے کے سبب وہ الجھن میں ہے تو میں وہ سود کے روپئے جو مجھے پائپ لائن کے کام میں دینے کے لئے دئے تھے اس غریب حجام شخص کو اس کے لڑکے کے نکاح کے خرچہ کے لئے دے سکتا ہوں یا نہیں؟ کیا مجھے جس نے یہ روپئے دئے اس سے مجھے اجازت لینا ضروری ہے؟ وہ یو.کے. رہتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ ان روپیوں کے مالک کی اجازت سے یہ سود کی رقم مذکور غریب حجام کو اس کے لڑکے کے نکاح کے خرچہ کے لئے دے سکتے ہو، اور یہی بہتر ہے، اس لئے کہ سود کی رقم کو مسجد کے بیت لخلاء کے کسی کام میں استعمال کرنے کو فقہاء نے منع لکھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۰۳﴾ سود کے روپئے کا حکم

سوال: ایک شخص کے پاس سود کی رقم ہے وہ غرباء اور ہنود میں تقسیم کرنا چاہتا ہے، اور جسے وہ دینا چاہتا ہے اس سے زیادہ غریب دوسرے موجود ہیں تو ان روپیوں کا زیادہ حقدار کون ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سود کے روپیوں کا اصل حکم یہ ہے کہ سود کی رقم جس سے لی ہو اسی کو واپس کی جائے اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کے ورثاء کو واپس کی جائے، البتہ بینک یا پوسٹ میں رکھی ہوئی رقم کے سود میں اصل مالک کون ہے یہ پتہ نہیں چلتا اس لئے بینک یا پوسٹ کے سود کی رقم کا حکم لقطہ کے مال کی طرح ہے، یعنی کسی غریب اور مسلمان محتاج کو دے دیا جائے، خود کے رشتہ دار مستحق ہوں تو انہیں بھی دیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۰۴﴾ سود کی رقم سے رفاہی کام کرنا جائز نہیں ہے

سوال: ماہ جون کے تبلیغ ماہ نامہ میں فقہی مسائل کی کالم میں ایک مسئلہ پڑھا کہ سود کی رقم سے بیت الخلاء، راستہ وغیرہ بنانا جائز نہیں ہے، جب کہ فتاویٰ اشرفیہ اور فتاویٰ رحیمیہ میں اس کے خلاف یعنی جواز اور گنجائش لکھی ہوئی ہے۔ (دیکھیں فتاویٰ اشرفیہ: ۱۸۶/۲، فتویٰ نمبر: ۶۸۲، فتاویٰ رحیمیہ اردو: ۱۹۶/۲)

تو پوچھنا یہ ہے کہ دونوں فتووں میں صحیح کونسا ہے؟ آپ ناجائز لکھتے ہیں اور مذکورہ دونوں حضرات جائز لکھتے ہیں، فقہ وسنت کی روشنی میں بالتفصیل مع دلائل جواب بتا کر اس خلجان کو دور فرمائیں، اور صحیح اور غلط میں فرق بتائیں تاکہ امت صحیح راستہ پر چل سکے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سود کا لینا اور دینا بنص قطعی حرام ہے اور قرآن شریف کے ظاہر النص سے اس کی حرمت ثابت ہے، نیز سودی لین دین کرنے والے کے لئے

قرآن شریف اور حدیث پاک میں بہت ہی سخت وعید اور سزائیں بتا کر اس کام سے روکا گیا ہے، اسی لئے سود کا لینا، دینا یا اس کام میں کسی طرح کا تعاون کرنا بالکل جائز نہیں ہے، حرام ہے۔

ایک حدیث میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، اس کا حساب کرنے والے اور اس پر گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا کہ یہ تمام گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

قرآن پاک میں ہے: **و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان**۔ گناہ اور سرکشی کے کام میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اسی وجہ سے فقہاء بینک میں روپے رکھنے کو ہی پسند نہیں کرتے اور منع فرماتے ہیں اس لئے کہ اس سے سودی کاروبار میں تعاون اور سودی لعنت کا حقدار بننا لازم آتا ہے، جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۴ پر لکھا ہے کہ بینک میں روپے رکھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہ سودی کاروبار میں اعانت ہے۔

اب اگر کسی شخص نے لاعلمی یا قانونی مجبوری کی وجہ سے یا کسی اور عذر سے روپئے بینک میں رکھے تو ان روپیوں پر سود تو ملے گا ہی، تو پھر ان روپیوں کا کیا کیا جائے؟ اگر یہ روپئے نہ لئے جائیں تو بینک والے وہ روپے اسلام مخالف تنظیموں کو دیں گے، یا ان روپیوں سے مالی پوزیشن مضبوط کریں گے جو اخیر میں مسلمان اور اسلام کے لئے مضر بن کر رہے گی، اور یہ شخص بالواسطہ اس کام میں تعاون کرنے والا بنے گا.

اس لئے فقہی ضابطہ کے مطابق کہ **من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما** جو شخص دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جائے تو اس میں سے جو آسان ہو اس کو اختیار کر لے، اس کو سود کی رقم بینک

سے اٹھا لینے کا حکم دیا جائے گا، اور یہ روپے سود کے ہیں اس لئے حرام ہیں، اور حرام آمدنی پر قبضہ کر لینے کے باوجود قابض اس کا مالک نہیں بنتا، بلکہ وہ روپے اصل مالک کی ملک ہوتے ہیں، اس لئے اگر اصل مالک کا علم ہو تو اسے واپس کرنا چاہئے، جیسا کہ کسی خاص شخص سے قرض پر سود لیا ہو تو یہ سود کے روپے اسی شخص کو واپس کرنے چاہئے اس لئے کہ اصل مالک معلوم ہے، اور اگر اصل مالک کا علم نہ ہو جیسے کہ بینک کا سود کسی ایک شخص کا نہیں ہوتا، بلکہ بینک کے مالکان اور شرکاء کا ہوتا ہے، ان تمام کو تلاش کر کے لوٹانا نہایت ہی مشکل کام ہے، اس لئے اصل مالکان کی طرف سے مستحق غرباء کو صدقہ کر دینا واجب ہے، فتاویٰ کی دیگر کتابیں مثلاً: امداد الفتاویٰ: جلد: ۳ فتاویٰ دار العلوم: ۷، ۸۔

اور آپ نے جن معزز مفتیان کرام کا حوالہ دیا ہے ان کے فتاویٰ میں بھی یہ تو لکھا ہوا ہی ہے کہ وہ سود کے روپے غرباء میں صدقہ کر دینا چاہئے، فقہاء جس صدقہ کے لئے واجبہ کی قید لگاتے ہیں اور صدقہ کرنا واجب ہے کہتے ہیں اور اس صدقہ کے ساتھ صدقہ جاریہ یا نافلہ کی قید نہ ہو تو اسے بھی زکوۃ کے مصرف کے حکم کے مطابق خرچ کرنا واجب ہو جاتا ہے، مطولات میں اس کی تصریح موجود ہے۔

علامہ حصکفیؒ کتاب اللقطہ: ۳۲۳/۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے پاس قرض یا ظلماً لیا ہوا مال ہے اور اسے اس کے مالک کا علم نہیں ہے اور مستقبل میں ملنے کی امید بھی نہیں ہے تو اس پر اتنی مقدار کا مال صدقہ کر دینا واجب ہے، چاہے اس صدقہ میں اس کا پورا مال ختم کیوں نہ ہو جاتا ہو؟ اور یہ شخص اگر صدقہ کر دے گا تو قیامت کے دن اس مال کے مالکان اس سے مواخذہ نہ کر سکیں گے، علامہ شامیؒ اس پر تحریر فرماتے ہیں کہ محتاج فقراء اس

کے مصرف ہیں، اور بعد صدقہ کے توبہ سے ظلم کا گناہ معاف ہوگا۔ (شامی)۔
اس لئے یہ مال زکوۃ کے حقداروں کو دینا ضروری ہے، اور اس مال سے بیت الخلاء، راستے، غسل خانے اور پیشاب خانے وغیرہ بنانا جائز نہیں ہے، جس طرح زکوۃ کے روپیوں سے مذکورہ اشیاء بنانا جائز نہیں ہے، نیز یہ مال اصل مالکان کی طرف سے صدقہ کیا جا رہا ہے (انہیں پہونچا نہ سکنے کی مجبوری کی وجہ سے) مستحقین کے لئے یہ مال لینا بلا شبہ جائز اور درست ہے، اور انہیں سود کھانے کا گناہ نہیں ہوگا، اس لئے کہ انہیں یہ مال صدقہ میں ملا ہے اصل مالک کی طرف سے، سود لینے والے کی طرف سے نہیں، اگر سود لینے والے کی طرف سے ہوتا تو ان کے لئے بھی ایسا ہی حرام ہوتا جیسا سود لینے والے کے لئے حرام ہے، لیکن یہ اصل مالک کی طرف سے صدقہ ہے اس لئے مستحق کے لئے بھی حلال کہلائے گا۔
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے فتاویٰ بزازیہ کی عبارت پیش کر کے لکھا ہے کہ فقیر مسکین کو مالک بنانا ضروری ہے، مدارس، وقف یا رفاہ عامہ کے کاموں میں یہ مال خرچ کرنا جائز نہیں ہے، نیز دار العلوم دیو بند کے صدر مفتی فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہی دامت برکاتہم نے ایک جواب ۱۳۸۶ھ میں دیا تھا جو پیش کرتا ہوں:
سوال: سود کے مال سے کنویں، راستے وغیرہ یا رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: حرام مال کے اصل مالک یا اس کے ورثاء کا علم نہ ہو تو فقراء پر اس کا تصدق واجب ہے، سوال میں مذکورہ کاموں میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے اس کی تصریح کی ہے، اور امام ابو یوسفؒ نے کتاب الآثار میں بھی یہی لکھا ہے۔ کتبہ: العبد

محمود عفی عنہ　　　　الجواب صحیح: سید مہدی حسن ۳۰/۱/۱۳۸۶ھ۔

نیز فتاویٰ دارالعلوم جلد: ۷ اور ۸ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا ایک رسالہ **اشباع الکلام فی مصرف الصدقة من المال الحرام** پیش کیا گیا ہے، جس میں سود کے مال کا مصرف کیا ہے؟ اس کی مکمل تحقیق موجود ہے۔

اس تفصیل کے پیش نظر میں نے لکھا تھا کہ سود کے روپیوں سے بیت الخلاء، پیشاب خانے اور راستے وغیرہ بنانا (خود کا ہو یا مسجد کا) جائز نہیں ہے، کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان روپیوں میں خباثت ہونے کے سبب ناپاک چیزیں بنانے میں حرج نہیں ہے، اور کچھ لوگ ان روپیوں سے مسجد کے بیت الخلاء بنانے کو جائز سمجھتے ہیں، اسی لئے میں نے لکھا تھا کہ معلوم نہیں عوام میں یہ کہاں سے مشہور ہو گیا کہ سود کے روپے بیت الخلاء، راستے وغیرہ بنانے میں استعمال کر سکتے ہیں۔

جس طرح انسان کو مکان میں رہنے کی، کھانے کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح بیت الخلاء کی بھی ضرورت پڑتی ہے، تو کیا بیت الخلاء صرف محتاج لوگ ہی استعمال کریں گے؟ اور کیا امراء اور صاحب استعداد حضرات اس کا بالکل استعمال نہیں کریں گے؟ سود سے بنائے ہوئے بیت الخلاء کا استعمال امراء کریں گے تو یہ بھی سود سے فائدہ اٹھانا ہی کہلائے گا، اور سود کی رقم صرف کھانے میں حرام نہیں ہے بلکہ سود کی رقم سے کسی بھی طرح کا فائدہ اٹھانا یہ سود کھانے کے حکم میں ہے۔

آپ نے جن معزز بزرگ مفتیان کرام کے فتاویٰ حوالہ میں ذکر کئے ہیں ان کی عبارتوں میں جواز پر کوئی دلیل یا حوالہ یا فقہی صراحت نہیں ہے کہ جسے دیکھ کر کہا جا سکے کہ اس مسئلہ کی

بنیاد کس اصل یا فقہی قاعدہ پر ہے۔اس جواب میں دلیل اور حوالے ذکر کر دیئے گئے ہیں، جو میری ادنیٰ فہم میں صحیح اور راجح ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۰۵﴾ سود کی رقم سے مسجد کے بیت الخلاء اور پیشاب خانے بنوانا

سوال: سود کی رقم سے مسجد کے بیت الخلاء یا پیشاب خانے بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سود لینا اور دینا حرام ہے، قرآن پاک اور حدیث شریف میں سود لینے اور دینے والوں کے لئے جنگ کا اعلان کیا گیا ہے، اس لئے ایسی حرام آمدنی کے وبال سے بچنے کی نیت سے غریب مستحق کو ثواب کی نیت کے بغیر مالک بنا کر دے دینا ضروری ہے، مسجد اور مدرسہ کے بیت الخلاء کی تعمیر میں یہ رقم خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔(شامی، فتاویٰ دارالعلوم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۰۶﴾ مسجد کے بیت الخلاء اور پیشاب خانے میں سود کی رقم کا استعمال

سوال: مسجد کے احاطہ میں مصلیوں کے لئے بیت الخلاء یا پیشاب خانے بنوانے ہیں تو اس کے لئے سود کی رقم استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد کے احاطہ میں مصلیوں کے لئے بیت الخلاء یا پیشاب خانے بنوانے ہوں تو اس کے لئے چندہ کر کے یا ثواب کی نیت سے کوئی شخص بنا دے تو یہ بہتر اور صدقہ جاریہ کہلائے گا۔سود کی رقم سے مسجد کے احاطہ میں پیشاب خانے یا بیت الخلاء وغیرہ بنانا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ سود کا حرام ہونا قرآن پاک اور حدیث شریف کے ظاہر نص سے ثابت ہے، اس لئے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ حرام آمدنی کے وبال سے بچنے کا راستہ یہی ہے کہ اس رقم کو ثواب کی نیت کے بغیر کسی غریب مسلمان مستحق

کو مالک بنا کر دے دیا جائے۔ (شامی: ۲، ۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۰۷﴾ سود کے روپیوں سے بیت الخلاء بنوانا

سوال: اپنے روپیوں کا سود جو بینک سے ملا ہوا ان روپیوں سے اپنے مکان میں بیت الخلاء اور غسل خانہ بنوا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سود کی رقم کا استعمال یا سود سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا ناجائز اور حرام ہے، اور بیت الخلاء، غسل خانہ بنانے میں یہ رقم خرچ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۰۸﴾ لندن کی بینک میں جمع سود کی رقم کو انڈیا میں جمع امانت سے تبدیل کرنا

سوال: زید کے پاس لندن میں ایک بینک میں سود کی رقم جمع ہے اور زید انڈیا میں ہے، زید وہ رقم یہاں منگوا کر شرعی طریقہ کے مطابق اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے، البتہ اس کے پاس اسی ملک کے ایک باشندہ عمر کی رقم جمع ہے، جو اس کو پہنچانا باقی ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا زید عمر کی وہ رقم اپنے پاس رکھ لے اور اس کے سود کی رقم عمر بینک میں سے نکال لے، تو یہاں سے بھیجنے اور لندن میں وصول کرنے اور لندن والے کو یہاں سود کی رقم بھیجنے اور زید کو وصول کرنے کی تکلیف سے نجات ملے گی، اور کمیشن کی بھی بچت ہوگی۔ یاد رہے کہ بیرون ملک سے حوالے کے ذریعہ جو روپے منگوائے جاتے ہیں اور بینک سے جو روپے منگوائے جاتے ہیں تو وہ لوگ اصل رقم اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور یہاں انڈیا میں دوسرے روپے دیتے ہیں، تو ایسا کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں روپے بینک میں جمع کرانے پر سود تو

ملے گا ہی اس لئے بینک والوں کو سود دینے کا اور کھاتہ دار کو سود لینے کا گناہ ہوگا، لیکن کھاتہ دار جب وہ رقم بینک سے نکالے گا تب ہی سود لینے کا گناہ ہوگا۔ اس لئے اسے سود نکال کر جو گناہ لاحق ہوا اس سے بچنے کی نیت سے وہ رقم غریب مستحق کو مالک بنا کر دیدینا چاہئے۔ لہذا صورت مسئولہ میں رشتہ دار کی آپ کے پاس جمع رقم پاک اور حلال ہے اور وہاں بینک میں رکھی ہوئی رقم اور سود جمع ہے، تو جب تک آپ بینک سے وہ رقم نکالو گے نہیں اس وقت تک سود کی رقم نہیں کہلائے گی، اس لئے وہ رقم بینک سے نکال کر اس کا انتظام کرنا ہی اولیٰ و افضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿٢٢٠٩﴾ مدارس میں سود کی رقم کا استعمال

سوال: یہاں کا ایک وقف ٹرسٹ فی الحال غرباء ومساکین کو سود کے روپے تقسیم کر رہا ہے۔ تو ایک مسلم اسکول کے ذمہ داروں نے کھیل کے میدان میں بیت الخلاء اور پیشاب خانے وغیرہ بنانے کے لئے سود کے روپیوں کا مطالبہ کیا ہے۔ اس وقف ٹرسٹ کے پاس فی الحال سود کے کچھ روپئے جمع ہیں۔ ٣١ ویں مارچ کو انتظامی سال ختم ہوگا اور زائد رقم پر انکم ٹیکس اور وقف بورڈ کا حصہ لگ جائے گا اور بے فائدہ کچھ روپے حکومتی دفتر میں چلے جائیں گے، بہت سے مدرسہ والے بھی بیت الخلاء بنانے کے لئے سود کے روپیوں کا مطالبہ سالوں سے کر رہے ہیں اور عوام انہیں سود کے روپئے دیتی بھی ہے، سود کے روپئے مدرسہ والے قبول کرتے ہیں، یہ بات ہمارے علم میں ہے۔ ان حالات میں سود کے روپئے بیت الخلاء بنانے کے لئے اس مسلم کھیل کے میدان کے ذمہ داروں کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ مدرسہ والے بیت الخلاء بنانے کے لئے سود کی رقم قبول کرتے ہیں یہ عیاں و بیاں

ہے اور یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... بینک سے ملنے والے سود کی رقم کے صحیح مستحق اور حقدار غریب مسلمان ہیں ، انہیں سود کی رقم گناہ سے بچنے کی نیت سے مالک بنا کر دیدینا ضروری ہے۔

کسی بھی غریب مستحق شخص یا اس کے وکیل کو سود کی رقم اس کے قبضہ میں دے کر اسے اس کا مالک بنا دیا جائے پھر یہ شخص یہ رقم جس کام میں خرچ کرنا چاہے کرسکتا ہے۔ اس لئے اس طریقہ سے عمل کر کے پھر وہ شخص مسلم کھیل کے میدان کے بیت الخلاء وغیرہ بنانے کے لئے دیدے تو اب لے سکتے ہیں۔ بینک سے ملے ہوئے سود کی رقم کو حکومت کے انکم ٹیکس وغیرہ میں واپس کر سکتے ہیں۔

مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والے غریب مستحق طلباء سود اور زکوۃ کے حقدار ہوتے ہیں اور مہتمم صاحب ان کے وکیل بن کر ان کی طرف سے زکوۃ اور سود وصول کرتے ہیں اس لئے یہ رقم شرعی طریقہ کے مطابق ادا ہو جاتی ہے، اس کے بعد بیت الخلاء یا دوسرے تعمیری کام میں استعمال کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

﴿۲۲۱۰﴾ مستحق زکوۃ شخص کا مکان کے عوض سود کے روپے لینا

سوال: میں اپنی والدہ، والد اور اپنے بھائی کے ساتھ ایک پرانے مکان میں کرائے سے رہتا تھا۔ میرے والد کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد صاحب مکان نے وہ مکان ایک کانٹراکٹر کو بیچ دیا۔ کانٹراکٹر نے میری والدہ سے بات چیت کی کہ یہ مکان توڑ کر اس کی جگہ نئے اپارٹمنٹ بنائیں گے۔ اور آپ کو دو روم کیچن والا فلیٹ بنا کر دیں گے۔ میری والدہ نے

اسے منظور کرلیا۔ اور وہ مکان میرے بھائی کے نام پر کردیا اور اس میں سے مجھے کچھ بھی حصہ نہیں دیا۔

میری والدہ زکوۃ لیتی ہے اور ان کی کوئی آمدنی نہیں ہے۔ ان کے بھائی یعنی میرے ماموں مالدار ہیں، چھ مہینے ختم ہونے پر ان کے پاس سود کے روپئے جمع ہوتے ہیں، میری والدہ کہتی ہے کہ میں اپنے بھائی سے وہ سود کے روپے لے کر تجھے دولاکھ روپئے دیدوں گی۔

میری حالت مندرجہ ذیل ہے:

میری ایک بیوی ہے اور چار بچے ہیں۔ دولڑکے اور دولڑکیاں ہیں۔ میں پرانے مکان میں رہتا ہوں۔ میری آمدنی سے میرا گذر پورا نہیں ہوتا اور میں زکوۃ بھی لیتا ہوں۔

میری والدہ سود کے جو دولاکھ روپے مجھے دینا چاہتی ہے یہ روپے میں لے سکتا ہوں یا نہیں؟ یہ روپے میں کھانے پینے یا کسی نجی کام میں استعمال کرسکتا ہوں یا نہیں؟ یا پرانے مکان کے مرمت میں استعمال کرسکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ مکان میں آپ کی والدہ کرایہ سے رہتی تھی، کانٹراکٹر نے اپنی مرضی سے اس جگہ دو روم کیچن بنا کر آپ کی والدہ کو ہبہ کیا اور آپ کی والدہ نے آپ کے بھائی کے نام کر کے اسے اس کا مالک بنا دیا تو یہ جائز ہے۔ والدہ ایک لڑکے کو مکان دے اور دوسرے کو مکان کے عوض روپئے دیدے تو یہ بھی جائز ہے۔

اگر آپ شرعاً محتاج اور مستحق زکوۃ ہیں اور آپ کے پاس نصاب کے برابر مال نہیں ہے تو آپ زکوۃ اور سود کے روپئے لینے کے حقدار ہیں۔ اور زکوۃ اور سود کی رقم لے کر اپنی ہر ضرورت میں استعمال کر سکتے ہیں۔ وہ روپئے آپ کے لئے حلال ہیں۔

﴿۲۲۱۱﴾ دوسرے کی زمین میں اُگے ہوئے درخت کاٹنا؟

سوال: میری زمین کے پڑوس میں دوسرے شخص کی زمین ہے، اوراس کے زمین میں ایسے درخت اگتے ہیں جو میری زمین کے لئے نقصان دہ ہیں مثلاً: ان درختوں کی وجہ سے میری زمین میں بوئے ہوئے اناج کے دانے کما حقہ اگتے نہیں ہیں یا کانٹے وغیرہ گرنے کی وجہ سے کام کرنے والے شخص کو تکلیف پہونچنے کا اندیشہ رہتا ہے۔تو ایسے درختوں کو چھوٹے ہوں اس وقت ہی اکھاڑ پھینکنا درست ہے یا نہیں؟ ان کے اکھاڑنے پر مالک راضی نہ ہوں اور وہ آم کے پودے ہوں تو بڑے ہو جانے کے بعد ان کے سائے سے نقصان ہوتا ہے تو اس طرح لگائے ہوئے درختوں اور پودوں کو اکھاڑ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دوسرے کی زمین میں اُگے ہوئے درخت ان کے مالک کی اجازت سے کاٹ سکتے ہیں، اور بغیر اجازت کے صرف اسی صورت میں کاٹ سکتے ہیں جب کہ ان کی وجہ سے اپنا ظاھراً نقصان ہوتا ہو، مثلاً: بالکل غلہ نہ پکتا ہو یا اتنی زمین بنجر رہ جاتی ہو۔ (شامی ج:۵،ص:۲۳۷-عالمگیری ج:۵،ص:۳۹)

باب الرشوۃ

﴿۲۲۱۲﴾ رشوت میں سود کی رقم دینا

سوال: سود کے روپے انکم ٹیکس، سیل ٹیکس یا حکومت کے جن کاموں میں رشوت کا زور ہے اس میں دئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ جگھوں میں سود کے روپیوں کا استعمال مجبوری کی وجہ سے جائز قرار دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۱۳﴾ جائز حق کی وصولی کی رشوت میں سود کی رقم دینا

سوال: ہمارے یہاں میڈیکل اور انجنیئرنگ کی کالج میں، ان میں داخلہ لیتے وقت کے ڈونیشن (مالی امداد) کے طور پر بڑی رقم دینی پڑتی ہے، اور طلباء کے ۷۰، ۸۰ فی صد نمبرات ہونے کے باوجود بڑی رقم ڈونیشن میں طلب کی جاتی ہے، یہ رقم دینے پر ہی داخلہ ملتا ہے یہ ایک طرح کی رشوت ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ اپنے بچہ کے داخلہ کے لئے یا کسی رشتہ دار یا مسلمان بھائی کے داخلہ کے لئے ڈونیشن دینا پڑے تو سود کی رقم سے دینا کیسا ہے؟
اگر ہمارے پاس سود کی رقم ہو تو سود کی رقم سے یا اس کام کے لئے شروع سے کچھ روپے فکس میں رکھ کر اس پر ملنے والے سود کو اس مصرف میں خرچ کیا جائے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سود کا اصل حکم وہی ہے جو فقہاء نے اور مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے فتاویٰ دار العلوم میں لکھا ہے کہ یہ رقم بینک کے کھاتہ سے اٹھا کر کسی مستحق اور غریب مسلمان کو مالک بنا کر بغیر ثواب کی نیت کے دے دی جائے۔

رشوت دینا یا لینا دونوں ناجائز اور حرام ہیں، حدیث شریف میں رشوت لینے والے اور

دینے والے دونوں کو جہنمی بتایا گیا ہے اس لئے حتی الامکان اس سے بچنا چاہئے، البتہ اگر کسی جگہ ایسی صورت ہو کہ جب تک رشوت نہ دی جائے ہمارے جائز حق سے بھی ہمیں محروم رکھا جاتا ہو تو مجبوری اور لاچاری کے سبب رشوت دینے میں گناہ نہیں ہوگا۔ (شامی:۵)۔

اس مجبوری میں اگر بینک کے سود کی رقم دے دی جائے تو اس کی گنجائش ہے، تاہم اس مقصد کے لئے فکس ڈیپازٹ میں سود لینے کے ارادہ سے رقم رکھنا جائز نہیں ہے۔

﴿۲۲۱۴﴾ رشوت لینا اور دینا

سوال: رشوت کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟ اس زمانہ میں رشوت دئے بغیر کام نہیں ہوتا، اور نہ دی جائے تو کام بگڑ جاتا ہے، اور قاعدے کے مطابق کام میں بھی سرکاری افسر کو رشوت دینی پڑتی ہے۔ مثلاً: کسی بیوپاری کو لائسنس کے لئے اجازت لینی ہو تو رشوت دینی پڑتی ہے، ناجائز نہیں بلکہ جائز کاموں کے لئے بھی رشوت دینی پڑتی ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ کام پورا ہو جانے کے بعد ہدیہ کے طور پر رقم دے سکتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مجبوری میں دے دو اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو، تو اس طریقہ سے رشوت دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اپنے ساتھ ہونے والی ناانصافی کو روکنے کے لئے نیز اپنا جائز حق بھی رشوت کے بغیر نہ ملتا ہو تو مجبوراً ایسی حالت میں رشوت دینا جائز کہلائے گا، یعنی اس میں آپ کو شرعاً گناہ نہیں ہوگا، لیکن لینے والا سخت گنہگار رہوگا۔ (شامی ج:۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۱۵﴾ رشوت لینا

سوال: میں ایک سرکاری ملازم ہوں، میں نہیں چاہتا کہ کسی سے رشوت لوں، یا کام کرنے سے مجھے زیادہ روپے ملیں، لیکن میرا کام ہی ایسا ہے کہ مجھے کنٹریکٹروں اور تاجروں سے متعینہ رشوت لینی ہی پڑتی ہے اگر میں نہ لوں تو میرے ساتھ والے دو تین غیر مسلم کارکن ہیں انہیں بھی ملنا بند ہو جائے گا، اور ہم میں اندر اندر اختلاف ہو جانے کا اندیشہ ہے، اور کسی بھی بہانے سے میرا تبادلہ کروا دیں گے، یا غلط تہمت یا الزام کا ڈر ہے، اور رشوت نہ لینے پر وہ مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں، تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... رشوت لینا جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے رشوت لینے والے کو جہنمی فرمایا ہے، اس لئے رشوت لینے سے سختی سے بچنا چاہئے، قرآن پاک میں ہے: **و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا، ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔** جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لئے کوئی راستہ ضرور نکالتے ہیں، اور اسے ایسی جگہ سے روزی پہنچاتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ نے جو حالات لکھے ہیں ان سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، اپنے آپ کو جہنم سے بچانا زیادہ ضروری ہے۔ (مظاہر حق: ۳۵۸، شامی: ۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۱۶﴾ صراحت کر کے روپے دیئے جائیں کہ یہ رشوت نہیں ہے تو اس کا لینا کیسا ہے؟

سوال: کسانوں کو سرکاری کنوؤں پر موٹر فٹ کرانے کے لئے حکومت کے متعلقہ زراعت کے دفتر میں درخواست دینی پڑتی ہے، اور میں اسی دفتر میں ان درخواستوں کی چھان بین اور کسانوں کے کھیتوں میں بجلی مہیا کرنے کے کام پر ملازم ہوں، ایک مرتبہ ایک کسان نے

درخواست دی، میں نے اس کی جگہ کی جانچ پڑتال کی، جب میں جانچ پڑتال کرکے واپس ہورہا تھا تو وہ کسان اس کا کام جلد ہوجانے کے لئے مجھے ۲۰۰/۳۰۰ روپے دینے لگا، میں نے لینے سے انکار کردیا اور میں نے کہا کہ ہمارے مذہب میں رشوت لینا اور رشوت دینا ممنوع ہے جس کی وجہ سے میں نہیں لے سکتا اس وقت وہ بھائی کہنے لگا کہ رشوت کے طریقہ پر نہیں دیتا ہوں بلکہ خوشی سے دیتا ہوں اس کے باوجود بھی میں نے انکار کیا اور نہیں لیا، وہ پھر بھی وہ ضد کرتا رہا اور میرے جیب میں ڈالنے کی کوشش کرنے لگا، تو میرے منھ سے نکل پڑا کہ گھر آؤ تب بچوں کو دے دینا۔ بچوں کو دینا بھی اس ارادے سے کہا کہ دس پانچ روپے دے گا ایسے کہنے میں بھی میرا ارادہ دس پانچ روپے لینے کا نہیں تھا؛ کیوں کہ وہ بھی رشوت کے شمار ہوں گے، لیکن جلدی میں پیچھا چھڑانے کی نیت سے مجھ سے بھول میں یہ نکل گیا، اب وہ بھائی میرے گھر آیا تب بچی کے ہاتھ میں دوسو روپے دے کر چلا گیا۔ بچی کو دیتے وقت میں نے لینے کے لئے منع کیا، پھر بھی دے کر چلا گیا، لہٰذا یہ دوسو روپے رشوت سمجھ کر میں نے استعمال نہیں کئے، اور الگ رکھے ہیں۔ مجھے اس رقم کا کیا کرنا چاہئے؟ کیوں کہ وہ بھائی وہ رقم کسی بھی حالت میں واپس لینے کے لئے تیار نہیں ہے، تو یہ رقم استعمال میں لے سکتے ہیں؟ اور استعمال کریں تو رشوت کا گناہ ہوگا یا نہیں؟ اور اگر استعمال میں نہ لیا جاسکتا ہو تو میں اس رقم کا کیا کروں؟ کسی اور کو دے سکتا ہوں؟ اگر دے سکتا ہوں تو کیسے آدمی کو دے سکتا ہوں؟ یعنی کہ اس کا حقدار کون ہے؟ اپنے قریبی رشتہ دار کو دے سکتا ہوں؟ اور دے سکتا ہوں تو کس نیت سے دے سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... آپ نے جب صاف الفاظ میں رشوت لینے سے منع کر دیا، اسی طرح اس آدمی نے ''رشوت نہیں دیتا ہوں'' ایسا کہا اور تمہاری لڑکی کو دیا تو یہ ناجائز

یا حرام نہیں ہے، تمہاری لڑکی اسے استعمال کرسکتی ہے لیکن آج کل کی رسم کے مطابق ہدیہ کا جو مقصد ہے اس مقصد سے نہ دئے ہوں اپنے مطلب کے لئے دئے ہوں تو تقویٰ کے اعتبار سے احتیاطاً اسے استعمال نہ کرنا چاہئے بلکہ صدقہ کر دینا زیادہ بہتر ہے اللہ جل شانہٗ آپ کو اس سے زیادہ برکت والی روزی دے گا۔

﴿۲۲۱۷﴾ ملازمت حاصل کرنے کے لئے رشوت دینا

سوال: آج طویل عرصہ سے ہمارے یہاں سرکاری چھوٹے بڑے محکموں میں نوکری حاصل کرنے کے لئے اس دفتر کے ہیڈ (head) کو یا انٹریو (Interview) لینے والے کو اچھی خاصی بڑی رقم رشوت کے طور پر دینے کا رواج چل پڑا ہے اور اگر اس طریقہ پر پہلے ہی سے دو، پانچ، آٹھ، دس ہزار روپے نہ دئے جائیں تو نوکری کا چانس (Chance) ہی نہیں دیتے، تو ایسے موقع پر اپنا کوئی نوجوان مسلمان نوکری حاصل کرنے کے لئے رشوت دے تو کیسا ہے؟ اور رشوت دے کر حاصل کی ہوئی نوکری سے جو روزی اور آمدنی ملتی ہے تو وہ روزی و آمدنی حلال ہوگی یا حرام؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... اسلام کی پاکیزہ تعلیم میں رشوت دینا یا لینا دونوں کی سخت ممانعت آئی ہے اور ایسی آمدنی کو حرام قرار دیا گیا ہے اور ایسے شخص کے لئے جہنم کی وعید بھی وارد ہوئی ہے، لہٰذا جہاں تک ہو سکے اس سے بچنا چاہئے، لیکن اس کے باوجود رشوت دئے بغیر اپنا حق حاصل نہ ہوتا ہو تو مجبوراً ایسی حالت میں رشوت دینے پر ان شاء اللہ کوئی گناہ نہ ہوگا، اور اس طریقہ سے حاصل ہونے والی نوکری کی آمدنی میں کوئی کراہت نہیں آتی۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۱۸﴾ جائز کام کے لئے سرکاری ملازموں کو رشوت دینا

سوال: رشوت کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ موجودہ زمانہ میں رشوت دئے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا اور نہ دینے سے کام بگڑتا ہے، جائز اور صحیح کام کے لئے بھی سرکاری نوکروں کو رشوت دینی پڑتی ہے مثلاً کسی کو تجارت کے لئے لائسنس (Licence) لینا ہو یا اجازت لینی ہو تو بھی رشوت دینی پڑتی ہے، ناجائز کام تو دور کی بات رہی جائز کاموں کے لئے بھی رشوت دینی پڑتی ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ کام پورا ہو جانے کے بعد ہدیۃً کچھ رقم دے سکتے ہیں، نیز کوئی کہتا ہے مجبوری کی بناء پر دو اور اللہ سے معافی مانگو، تو اس طرح رشوت دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... اپنے ساتھ ہونے والی ناانصافی سے بچنے کے لئے نیز اپنا جائز حق بھی بغیر رشوت دیئے نہ مل سکتا ہو تو مجبوراً ایسی حالت میں رشوت دینا جائز ہوگا یعنی ان حالات میں شرعی قانون کے مطابق رشوت دینے میں کوئی گناہ نہیں ہے لیکن لینے والا سخت گنہگار ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

انکم ٹیکس

﴿۲۲۱۹﴾ غلط بل بنوا کر سرکاری مدد لینا

سوال: آج کل حکومت کی طرف سے مالی اعتبار سے خستہ حالت والے کو اور ۳۰۰۰ سے کم آمدنی والے کو ماہانہ ۵۰۰ روپئے کی مدد ملتی ہے، نیز جس شخص کو روپے چاہئے وہ خود چھوٹا موٹا کاروبار کرنے والا ہونا چاہئے، ایسے شخص کو حکومت ۵۰۰ روپئے کی مدد کرتی ہے، یہ روپئے واپس دینے کے نہیں ہوتے، میں مالی اعتبار سے خستہ حالت میں ہوں اور میری آمدنی بھی ۳۰۰۰ سے کم ہے لیکن میں خود کوئی کاروبار نہیں کرتا لہٰذا اگر میں بل بنوا کر روپے لے لوں تو اسلامی نقطہ نظر سے یہ صحیح ہے؟

کچھ مسلمان نوجوانوں کا کہنا یہ ہے کہ اس حکومت میں مسلمانوں کو ملازمت نہیں ملتی اور مسلمانوں کو انصاف نہیں ملتا تو جس طرح بھی ہو سکے دھوکہ دے کر یا جھوٹ بول کر اس حکومت سے روپئے لئے جائیں تو جائز ہے، تو کیا اس طرح ان روپیوں کو لینے میں کچھ حرج ہے؟ اگر میں وہ روپئے لے کر اپنے استعمال میں نہ لاؤں اور کسی غریب کو صدقہ کر دوں تو اس نیت سے میرا لینا جائز کہلائے گا؟ جھوٹ بول کر روپئے لینے کے لئے غلط بل بنوانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جھوٹ بول کر یا غلط بل پیش کر کے سرکاری مدد لینا ناجائز اور حرام ہے، آپ نے سوال میں جو دلیل ذکر کی ہے وہ بالکل غلط اور گمراہ کرنے والی ہے، اس لئے سوال میں مذکورہ طریقوں سے روپئے حاصل کرنا دینی دنیوی دونوں طریقہ سے گناہ ہے۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

﴿۲۲۲۰﴾ قبرستان کے اردگرد تار کی باڑھ میں سود کی رقم استعمال کرنا

سوال: قبرستان کے اردگرد اور جنازہ کی نماز پڑھنے کی جگہ کے اردگرد دیوار بنانے کا ارادہ ہے، تو اس میں سود کے روپے خرچ کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سود کی رقم اول کسی غریب اور مستحق مسلمان کو مالک بنا کر دے دی جائے، اسکے قبضہ میں آنے کے بعد وہ اپنی رضامندی سے یہ رقم تار کی دیوار بنانے کے لئے جماعت کو للہ دے دے تو اب اس سے باڑھ بنانا جائز کہلائے گا۔

﴿۲۲۲۱﴾ انکم ٹیکس سے واپس ملنے والی رقم پر ملنے والا سود انکم ٹیکس میں دینا

سوال: ایک شخص نے انکم ٹیکس کے قاعدہ کے مطابق پیشگی کچھ رقم جمع کروائی تھی، اس شخص کا انکم ٹیکس کا حساب دو تین سال کے بعد ختم ہوا، اس رقم سے انکم ٹیکس والوں نے ٹیکس وضع کر کے بقیہ رقم واپس کر دی، نیز انکم ٹیکس جمع کروانے میں دیری کے سبب ۳۵۴۴ روپے بطور سود زائد لئے، اور ۱۰،۸۴۴ روپے واپس ملنے والی رقم اور اس پر ۲،۵۸۲ روپے کا سود چڑھا کر کل ۱۳۵۲۶ روپے واپس کئے۔

اس واقعہ میں ایک طرف انکم ٹیکس نے سود وصول کیا ہے تو دوسری طرف زائد رقم پر ۲۵۸۲ روپے کا سود دیا بھی ہے، تو یہ واپس ملنے والی رقم انکم ٹیکس میں دوبارہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......وہ رقم انکم ٹیکس میں دے سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۲۲﴾ سرکاری ٹیکس سے بچنے کے لئے کم آمدنی بتانا

سوال: یہاں جو لوگ باقاعدہ ملازمت اور تجارت کرتے ہیں اگر ان کی آمدنی سرکاری گریڈ سے کم ہوتی ہے تو بینہ کے پیش کرنے پر سرکار ان کی مدد کرتی ہے لیکن کچھ لوگ اپنی

آمدنی زیادہ ہونے کے باوجود اپنی آمدنی سرکاری گریڈ سے کم بتاتے ہیں تاکہ انہیں سرکار کی طرف سے مدد مل سکے اور انہیں انکم ٹیکس نہ بھرنا پڑے، اس لئے کہ انکم ٹیکس کا تعلق بھی اسی سے ہے، زیادہ مدد لینے کے لئے اور انکم ٹیکس سے بچنے کے لئے صحیح حقیقت حال کو چھپا کر غلط آمدنی لکھوانا صحیح ہے؟ اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال کہلائے گی یا حرام؟ وہ روپے سب استعمال کرسکتے ہیں یا جسے دئے گئے ہیں وہی استعمال کرسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سرکاری ناجائز ٹیکس سے بچنے کے لئے کم آمدنی بتانے کی گنجائش ہے البتہ سرکاری مدد لینے کے لئے کم آمدنی بتا کر مدد حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿۲۲۲۳﴾ ایرپورٹ ٹیکس میں سود کی رقم دینا

سوال: بیرون ملک جانے والے کسی بھی ہندی شخص کو ایرپورٹ ٹیکس کے طور پر ۱۰۰ روپے جمع کروانے پڑتے ہیں، چاہے وہ سال میں کتنی ہی مرتبہ سفر کرے ہر مرتبہ ہندوستان چھوڑتے وقت یہ رقم جمع کروانے پر ہی ذمہ دار سفر کرنے دیتے ہیں، اس ٹیکس کے پیچھے کوئی مقصد نہ ہونے کے باوجود مجبوراً یہ ٹیکس دینا پڑتا ہے، تو ایسے ٹیکس میں سود کے روپے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ روپے مسافر سے ایرپورٹ کی سہولت اور ایر سفر کی سہولت کے خرچ کے طور پر لیا جاتا ہے، اس لئے یہ رقم اجرت سمجھی جائے گی لہذا اس میں سود کی رقم دینا جائز نہیں ہے، جو ٹیکس ظلم یا ناجائز طریقہ سے وصول کیا جائے مثلاً: انکم ٹیکس وغیرہ تو اس میں سود کی رقم دینے کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۲۴﴾ حکومت کے ٹیکس میں سود کی رقم دینا

سوال: بینک سے جو سود ملتا ہے اس سود کی رقم حکومت کے ٹیکس میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان ٹیکس میں دینے پر سود لینے کے وبال سے نجات ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یا غرباء کو ثواب کی نیت کے بغیر دینا ضروری ہے؟ حکومت تو غیر مسلم ہوتی ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلما: ......بہتر تو یہی ہے کہ سود کے وبال سے بچنے کی نیت سے وہ رقم غریب محتاج کو دے دی جائے، البتہ حکومت کے ناجائز ٹیکس میں یہ رقم دینے کی گنجائش بھی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۲۵﴾ مکان کے ٹیکس میں سود کی رقم دینا

سوال: بینک کا سود جو ہمارے پاس بک میں جمع ہوتا ہے، ہمارے کھاتہ سے وہ رقم نکال کر مکان کے ٹیکس میں جو کہ بہت بڑھ گیا ہے یا سرکاری کام کاج میں مثلاً: مکان یا زمین کی نقل لینی ہو تو سرکاری حساب سے ۲۵ روپئے ہوتے ہیں لیکن سرکاری افسر اس کے ۱۰۰، ۱۵۰، ۲۰۰ روپئے مانگتے ہیں اور کرپشن بہت بڑھ گیا ہے، تو ان کاموں میں سود کے روپے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بینک سے جب بھی سود کی رقم نکالی جائے گی تو سود لینے کا گناہ ہوگا، اب بعد میں اس سود کے گناہ سے بچنے کے لئے کسی غریب اور محتاج مسلمان کو مالک بنا کر دے دینا چاہئے تب ہی اس گناہ سے بچ سکتے ہیں، پنچایت یا میونسپل کے مکان ٹیکس یا سرکاری نقل نکلوانے کی قانونی فیس میں یہ روپئے دینا جائز نہیں ہیں، سود کی رقم اپنے فائدہ کے لئے استعمال کرنے کا گناہ ہوگا۔

مکان ٹیکس کے عوض پنچایت یا میونسپل دوسری سہولتیں مثلاً: راستہ کی صفائی، پولیس، لائٹ اوراسکول وغیرہ کی سہولتیں دیتی ہے، جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں اس لئے اس ٹیکس میں سود کے روپئے نہیں دے سکتے ،سوال میں مذکوررشوت مجبوراً دینی ہی پڑے اوراس کے بغیر چارۂ کارنہ ہوتو ناچارسود کی رقم اس میں دینے کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۲۶﴾ سود کی رقم سے سرکاری ٹیکس ادا کرنا

سوال: کیا بینک کے سود سے انکم ٹیکس بھر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بینک سے ملی ہوئی سود کی رقم غریب اور مستحق کوثواب کی نیت کے بغیر اپنے سر سے وبال اتارنے کی نیت سے دے دینا چاہئے ،انکم ٹیکس میں بھی بھرنے کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۲۷﴾ حکومت کے محصول میں سود کی رقم دینا

سوال: حکومت کی طرف سے لگائے گئے ظالمانہ ٹیکس مثلاً: پانی ٹیکس، مکان ٹیکس، روڈ ٹیکس، یا قحط والے علاقہ میں امدادی کارروائی کے لئے ٹیکس لگایا گیا ہے،تو کیا ان سب ٹیکسوں میں سود کی رقم دے سکتے ہیں یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......حکومت کی طرف سے جومحصول لئے جاتے ہیں ان کی دوقسمیں ہیں: ایک وہ محصول جس کے عوض ہمیں کوئی راحت یا فائدہ پہنچایا جاتا ہے، مثلاً: روڈ ٹیکس، پانی ٹیکس، یاراستے گلی کوچے کی صفائی کے لئے میونسپل ٹیکس وغیرہ لیا جاتا ہے، ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے ہمیں تعاون کرنا ضروری ہے، اس لئے اس میں سود کی رقم دینا ذاتی مفاد میں استعمال کرنے کے برابر ہے۔دوسرا وہ محصول جوشرعاً ناجائز، ظلم اور جبرو

تشدد ہے، لیکن غیر اسلامی حکومت ہونے کے سبب قانوناً ادا کرنا پڑتا ہے، مثلاً: انکم ٹیکس، چنگی ناکے، ایسے ناجائز ٹیکس میں بینک کے سود کی رقم دی جائے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے۔

﴿۲۲۲۸﴾ ٹیکس بچانے کے لئے جھوٹ بولنا

سوال: کئی مسلمان بھائی اپنی تجارت پر عائد شدہ ''اوکٹرائی ڈیوٹی'' (Octroy Duty) یا اس کی برآمد پر عائد ہونے والی کسٹم ڈیوٹی ادا نہیں کرتے، یا کم یا غلط بتا کر حکومتی کو یا بورڈ کو یا افسران کو رشوت دے کر یا جھوٹ بول کر اور چالبازی کر کے مال چھپا کر یا شہر سے بھاگ کر دھوکہ بازی کرتے ہیں، ٹیکس اور ڈیوٹی میں ایسے کھیل بہت عام ہو گئے ہیں۔ کبھی کبھی جب ان کا مؤاخذہ ہوتا ہے تو کم وبیش سزا بھی ہوتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ دنیوی حکومت کو اس طرح دھوکہ دینے والے کے لئے شریعت کیا کہتی ہے؟ کیا ایسے ٹیکس چور اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ اور سزا کے مستحق ہوں گے؟ آج کل حکومت کی طرف سے بہت پریشانی بڑھ چکی ہے کہ ''اس طرح کرو اُس طرح کرو'' اور ٹیکس ناحق اور ظالمانہ اور بے حد بڑھ گئے ہوں تو اس سلسلہ میں کیا کریں؟ تاجر تو چوری کریں اور ہم ایمانداری سے ادا کرتے رہیں تو کتنی ہی چیزوں میں تجارت مشکل اور ناممکن ہو جائے گی اس کا کیا کریں؟ ایسی مجبوری کی حالت میں آپ کی مفصل رہبری کی ضرورت ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......سوال میں مذکورہ ٹیکس کوئی ادا نہ کرے تو صرف اس وجہ سے آخرت میں اس کا مؤاخذہ نہیں ہوگا، لیکن جھوٹ بولنا، رشوت دینا یا دھوکہ دینا شرعاً گناہ کے کام ہیں، نیز ٹیکس نہ دینے پر سزا ہوتی ہو تو چونکہ اس سے ہتک نفس لازم آتا ہے ، جس سے شریعت نے منع فرمایا ہے تو اپنی عزت کو بچانے کے لئے بھی یہ کام نہیں کرنا

چاہئے، اس لئے ان ٹیکس سے بچنے کے لئے کوئی ایسا قدم نہ اٹھانا چاہئے جو شرعاً گناہ ہو اور کوئی ایسا قدم بھی نہ اٹھانا چاہئے کہ جس سے اپنی عزت وآبرو پر آنچ آتی ہو، لہٰذا سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب الصرف

﴿۲۲۲۹﴾ ڈالر، پاؤنڈ بلیک میں تبدیل کروانا

سوال: میرے متعلقین مجھے ڈرافٹ سے غیر ملکی کرنسی پاؤنڈ اور ڈالر وغیرہ بھیجتے ہیں، جو میں ان کے رشتہ داروں کو روپیوں میں تبدیل کروا کر واپس کر دیتا ہوں، غیر ملکی کرنسی کو بلیک میں (خانگی تاجروں سے) تبدیل کرایا جائے تو زیادہ روپے ملتے ہیں اور قانونی طور پر تبدیل کرایا جائے تو کم روپے ملتے ہیں تو مجھے کونسے طریقے سے تبدیل کروانا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... از روئے شرع دونوں طرح تبدیل کرانا درست ہے، البتہ بلیک میں تبدیل کرانا سرکاری جرم ہے، اور اس کی وجہ سے قانونی پریشانی میں مبتلاء ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے قانونی طور پر تبدیل کروانا بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۳۰﴾ ۵۰:۱۰ اروپے میں ۱۰ اروپے کی ریزگاری لینا

سوال: تاجر شخص کو موسم میں ریزگاری کی تنگی پڑتی ہے، تو وہ ایک شخص سے یہ معاملہ کرتا ہے کہ اگر وہ اسے ۱۰ اروپئے ریزگاری دے گا تو وہ تاجر اسے ۵۰:۱۰ ادے گا تو ۱۰ اروپئے ریزگاری کے عوض ۵۰:۱۰ اروپے دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ریزگاری کی تنگی کے سبب دس، پچاس یا سو روپئے کی نوٹ کے عوض اس سے کم مالیت کی ریزگاری لی جائے تو یہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب الدین

﴿۲۲۳۱﴾ دوسرے کے نام پر سودا کرنا، اور اس کے روپے لے کر مکر جانا

سوال: آج کے ترقی یافتہ دور میں تجارت کے نت نئے طریقے ایجاد ہو رہے ہیں، ایسے ہی ایک مسئلہ میں آنجناب سے رہبری کی گزارش ہے۔

ہمارے ضلع میں ارہڑ، اڑد، سینگ اور کپاس کی پیداوار ہوتی ہے، اور اس کی لین دین ہوتی ہے، کبھی کسی تاجر کے پاس بل بُک میں خرید و فروخت کے درج کی جگہ نہ ہو تو وہ دوسرے ایمان دار بھروسے مند شخص کے نام پر سودا کرتا ہے اس سودے کے اس شخص کی طرف سے کرنے پر اس شخص کو معاوضہ یعنی کمیشن بھی ملتا ہے۔

اب ہوا یہ کہ الطاف کی ارہڑ کی پچاس بوریاں تھی، الطاف نے یہ پچاس بوریاں عمران کے نام سے بیچی اور عمران کے نام سے چیک بنا کر عمران کے ہاتھ میں دیا، عمران چیک لے کر بینک گیا اور بینک سے روپے لئے اور روپے اپنے گھر لے گیا، بعد میں الطاف نے اس سے روپے مانگے تو الٹا سلٹا جواب دینے لگا اور روپے واپس نہیں کیئے، تو عمران کا اس طرح روپے واپس نہ کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ اور اس سودے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ یہ امانت میں خیانت ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: سرکاری قوانین کی رکاوٹوں کی وجہ سے مال دوسرے کے نام پر فروخت کیا جائے یا دوسرے کے نام سے روپے لئے جائیں تو اس سے دوسرا شخص اس مال کا مالک نہیں بن جاتا۔

لہذا صورت مسئولہ میں عمران نے اس کے نام پر سودا کرنے کی اجازت دی اور روپے پر

خود اس نے قبضہ کرلیا یہ صحیح نہیں کیا، یہ دھوکہ دہی، غصب اور امانت میں خیانت تین تین گناہوں کا اس نے ارتکاب کیا ہے۔

لہذا وہ روپے اصل مالک الطاف کو واپس کردینا لازم اور ضروری ہے، اگر دنیا میں یہ حق ادا نہیں کیا گیا اور معاف بھی نہیں کروایا تو آخرت میں ایک دانق (قریب دو پیسے) کے عوض سات سو مقبول نمازیں دینی پڑیں گی، اس کے بغیر چارۂ کار نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۳۲﴾ مقدمہ کا خرچ قرض دار سے وصول کرنا

سوال: ہمیں بعض مرتبہ ادھار مال کی رقم وصول کرنے کے لئے قرضدار پر عدالت میں دعویٰ دائر کرنا پڑتا ہے، اس میں وکیل کی فیس، عدالت کی فیس وغیرہ جو بھی خرچ ہو وہ عدالت قرضدار سے دلواتی ہے تو یہ خرچے قرضدار سے وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

دعویٰ دائر کرنے سے قبل وکیل کے ذریعہ انہیں نوٹس دی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ اس کا خرچ ان کے ذمہ ہے، کبھی کبھی عدالت اپنے طے کردہ اصولوں کے مطابق وکیل کی فیس کم رکھتی ہے اور ساتھ میں قرض کی رقم کا سود بھی دلواتی ہے تو سود کی رقم سے وکیل کی فیس ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قرض دار قرض ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے باوجود ٹال مٹول کرتا ہو اس وجہ سے قرض خواہ عدالت میں مقدمہ دائر کرکے اپنا حق وصول کرے تو مقدمہ اور وکیل کی فیس وغیرہ کا جو بھی خرچ ہو وہ قرض خواہ قرضدار سے وصول کرسکتا ہے، اس لئے کہ اس کی سرکشی کی وجہ سے خرچ ہوا ہے، مقدمہ اور وکیل کی فیس وغیرہ کا خرچ مذکورہ شرط کے ساتھ ہی لے سکتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ، فتاویٰ دار العلوم: ۶۴/۷، ۶۸/۸)

﴿۲۲۳۳﴾ دیوالیہ ہونے سے قرض معاف ہو جائے گا؟

سوال : تجارت کو ترقی دینے کی غرض سے بعض مسلمان بھائی بینک وغیرہ سے سودی قرض لیتے ہیں مگر منافع نہ ملنے یا خسارہ ہوجانیکی وجہ سے اپنی تجارت کو دیوالیہ (BANKRUPT) کردیتے ہیں اس صورت میں بینک وغیرہ کی طرف سے تجارت کا مالی مشینری، پروپرٹی وغیرہ پر قبضہ کرلیا جاتا ہے اور اسے بیچ کرا پنی رقم وصول کر لیتی ہے اور حساب میں پھر بھی کوئی رقم باقی رہ جائے تو اس رقم کا یہ شخص قانونی طور پر مقروض گردانا جاتا ہے نیز بینک کے علاوہ دوسرے گاہک مسلم غیر مسلم کے پاس بھی لین دین کا حساب باقی رہ جاتا ہے ان سارے قرض کو (خواہ بینک کا ہو یا گاہک کا) دیوالیہ ہونے والا شخص قرض نہیں سمجھتا اور نہ ہی اس کی پرواہ کرتا ہے۔

تو کیا اس طرح دیوالیہ ہونے پر جس کی جو رقم اپنے ذمہ باقی رہ جاتی ہے شرعی طور پر قرض سمجھا جائے گا یا نہیں اور اسکی ادائیگی از روئے شرع ضروری ہوگی یا نہیں؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دیوالیہ ہوا یا ظاہر کیا گیا شخص دیوالیہ ہونے کی وجہ سے قانوناً اور شرعاً اسکا قرض معاف نہیں ہوجاتا بلکہ وہ قرض باقی رہتا ہے اور حقوق العباد میں ہونیکی وجہ سے اس پر ادا کرنا لازم یا معاف کروانا ضروری ہوتا ہے۔

﴿۲۲۳۴﴾ دوسرے کے حق والی چیز قرض کی ادائیگی میں دینا اور قرض خواہ کا اسکو قبول کرنا

سوال: زید نے عمر کو قرض دیا عمر کے پاس ایک میراث کی زمین ہے جس کی تقسیم شریعت کے مطابق ابھی نہیں ہوئی ہے اس لئے کہ والد کے انتقال کے بعد لڑکیوں کا حصہ بھی لڑکوں نے لے لیا تھا، عمر اس زمین کے غلہ کو قرض میں دے کر اپنے قرض سے نجات پانا چاہتا ہے،

تو کیا زید کے لئے اپنے قرض کے عوض وہ غلہ لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......قرض خواہ کو معلوم ہو کہ اس کے قرض کی ادائے گی میں اسے جو رقم یا شئی دی جارہی ہے اس میں دوسرے کا بھی حق ہے تو قرض خواہ کے لئے اپنے قرض کے عوض وہ رقم یا شئی لینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۳۵﴾ حرام آمدنی والے کا غیر مسلم سے قرض لے کر مسجد کے کام میں دینا اور اپنی حرام آمدنی سے قرض ادا کرنا

سوال: ایک شخص کچھ رقم للہ مسجد میں دینا چاہتا ہے، لیکن اس کی یہ رقم شراب، جوا وغیرہ حرام کمائی کی ہے، اب یہ شخص دوسرے کسی غیر مسلم سے قرض لے کر وہ رقم مسجد میں دے پھر اپنا یہ قرض اپنے شراب، جوا وغیرہ کے ذریعہ سے آئی ہوئی حرام رقم سے ادا کردے تو اس طرح قرض ادا کرکے رقم مسجد میں دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس رقم کو مسجد کے کسی بھی کام میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اس شخص کا غیر مسلم کے پاس سے قرض لے کر وہ رقم للہ مسجد میں دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، مسجد والے لے بھی سکتے ہیں اور اس کو استعمال بھی کر سکتے ہیں۔ (عالمگیری) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۳۶﴾ بھتیجے کا قرض چچا کی رقم سے وصول کرنا

سوال: ایک بکروں کے تاجر نے ایک کپڑوں کے تاجر کو ایک لاکھ روپے کے بکرے ادھار قیمت پر دئے تھے، اور یہ قیمت ادا کرنا باقی تھی اور دوسری طرف بکروں کے تاجر کا بھتیجا کپڑوں کے تاجر سے کئی سال تک ادھار کپڑا لیتا رہا، اخیر میں یہ بھتیجا بیرون ملک چلا گیا، تو

کپڑے کے تاجر نے اس بھتیجے کی باقی رقم بکرے کے تاجر کے قرض سے وصول کر لی، اور ایک لاکھ میں سے ۲۳ ہزار منہا کر کے بقیہ رقم لوٹائی، تو کیا بھتیجے کے باقی روپے چچا کے قرض سے وصول کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں صورت مسئلہ کسی کا قرض ہو تو اس کے رشتہ داروں سے ان کی رضامندی کے بغیر وہ قرض وصول کرنا جائز نہیں ہے، جس کا قرض ہو اس کے مال سے زبردستی کر کے وصول کرنا تو جائز ہے، لیکن اس قرض کے عوض اس کے کسی قریبی یا دور کے رشتہ دار کی رقم سے کاٹ لینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب الشرکۃ

﴿۲۲۳۷﴾ یکساں سرمایہ لگانے والے شریک کے درمیان نفع کی تقسیم میں فرق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

(۱) آج سے بیس سال قبل ۴۰۰ شرکاء نے مل کر ایک رفاہی کمیٹی قائم کی، جس میں ہر شریک نے ایک سو پچیس روپے کے شیرز سرمایہ کے طور پر خریدے۔ (۲) کمیٹی کا بیوپار پیٹرول اور گاڑی سے متعلق اشیاء کی بکری کا تھا، کمیٹی کی آمدنی میں پیٹرول، ڈیزل اور تیل کی بکری کا منافع اور کرائے پر دی ہوئی جگہوں کا کرایہ، گاڑی کی سروس اور پارکنگ کا کرایہ اور دیگر اشیاء کی بکری سے ہونے والا منافع شامل ہے۔ (۳) جب کمیٹی بنی تب کمیٹی کا ہر رکن کمیٹی کے پیٹرول پمپ سے پیٹرول لیتا تھا اور منافع سب میں مساوی طور پر تقسیم ہوتا تھا۔ (۴) لیکن کمیٹی نے پیٹرول کی بکری کی یہ صورت اختیار کی کہ جو بھی شریک خاص مقدار کا پیٹرول کمیٹی کے پیٹرول پمپ سے خریدے اسے ہی پورا نفع دیا جائے، مقدار سے کم خریدنے والے کو کم نفع اور بالکل نہ خریدنے والے کو صرف ۱۱/روپے سرکاری قاعدہ کی رو سے ڈیوی ڈنڈ کے طور پر دیا جائے۔

جو شریک کمیٹی کے پیٹرول پمپ سے پیٹرول خریدتے ہیں اسے مذکورہ پورے نفع کے ساتھ لیٹر پر کچھ کمیشن بھی ملتا ہے، غیر شیرز ہالڈر گاہکوں کو یہ کمیشن نہیں ملتا۔ آج کے دن کے حساب سے پیٹرول پمپ سے پیٹرول کی بکری میں دس فی صد حصہ شیرز ہالڈر کا ہے، بقیہ بکری غیر شیرز ہالڈر کی ہے، کمیٹی کے شریک کی گاڑی سروس کے لئے آتی ہے تو اس سے کم روپے لئے جاتے ہیں، یہ فائدہ سروس نہ کروانے والے شریک کو نہیں ملتا۔ (۵) کمیٹی کے

اراکین میں سے کچھ رکن اپنی مجبوری (مثلاً: گھر سے پیٹرول پمپ دور ہے) کی وجہ سے کمیٹی پمپ سے پیٹرول نہیں خرید سکتے، کچھ رکن مجبوری کی وجہ سے یا کسی دوسرے پیشہ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے یا ٹیکسی کا پیشہ چھوڑ دینے کی وجہ سے پیٹرول نہیں لیتے، کچھ رکن یتیم اور غریب ہیں جو پیٹرول خریدنے کی شرط پوری نہیں کر سکتے، کچھ رکن بغیر کسی وجہ کے بھی پیٹرول نہیں خریدتے۔(۶) مذکورہ قاعدہ اور قانون کا تذکرہ کمیٹی کے بنیادی اصولوں میں نہیں ملتا، اور اس قاعدہ کی مخالفت میں قولی بات چیت ہوئی ہے ایسی کچھ باتیں سننے میں آئی ہیں، البتہ بیس سال سے (جب سے کمیٹی بنی ہے) نفع کی تقسیم اسی تناسب سے کی جا رہی ہے۔اب پوچھنا یہ ہے کہ......

(الف) مذکورہ حالات میں یکساں سرمایہ لگانے والے اراکین کے بیچ نفع کی تقسیم میں یہ فرق جائز ہے یا نہیں؟ (با) کیا پیٹرول خریدنے والے شریک کو پیٹرول کی خریدی پر کمیشن دینا جائز ہے؟ اس تفصیل کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائیں کہ شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں مذکورہ معاملہ کو شریعت میں شرکت یعنی پارٹنرشپ کہتے ہیں، اور یہ جائز ہے، البتہ عقد شرکت کے شریعت میں خاص اصول مقرر ہیں ان کی رعایت اور پابندی کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے تو ہی جائز کہلائے گا۔

صورت مسئولہ میں جب کمیٹی بنی اور تمام اراکین نے یکساں سرمایہ لگایا، اور نفع کا تناسب بھی یکساں ہی رکھا تو اب ہر رکن کو نفع بھی یکساں ہی ملنا چاہئے۔

اگر شروع سے ہی نفع میں فی صد کے حساب سے کم زیادہ مقرر کیا جاتا تو اس طرح کرنے کی گنجائش تھی، لیکن ایک مرتبہ عقد ہو گیا اور بنیادی اصول طے ہو گئے اس کے بعد جو شرائط

خلاف شریعت لازم کر دئے گئے ہیں جن کا تذکرہ نمبر:۴ میں کیا گیا ہے وہ شرائط فاسد ہونے کی وجہ سے عمل کے قابل نہیں ہیں۔

(۲) کمیٹی کے شریک کو کم قیمت سے پیٹرول دینا جائز ہے۔

مذکورہ حالات میں بہتر یہ ہے کہ جن لوگوں نے صرف سرمایہ لگایا ہے ان کے نفع کا تناسب کم رکھا جائے اور جو سرمایہ کے ساتھ اور بھی کچھ تعاون کرتے ہیں ان کے نفع کا تناسب زیادہ رکھا جائے تو یہ شرکت جائز کہلائے گی۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۳۸﴾ روپیوں میں برابری اور نفع میں کمی بیشی

سوال: ہم نے کچھ سال قبل ایک یونین بنایا تھا اس کے کچھ اراکین ہیں جو ماہانہ پانچ پانچ یا دس دس روپے جمع کرواتے تھے اور اس کا انتظام مجھے سپرد کیا گیا تھا، اس یونین میں میں نے پانچ سال مجاناً خدمت انجام دی، اور یونین کو منافع بھی بہت ہوا، اب میں نے درخواست دی ہے کہ مجھے میری محنت کا صلہ ملنا چاہئے، البتہ میں بھی یونین کا ایک رکن ہوں اور ہر ماہ دوسرے یونین کی طرح میں بھی روپے جمع کرواتا ہوں اور آج تک ان روپیوں کو میں نے شریعت کے قاعدہ کے مطابق تجارت میں لگایا ہے، اور جو بھی منافع ہوا وہ ہر حصہ دار کی طرح مجھے بھی یکساں ہی ملتا رہا، میں نے زیادہ رقم نہیں لی ہے، میری درخواست کے بعد اس نئے سال کی ایک تاریخ سے دوسرے شرکاء نے یہ طے کیا کہ یونین کو جو بھی منافع ہو اس کا پچیس فی صد مجھے دے دیا جائے اور بقیہ ۷۵ فی صد میں ہر ایک یونین کا حصہ ہوگا جس میں میرے شیرز کے مطابق میں بھی حصہ دار کہلاؤں گا۔

تو کیا اس طرح کا معاملہ از روئے شرع جائز ہے؟ نیز گھریلو استعمال کے لئے اس مشترکہ

مال میں سے میں مناسب دام سے لینا چاہوں یا یونین کا دوسرا کوئی فرد لینا چاہے تو لے سکتا ہے، اگر مذکورہ صورت عدم جواز کی ہے تو جواز کی صورت کیا ہے اس پر روشنی ڈال کر مہربانی فرمائیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شریعت کی اصطلاح میں ایسی ساجھے داری کو شرکت عنان کہتے ہیں، روپے سب کے برابر ہوں البتہ نفع میں کمی بیشی ہو، شرعاً یہ صورت جائز ہے، جوہرہ میں ہے نفع میں دوسروں سے زیادہ حصہ رکھا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ سب کے روپے برابر ہوں اور ایک پر محنت کی شرط لگائی جائے تو یہ شرط فاسد ہے (امداد الفتاویٰ) البتہ شرط لگائے بغیر کام کر سکتے ہیں اور نفع کا تناسب زیادہ رکھ سکتے ہیں۔اور جو لوگ حصہ دار ہیں وہ مشترکہ مال سے کوئی چیز مناسب دام سے خریدنا چاہیں تو خرید سکتے ہیں۔(عالمگیری:۲۹۴/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۳۹﴾ لائسنس کے نام پر روپے مانگنا

سوال: کچھ لوگ اپنا لائسنس دینے کے عوض سالانہ کچھ رقم مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے نام کا لائسنس ہے اس لئے مجھے پانچ سو کواچا (ایک ملک کی کرنسی) دینے ہوں گے، تو انکا یہ مانگنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صرف لائسنس کے عوض سالانہ کوئی رقم مانگنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ لائسنس کوئی مال متقوم نہیں ہے کہ جس کا عوض لیا جا سکے۔

﴿۲۲۴۰﴾ ایک کا لائسنس دوسرے کی محنت اور سرمایہ

سوال: اس ملک میں غیر ملکیوں کو لائسنس نہیں ملتا، جو اس ملک کے باشندے ہیں انہیں کو

لائسنس ملتا ہے، اب جس کے پاس لائسنس ہے وہ اس شخص سے جس کے پاس لائسنس نہیں ہے کہتا ہے کہ تو میرے لائسنس سے کاروبار کر سرمایہ بھی تیرا اور محنت بھی تیری اور نفع میں دونوں کی نصف نصف ساجھے داری رہے گی۔

تو کیا شرعاً جس کا لائسنس ہے اور اس نے سرمایہ بھی نہیں لگایا اور محنت بھی اس کی نہیں ہے وہ اپنے لائسنس کے زور پر سامنے والے سے نفع کے نصف روپے لے سکتا ہے؟ یہ دوسرا شخص خود دکان چلاتا ہے مال بھی اپنے نام پر بیوپاری کے یہاں سے لاتا ہے لائسنس والے کا صرف لائسنس ہے تو اس کے لئے نصف نفع لینا جائز کہلائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شریعت میں شرکت یعنی پارٹنرشپ کے لئے کچھ شرائط بیان کئے ہیں ان شرائط کے مطابق عقد ہو تو ہی دوسرے شریک کے لئے نفع میں سے حصہ لینا درست ہوتا ہے۔ ان شرائط کو بیان کرتے ہوئے علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: نفع میں حصہ دار بننے کے لئے تین چیزوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے: (۱) سرمایہ کا لگانا (۲) عمل یعنی محنت کرنا (۳) تقبل یعنی ضمانت

اگر کسی شریک کی طرف سے ان تینوں چیزوں میں سے کوئی چیز نہیں ہے تو اس کے لئے نفع میں حصہ دار بننا جائز نہیں ہے، لہذا کسی کی طرف سے ان تینوں چیزوں میں سے کوئی چیز نہیں ہے اور وہ شخص دوسرے کو کہے کہ تو اپنا مال بیچ اور نفع میں میرا حصہ رہے گا تو صرف اس کہنے سے نفع میں اس کا حصہ نہیں ہوگا۔ (درمختار: ۳۴۹/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۴۱﴾ شرکاء مساوی طور پر حقدار ہوں گے۔

سوال: تین حقیقی بھائی اور ایک بھتیجے نے مل کر ایک لمبی مدت تک ساتھ میں کاروبار کیا،

تین بھائیوں میں سے سب سے چھوٹا بھائی ابھی چار مہینے سے ہی شامل ہوا ہے، اس کاروبار کے شروع میں کسی کا حصہ متعین نہیں تھا، سب ساتھ میں کام کرتے رہے البتہ جب تقسیم کا وقت آیا تو باوجود بھتیجے کے پورا ساتھ دینے کے ایک چچا کا کہنا ہے کہ نفع میں بھتیجے کو کوئی حصہ نہیں ملے گا، لہذا ازروئے شرع بھتیجے کو کتنا حصہ ملے گا؟ (۲) تینوں بھائیوں اور بھتیجے کے اِس کاروبار کی آمدنی سے ایک پکی عمارت بنائی گئی ہے، اس عمارت میں بھتیجے کا حصہ کتنا ہوگا؟ (۳) ان تینوں بھائیوں کے دادا کی یو. پی. میں ملکیت ہے، اوراس بھتیجے کے والدحیات ہیں، تو اس بھتیجے کو اس کے دادا کی ملکیت میں کوئی حصہ لگے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سب نے مل کر ایک کاروبار شروع کیا، اور کاروبار کے شروع میں نفع کا حصہ کسی کا متعین نہیں تھا، تو ہر شریک برابر کے نفع کا حقدار ہوگا، چچا کا بھتیجے کے لئے یہ کہنا کہ اس کا کوئی حصہ نہیں ہے، بغیر دلیل کی بات ہے۔

(۲) جس طرح کاروبار میں سب کا برابر کا حصہ ہے اسی طرح کاروبار کی آمدنی سے بنائی ہوئی عمارت میں بھی ہر ایک کا برابر کا حصہ ہے۔

(۳) دادا کی ملکیت سے بھتیجے کے والد کو میراث ملے گی، اور لڑکے کے ہوتے ہوئے پوتے محروم ہوتے ہیں اس لئے دادا کے کسی پوتے کو میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

﴿۲۲۴۲﴾ بعد میں شامل ہونے والے شریک کا حصہ کتنا ہوگا؟

سوال: پانچ بھائی مل کر ایک کاروبار کر رہے تھے، بعد میں ایک بھتیجا بھی اس میں شامل ہو گیا اس کے بعد یہ کاروبار گیارہ سال چلا، اس بھتیجے کو چچا نے کہا تھا کہ ہمارا جتنا حصہ ہے اتنا ہی حصہ تیرا بھی رہے گا، اب سب بھائی الگ ہونا چاہتے ہیں تو ازروئے شرع تقسیم کس

طرح کی جائے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں پانچوں بھائیوں نے بھتیجے کے شامل ہوتے وقت ان کے حصہ کے برابر ہی حصہ دینا متعین کیا ہو اور پانچوں چچاؤں کی منظوری سے ہی بھتیجا شامل ہوا ہو تو دوسرے چچاؤں کے برابر ہی اس کو بھی حصہ ملے گا۔(عالمگیری:۲/۳۰۳) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۴۳﴾ تقسیم کے وقت نفع زیادہ رکھ لینا

سوال: زید اور بکر نے مل کر ایک گائے خریدی، دونوں نے نصف نصف قیمت نکالی، بکر نے کہا کہ میں اس کی دیکھ بھال کروں گا، اور جو نفع ہوگا وہ نصف نصف ہم دونوں بانٹ لیں گے، زید نے گائے کے منافع سے تھوڑی رقم زید کو دی بقیہ وہ خود ہضم کر گیا، بکر کو پوچھا گیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے کہا کہ میں نے اس کی دیکھ بھال کی ہے، تو کیا بکر نے اس کی دیکھ بھال کی ہے اس لئے وہ دوگنا تین گنا نفع لے سکتا ہے؟ اگر اس کے لئے یہ زیادہ روپے لینا جائز نہیں ہے تو اسے اس کے اس برے فعل میں ساتھ دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شروع عقد میں دونوں نے مساوی نفع کی شرط رکھی تھی، لہذا اب تقسیم کے وقت بکر کا دیکھ بھال کے بہانے سے زیادہ نفع رکھ لینا صحیح نہیں ہے، ایسا کرنا گناہ ہے۔

﴿۲۲۴۴﴾ سرمایہ اور نفع کی تقسیم

سوال: ایک کمپنی میں چھ حصہ دار ہیں، اور ان چھ میں سے تین حصہ دار کمپنی کی دکان میں کام کرتے ہیں، کمپنی میں سرمایہ کا فی صد بھی سب کا یکساں نہیں ہے، کمپنی کا رأس المال

پچاس ہزار روپے ہے۔
(۱) زید کا سرمایہ پچیس فی صد یعنی بارہ ہزار پانچ سو روپے ہے۔(۲) بکر کا سرمایہ پندرہ فی صد یعنی سات ہزار پانچ سو ہے۔(۳) عمر کا سرمایہ دس فی صد یعنی پانچ ہزار روپے ہے۔(۴) عثمان کا سرمایہ پچیس فی صد یعنی بارہ ہزار پانچ سو روپے ہے۔(۵) احمد کا سرمایہ پندرہ فی صد یعنی سات ہزار پانچ سو ہے۔(۶) علی کا سرمایہ دس فی صد یعنی پانچ ہزار روپے ہے۔
نمبر:۱،۲اور ۳ کمپنی کی دکان میں کام کرتے ہیں،اور نمبر:۴اور۵اور۶ کام نہیں کرتے۔اب انہوں نے یہ طے کیا کہ سال کے ختم ہونے پر جو نفع ہو اس کا پندرہ فی صد زید کو اور ساڑھے سات فی صد عمر کو اور دس فی صد کام کے عوض نفع دیا جائے،اور بقیہ منافع میں پانچوں حصہ دار اپنے سرمایہ کے فی صد کے مطابق حصہ دار رہیں گے۔مثلاً: سال کے ختم پر تیس ہزار روپے منافعہ ہوا تو......

	سرمایہ	نفع میں سے	عمل کی وجہ سے	کل
زید کو پندرہ فی صد ۴۵۰۰	زید کا ۲۵ فی صد	۵۰۶۲:۵۰	۴۵۰۰:۰۰	۹۵۶۲:۵۰
بکر کو ۱۰ فی صد ۳۰۰۰	بکر کا ۱۵ فی صد	۳۰۳۷:۵۰	۳۰۰۰:۰۰	۶۰۳۷:۵۰
عمر کو ساڑھے سات فی صد ۲۲۵۰	عمر کا دس فی صد	۲۰۵۰:۰۰	۲۲۵۰	۴۲۷۵:۰۰

کل:۹۷۵۰	عثمان ۲۵ فی صد	۵۰۶۲:۵۰	....	۵۰۶۲:۵۰
	احمد ۱۵ فی صد	۳۰۳۷:۵۰	....	۳۰۳۷:۵۰
	علی دس فی صد	۲۰۲۵:۰۰	....	۲۰۲۵:۰۰
	کل	۲۰۲۵۰:۰۰	۹۷۵۰:۰۰	۳۰،۰۰۰:۰۰

کام کرنے والوں کا نفع میں زیادہ کا حصہ (۹۷۵۰:۰۰)۔بقیہ نفع کی تقسیم کی رقم (۲۰۲۵۰:۰۰)۔کل منافع (۳۰،۰۰۰:۰۰)

اس تقسیم سے تجارت کی جاتی ہےتو کیا یہ تقسم از روئے شرع صحیح ہے؟

نیز ایک شرط یہ بھی ہے کہ کام کرنے والے حصہ دار کے لئے سال کے دس مہینوں تک کام کرنا ضروری ہے،اگر وہ دس ماہ کام کرتا ہےتو ہی مذکورہ حصہ اسے ملتا ہے،ورنہ جتنے دن کم ہوں اس کے تناسب سے اتنی رقم نفع سے اس کی کاٹ لی جاتی ہے،مثلاً: زید دس مہینوں کے بجائے آٹھ مہینے ہی کام کرتا ہےاور کام کے عوض اس کے پندرہ فی صد متعین ہیں تو ایک ماہ کا فی صد ڈیڑھ ہوا تو اسے اب آٹھ مہینے کام کرنے کے صرف بارہ فی صد منافع ہی ملے گا،لہذا یہ طریقہ از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ طریقہ میں کام کے عوض علیحدہ نفع کا فی صد متعین کیا گیا ہےایسا کرنے کے بجائے اس کے سرمایہ کے نفع کی فی صد ہی میں کام کے نفع کی فی صد جوڑ دی جائے اور کل فی صد ہی کو اس کا نفع مقرر کیا جائے،یعنی کام کے عوض کوئی نفع نہ بتایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۴۵﴾ کام کی شرط کے بغیر کچھ شریک کا کام کرنا

سوال: ایک تجارتی کمپنی میں سات حصہ دار ہیں، جس میں سے نمبر:۱،۲،۳ حصہ دار کمپنی کی دکان ہی میں کام کرتے ہیں، بقیہ چار حصہ دار کام نہیں کرتے۔ ہر شریک کا سرمایہ کمپنی کے رأس المال میں برابر سرابر کا ہے، لیکن نفع کی تقسیم حسب ذیل متعین کی گئی ہے۔ اگر سو روپیہ نفع ملتا ہے تو تقسیم مندرجہ ذیل طریقہ سے ہوتی ہے:

(۱) اسماعیل کو ۲۵ روپے (۲) عمر کو ۲۵ روپے (۳) عثمان کو بیس اور (۴،۵،۶ اور ۷) ہر ایک کو سات روپے پچاس پیسے، یعنی کل سو روپے ہوئے۔

یہ تقسیم ہر حصہ دار کی خوشی سے متعین کی گئی ہے، لہذا نفع کی تقسیم مندرجہ بالا طریقہ سے کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

نوٹ: نمبر:۳ عثمان کام کرتا ہے اور وہ بیس فی صد نفع سے خوش ہے، (اور وقت سب کا یکساں لگتا ہے)

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۴۶﴾ شرکت فاسدہ میں نفع کی تقسیم

سوال: ہم نے ایک معاملہ کیا تھا اس میں کچھ اختلاف ہوا ہے جس کا خلاصہ آپ کے سامنے پیش کر کے اس کا شرعی حل آپ سے چاہتے ہیں۔ غلام اور محمد نے پارٹنرشپ میں ایک کاروبار شروع کیا، اور شرط یہ رکھی کہ

(۱) دونوں فریق ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپے لگائیں گے۔ (۲) نفع، نقصان میں دونوں کا نصف نصف حصہ رہے گا۔ (۳) غلام فی الفور نقد روپے لگائے گا، اور محمد نے اس کا ایک

ایکڑ والا کھیت بیچا ہے اس کے روپے تقریباً ۰۰۰،۶۵،۱ ہیں ڈیڑھ دو ماہ کی قسط سے جیسے جیسے آئیں گے لگاتا جائے گا، جو آٹھ نو مہینے میں مکمل ہو جائیں گے۔ ان شرطوں پر یہ عقد کر کے ہم دونوں ایک نامور وکیل کے پاس گئے اور ہم نے پکا اسٹامپ پارٹنرشپ کا بنوایا۔ غلام کاروبار کی ذمہ داری محمد کو سپرد کر کے چلا گیا، اور محمد کے لڑکے کو اس کاروبار کے روزانہ کے کام کی ذمہ داری سونپی اور تنخواہ متعین کر دی، اور مزید تعاون کے لئے غلام نے اپنے بھائی کو اپنے ذمہ تنخواہ لے کر اس کاروبار میں کام پر لگایا، اور ایک آفس لی جس کی ڈپازٹ ۱۵۰۰۰ روپے دی اور کرایہ ۲۰۰ روپے طے کیا اور مستقبل میں کوئی فساد نہ ہو اس لئے دوسری بھی آفس غلام نے رکھوائی۔

دو سال کے بعد غلام کو حساب میں گڑبڑ معلوم ہوئی اور اس نے محمد سے خلاصہ کیا تو اب اسے دو باتوں پر اعتراض ہے، جو حسب ذیل ہیں۔

اعتراض نمبر: (۱) اتنی مدت سرمایہ لگایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

غلام اور محمد کے سرمایہ لگانے کا فی صد نکالتے ہیں تو ساڑھے تیرہ مہینے کے حساب سے غلام کے ۹۶۰۰۰ اور محمد کے ۲۶۶۰۰ روپے لگے، جو ۷۹ فی صد اور ۲۱ فی صد ہوتی ہے، اور محمد نے ہمارے کل سرمایہ سے نو مہینے میں ۶۶۰۰۰ روپے اٹھائے ہیں، اس لئے ہمارے فی صد میں کافی نشیب وفراز آ گیا ہے۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ نفع پندرہ، سولہ ماہ کے بعد آنا شروع ہوا، غلام کا کہنا ہے کہ ایسا کرنے سے ان کی شرکت فاسد ہو گئی اس لئے اب محمد کو ۵۰ فی صد نفع لینے کا حق نہیں ہے بلکہ اس کے سرمایہ کے فی صد کے برابر ہی نفع لینے کا حق ہے۔

اعتراض: (۲) غلام نے محمد سے کہا تھا کہ اصل حصہ دار ہم دونوں ہی ہیں اور دوسرے چار صرف قانونی کارروائی کی آسانی کے لئے اور محصول بچانے کے لئے ہیں، اس لئے کاروبار کے سلسلہ میں جو بھی گفتگو ہوگی وہ ہم دونوں کے درمیان ہی ہوگی وہ صرف نام کے حصہ دار رہیں گےاس کے باوجود محمد نے غلام کو پوچھے بغیر ان نام نہاد حصہ داروں کی دستخط لے کر کاروبار کی شرائط میں بنیادی تحریف کردی۔

مجھے یہ اعتراض نہیں ہے کہ محمد نے کیوں وعدہ کے مطابق ڈیڑھ لاکھ روپے نہیں لگائے بلکہ اصل اعتراض اس بات پر ہے کہ اس نے ٦٦٠٠٠ روپے اٹھائے، جب کہ پہلے سے ہمارا کاروبار ۷۰،۰۰۰ کا مقروض تھا، (بلکہ ڈیڑھ لاکھ کا مقروض تھا) تو اس اختلاف کے پیش نظر نمبر ایک کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ مع دلیل وضاحت فرمائیں۔

نیز کیا اب محمد پچاس فی صد نفع کا مستحق ہے؟ یا اس کے سرمایہ کے فی صد کے حساب سے اس کا نفع سمجھا جائیگا؟ اس کے سرمایہ کا فی صد اکیس نکلتا ہے۔

خرچ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۴،۲۰،۰۰۰ کھیت کی قیمت

۹۰،۰۰۰ دوسرا خرچ

۳۰،۰۰۰ دکان کی ڈپازٹ

۵،۴۰،۰۰۰ کل خرچ

اس میں ہمارا سرمایہ رأس المال کی تفصیل یہ ہے:

۱،۴۸،۰۰۰

+ ۷۲،۳۰۰

= ۲،۲۰،۳۰۰

اس طرح ۵،۴۰،۰۰۰ میں سے ۲،۲۰،۰۰۰ منہا کئے جائیں تو ۳،۲۰،۰۰۰ پلاٹ کی آمدنی سے ہم کھیت میں دستاویز کراتے گئے۔

محمد کا کہنا ہے کہ اگر شروع میں ہی ایسی شرط کی ہوتی کہ سرمایہ کے برابر نفع رہے گا تو اکیس فی صد اور اناسی فی صد کی تقسیم صحیح تھی، اب بعد میں ایسی بات کرنا صحیح نہیں ہے، اور غلام کا کہنا ہے کہ یہ شرط لوگوں کے دستور العمل میں ہے، جتنا سرمایہ ہوتا ہے اتنا ہی نفع ہوتا ہے، اور عرف کا اعتبار ہوتا ہے، لہذا از روئے شرع نفع کی تقسیم کا کیا حساب ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ......سوال میں لکھی گئی پوری تفصیل اگر صحیح ہے تو یہ معاملہ شرکت فاسدہ کے حکم میں آتا ہے، اور شرکت فاسدہ میں نفع کی تقسیم مقررہ شرائط کے مطابق نہیں بلکہ سرمایہ کے فی صد سے تقسیم ہوتا ہے، جس کا سرمایہ زیادہ ہوگا اسے نفع میں سے زیادہ حصہ ملے گا، اور جس کا سرمایہ کم ہوگا اسے نفع بھی کم ملے گا۔ (شامی، جوہرہ باب: کتاب الشرکت) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۴۷﴾ پیدا ہونے والے بچہ کی نصف ملکیت کے عوض جانور چرانے دینا

سوال: ایک شخص کے پاس ایک گائے ایک بھینس اور ایک بکری ہے وہ شخص یہ تین جانور ایک دوسرے شخص کو اس شرط پر دیتا ہے کہ وہ اس کی دیکھ بھال اور چارا پانی کرے اور جب ان جانوروں کو بچہ ہوگا تو وہ بچہ بیچ کر اس کی نصف قیمت اسے ملے گی یعنی پیدا ہونے

والے بچہ میں نصف ملکیت اس کی رہے گی، اور نصف قیمت مالک کی رہے گی، تو اس طرح پیدا ہونے والے بچہ کے نصف حصہ کے عوض جانور کو چارا پانی اور دیکھ بھال کے لئے دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس جانور کی ملکیت کس کی سمجھی جائے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پیدا ہونے والے بچہ کی نصف ملکیت کے عوض جانور کو دیکھ بھال کے لئے دینا جائز نہیں ہے، جو شخص دیکھ بھال پر رکھے گا وہ نصف بچہ کا مالک نہیں ہوگا، بلکہ جتنے دن دیکھ بھال اور چارا پانی کرے گا اتنے دن کی اجرت مثل کا حقدار بنے گا، اور وہ بچہ اور جانور دونوں اصل مالک کے ہی کہلائیں گے، گائے ہو یا بھینس یا بکری ہو یا مرغی سب کا حکم ایک ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۴۸﴾ نصف چوزوں کے عوض انڈوں پر مرغی بٹھانا

سوال: ایک شخص اپنی مرغی اور کچھ انڈے دوسرے شخص کو دیتا ہے، وہ دوسرا شخص ان انڈوں پر مرغی بٹھاتا ہے اب انڈوں سے جو چوزے نکلیں گے وہ دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوں گے، یعنی جتنے چوزے پیدا ہوں گے وہ نصف مرغی بٹھانے والے کو مزدوری میں ملیں گے، تو اس طرح مرغی بٹھا کر یکساں حصہ سے چوزے تقسیم کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص صرف انڈے ہی دوسرے شخص کو دیتا ہے اور یہ دوسرا شخص ان انڈوں پر اپنی مرغی بٹھاتا ہے اور چوزے بڑے ہو جانے کے بعد دونوں یکساں تقسیم کر لیتے ہیں، تو اس طرح معاملہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نا جائز ہے تو اس کا جائز طریقہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکور دونوں صورتیں نا جائز ہیں، اس طرح

چوزوں کے نصف حصہ کے عوض انڈوں پر مرغی بٹھانا جائز نہیں ہے، اس کے باوجود کوئی بٹھائے گا تو بٹھانے والا نصف چوزوں کا حقدار نہیں ہوگا، بلکہ کل چوزے اور انڈے مرغی والے کے ہوں گے، دوسرے کو پرورش اور دیکھ بھال کی مزدوری ملے گی۔ (شامی، در مختار:۴)۔

جائز صورت یہ ہے کہ دونوں شخص مل کر نصف نصف مرغی اور انڈے خریدیں، اس کے بعد کوئی ایک شخص انڈوں پر مرغی بٹھائے پھر جو چوزے پیدا ہوں گے وہ دونوں کے نصف نصف سمجھے جائیں گے۔ (عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۴۹﴾ بکرے کے نصف حصہ کے عوض بکری پرورش میں دینا

سوال: ہم نے ایک بکری زید کو دیکھ بھال اور پرورش کرنے کے لئے دی اور شرط یہ کی کہ اس بکری کو جو بچہ پیدا ہوگا اس کے ایک سال کے ہونے پر اس کی قیمت لگائی جائے گی اور جو قیمت ہوگی اس کا نصف حصہ زید کو ملے گا، اور بکری کی ملکیت ہمیشہ کے لئے ہماری ہی رہے گی، بکری نے ایک بکرے کو جنم دیا وہ جب ایک سال کا ہوگیا تو ہم نے اس کی نصف قیمت زید کو دے کر بکری اور بکرا واپس لے لیا، اب ہم اس بکرے کی قربانی کرنا چاہتے ہیں، لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بکرے کی قیمت نصف ہی ادا کی ہے اس لئے اس بکرے کی قربانی درست نہیں ہے۔ تو اس مسئلہ کا شرعی حل جو ہو وہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شرعاً اس طرح پیدا ہونے والے بچہ کے نصف حصہ کے عوض بکری کو پرورش میں دینا جائز نہیں ہے، لیکن بکری اور اس سے پیدا ہونے والا بکرا آپ کی ملکیت ہی ہے اس کی قربانی جائز ہے، پرورش کے عوض میں جو نصف قیمت دی گئی

وہ بکرے کی قیمت نہیں ہے بلکہ اس کی دیکھ بھال اور پرورش کی مزدوری ہے۔

﴿۲۲۵۰﴾ روپے واپس نہ کرنے والے پر حملہ کرنا

سوال: زید اور عمر کے بیچ روپیوں کی لین دین کا معاملہ تھا، زید نے تجارت کے لئے عمر کو روپے دیئے تھے اور نفع میں زید کا حصہ تھا، کچھ مدت کے لئے معاملہ برابر رہا، بعد میں عمر نے زید کی رقم دبالی اور اصل رقم دینے سے انکار کر دیا اور کہتا ہے کہ اس کے پاس اس کی رقم نہیں بچی، جیسے جیسے رقم آئے گی دیتا جائے گا، زید نے بہت مرتبہ مطالبہ کیا عمر نے بھی سختی بتانی شروع کی، اور دونوں میں تکرار بڑھ گئی اور عمر نے زید پر چاقو سے حملہ کیا اور زخمی کر کے اسے ہسپتال پہنچا دیا۔

گاؤں والوں نے دونوں کے درمیاں صلح کرانی چاہی اور زید سے کہا عمر کے پاس فی الحال رقم نہیں ہے اس کے پاس جیسے جیسے آئے گی تجھے دلاتے رہیں گے، زید ہسپتال سے واپس آیا اور چلنے پھیرنے کے قابل ہو گیا، تو دو تین مرتبہ زید نے چھوٹے چھوٹے حملے عمر پر کئے، گاؤں والے بار بار جھگڑا ختم کراتے رہے اخیر میں جمعہ کے دن عمر نماز کے لئے مسجد میں آیا ہوا تھا، اور جماعت کھڑی تھی زید پیچھے کی صف میں سے آیا اور چاقو سے عمر پر حملہ کیا اور اسے زخمی کر دیا، عمر نے بہت برداشت کیا اور زید صفیں چیرتا ہوا بھاگ گیا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... اسلام اخوت اور بھائی چارگی کی تعلیم دیتا ہے، اس کے اصول اور تعلیمات اور صحابہ کرامؓ کا تعامل اس پر بین دلیل ہے، دنیا کی دیگر قومیں اس کی مثال لانے سے قاصر ہیں، قرآن شریف او و احادیث مبارکہ میں ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی کہا گیا ہے، اور ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر خاص حقوق بتائے گئے

ہیں من جملہ ان میں سے مسلمان کی جان مال کا دوسرے مسلمان پر ناحق حرام ہونا مسلمان کی عزت کی حفاظت اور اس کے ادب و احترام کا بھی حکم دیا ہے، ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے ناحق خون بہانے سے سختی سے منع کیا گیا ہے، اور آپس میں لڑنے کو بہت سی برکتوں اور بھلائیوں سے محرومی کا سبب بتایا گیا ہے، مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے **سباب المؤمن فسوق و قتاله کفر۔** مؤمن کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ (مسلم: ۵۸)۔

مسجد اللہ کا گھر اور عبادت کی جگہ ہے، اور جو شخص نماز کی حالت میں ہوتا ہے وہ گویا اللہ رب العزت سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے، نیز مسجد میں جائز شرعی سزائیں نافذ کرنے سے بھی شریعت نے منع کیا ہے، ان احکام کے پیش نظر مسجد میں جمعہ کے مبارک دن میں جمعہ کی نماز میں نمازی پر حملہ سخت گناہ کا کام اور کبیرہ گناہ ہے، تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل ابولؤلؤ مجوسی غلام کے عمل سے تشبیہ رکھتا ہے جس نے حضرت عمرؓ پر حملہ کیا تھا، اس لئے اس شخص کو چاہئے کہ اپنے اس عمل سے سچے دل سے توبہ کرے، ایسے شخص کی اصلاح کے لئے جماعت اور معاشرہ کوئی دباؤ ڈالنا چاہے تو کر سکتے ہیں، تعزیر کے لئے کوئی حد مقرر یا ضروری نہیں ہے۔ (شامی: ۳) فقط واللہ تعالی اعلم

کتاب المضاربة

﴿۲۲۵۱﴾ ایک کا سرمایہ دوسرے کی محنت اور نفع میں ساجھے داری

سوال: ایک شخص مالدار ہے، وہ غریبوں کو تجارت کے لئے روپے دیتا ہے اور جو نفع ہو اس میں (غریب اور مالدار) دونوں مساوی طور پر حصہ دار ہوتے ہیں تو اس طرح کی پارٹنر شپ جائز ہے؟ مالدار کی محنت نہیں ہے صرف سرمایہ ہے اور غریب کی محنت ہے، تو اس طرح کی ساجھے داری صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ایک شخص کی طرف سے سرمایہ ہے اور دوسرے کی طرف سے محنت ہے اور نفع میں ساجھے داری ہے تو اسے شرعی اصطلاح میں مضاربت کہتے ہیں، مضاربت کی شرائط کی پابندی کے ساتھ اگر یہ معاملہ کیا گیا ہے تو یہ جائز ہے۔ (شامی، درمختار: ۶۸۴/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۵۲﴾ گھاٹے میں ساجھے داری نہ ہونے کی شرط پر مضاربت

سوال: ایک کارخانہ میں دو شخص حصہ دار ہیں ایک شخص کے دس ہزار کی مشینری ہے اور دوسرے شخص کے دو ہزار روپے نقد ہیں، اور نفع میں پہلے والے شخص کے دس آنے اور دوسرے شخص کے چھ آنے ہیں، یہ چھ آنی نفع والا شخص اپنے نفع کے چھ آنی میں سے چار آنی نفع اس شرط پر چھوڑ دیتا ہے کہ گھاٹے میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، گھاٹا ہوا تو وہ پورا دس آنی والے کا رہے گا، اس طرح کی شرط کے ساتھ یہ معاملہ آیا جائز رہا یا ناجائز ہو گیا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شرط فاسد سے شرکت بھی فاسد ہو جاتی ہے، صورت

مسئولہ میں ایک حصہ دار کے نفع میں دس آنی اور دوسرے کے نفع میں چھ آنی رکھی گئی ہے اس طرح نفع کی تقسیم تو درست ہے، لیکن گھاٹے میں بھی اسی تناسب سے ساجھے داری ہونی چاہیئے، گھاٹے میں ساجھے دار نہ ہونے کی شرط شرط فاسد ہے، اس لئے یہ شرط ہٹا کر نفع میں جس تناسب سے حصہ دار ہیں اسی تناسب سے گھاٹے میں بھی حصہ دار بننے کی شرط کے ساتھ دوبارہ نیا عقد کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۵۳﴾ ایک کی محنت اور سرمایہ اور دوسرے کا صرف سرمایہ

سوال: کچھ لوگوں کے پاس ان کے نام کے لائسنس ہیں لیکن وہ پانچ فی صد یا دس فی صد ہی روپے لگاتے ہیں، اور بقیہ رقم دکان چلانے والا لگاتا ہے اور محنت بھی اس کی ہوتی ہے اور نفع میں نصفا نصف مانگتے ہیں۔

اور کچھ لوگ نصف سرمایہ لگاتے ہیں اور بقیہ نصف سرمایہ دکان والا لگاتا ہے اور محنت بھی اسی کی ہوتی ہے، اور نفع میں دونوں کا آدھا آدھا حصہ ہوتا ہے، تو یہ عقد از روئے شرع صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دونوں نے سرمایہ کم یا زیادہ لگایا یا آدھا آدھا لگایا لیکن محنت ایک کی طرف سے ہی ہو اور نفع میں دونوں کی ساجھے داری ہو تو یہ شرکتِ شرکتِ فاسدہ ہے، اور گناہ ہے، البتہ کوئی شخص ایسی شرکت فاسدہ کرلے گا تو نفع دونوں میں آدھا آدھا ہی تقسیم ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۵۴﴾ ایک کے روپے دوسرے کی محنت نفع میں متعینہ رقم کا مطالبہ

سوال: ایک پیشہ میں دو شخص پارٹنر ہیں، ایک کے روپے ہیں اور دوسرے کی محنت، روپے

والے شخص کا کہنا ہے کہ مجھے میرے روپیوں کے عوض ماہانہ ایک خاص رقم دے دی جائے، چاہے تجھے نفع ہو یا نہ ہو اور چاہے بہت زیادہ نفع ہو تو بھی تجھے ایک متعینہ رقم ہی مجھے دینی ہے، تو اس طرح کا عقد کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ فریقین کو اس بات سے کوئی اعتراض نہیں ہے دونوں اس شرط پر خوش ہیں تو کیا اس طرح عقد کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......صورت مسئولہ میں روپیوں کے عوض متعینہ رقم پہلے سے شروع عقد ہی میں متعین کی گئی ہے اور شرط یہ ہے کہ نفع ہو یا نہ ہو اور چاہے زیادہ ہو تب بھی اسے متعینہ رقم ہی دینا ہے تو یہ بھی ایک طرح کا سود ہے، یہ شرکت نہیں ہے اس لئے اس طرح کا عقد کرنا از روئے شرع جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیع الحصص یعنی شیرز

﴿۲۲۵۵﴾ شیرز میں روپے لگانا

سوال: ہمارے یہاں شیر بازار ہے، جہاں بڑی بڑی تجارتی کمپنیوں کے شیرز یومیہ نرخ سے بکتے ہیں، اوران کمپنیوں کے شیرز میں روپے لگانے پر سالانہ فی شیر ۲۰ یا ۲۵ روپے ملتے ہیں جسے انگریزی میں ڈیوی ڈنڈ اور گجراتی میں بیاج کہتے ہیں، اگر مذکورہ کمپنی نقصان کرتی ہے تو یہ روپے شیرز ہالڈر کو نہیں ملتے، توان شیرز کے خریدنے اور ڈیوی ڈنڈ کے نام سے ملنے والی رقم کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جائز تجارت اور حلال اشیائیں بنانے والی کمپنی کے شیر جواکویٹی یا آرڈنری کے نام سے جانے جاتے ہیں خریدنا جائز ہے، اور سالانہ ملنے والا منافع لینا بھی جائز ہے، اس لئے کہ کمپنی کے نقصان کرنے پر یہ منافع نہیں ملتا اور کم منافع کرنے پر کم ملتا ہے اس لئے یہ نفع ہے، سود نہیں ہے، البتہ کمپنی کے جو پریفرنس اور ڈیبینچر شیرز ہوتے ہیں ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۵۶﴾ بلڈنگ سوسائیٹی کے شیر خریدنا اور اسکے ڈیوی ڈنڈ کا حکم

سوال: یہاں برطانیہ میں عوام اپنے روپئے بینک اور بلڈنگ سوسائیٹی میں جمع کرواتے ہیں، اور کچھ حضرات بلڈنگ سوسائیٹی کے شیرز خریدتے ہیں، بینک اور بلڈنگ سوسائیٹی جدا جدا طریقے سے ان روپیوں کو استعمال کرتی ہیں، مثلاً: مکان خریدنے کے لئے یا تاجر حضرات کو تجارت کے فروغ کے لئے سود پر روپئے دیتی ہیں، اور جن کی ڈیپازٹ جمع ہے یا جن کے نام کے شیرز ہیں سال کے اخیر میں انہیں جمع شدہ رقم اور وقت کے حساب سے

ڈیوی ڈنڈ دیا جاتا ہے، یہ ڈیوی ڈنڈ خواہی نہ خواہی ہمارے کھاتہ میں جمع ہوجاتا ہے، تو ان روپیوں کا لینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ہیلی فکس یا کسی بھی بینک میں یا بلڈنگ سوسائیٹی میں عوام اپنا کھاتہ کھول کر روپئے امانت کے طور پر رکھتے ہیں، اور بینک یا بلڈنگ سوسائیٹی اس رقم کو استعمال کر کے سود پر مکان خریدنے کے لئے یا دوسرے کسی کام کے لئے دیتی ہیں، اور امانت رکھنے والے کھاتہ داروں کو ڈیوی ڈنڈ کے نام سے رقم دیتی ہیں جو درحقیقت سود ہی ہوتا ہے، اور سود کی حرمت اور سود کے استعمال کے دینی و دنیوی نقصانات کسی بھی ایمان والے سے مخفی نہیں ہے، قرآن پاک اور حدیث شریف میں سود کھانے والوں سے اللہ اور رسول نے جنگ کا اعلان کیا ہے، اور اس کے لئے آخرت میں دردبھری سزائیں سنائی گئی ہیں، ایک حدیث میں جس مال میں سود کا شبہ بھی ہو اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، اس لئے اللہ، رسول اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے شخص کو چاہئے کہ دنیوی تھوڑے سے فائدہ کے لئے آخرت کی ہلاکت کا سودا نہ کرے، اور ہر قسم کے سود سے بچنا چاہئے۔

ہم نے کسی کے پاس کوئی رقم امانت کے طور پر رکھی اور وہ کمپنی یا شخص اس رقم کو استعمال کرے تو وہ رقم اب اس شخص کے پاس امانت نہیں بلکہ قرض ہوجاتی ہے، اس لئے ہم جو رقم بینک یا بلڈنگ سوسائیٹی میں امانت کے طور پر رکھتے ہیں اور وہ اسے استعمال کرتے ہیں تو وہ رقم اب امانت نہیں رہتی بلکہ قرض ہوجاتی ہے، اور شامی میں ہے **کل قرض جر نفعاً فھو رباً۔** ہر قسم کے قرض پر جو بھی نفع ملے وہ سود ہی ہے۔

اب ہم نے رقم امانت کے طور پر بینک میں رکھی ہے اس رقم کی مقدار اور وقت کو ملحوظ رکھ کر بینک یا کمپنی شیرز کی صورت میں یا کسی اور طریقہ سے نفع دیتی ہے تو یہ نفع سود کی تعریف میں

آتا ہے اس لئے یہ اضافہ والی رقم سود کہلائے گی اور سود کا حکم اس رقم پر عائد ہوگا، اس لئے اس رقم کو بینک سے اٹھالیا جائے اور نفع میں جو شیرز ملے ہوں اسے بیچ دیا جائے اور اس کے جو روپئے حاصل ہوں وہ کسی غریب اور مستحق مسلمان کو سود کے وبال سے بچنے کی نیت سے مالک بنا کر دے دیا جائے، بعد قبضہ کے یہ غریب شخص اس رقم کو جس کام میں خرچ کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

آپ نے سوال میں جس بات کا تذکرہ کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، نفس کا دھوکہ ہے، اس لئے کہ شیرز رکھنا کمپنی میں حصہ دار بننے کے معنی میں ہے اور اس کے لئے یہ شرط ہے کہ جو کمپنی جائز تجارت اور حلال اشیاء بنانے والی ہو اس کمپنی کے شیرز رکھنا جائز ہے اور جو کمپنی شراب بناتی ہو یا جوا کھیلتی ہو یا سودی کاروبار کرتی ہو اس کمپنی کے شیرز رکھنا یا اس کا ڈیوی ڈنڈ استعمال میں لینا ناجائز اور حرام ہے، سوال میں مذکورہ کمپنیوں کا زیادہ تر کاروبار مارگیج (سود پر روپے لینے دینے) کا ہے، اور بہت سے مسلمان نادانستہ طور پر اس میں شامل ہو رہے ہیں اس لئے اس میں حصہ دار بننا اور اس کے شیرز رکھنا اور اس کی آمدنی (نفع) لینا ناجائز اور حرام ہے۔

اب رہا سوال یہ کہ بغیر مانگے اور بغیر عوض کے مفت میں ملے ہیں تو یہ بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ڈپازٹ رکھنے پر ملے ہیں، اور سودی کاروبار کی وجہ سے ملے ہیں اور اس کے منافع سے ملے ہیں، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ سود کو بھی چھوڑ دو اور سود کے شبہ کو بھی چھوڑ دو، نیز حضرت شعبیؒ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی چیز کے نو حصہ حلال کے ہوں اور ایک حصہ میں سود کا شبہ ہو تو ہم ان نو حصوں کو جو حلال کے ہیں اس ایک حصہ کی وجہ سے جس میں سود کا شبہ ہے سود کے خوف سے چھوڑ دیتے ہیں۔ (درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۵۷﴾ کم قیمت میں لے کر زیادہ قیمت میں شیر بیچنا

سوال: ایک شخص ایک کمپنی کا شیر ۳۰۰ روپے میں خریدتا ہے اور ایک ماہ بعد کمپنی کی حالت درست ہونے پر اس کا بھاؤ ۳۵۰ روپے ہو جاتا ہے تو وہ ۳۵۰ روپے میں وہ شیر بیچ دیتا ہے تو اس کا نفع کے ساتھ یہ شیر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

اگر کوئی شخص صرف شیرز کی خرید وفروخت کرتا ہے اور اس پر ملنے والا ڈیوی ڈنڈ نہیں لیتا تو اس کے لئے یہ معاملہ جائز کہلائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کمپنی کو مالی فائدہ ہو یا کمپنی کی پیداوار بڑھ جائے تو کمپنی کے شیر کا بھاؤ بڑھ جاتا ہے، جس سے شیر ہالڈر کا حصہ جو کمپنی میں تھا اس کی قیمت بھی بڑھ جاتی ہے، اس لئے جب شیر کا بھاؤ زیادہ ہو جائے تو اسے نفع کے ساتھ بیچنا جائز ہے۔

﴿۲۲۵۸﴾ زبانی شیرز کی لین دین

سوال: شیرز کی خرید وفروخت کے سودے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جتنے روپے کے شیرز خریدے ہوں اتنے روپے نہیں دینے پڑتے کل قیمت کا دس فی صد یا پندرہ فی صد بھی دے دیا جائے تو بھی کافی ہو جاتا ہے، مثلاً: ۵۰،۰۰۰ روپے کے شیرز خریدے اور ڈپازٹ کے طور پر چار ہزار روپے جمع کروائے اب دلال پندرہ یا بیس دن کا وقت دیتا ہے، اس بیس دن کے بعد اگر شیرز کے بھاؤ بڑھ گئے تو دلال ان چار ہزار روپیوں کے ساتھ نفع دیتا ہے اور اگر گھٹ گئے تو ان چار ہزار روپیوں میں سے اتنے روپے کاٹ لیتا ہے، تو شیرز کا یہ سودا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں شیرز کی لین دین صرف زبانی ہوتی

ہے، باقاعدہ وہ شخص شیرز کا مالک نہیں بنتا اور اس کے قبضہ میں شیرز نہیں آتے ، اور وہ جس چیز کا مالک نہیں بنتا اسے وہ بیچ بھی نہیں سکتا، اس لئے شیرز میں یہ معاملہ ناجائز ہے، اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حرام کہلائے گی۔

﴿۲۲۵۹﴾ کمپنی کے شیرز میں روپے لگانا

سوال: میرے والد صاحب نے اپنی حیاتی میں ایک مکان خریدا تھا، جس میں انہوں نے آٹا پیسنے کی چکی شروع کی تھی، اب پانچ سال ہوئے میرے والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے، ہم دو بھائی اور ایک بہن اور والدہ حیات ہیں۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ والد صاحب کے انتقال کے بعد چکی کے پیشہ میں نفع نہ ہونے کی وجہ سے ہم نے یہ پیشہ بند کر دیا، اور اس مکان کو کرایہ پر دے دیا، جس کرایہ دار کو وہ مکان دیا تھا وہ ساٹھ روپے کرایہ دیتا تھا، پھر اس کا تبادلہ ہو جانے کی وجہ سے وہ چلا گیا، فی الحال ایک ویڈیو فلم دکھانے والے نے ہمارا مکان کرائے پر مانگا ہے، اور وہ سو روپے کرایہ دینے کے لئے تیار ہے بلکہ ۱۲۵ روپے تک دینے کے لئے تیار ہے، ہم خوش حال گھرانہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمیں روپیوں کی کوئی تنگی نہیں ہے، تو کیا ویڈیو فلم دکھاے والے کو مکان کرائے سے دینا جائز ہے؟ اس کا دیا ہوا کرائے کا روپیہ حلال کہلائے گا؟

(۲) بینک میں روپے رکھنے کیسے ہیں؟ حلال ہے یا حرام؟ بینک سے لون لینا کیسا ہے؟ بینک میں روپے رکھنے پر سود ملتا ہے، اور لون لینے میں سود دینا پڑتا ہے اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

(۳) کمپنی کے شیرز خریدنا اور اس میں روپے لگانا کیسا ہے؟ شیرز کا کاروبار جائز ہے یا

نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......

(۱) ویڈیو فلم دکھانے کے لئے گھر کرائے سے دینا جائز نہیں ہے یہ اعانت علی المعصیت ہے اس لئے کرائے پر دینے والا بھی اس گناہ میں اتنا ہی حصہ دار ہوگا جتنا ویڈیو فلم دکھانے والا اور دیکھنے والا ہوتا ہے، اس آمدنی سے (جو ناجائز اور حرام ہے) کرایہ ادا کیا جائے تو وہ رقم بھی ناجائز اور حرام کہلائے گی۔

(۲) بینک میں حفاظت کی نیت سے روپے رکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے، اس پر جو سود ملے اسے استعمال میں نہ لاکر غرباء، مساکین کو بلا نیت ثواب اپنے سر سے وبال کو اتارنے کی نیت سے دے دینا چاہئے۔

(۳) جائز تجارت اور حلال اشیاء بنانے والی کمپنی کے آرڈنری شیرز خریدنا اور اس میں روپے لگانا جائز ہے، اور اس کی آمدنی حلال کہلائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۶۰﴾ آرڈنری شیرز سے بھی تقویٰ اور پرہیز گاری پر عمل کرتے ہوئے بچے تو یہ اولیٰ اور افضل ہے۔

سوال: جب کوئی نئی کمپنی بازار میں آتی ہے، تو اول اس کے پروجیکٹ کو پورا کرنے کے لئے اس کے ڈائریکٹر اس کا رأس المال متعین کرتے ہیں، اور کچھ رقم اپنی طرف سے اس میں لگاتے ہیں، اور کچھ رقم شیرز کی شکل میں بازار میں رکھتے ہیں اور کچھ رقم ICICI,IDBI,IFCI,GIIC سے لون پر لی جاتی ہے جس کا سود کمپنی کو ہر سال بھرنا پڑتا ہے۔

اب جو شیر ہالڈر شیر خریدتا ہے اور اس کے شیرز کی قیمت بازار کے بھاؤ سے گھٹتی بڑھتی ہے، اب چاہے اس کمپنی کا ڈیوی ڈنڈ ملے یا نہ ملے لیکن کسی بھی کمپنی کو چلانے کے لئے آج کے دور میں سود پر روپے لینے ہی پڑتے ہیں، تو ایسی کمپنی کے شیرز میں مسلمان بھائی روپے لگا سکتے ہیں؟ اگر جائز ہے تو کس دلیل سے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جائز تجارت کرنے والے اور حلال اشیاء بنانے یا بیچنے کا کاروبار کرنے والی کمپنی میں حصہ دار بننا اور اس کے آرڈنری شیرز خریدنا یا بیچنا جائز ہے۔ البتہ تقوی اور پرہیزگاری پر عمل کرتے ہوئے کوئی شخص اس سے بھی بچے تو یہ اولیٰ وافضل ہے۔ اس مسئلہ کی مکمل وضاحت مع دلیل امداد الفتاویٰ: ۳/۱۴۷ پر حضرت اقدس مولانا تھانویؒ نے کی ہے، وہاں دیکھ لی جائے، کمپنی چلانے یا کاروبار کو فروغ دینے کے لئے سود پر روپے لینے پڑتے ہوں تو مسلم حصہ دار اپنی ناراضگی اور خلاف شرع ہونے کو بتائے، اب کمپنی کے ذمہ دار یا زیادہ تر حصہ دار غیر مسلم ہوں گے اور اس کی بات نہیں مانیں گے تو اب وہ گنہگار نہیں ہوگا، نیز جو لون انہوں نے لی ہے اس کا جو سود دینا پڑتا ہے وہ شیر ہالڈر سے نہیں لیا جاتا، بلکہ شیر ہالڈر کو ڈیوی ڈند ملتا ہے، اس لئے اس میں کچھ خرابی نہیں ہے۔

نیز اگر کمپنی کو کوئی نفع سود کی رقم سے حاصل ہوا ہے تو چونکہ زیادہ تر نفع حلال کمائی کا ہے اس لئے اس کی بھی گنجائش ہے نیز وہ سود حلال رقم کے ساتھ خلط کر کے تقسیم کیا جاتا ہے اور مسلم، غیر مسلم ہر ایک کو تقسیم کیا جاتا ہے، سود کو حلال رقم سے جدا کر کے تقسیم نہیں کیا جاتا اس لئے اس کی بھی گنجائش ہے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۲۲۶۱﴾ سودی کاروبار کرنے والی کمپنی کے شیرز کی خرید وفروخت

سوال: کنیڈا میں ہم چار پانچ مسلمان مل کر شیرز کی خرید وفروخت کرنا چاہتے ہیں، جب شیرز کی قیمت کم ہو تب خرید لیا جائے اور جب نرخ بڑھ جائے تو بیچ دیا جائے، کچھ کمپنیاں سودی لین دین کرتی ہیں، بینک کے ذریعہ سودی کاروبار کرتی ہیں، اور سال کے ختم پر ان کمپنیوں کے شیرز پر ڈیوی ڈنڈ بھی ملتا ہے، تو ایسے شیرز کی خرید وفروخت کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شیرز کی خرید وفروخت اسلامی اصولوں کے مطابق کی جائے تو ہی جائز اور درست کہلاتا ہے، جب قیمت کم ہو تب خرید لیا جائے اور بڑھنے پر بیچ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے، شیر ہالڈر کمپنی کا حصہ دار سمجھا جاتا ہے، اس لئے سودی لین دین یا کاروبار کرنے والی کمپنی کے شیرز خریدنا یعنی اس کا حصہ دار بننا ناجائز اور حرام ہے، اس لئے ایسی کمپنی کے شیرز نہیں خریدنے چاہئے۔

﴿۲۲۶۲﴾ شیرز کا منافع

سوال: تجارت کرنے والی کمپنی یا کوئی چیز بنانے والی کمپنی کے آرڈنری شیرز بازار کی قیمت سے خریدنا یا لینا جائز ہے یا نہیں؟ شیرز کی قیمت بازار میں کم وزیادہ ہوتی رہتی ہے، تو خرید قیمت سے زیادہ میں اس شیر کو بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حلال اشیاء بنانے والی یا تجارت کرنے والی کمپنیوں کے آرڈنری شیرز بازار کی قیمت سے خریدنا یا لینا جائز ہے، اور اس کی آمدنی شرعاً درست ہے، ڈبینچر شیرز کی لین دین جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۶۳﴾ یونٹ ٹرسٹ کے یونٹ خریدنا

سوال: یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا ایک فائنانشل ادارہ ہے اس ادارہ کے عہدے داروں کا تقرر سرکار کرتی ہے، جو شخص اس ادارہ کے یونٹ خریدنا چاہتا ہے تو ادارہ اسے یونٹ اصل قیمت سے نہیں بیچتی بلکہ ایک خاص طریقہ سے کمپنی کے یونٹ کی ویلیو گنی جاتی ہے مثلاً فی الحال ایک یونٹ کی قیمت بارہ روپے پچاس پیسے ہے، اب اگر یہی یونٹ ادارہ کو بیچنا ہو تو ادارہ وہ یونٹ خرید لیتا ہے لیکن ادارہ نے جس قیمت میں بیچا ہے اس سے کم قیمت دیتا ہے۔

یونٹ بیچ کر جو سرمایہ جمع ہوتا ہے اسے ادارہ آمدنی کے متفرق ذرائع میں لگاتا ہے کچھ روپیوں سے بڑی کمپنیوں کے شیرز خریدے جاتے ہیں، کچھ رقم سے کچھ نامی کمپنیوں کے بانڈ، ڈبینچرس خریدے جاتے ہیں جس پر ادارہ کو متعینہ سود ملتا ہے، سال کے ختم پر ادارہ کو جو منافع ہوتا ہے اس کا کچھ فی صد اس ادارہ کے یونٹ کے خریداروں میں یکساں طور پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

ابھی ابھی یونٹ ٹرسٹ نے ایک نئی اس سکیم نکالی ہے، جس سے وہ خریداروں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے، اس سکیم کو یولپ کہا جاتا ہے، اس میں چار فائدے ہیں۔

(۱) ڈیوی ڈنڈ ہر سال بڑھتا ہے۔ (۲) جو ڈیوی ڈنڈ ملتا ہے وہ ٹیکس فری ہوتا ہے۔ (۳) پندرہ ہزار روپے کا ایکسیڈنٹ بیما مفت کر دیا جاتا ہے۔ (۴) بارہ ہزار کا لائف انشورنس بغیر کسی چیک اپ کے بنا دیا جاتا ہے۔

اس میں شرط صرف یہی ہے کہ کم از کم تین ہزار روپے کے یونٹ خریدنے ہوں گے اور دس سے پندرہ سال کی مدت تک رکھنے پڑیں گے۔

اس معاملہ پر شرعی نظر ڈال کر بتائیں کہ کیا ایک مسلمان کے لئے اس ادارہ کے یونٹ خریدنا جائز ہے؟ جب کہ یہ سال کے ختم پر ڈیوڈنڈ اور سود ملا کر اپنا نفع تقسیم کرتی ہے۔ کچھ دینی ادارے اس ٹرسٹ میں اپنے روپے لگاتے ہیں تو وہ کس بنیاد پر لگاتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... جس طرح بینک میں روپے رکھ کر اس سے ملنے والا سود ناجائز ہے اسی طرح یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کے یونٹ خرید کر اس پر ملنے والی اضافہ کی رقم بھی ناجائز اور حرام ہے، یہی حکم نیشنل سیونگ سٹیفکیٹ خرید کر اس پر ملنے والی اضافہ کی رقم کا بھی ہے یہ ایک طرح کا سود ہے جو ناجائز اور حرام ہے۔

یونٹ میں لگائی گئی رقم دو حال سے خالی نہیں:

(۱) یا تو یونٹ میں دی جانے والی رقم کو امانت سمجھو، تو مسئلہ یہ ہوگا کہ امانت کے طور پر دی گئی رقم کو بعینہ حفاظت سے رکھنا ضروری ہے، اگر جیسی دی گئی ہے ویسی ہی اس کی حفاظت نہیں کی بلکہ دوسری رقم کے ساتھ اسے ملا دیا یا وہ رقم کسی دوسرے شخص کو دے دی تو اب اس رقم کا حکم امانت کا نہیں رہا وہ قرض ہوگئی۔ اور یہ قرض مالی ہے اور مالی قرض پر جو بھی اضافہ ملے وہ سود ہے، قاعدہ کلیہ ہے **کل قرض جر نفعا فھو رباً**۔ (شامی)۔

(۲) دوسری حالت یہ ہے کہ اس رقم کو امانت نہ سمجھیں تو یہ ایک طرح کی پارٹنرشپ یعنی شرکت ہے، لیکن یہ ادارہ زیادہ تر فائنانس کا کام کرتا ہے یعنی سود پر روپے دیتا ہے اس کے دوسرے جائز پیشے بھی ہیں لیکن اس کا فی صد بہت کم ہے، اس لئے اس کی زیادہ تر آمدنی بانڈز یا ڈبینچرز اور بڑی کمپنیوں کو دی گئی رقم کا سود ہے، اور اس آمدنی کا حکم حرام ہے، اور یہی آمدنی اس کے شرکاء کو تقسیم کی جاتی ہے اس لئے اس نفع کا لینا یا استعمال کرنا بھی جائز نہیں

ہے، کما فی العالمگیریہ۔

لہذا اس کی جو بھی حیثیت سمجھی جائے بہر حال اس ادارہ میں روپے لگانا شرعاً ناجائز ہے یہ سودی کاروبار کا نیا طریقہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۶۴﴾ یونٹ ٹرسٹ سے متعلق ایک فتویٰ

سوال: حکومت نے سالوں سے یونٹ ٹرسٹ نام کی ایک اس سکیم نکالی ہے، یونٹ کی فروخت قیمت ۱۰:۵۰ ہے، اور خرید قیمت بھی ۱۰:۵۰ ہی ہے، یونٹ کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، جب جو بھاؤ ہو اسی بھاؤ سے ملتی ہے یا بکتی ہے، اس سے حکومت ایک فنڈ جمع کرتی ہے، اور نئی لسٹیڈ کمپنی کو اس میں سے سود پر بڑی رقم دیتی ہے، نیز ان روپیوں سے دوسری بڑی کمپنیوں کے آرڈنری اور پریفرنس شیرز بھی خریدتی اور بیچتی رہتی ہے، حکومت کی طرف سے ایک کمیٹی نامزد ہوتی ہے جو اس کی نگرانی رکھتی ہے، سال کے ختم پر جو منافع ہو اس منافع پر ڈیوی ڈنڈ دیا جاتا ہے، ہر سال یکساں ڈیوی ڈنڈ نہیں ملتا، اس ڈیوی ڈنڈ پر کوئی محصول وصول نہیں کیا جاتا، اور دوسری کمپنیوں سے ملنے والے ڈیوی ڈنڈ پر تیس فی صد محصول دینا ہوتا ہے، کوئی بھی شخص کسی بھی وقت اس یونٹ میں روپے لگا سکتا ہے اور نکال سکتا ہے۔

اس پوری تفصیل پر شرعی نظر ڈال کر بتائیں کہ کیا یونٹ ٹرسٹ کے یونٹ خریدنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ مسجد یا رفاہی اداروں کے روپے اس یونٹ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... یونٹ ٹرسٹ کی زیادہ تر رقم سود پر دوسری کمپنیوں وغیرہ کو دی جاتی ہے یعنی اس کا اکثر کاروبار اور لین دین سودی ہے اور اس میں روپے لگانا یہ

سودی کاروبار میں تعاون ہے جو بنص قرآنی ناجائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والا منافع سود کی رقم سے دیا جاتا ہے اس لئے وہ بھی ناجائز اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۶۵﴾ نام پر کئے بغیر شیرز بیچنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شیرز کی خرید و فروخت از روئے شرع کس طرح جائز اور کس طرح ناجائز ہے؟

بازار میں یہ طریقہ رائج ہے کہ شیرز خریدنے والا فوراً اپنے شیرز کو بیچ سکتا ہے، شیرز کا دلال کچی رسید جسے کنٹریکٹ کہا جاتا ہے وہ شیرز خریدنے والے کے نام بنا دیتا ہے اور شیرز کی ڈلیوری بھی مل جاتی ہے اور اس طرح بازار میں خرید وفروخت ہوتی ہے، کمپنی کے شیرز کی بک میں پُرانے مالک کا نام ہوتا ہے کمپنی کو اطلاع کر کے نئے مالک کے نام پر کرنے میں تین مہینے نکل جاتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اتنے وقت میں شیرز کا بھاؤ بڑھ کر دوبارہ کم ہو جاتا ہے، مثلاً: کسی شخص نے ٹاٹا کمپنی کا آرڈنری شیر اسی روپے میں خریدا، اب دس دن بعد اسے اس کے نوے روپے مل رہے ہیں لیکن اگر یہ تین مہینہ انتظار کرتا ہے تو اس کا بھاؤ نوے سے واپس اسی ہو جانے کا امکان ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ شیر کی بک میں نام منتقل ہونے سے قبل اس شیر کا بیچنا کیسا ہے؟ یہ سودا ہے یا جُوا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شریعت میں بیع کے صحیح ہونے کے لئے ایجاب وقبول اور قبضہ شرط ہے، لہذا صورت مسئولہ میں شیرز بیچنے والے نے شیرز خریدنے والے کے ساتھ ایجاب وقبول کرلیا اور شیر ٹرانفسر کے لئے دستخط بھی کر دی اور شیر سر ٹیفکیٹ پر قبضہ

بھی دے دیا، جو شیر پر قبضہ کے مترادف ہے لہذا شرعی تقاضیٰ تام ہو جانے کے سبب یہ بیع صحیح ہو گئی، کمپنی کے رجسٹر میں نام تبدیل کروانا ضروری نہیں ہے، لہذا سوال میں مذکورہ طریقہ سے شیرز کی خرید و فروخت صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۶۶﴾ ڈیوی ڈنڈ کا حکم

سوال: بڑی کمپنی اور تجارتی اداروں کے شیرز خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ شیرز پر ملنے والے ڈیوی ڈنڈ کو استعمال میں لانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... آرڈنری شیر خریدنا اور اس پر ملنے والا ڈیوی ڈنڈ جائز ہے، یہ سود نہیں ہے، یہ تجارت کا منافع ہے، اسی لئے اس میں کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے اور ہر سال یقیناً ملتا ہی رہے گا یہ بھی متعین نہیں ہوتا، اور ڈبینچر شیر جس کی آمدنی متعین ہوتی ہے، کمپنی کو نقصان ہو تو بھی اس میں نفع دینا پڑتا ہے یہ سود ہے، ایسے شیر خریدنا اور اس کے ڈیوی ڈنڈ کو استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔

﴿۲۲۶۷﴾ برما شیل اور الیکٹرک کمپنی کے آرڈنری شیرز خریدنا جائز ہے۔

سوال: برما شیل اور الیکٹرک کیمنی کے شیر آمدنی کے لئے خریدنا کیسا ہے؟ ان شیرز کی قیمت کم و زیادہ ہوتی رہتی ہے، کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوتی ہے، ایسے شیرز خرید کر آمدنی کا ذریعہ بنانا حلال ہے یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ کمپنی اگرچہ تجارت کرتی ہے، تاہم سودی لین دین بھی کرتی ہے، اس لئے وہ ناجائز کہتے ہیں، آنجناب فقہ و سنت کی روشنی میں اس مسئلہ کی صحیح تحقیق فرما کر شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... برما شیل یا الیکٹرک کمپنی کے آرڈنری شیر خریدنا اور اس

کی آمدنی استعمال میں لانا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۶۸﴾ الیکٹرک کمپنی کے شیرز کا ڈیوی ڈنڈ

سوال: میرے پاس الیکٹرک کمپنی کے شیرز ہیں، ان شیرز پر سالانہ ڈیوی ڈنڈ ملتا ہے، اس ڈیوی ڈنڈ کا لینا اور استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شیرز کی مختلف قسمیں ہیں، اور ہر قسم کا حکم بھی جدا جدا ہے، اگر آپ کے پاس جو شیرز ہیں وہ آرڈنری شیرز ہوں تو اس کا ڈیوی ڈنڈ یہ ایک قسم کا نفع ہے اس لئے اس کا لینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۶۹﴾ ڈے ٹریڈنگ کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: فی زمانا شیرز کی خرید و فروخت پورے ہندوستان میں انٹرنیٹ سے ہوتی ہے، مثلاً: ٹاٹا، انڈو برما کے بھاؤ دیکھ کر پانچ سو روپے میں شیر خریدے گئے، لیکن کچھ ہی دیر میں ان شیرز کی قیمت چھ سو روپے ہو جاتی ہے، تو خریدنے والا اسے بیچ دیتا ہے، زیادہ تر خرید و فروخت اسی طرح ہوتی ہے، اس سودے سے وہ شیرز مالک کے اکاؤنٹ میں نہیں آتے، اور لئے ہوئے مال کے روپے بھی فوراً نہیں دینے پڑتے، چوبیس گھنٹے میں اپنے اکاؤنٹ میں یا ان کے اکاؤنٹ میں روپے جاتے ہیں، ایسا شیر بازار کے دلال کہتے ہیں، تو اس طریقہ سے شیر بازار کا بیوپار کرنا کیسا ہے؟ اگر یہ طریقہ صحیح نہیں ہے تو اس کی جائز صورت کیا ہے یہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... آرڈنری شیرز اس کمپنی کے جو جائز تجارت یا حلال مال بنانے والی ہو اس کی خرید و فروخت کرنا اور نفع لینا جائز ہے، کسی بھی کمپنی کے ڈبینچر شیر لینا یا

بیچنا جائز نہیں ہے۔

بیع کے شریعت میں خاص اصول مقرر ہیں، جو فقہ کی کتاب البیوع میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں، ان اصولوں کے مطابق بیع ہوگی تو ہی بیع صحیح کہلائیگی۔

لہذا انٹرنیٹ پر خرید وفروخت کی لیکن سٹرٹیفکیٹ پر قبضہ نہیں کیا اور صرف کاغذ اور کمپیوٹر پر ہی تعداد بتلادی تو ایسی بیع شرعاً جائز نہیں ہے، مبیع پر قبضہ شرط ہے، بعد قبضہ کے کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

متفرقات

﴿۲۲۷۰﴾ کھلے روپے دینا گاہک کی ذمہ داری ہے۔

سوال: آج کل ریزگاری کی بہت تنگی ہے، سب لوگ بہت پریشان ہیں، اس لئے کچھ مسلمان تاجروں نے یہ طریقہ اپنایا ہے کہ جب کوئی گاہک مال لینے آتا ہے اور کھلے روپے نہیں ہوتے ہیں تو اتنی قیمت کی اور کوئی چیز اسے دے دیتے ہیں حالانکہ گاہک کا اس چیز کو لینے کا ارادہ نہیں ہوتا لیکن تاجر زبردستی اسے وہ چیز دے دیتے ہیں۔ اگر گاہک وہ چیز نہ لے تو اسے اس کی ضرورت کی چیز جو اس نے تاجر سے خریدی تھی واپس کر دینی پڑتی ہے اور تاجر کہتا ہے کہ کھلے روپے لے کر آؤ، اس لئے چار و ناچار گاہک کو وہ چیز لینی پڑتی ہے، تو کیا اسلام میں اس طرح زبردستی کوئی چیز دینے کی اجازت ہے؟ تاجر کے اس رویہ کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... گاہک نے جتنے روپے کی چیز خریدی اتنے روپے کھلے دینا گاہک کی ذمہ داری ہے اور گاہک پر کھلے روپے دینا لازم ہے، اس لئے گاہک کو کھلے روپے دینے چاہئے، نیز تاجر کے پاس کھلے روپے دینے کے لئے نہ ہوں تو زبردستی کوئی چیز دینا مناسب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۷۱﴾ حکومت کے قاعدہ کے سہارے سے دوسرے کی زمین اپنے نام کر لینا

سوال: ایک ہندو بھائی کی زمین ہے جس میں ایک مسلمان شخص کھیتی کرتا تھا، اور کسان میں مسلمان ہی کا نام تھا، حکومت نے قاعدہ جاری کیا کہ جو کاشت کرے اس کی زمین ہوگی، اس قاعدہ سے یہ زمین اس مسلمان بھائی کو دے دی اور ہندو بھائی کے لئے ایک رقم

ہفتہ سے مقرر کردی، اب یہ ہفتہ کی رقم وہ مسلمان بھائی نہ دے بلکہ مسجد کی جماعت دیدے تو مسجد کی جماعت اس زمین کی مالک بن جائے گی یا نہیں؟ اور اس زمین کی آمدنی مسجد میں یا مسجد کی جماعت کے کاموں میں استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس طرح اس مسلمان بھائی کو اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کسی کی زمین دبا لینا جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں اس سے سختی سے منع کیا گیا ہے، اس لئے حکومت کے قاعدہ کی مدد لے کر کسی کی زمین بغیر اس کی رضامندی کے لے لینا جائز نہیں ہے، تو مسجد اور مدرسہ جیسے کارخیر میں کہاں سے لیا جاسکتا ہے اس لئے زمین کے اصل مالک کو راضی کرکے خود خرید لے یا مسجد کے لئے خرید لے تو جائز ہے، تاکہ قیامت کے دن اللہ کی ناراضگی سے بچا جاسکے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۷۲﴾ بے خیالی میں لگنے والی آگ سے پڑوسی کا مکان جل گیا تو ذمہ دار کون ہوگا؟

سوال: مکان کے پیچھے والے حصہ میں ایک چھوٹا سا گودام ہے، مغرب کے وقت دکان میں کام کرنے والے حبشی ملازم کو جوتے لینے بھیجا، تاریکی کی وجہ سے اتفاقاً ہاتھ یا پیر لگنے سے بوتل ٹوٹ گئی، دیکھنے کے لئے دیا سلائی جلائی تو فوراً شعلہ بھڑکا، جس کی وجہ سے دوسری بوتل بھی ٹوٹ گئی اور آگ زور پکڑگئی، پڑوس میں ایک بھائی کا مکان تھا وہ اور اس کا تمام سامان زمین دوز ہوگیا۔

تو اب سوال یہ ہے کہ حبشی سے بے خیالی میں دیکھنے کے لئے دیا سلائی جلاتے ہوئے یہ واقعہ پیش آیا، تو پڑوس کے گھر اور سامان کا ذمہ دار کون ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حبشی نے جان بوجھ کر آگ نہیں لگائی، بے خیالی میں

اور اتفاق سے آگ لگ گئی جس سے پڑوسی کا مکان اور سامان جل گیا، تو کسی پر ضمان نہیں آئے گا۔ (قاضی خان: ۲:۲۷۲، فتاویٰ رشیدیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۷۳﴾ پریس میں ذی روح کی تصویر چھاپنا

سوال: ہمارا ارادہ پریس شروع کرنے کا ہے، اب سوال یہ ہے کہ مسلم اور غیر مسلم دیوالی کارڈ، کلینڈر، بل بک وغیرہ میں ذی روح کی تصویروں والی تصویر طباعت کے لئے دیتے ہیں تو انہیں طباعت کر دینا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

ایک شخص کا کہنا ہے کہ ذی روح کی تصویریں یا بتوں وغیرہ کی طباعت غیر مسلم کی ہو تو کر سکتے ہیں اور مسلمان کی ہو تو نہیں کر سکتے، تو اس میں صحیح کیا ہے؟ یہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بخاری شریف کی حدیث میں ذی روح کی تصویریں بنانے اور بنوانے پر سخت الفاظ میں وعید وارد ہے، اس لئے اس سے سختی سے بچنا چاہئے۔

﴿۲۲۷۴﴾ نیلامی میں چرواہوں سے بیٹھک لینا

سوال: ہمارے گاؤں میں دوسرے گاؤں کے چرواہے اپنی بھیڑ بکریاں چرانے آتے ہیں، وہ صرف گھاس چارا ہی نہیں چراتے بلکہ کسانوں نے جو کھیتی کی ہو تو اس کی فصل تیار ہونے کے بعد کسان نے فصل اتار لی تو اب جو جھاڑ جھنکار، پتے پودے بچے ہیں وہ بھی چراتے ہیں، نیز ببول کی سینگ اور دوسرے درخت کے پتے وغیرہ بھی چراتے ہیں۔

اب ہوتا یہ ہے کہ گاؤں والے اس کے عوض ان چرواہوں سے بیٹھک لیتے ہیں، یعنی گاؤں والے نیلامی کرتے ہیں اور گاؤں کا جو شخص زیادہ قیمت دیتا ہے اس کی زمین میں چرواہے اپنی بھیڑ بکریاں بٹھاتے ہیں تا کہ وہ بھیڑ بکریاں جو مینگنی یا پیشاب کریں وہ اس کی زمین

میں گریں اور وہ اس زمین کے لئے کھاد بنے، اس کے روپے وہ گاؤں والا نیلامی میں دیتا ہے، اور ان روپیوں سے گاؤں والے گاؤں کے راستے، نالے اور تالاب کی مرمت کرواتے ہیں، تو اس طرح چرواہوں کو چرانے دینا اور بیٹھک لینا جائز ہے یا نہیں؟ یہ پورا معاملہ فقہ وسنت کی روشنی میں صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں دو مسئلے ہیں:

ایک تو خودرو گھاس پودوں کے چرنے کا عوض، جس کے لئے درمختار میں لکھا ہے کہ ''جو چیزیں مباح الاصل ہیں ان کا عوض لینا حرام ہے''۔ لہذا جب تک خودرو گھاس پودے کاٹ کر اپنے قبضہ میں نہ لے لئے جائیں اس وقت تک ان کی بیع کرنا یا عوض لینا جائز نہیں ہے، لیکن کھیت میں جو چیزیں اگی ہیں وہ کھیت کے مالک کی ہیں، اور وہ بھیڑ بکریوں کو گھاس پودوں کے چرنے سے روک سکتا ہے، اور اسے بیچ کر عوض بھی لے سکتا ہے، اور یہ جائز ہے لہذا کھیت کے مالکان ان چیزوں کو چرنے دیں اور چرواہوں سے اس کی کوئی قیمت لیں تو یہ جائز ہے۔

ایک ماہر قانون سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ سرکاری قانون کے مطابق جب تک ہر کھیت کا مالک چرانے کی اجازت نہ دے اس وقت تک چرواہے گاؤں میں چرا نہیں سکتے، جس سے معلوم ہوا کہ ہر کسان اپنے کھیت کے جھاڑ جھنکار اور بچے کچے پودے پتے چرانے کی اجازت دیتا ہے، اگر بات یہی ہے تو چرواہوں سے چرانے کے عوض ایک قیمت متعین کرنا اور اس کا عوض لینا جائز کہلائے گا۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ چرواہے اپنی بکریوں کو جس کھیت میں بٹھاتے ہیں وہ کھیت والا نیلامی

میں ایک بڑی رقم دیتا ہے، اور بکریاں بٹھانا اصل نہیں ہے بلکہ انکی مینگنیاں اور پیشاب کھاد کے طور پر کام آتا ہے، گویا یہ کھاد کا سودا ہے، اور کھاد اس وقت معدوم ہے اور یہ معدوم کی بیع ہو رہی ہے اس لئے یہ سودا نا جائز ہے، جس وقت نیلامی ہو رہی ہے اس وقت کھاد موجود اور قبضہ میں نہیں ہوتی اور جو چیز موجود اور قبضہ میں نہ ہو اس کی بیع بیع باطل کہلاتی ہے۔

صورت مسئولہ میں جائز طریقہ یہ ہے کہ چرواہوں سے چروانے کے عوض ایک خاص رقم مقرر کی جائے، اور چرواہے اپنی مرضی کے مطابق کھیت میں بھیڑ بکریوں کو بٹھائیں اور وہاں کھیت میں جو مینگنیاں اور پیشاب وغیرہ کریں اسے چرواہوں سے روپے دے کر خرید لیا جائے تو یہ طریقہ جائز ہے۔ (عالمگیری، شامی، ہدایہ وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۷۵﴾ چندہ کی رقم کا چوری ہو جانا

سوال: ایک جناب مسجد، مدرسہ کے چندہ کے لئے ممبئی گئے ہوئے تھے، پانچ ہزار ایک سو روپے کا انہوں نے چندہ کیا، جب وہ واپس آ رہے تھے تو ٹرین میں ان کی جیب کٹ گئی اور چندہ کی پوری رقم چوری ہو گئی، اب سوال یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ رقم وہ جناب اپنے مال سے دینے کے مستوجب ہیں یا نہیں؟ اور متولی کا انہیں معاف کر دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکور شخص کے پاس وہ رقم امانت تھی، اگر مکمل نگرانی اور حفاظت کے باوجود وہ رقم چوری ہو گئی تو ان پر اس رقم کا ضمان نہیں آئے گا، اور متولی ان سے جبراً وصول نہیں کر سکتے۔ (شامی: ۴/۴۹۴) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۷۶﴾ انگلینڈ کے سودی کاروبار کی وجہ سے وہاں کا سفر

سوال: ایک عالم شخص انگلینڈ کے ایک شہر میں بچوں کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ میں مدرس

کی حیثیت سے جا رہے ہیں، جانے سے قبل انہیں یہ اطلاع ملی کہ انگلینڈ میں تمام کاروبار سود پر ہی ہوتا ہے یہاں تک کہ رہائش کا مکان، مکان کا فرنیچر بھی سود پر ہی لینا پڑتا ہے، یعنی اگر آپ کو انگلینڈ میں رہنا ہو تو کسی نہ کسی حالت میں آپ کی مرضی کے خلاف سودی لین دین کرنی ہی پڑتی ہے ان حالات میں اس عالم شخص کا انگلینڈ جانا مناسب ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سوال میں مذکورہ حقیقت صحیح نہیں ہے، وہاں سود پر لینے کے لئے کوئی مجبور نہیں کرتا ہے اور جو شخص بچنا چاہتا ہو وہ سودی لین دین سے بچ سکتا ہے، لہذا جانے والے شخص کو اگر اپنے آپ پر مکمل یقین ہو کہ وہ گناہ سے بچ سکتا ہے تو وہ انگلینڈ کا سفر کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۷۷﴾ سود کی رقم سے تاوان بھرنا

سوال: ایک شخص کو ایک مسئلہ میں حکومت نے مالی جرمانہ بھرنے کے لئے کہا ہے، اس شخص کے پاس سود کی کچھ رقم ہے اس کا ارادہ ان سود کے روپیوں سے وہ جرمانہ بھرنے کا ہے، تو کیا یہ شخص سود کے روپیوں سے حکومت کا مالی جرمانہ بھر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سود جیسے حرمت والے روپے محتاج اور ضرورت مند شخص کو دے کر اس کی لعنت سے بچنا چاہئے، یہی اس کا بہتر اور صحیح طریقہ ہے البتہ بعض علماء کے قول کے مطابق حکومت سے لی ہوئی سود کی رقم حکومت کے مالی جرمانہ میں بھر کر اسے واپس کی جا سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۷۸﴾ بارش کے پانی سے اُگی ہوئی گھاس دوسروں کو نہ کاٹنے دینا

سوال: ایک شخص کی اپنی ملکیت کی بڑی کھلی زمین ہے اس میں بارش کے موسم میں گھاس

اُگ جاتی ہے اس شخص نے اس زمین کے چاروں طرف باڑ بنائی ہے اور وہ زمین کی دیکھ بھال بھی رکھتا ہے اور زمین سے کانٹے جھنکاڑ دور بھی کرتا ہے، یہ شخص دوسروں کے مویشیوں کو اپنی زمین میں آنے سے روکتا ہے اور کسی اور کو اس زمین سے گھاس کاٹنے نہیں دیتا، اس شخص کا اس زمین سے دوسروں کو گھاس نہ کاٹنے دینا صحیح ہے؟ نیز ایسی زمین کی گھاس کی بیع کی صحیح صورت کیا ہے؟ پوری زمین کی گھاس بغیر کاٹے بیچ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......قدرتی پانی سے اگی ہوئی گھاس مباح الاصل ہے اس سے ہر ایک فائدہ اٹھا سکتا ہے جب تک اسے کاٹ کر اپنے قبضہ اور ملکیت میں نہ لے لیا جائے وہاں تک کوئی اس کا مالک نہیں بنتا، اس لئے کاٹ کر اپنے قبضہ میں لینے کے بعد اسے بیچ سکتے ہیں۔ (کفایت المفتی، شامی) وہ زمین اس کی ملک ہے اس لئے کسی انسان یا جانور کو اس میں داخل نہ ہونے دے تو یہ اس کا قانونی حق ہے۔

﴿۲۲۷۹﴾ بارش کے پانی سے اگی ہوئی گھاس مباح الاصل ہے۔

سوال: چوپائے جانور یعنی مویشیوں کا چارا یعنی گھاس کے کاٹنے کا کیا حکم ہے؟

ایک شخص کا کہنا ہے کہ بارش کے پانی سے اگی ہوئی گھاس ہو تو چاہے وہ سرکاری زمین میں اگی ہو یا پنچایت کی ماتحتی والی زمین میں اگی ہو یا اپنی ذاتی ملکیت والی زمین میں اگی ہو ہر کوئی اس میں سے گھاس کاٹ سکتا ہے اور ہر جانور وہ گھاس کھا سکتا ہے، یہ مسئلہ کہاں تک صحیح ہے؟

یہ تو ماننے میں آتا ہے کہ سرکاری زمین میں تو کوئی دوسرے کے جانور کو چرنے سے نہیں روک سکتا، لیکن میری ملکیت والی زمین میں میں دوسرے کے جانوروں کو چرنے سے کیوں

نہیں روک سکتا؟ اس کا کہنا ہے کہ ملکیت والی زمین ہو یا سرکاری زمین ہو کوئی بھی زمین میں قدرتی پانی سے اگی ہوئی گھاس کے کاٹنے اور اس میں جانوروں کے چرنے سے کوئی نہیں روک سکتا اور بہشتی زیور کا حوالہ دیتا ہے، تو کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بہشتی زیور کے حوالہ سے بتایا گیا مسئلہ بالکل صحیح ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو گھاس بارش کے پانی سے اگی ہو وہ مباح الاصل ہے یعنی ہر کوئی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور کسی کو اس سے فائدہ اٹھانے سے روکنا صحیح نہیں ہے جب تک اس کو کاٹ کر اپنے قبضہ میں نہ کر لیا جائے وہ کسی کی ملک نہیں ہے، قبضہ کرنے کے بعد وہ قابض کی ملک ہوتی ہے۔ (دیکھیں کفایت المفتی اور مسلم گجراتی فتاویٰ سنگرہ: ۹۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب الاجارة

﴿۲۲۸۰﴾ کسی تنظیم میں کام کرنے والوں کے مابین انصاف کرنا اور شرائط کی پابندی کرنا ضروری ہے؟

سوال: میں اکیس سال سے فلاں مدرسہ میں نوکری کرتا ہوں مدرسہ میں تنخواہ کے علاوہ غلہ، تیل، مٹی کا تیل، گوشت وغیرہ ہر ملازم کو خریدی ہوئی قیمت میں دیا جاتا ہے، میں بھی مدرسہ کا ایک ملازم ہوں، لہٰذا مجھے بھی اناج وغیرہ ملتا ہے، فی الحال میرے گھر میں گیہوں کے ختم ہو جانے کی وجہ سے گیہوں کی دو بوریاں لینے کے لئے جب میں دفتر میں مولانا صاحب کے پاس اجازت لینے کے لئے گیا تو انہوں نے کہا کہ دو بوریاں نہیں دی جائے گی، میں نے کہا کہ میں گذشتہ سال دو بوریاں لے گیا تھا، وہ دو بوریاں گیہوں سال کے مکمل ہونے پر ختم ہو گئیں تو اب دوبارہ دوسرے سال کے لئے دو بوریاں چاہئے۔ میں ہر ماہ نہیں لے جاتا ہوں، اس وقت انہوں نے کہا کہ مہتمم صاحب نے دینے سے منع کیا ہے تھوڑے لے جاؤ اس طرح کہہ کر پچاس کیلو لکھ دئے، جب میں پچاس کیلو گیہوں لینے کے لئے مطبخ کی طرف گیا تو میں نے دیکھا کہ مدرسہ کے دوسرے ملازمین گیہوں کی ایک بوری اور ایک بوری چاول کی لے جارہے ہیں تو میں نے ان ملازمین سے پوچھا کہ اناج کی اتنی ساری بوریاں کہاں لے جارہے ہو تو انہوں نے کہا کہ مولانا کی ہیں ان کے گھر لے جارہے ہیں تو میں نے کہا کہ مولانا نے تو مجھے اس طرح کہا کہ یہ سب بوریاں دینے کی مہتمم صاحب کی طرف سے اجازت نہیں ہے تو وہ یہ بوریاں کس طرح لے جاسکتے ہیں مولانا صاحب۔ مولانا صاحب اور مہتمم صاحب کو جو چیز جب چاہئے اور جتنی چاہئے

مدرسہ کے ملازمین کے ذریعہ سے اپنے گھروں پر بھیج سکتے ہیں، قاعدہ سب ملازمین کے لئے برابر ہے تو اس طریقہ پر مدرسہ سے اناج اپنے گھروں میں بھیجیں تو کیا یہ ان کے لئے جائز ہے اور دوسرے ملازمین مانگیں تو ان کے لئے ناجائز ہے۔

خیر! میں پچاس کیلو پر صبر کر کے بیٹھا رہا پھر جب اس ماہ مٹی کا تیل تقسیم کیا گیا تو مجھے اس کی اطلاع نہیں دی گئی لیکن میں نے دیکھا کہ مٹی کا تیل دوسرے ملازمین کو دے رہے ہیں تو میں گھر جا کر ڈبّہ لے آیا اور جہاں مٹی کا تیل تقسیم ہو رہا تھا وہاں گیا تو مولانا نے مجھے ڈبّہ لے کر آتے ہوئے دیکھا تو مجھے کہا کہ بھائی تمہیں کیروسین دینے کا مہتمم صاحب نے مجھ کو منع کیا ہے، میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ تم گذشتہ ماہ لے گئے تھے تو میں نے پوچھا کہ تم جن لوگوں کو مٹی کا تیل دے رہے ہو ان میں سے ایک بھی ایسا ہے جو گذشتہ ماہ نہیں لے گیا تھا تو انہوں نے کہا کہ گذشتہ ماہ تو سب لے گئے تھے لیکن تمہارے لئے ہی مجھ کو منع کیا ہے، تو میں نے کہا کہ صرف مجھے ہی کیوں منع کیا؟

مہتمم صاحب کا ایک دستور (عادت) ہے کہ جن کے ساتھ ان کا معاملہ بگڑتا ہے ان کے ساتھ دشمنی کرنے میں وہ کبھی نہیں بھولتے، گاؤں والوں نے ''واٹر ورکس'' کے انتظام کے سلسلہ میں ان کو حیران کیا اسی وجہ سے وہ میرے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں اس طرح مجھے پریشان کر کے مجھ پر ظلم کرتے ہیں، کتنے ہی ملازمین اس طرح مہتمم صاحب کے ظلم سے پریشان ہو کر برداشت سے باہر ہونے کی وجہ سے مستعفی ہو گئے اور صابر اساتذہ جن کے بال بچے یوپی اور بہار میں رہتے ہیں، اور یہ حضرات یہاں تنہا رہتے ہیں ان کو روٹی کئی سالوں سے ملتی تھی اب بند ہو جانے کی وجہ سے صبر کر کے بیٹھے ہوئے ہیں، ان پر بھی ظلم کر کے انہیں حیران کیا جا رہا ہے، نئے مولانا کا تقرر ہوا تو ان کے لئے دوپہر کی روٹی شروع کر

دی گئی تو یہ قاعدہ ایک کے لئے جائز اور دوسروں کے لئے نا جائز ہے۔

اس طرح ''بعض کو دینا اور بعض کو نہ دینا'' ایسی پالیسی پر وہ عمل کر رہے ہیں، کتنے ہی اساتذہ مدرسہ کی تعلیم چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور دوسری کوئی جگہ ملازمت مل گئی تو فبھا ورنہ بے کار رہ جاتے ہیں۔تو ایسے مہتمم صاحب کے ظلم سے نجات پانے کے لئے مجھے کیا طریقہ اپنانا چاہیے، راشن لینا ہی بند کر دوں؟ یا لیبر کورٹ (Labour court) کا سہارا لوں؟ یا تو اخبار وغیرہ میں دے کر لوگوں کو باخبر کروں۔

کیا شریعت میں ان جیسے سربراہوں کے لئے کوئی حکم ہے؟ جو بعض ملازمین کا حق دبائیں اور بعض کو دیں، بعض ملازمین سے دلی محبت کریں، اور بعض کے ساتھ اپنی ذاتی دشمنی کو لے کر دل میں کینہ و دشمنی کے ارادے سے ظلم کر کے مجھے اسی طرح میرے جیسے دوسرے ملازمین کو مختلف طریقوں سے حیران کریں۔تو ایسے ظلم کرنے والوں کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے اور ان کے لئے کیا سزا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ تفصیل فقہ کے **باب الاجارة** کے ساتھ متعلق ہے، ملازمت طے کرتے وقت ملازمت پر رکھنے والا اور ملازمت کرنے والے کے درمیان جو شرائط طے ہوئے ہوں یا دونوں کی آپس کی رضامندی سے جو شرائط اور سہولتوں کی جو کمی بیشی طے ہوئی ہوں اس پر عمل کرنا دونوں کے لئے ضروری ہے، سورۂ مائدہ میں ہے کہ ﴿**وأوفوا بالعقود**﴾ اس کی تفسیر میں حضرت مفتی شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جو زائد شرائط آپس میں طے کئے جائیں مذکورہ آیت کے مطابق ان شرائط کی پابندی دونوں فریق پر لازم وضروری ہے۔(معارف القرآن ج:۳،ص:۱۳)

سوال میں مذکورہ تفصیل اگر شرعی اعتبار سے پایۂ ثبوت کو پہونچ جائے تو جاننا چاہئے کہ

مذکورہ تنظیم میں کام کرنے والے ملازمین کے لئے جو سہولتیں دینا طے ہوا ہو ان سہولتوں سے فائدہ اٹھانا درست ہے، اور یہی اس کا حق ہے منتظم اور مہتمم .صاحب بھی مذکور مدرسہ کے ملازم ہیں مالک نہیں ہے۔

بیت المال میں سے ایک مرتبہ کپڑوں کی تقسیم ہوئی، صحابہ کو ایک ایک کپڑا ملا، حضرت عمرؓ اس طرح کے دو کپڑے پہن کر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، تو ایک صحابی نے آپ پر اعتراض کیا کہ دوسرے صحابہ کو ایک کپڑا ملا، اور آپ کے پاس دو کیسے؟ تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میرے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو جو کپڑا ملا تھا انہوں نے وہ کپڑا مجھے ہدیہ میں دے دیا تو میرے پاس دو کپڑے ہو گئے۔ مذکورہ بالا قصہ سے معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین کو بھی دوسروں سے زائد لینے کا کوئی حق نہیں ہے، اپنے حق سے زائد لینا امانت میں خیانت شمار ہوتا ہے اگر دنیا میں کوئی مؤاخذہ نہ ہو تو آخرت میں تو جواب دنیا ہی پڑے گا، ملازمین کے درمیان برابری ضروری ہے، اگر وہ مستقبل میں نہ دے اور تمہارے لکھنے کے مطابق انصاف نہ کرے اور اگر یہ تمام باتیں صحیح ہوں تو ''عطر الهداية'' نامی کتاب کے ص:۲۱ پر "مطل الغني ظلم" والی حدیث کے تحت لکھا ہے کہ امیر کسی کو حق دینے میں دور نگی کرے تو یہ ظلم ہے، اور صاحبِ مال پر تقاضہ وتعاقب کرو یعنی مفلس کا حیلہ وحوالہ اور مجبوری قابلِ ترحّم ہے مگر امیر پر تقاضہ میں کوئی حرج نہیں۔ (عطر الہدایہ ص:۲۱)۔

اب رہا دوسرا سوال کہ آپ کو کس کس سے سہارا لینا چاہئے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) آپ اپنی پوری صورتِ حال کمیٹی کے روبرو شکایت کر کے یا لیبر کورٹ میں پیش کر کے اپنا حق وصول کر سکتے ہیں۔

(۲) مذکورہ تنظیم دینی ہے ذمہ دار علماءِ دین ہیں اور ہمارے صحیح عقیدہ کے مطابق عالمِ آخرت میں ہر ایک مستحق کو نیکی کی صورت میں بدلہ دینا طے ہے اور وہاں نیکی کی بے حد ضرورت رہے گی، اسی وجہ سے مجھے یہ پسند ہے کہ اس دوسرے راستے اختیار کر کے صبر کیا جائے اور کسی طرح شکایت کے بغیر اللہ ہی سے اس کے فضل و کرم کی امید رکھی جائے اور ملتی ہوئی تمام سہولتوں کو چھوڑ کر اپنا کام اخلاص و استقامت کے ساتھ کرتے رہنا چاہئے۔

﴿۲۲۸۱﴾ گیسٹ ہاؤس بنا کر کمرے کرائے پر دینا

سوال: بڑے شہروں میں گیسٹ ہاؤس بنا کر کمرے کرائے پر دے سکتے ہیں؟ زیادہ تر گیسٹ ہاؤس میں گناہ کے کام ہوتے ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... گیسٹ ہاؤس میں رہنے اور مسافروں کے اترنے کے لئے کمرے کرائے پر دینا جائز ہے، اور اس کی آمدنی حلال ہے، اور گناہ کے کام کرنے کے لئے کرایہ پر دینا گناہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۸۲﴾ بینک کے ملازم کو مکان کرائے پر دینا

سوال: بینک کے ملازم مثلاً: مینجر، کلارک، خادم وغیرہ کو کرائے پر ذاتی مکان دے سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱) فی الحال میرے مکان میں ایک کرایہ دار مسلمان بینک مینجر ہے، وہ اسے ملنے والی تنخواہ سے کرایہ دیتا ہے تو اس کرایہ کا لینا کیسا ہے؟ (۲) آئندہ سال سے مینجر کے رہنے کا کرایہ بینک دے گی، اور کرایہ ملنے پر رسید دینی ہوگی تو یہ کرایہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۳) میں نے ایک سال کا اس سے کرایہ لیا ہے اور وہ پوری رقم میرے پاس جمع ہے، تو کیا اس رقم سے

میں گھر کی مرمت کر سکتا ہوں؟ یا ذاتی استعمال میں لا سکتا ہوں؟ اگر اسے استعمال نہیں کر سکتے تو اس کا مصرف کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کرائے پر مکان دینا بلا شبہ جائز اور درست ہے، اور کرایہ میں ملنے والی رقم بھی حلال اور طیب ہے، لیکن اگر کرایہ دار کرایہ حلال اور طیب رقم سے نہ دے تو مکان مالک کو وہ رقم قبول نہیں کرنی چاہئے بلکہ کرایہ دار سے کہا جائے کہ وہ اپنی حلال کمائی سے یا کسی سے قرض لے کر اس قرض سے اس کا کرایہ ادا کرے، اگر وہ حلال رقم کرائے میں دے تو معاملہ درست ہوگا۔ (شامی، مجمع الفتاویٰ)۔ بینک میں سودی کاروبار ہوتا ہے اس لئے بینک کو کرائے پر دینا یا بینک سے کرایا وصول کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿۲۲۸۳﴾ مائک، ٹیپ ریکارڈ اور اسپیکر شادی بیاہ میں کرائے پر دینا

سوال: ایک ادارہ ہے جو غریب محتاجوں کی مدد کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے، اس ادارہ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ کچھ رقم سے مائک اور ٹیپ ریکارڈ اور اسپیکر لے کر شادی بیاہ کے موقعوں پر کرائے پر دیوے، اور اس سے آنے والی رقم غرباء کی امداد میں صرف کی جائے گی، تو اس طریقہ سے حاصل کی گئی رقم حلال کہلائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... غرباء کی امداد کے لئے ادارہ قائم کرنا اور ان کی مدد کے کام کرنا بہت ہی فضیلت اور ثواب کا کام ہے، لیکن اس کے لئے حرام اور ناجائز کام میں تعاون کرنا اور ناجائز طریقہ سے کمائی کر کے غرباء کی امداد کرنا صحیح نہیں ہے، شادی بیاہ میں گانے بجانے کے لئے ٹیپ ریکارڈ اور اسپیکر کرائے پر دینا جائز نہیں ہے، اور اس کی آمدنی حرام ہے۔ جائز کام کے لئے مائک کرائے پر دینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۸۴﴾ معصیت کے کاموں کے لئے لاری کرائے پر دینا

سوال: میرے پاس ہاتھ لاری ہے، جو میں کرائے پر دیتا ہوں، اگر کوئی شخص شراب کی ہیرا پھیری کے لئے یا خلاف شریعت کام کے لئے لاری مجھ سے کرائے پر مانگے تو اسے ہاتھ لاری کرائے پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ایسے شخص کو جو شراب کی ہیرا پھیری یا خلاف شریعت کام کے لئے ہاتھ لاری کرائے پر مانگے ہاتھ لاری کرائے پر دینا جائز ہے، اس لئے کہ ہاتھ لاری زیادہ تر جائز کام میں استعمال ہوتی ہے، وہ شخص ہاتھ لاری جائز کام میں بھی استعمال کرسکتا تھا، لیکن اس نے جائز کام میں استعمال نہ کر کے شراب کی ہیرا پھیری کے لئے استعمال کیا تو اس کا وبال اس کے سر ہوگا آپ ماخوذ نہیں ہوں گے، فتویٰ یہی ہے۔ البتہ تقویٰ یہ ہے کہ جب آپ کو معلوم ہے کہ وہ شخص اسے گناہ کے کام میں استعمال کرے گا تو اسے نہیں دینا چاہئے، صاحبین کا یہی قول ہے۔ (درمختار: ۲۵۰/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۸۵﴾ ڈیپازٹ کی رقم سے کرایہ وصول کرنا

سوال: ہمارا ادارہ بارڈنگ ہاؤس کی دکانیں حسب ذیل شرائط پر نیلامی کر کے کرائے پر دیتا ہے، ڈیپازٹ میں ۵۰۰ روپے یا چھ مہینوں کا پیشگی کرایہ دینا ہوگا، کرایہ بڑھ جائے تو زیادتی کے ساتھ اور کم ہو جائے تو کمی کے ساتھ ہر ماہ کی ایک تاریخ سے سات تاریخ کے اندر اندر دینا ہوگا، اگر جماعت اس دکان کو واپس لینا چاہے گی تو تین ماہ قبل نوٹس دی جائے گی، تین ماہ میں دکان خالی کر کے قبضہ دے دینا ہوگا، کرایہ دار کسی دوسرے کو کرائے پر نہیں دے سکتا، اگر کوئی کرایہ دار وقت پر کرایہ ادا نہیں کرے گا تو اس کی ڈیپازٹ ضبط کرلی جائے

گی، اور کرایہ دار سے دکان خالی کر لی جائے گی۔

ان شرائط پر ادارہ نے دکانیں کرائے پر دی ہیں، اب کرایہ دار وقت پر کرایہ نہیں دیتے، اور ایک کرایہ دار جس کا کرایہ باقی ہے اس نے اپنی مرضی سے دکان خالی کر دی ہے، تو جو ۵۰۰ روپے ڈیپازٹ کے ادارہ نے لئے ہیں ان کو رکھ لینا یا ضبط کرنا ادارہ کے لئے جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ڈیپازٹ کا مطلب امانت ہوتا ہے، اس لئے جب دکان خالی کرائی جائے تو جتنا کرایہ باقی ہو وہ اس میں سے وصول کر کے بقیہ امانت کی رقم واپس کر دینی ضروری ہے، ڈیپازٹ پر قبضہ کرنے کی شرط خلاف شرع ہے اس کی آڑ میں پوری امانت پر قبضہ کر لینا غصب اور خیانت کے حکم میں آنے کی وجہ سے گناہ کہلائے گا۔

﴿۲۲۸۶﴾ پگڑی کا حکم

سوال: میں نے انڈیا میں ایک مکان خریدا ہے، اس کے نیچے والے حصہ میں دکان ہے جو میں نے کرائے پر دی ہے، اور اس کی پگڑی کے ۲۷۰۰۰ روپے لئے ہیں، اب ہر ماہ صرف کرایا ہی آئے گا، کرایہ دار کو انڈیا کی حکومت کے قانون کے مطابق نکال نہیں سکتے اور کرایا بھی بڑھا نہیں سکتے، اب مرتے دم تک یہی کرایہ رہے گا، تو ان حالات میں کرایہ دار نے پگڑی کی جو رقم دی ہے وہ میں لے سکتا ہوں یا نہیں؟ اور اگر میں لی ہے تو اس کا کیا کیا جائے؟ کرایہ دار ہندو ہے اس بات کا خیال رہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پگڑی کی رقم لینا شرعی اصول کے مطابق ناجائز اور حرام ہے، پگڑی کی رقم واپس کر دینا چاہئے، جائز صورت یہ ہے کہ کرایہ دار سے ڈیپازٹ کے

طور پر رقم لے سکتے ہیں اور وہ رقم امانت کہلائے گی، اور اس کی اجازت سے وہ رقم استعمال میں لا سکتے ہیں لیکن جب کرایہ دار مکان خالی کر دے تب وہ رقم امانت ہونے کی وجہ سے اسے واپس کرنی ہوگی، بعض حضرات پگڑی کے متعلق دوسرا رجحان رکھتے ہیں اس لئے ان سے معلومات کرلیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۸۷﴾ کرایہ دار کا دوسرے کو مکان کرائے پر دینا

سوال: میں نے ایک شخص کو اپنا مکان دس روپے کے عوض کرایہ پر دیا، اس شخص نے میرے مکان کا ایک حصہ ایک تربوز والے کو اس کے تربوز رکھنے کیلئے ۳۰ روپے عوض کرایہ پر دیا، کیا اس کے لئے میرے مکان کا ایک حصہ دوسرے کسی کو ۳۰ روپے کے عوض کرایہ پر دینا جائز ہے؟ اس ۳۰ روپے میں میرا حصہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کرایہ دار کرائے سے لیا ہوا مکان کسی دوسرے شخص کو کرائے پر دے اور اس سے مکان کو کوئی نقصان نہ ہوتا ہو تو یہ جائز ہے، لہذا صورت مسئولہ میں اس کرایہ دار کا تربوز رکھنے کے لئے کسی دوسرے کو کرائے پر دینا جائز ہے۔ (شامی: ۱۳/۵، عالمگیری: ۴۲۶/۴)

﴿۲۲۸۸﴾ محصول (ٹیکس) بچانے کے لئے مکان کرائے پر دئے جانے کی اطلاع حکومت کو نہ کرنا

سوال: میں پانچ مہینے کے لئے انڈیا جماعت میں گیا تھا، اتنے مہینوں کے لئے میں نے اپنا مکان کرائے پر دیا تھا، اس درمیان کرائے کے جو روپے آئے وہ حکومت کو نہ بتائیں تو درست ہے یا نہیں؟ نہ بتائیں تو محصول (ٹیکس) کم بھرنا پڑتا ہے اور مجھے فائدہ ہوگا اور بتایا

جائے تو زیادہ محصول بھرنا پڑتا ہے، لہذا جو بھی حکم شریعت کا ہو مجھے بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اپنی آمدنی دوسرے کو بتانا شرعاً ضروری نہیں ہے، اور محصول لینا بھی شرعاً جائز نہیں ہے، اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی شخص کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر وصول کرے، لہذا محصول سے بچنے کے لئے کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس میں بے عزتی نہ ہوتی ہو اور غاصب کے غصب سے بھی حفاظت ہو جاتی ہو شرعاً جائز اور درست ہے۔

﴿۲۲۸۹﴾ استاذ کا ایک ماہ قبل ملازمت چھوڑنے کی اطلاع نہ دینے پر ان کی ایک ماہ کی تنخواہ ضبط کر لینا

سوال: ہمارے گاؤں میں بچوں کی اسلامی تعلیم کے لئے ایک مکتب ہے اس میں ایک استاذ کا تقرر کیا گیا، تقرر کے وقت یہ شرط کی تھی کہ اگر استاذ یہ ملازمت چھوڑنا چاہیں یا کسی وجہ سے جانا چاہیں تو ایک ماہ قبل استاذ کو تحریری اطلاع دینی ہوگی، اسی طرح اگر گاؤں والے استاذ کو نہ رکھنا چاہیں تو گاؤں والے بھی ایک ماہ قبل انہیں اطلاع دیں گے، دونوں طرف سے یہ بات ہوئی تھی تاکہ انتظام میں سہولت رہے، اب ہوا یہ کہ اس ماہ کی ۳۱ تاریخ کو استاذ نے استعفیٰ دیا کہ میں اس ماہ کی ایک تاریخ سے ملازمت چھوڑنا چاہتا ہوں، انہوں نے شرط کے مطابق ایک ماہ قبل اطلاع نہیں دی، تو اب اگر گاؤں والے استاذ کا استعفیٰ منظور نہ کریں اور انہیں کہیں کہ آپ کو ایک ماہ ذمہ داری نبھانی ہوگی، لیکن اس کے باوجود استاذ پڑھانے کے لئے نہ آویں تو کیا ان کی اس ماہ کی جو تنخواہ باقی ہے وہ گاؤں والے ضبط کر سکتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے شرط کے مطابق ایک ماہ قبل اطلاع نہیں دی، تو انہیں ایک

ماہ کی تنخواہ نہ دی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اجارہ کے وقت جو شرائط باہم متعین ہوئی تھیں ان کی پابندی اشد ضروری ہے، خلاف ورزی کرنے والا سخت گنہگار ہوگا لیکن استاذ کا شرط پوری نہ کرنے پر انہوں نے جتنے دن کام کیا اس کی تنخواہ روک لینا یا ضبط کر لینا جائز نہیں ہے، تنخواہ دینی پڑے گی، البتہ شرط کی پابندی کے لئے دوسرا کوئی دباؤ ڈال سکتے ہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۹۰﴾ حرام آمدنی والے کے یہاں جائز کام کرنا

سوال: حرام آمدنی والے شخص کے یہاں جائز کام کی ملازمت کر کے اس سے مزدوری لینا درست اور جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حرام آمدنی والا شخص خود حرام آمدنی کا مالک نہیں بنتا، اس لئے ہمیں اس کے یہاں مزدوری کر کے ایسے حرام روپے کیوں لینے چاہئے؟ ہمارے لئے بھی اس کی حرام آمدنی لینا جائز نہیں ہے۔ اگر اس کے یہاں کام کرنا ہو تو مذکورہ دو صورتوں میں سے کوئی ایک اختیار کی جائے۔

(۱) اس کی دوسری جائز آمدنی ہو تو ان روپیوں سے مزدوری مانگی جائے۔ (۲) یا اسے کہا جائے آپ کسی دوسرے شخص سے قرض لے کر وہ روپے مزدوری میں دو اور آپ کی آمدنی سے اس قرض کی ادائیگی کرو۔ ان صورتوں میں آپ کے لئے مزدوری لینا جائز کہلائے گا۔

﴿۲۲۹۱﴾ حرام کی آمیزش والی آمدنی سے تنخواہ لینا

سوال: دکان میں کچھ چیزیں ممنوعہ بھی بیچی جاتی ہیں، تو ایسی دکان سے حاصل ہونے والی

آمدنی کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کی کل آمدنی حرام کہلائے گی؟ اس کے یہاں جو خادم ملازمت کرتا ہے اس کو اسی آمدنی سے تنخواہ دی جاتی ہے، اس کے لئے اس آمدنی سے تنخواہ لینا کیسا ہے؟ آیا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... فتاویٰ عالمگیری میں ہے: حلال اور حرام دونوں آمدنی ایک جگہ جمع ہوتی ہو اور اس میں اکثر حصہ حلال کا ہو تو اس مخلوط رقم سے تنخواہ لینے کی گنجائش ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں ملازم اس آمدنی سے تنخواہ لے سکتا ہے، البتہ بیوپاری کے لئے اس چیز کا بیوپار کرنا گناہ اور اس کی آمدنی حرام ہی کہلائے گی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۹۲﴾ اجیر کو اجرت نہ دینا

سوال: ایک شخص نے مسجد بنانے کا کنٹریکٹ لیا اور مسجد بنا کر دی، ٹرسٹی اور گاؤں والوں کو اس کے کام سے اطمینان بھی ہے، اس کے باوجود کام کے ختم ہو جانے کے بعد کنٹریکٹر سے حساب کر لیا تو اب حساب کے بعد بقیہ روپے دینے میں ٹرسٹیوں کا ٹال مٹول کرنا کیسا ہے؟ ٹرسٹی گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ اس مسجد میں عبادت کرنا کیسا ہے؟

نیچے آپ کی اطلاع کے لئے چند باتیں لکھی جاتی ہیں:

(۱) مسجد کے ٹرسٹ میں روپے موجود ہیں۔ (۲) کام ختم ہونے کو تین سے چار سال ہو گئے ہیں۔ (۳) کنٹریکٹر کو ہر مرتبہ غلط وعدے کئے جاتے ہیں۔ (۴) اخیری بات یہ کہ کنٹریکٹر سخت مالی تنگی میں ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں مذکور حقیقت صحیح ہو تو اجیر کی اجرت کو بغیر عذر

کے روک رکھنا ظلم کہلائے گا، البتہ ایسی مسجد میں نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

﴿۲۲۹۳﴾ کسی کے نام پر مکان خریدنے سے ملکیت کس کی کہلائے گی؟

سوال: چندا بہن نے اپنا مکان رمن بھائی کو کرائے پر دیا، اور رمن بھائی نے عبد الستار کو وہ مکان کرائے پر دیا، میرے بڑے بھائی کو مکان کی ضرورت تھی تو انہوں نے ۹۰۰ روپے پگڑی دے کر عبد الستار سے وہ مکان کرائے پر لے لیا، رمن بھائی کو جب معلوم ہوا کہ عبد الستار نے دوسرے کسی کو مکان کرائے پر دے دیا ہے تو اس نے مکان کے تالے توڑ دئے، اور اس پر ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کی، ہم نے کورٹ کیس کیا، کورٹ نے رمن بھائی کو گنہگار ٹھہرایا اور ہمیں مکان واپس دلوایا۔

چندا بہن کو معلوم ہوا تو انہوں نے میرے بڑے بھائی کو وہ مکان بازاری قیمت سے پچاس فی صد کم قیمت میں فروخت کر دیا، میرا اس سودے میں کوئی حصہ نہیں تھا البتہ میرے بڑے بھائی نے یہ مکان میرے نام پر خریدا تھا، اور فی الحال یہ مکان میرے نام پر ہے۔

اس مکان میں میں اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ساجھے داری میں کاروبار کرتا ہوں، تو پوچھنا یہ ہے کہ یہ مکان کس کا ہے اور میرے لئے اس کا استعمال کیسا ہے؟ مکان کے متعلقہ سودے سے میں بالکلیہ بری ہوں، تو میں اس مکان کو استعمال کرسکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اصل مکان مالک چندہ بہن نے اپنی رضامندی سے یہ مکان آپ کے بڑے بھائی کو فروخت کر دیا تو یہ مکان آپ کے بڑے بھائی کا ہو گیا، اور اس کی ملکیت آپ کے بڑے بھائی کی کہلائے گی، اور ان کی اجازت سے آپ اس مکان کو استعمال کر سکتے ہیں۔

﴿۲۲۹۴﴾ اجیر مشترک کا مسئلہ

سوال: میرا ارادہ ہیرے گھسنے کی گھنٹی (مشین) ڈالنے کا ہے، اب بات یہ ہے کہ بیوپاری سے مذکورہ شرط پر ہیرے گھسائی کے لئے لائے جاتے ہیں، اور ہیرے گھسنے پر متعینہ مزدوری ملتی ہے۔

(۱) سو کیریٹ وزن کے ہیرے بیوپاری نے دئے ہوں تو گھسائی کے بعد اس کا وزن ۳۵ کیریٹ سے کم نہیں ہونا چاہئے، بیوپاری ۳۵ کیریٹ مانگتا ہے، اب ہوتا یہ ہے کہ کبھی گھسائی کے بعد ہیرے ۴۰ یا ۵۰ کیریٹ وزن کے نکلتے ہیں، اور کبھی ۳۰ کیریٹ کے ہو جاتے ہیں، اب اگر تیس کیریٹ کے ہو جاویں تو جتنا وزن کم ہوا اتنے روپے بھرنے پڑتے ہیں یا بیوپاری مزدوری سے اتنی رقم وضع کر لیتا ہے۔

تو پوچھنا یہ ہے کہ جب ۳۵ کیریٹ سے زیادہ وزن نکلے تو پانچ کریٹ کے ہیرے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ تا کہ جب ۳۰ کیریٹ نکلیں تو اپنے پاس رکھے ہوئے پانچ کریٹ سے کمی پوری کی جا سکے۔ دوسری شرط یہ بھی ہوتی ہے کہ

(۲) اگر گھسنے میں ہیرا ٹوٹ گیا تو ٹوٹے ہوے ہیرے کی قیمت ہمیں دینی پڑتی ہے، اس لئے کہ ٹوٹے ہوئے ہیرے کی قیمت بہت ہی کم ہو جاتی ہے، اس طرح کا معاملہ کرنا اور زیادہ وزن والے ہیرے رکھ لینا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں جو صورت ذکر کی گئی ہے وہ اجیر مشترک کی ہے، اولاً تو یہ جاننا ضروری ہے کہ ہیرے گھسنے کے لئے دینے والے اور لینے والے نے جب گھسائی کی ساخت، قد، نوعیت وغیرہ بیان کر کے مزدوری متعین کر لی تو یہ معاملہ جائز

ہو گیا، اور گھسنے والے کا ہیروں پر قبضہ امانت کا قبضہ کہلائے گا، یعنی گھسنے کے بعد ہیروں کا وزن ۳۵ کیریٹ سے زیادہ نکلا تو وہ اصل مالک کا ہی سمجھا جائے گا، گھسنے والے کا اس میں کوئی حق اور حصہ نہیں ہوگا۔

لہذا شرط سے زیادہ وزن نکلے تو زیادہ کا وزن گھسنے والے کو رکھ لینا درست اور جائز نہیں ہے، جس طرح درزی کو کپڑے سینے دینے پر جو زائد کپڑا بچے وہ درزی کے لئے رکھ لینا درست نہیں ہے۔ نیز گھسنے والے کی لاپرواہی یا جہالت کی وجہ سے ہیرا زیادہ گھس جاوے یا ٹوٹ جاوے تو نقصان کی تلافی بھی گھسنے والے کو کرنی پڑے گی۔ (عالمگیری: ۴، شامی: ۵)

﴿۲۲۹۵﴾ ٹرسٹ کا مکان کرایہ پر لیتے ہوئے ٹرسٹ کو پگڑی کی رقم دینا

سوال: میں ایک ٹرسٹ کا متولی ہوں، اس ٹرسٹ کی بہت سی جائداد ہیں، وہ جائداد کرائے پر دی ہوئی ہیں، کرایہ داروں نے ان جائدادوں پر قبضہ کرلیا ہے اور وہ خالی نہیں کرتے، کرایہ دار دوسروں کو وہ مکان اور دکانیں کرائے پر دے دیتے ہیں اور نئے کرایہ دار کے نام سے کرائے کی رسید بنانے کے لئے پُرانا کرایہ دار متولی کو امداد کے نام سے بڑی رقم دیتا ہے اور کرایہ بھی بڑھا دیا جاتا ہے، تو متولی یہ جو اضافہ والی رقم لیتے ہیں یہ امداد ہے یا پگڑی ہے؟ کیا متولی یہ اضافہ والی رقم لے سکتے ہیں؟ نیز یہ بڑی رقم دی جاتی ہے تو ہی متولی دوسرے کرایہ دار کے نام پر رسید منتقل کرتے ہیں ورنہ نہیں کرتے، اس معاملہ میں شروع ہی میں بات کرلی جاتی ہے کہ اتنا امداد دینا ہوگا اور اتنا کرایہ دینا ہوگا، اگر ایسا کیا جائے تو ہی رسید منتقل ہوتی ہے، تو ایسا چندہ متولی لے سکتا ہے یا نہیں؟ نیز امداد کی رقم کی رسید دینے والے کے نام سے نہیں بنائی جاتی، تو ایسی امداد لے سکتے ہیں یا نہیں؟

نوٹ: یہ امداد کی پوری رقم ٹرسٹ میں جمع ہوتی ہے اور ٹرسٹ کے کاموں میں خرچ ہوتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکور تفصیل دیکھنے کے بعد اولاً یہ جان لینا چاہئے کہ ٹرسٹ نے جو جائداد کرائے پر دی ہے وہ شریعت کے اجارہ کے اصولوں کے مطابق دی ہے یا نہیں، اگر ان اصولوں کے مطابق دی ہوگی تو ہی یہ اجارہ صحیح کہلائے گا ورنہ فاسد اور ناجائز کہلائے گا۔

کرائے پر لینے والا کرائے پر لی ہوئی جگہ کو استعمال کرنے اور اس سے پورا فائدہ اٹھانے کا حق رکھتا ہے لیکن اس پر ناجائز قبضہ کا اسے اختیار نہیں ہے، اگر مستاجر عقد ختم کر کے کرائے پر دی ہوئی جگہ واپس مانگے تو اپنا قبضہ ہٹا کر وہ جگہ واپس کرنا ضروری ہے اسی طرح اجیر بھی اگر عقد ختم کر کے وہ جگہ خالی کر کے جانا چاہے تو مستاجر اسے روک نہیں سکتا، انکار کرنے کا یا ناجائز قبضہ کرنے کا اجیر کو کوئی حق نہیں ہے، اور ناجائز قبضہ کرنا شرعاً غصب کے حکم میں ہے۔

اب پہلے والا کرایہ دار دوسرے کرایہ دار کو وہ مکان یا دکان کرائے پر دیتا ہے تو رسید پر اس دوسرے کرایہ دار کا نام ڈالنے کے لئے پگڑی کے نام سے جو رقم دی جاتی ہے یہ کوئی حق کی رقم نہیں ہے یہ ناجائز ہے، اس لئے پگڑی کی رقم لینا درست نہیں ہے۔

اس رقم کا نام بدل کر امداد رکھ لیا جائے تو اس سے اس کا حکم نہیں بدلتا، نیز امداد کے لئے کوئی زور اور زبردستی نہیں ہوتی، یہاں امداد دینے والا مجبوراً اور نام منتقل کرنے کے عذر سے امداد دے رہا ہے اس لئے یہ رقم امداد نہیں ہے، نیز شریعت نے کرائے پر لینے یا دینے کے لئے ایسی کوئی رقم ملکیت کے ساتھ دینا شرط یا لازم بھی نہیں کیا ہے لہذا صورت مسئولہ میں نام منتقل کرنے کے لئے لی جانے والی رقم چاہے وہ پہلا والا کرایہ دار لے یا مکان مالک لے

ناجائز اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۹۶﴾ کرائے والی جگہ میں آنے والے آم کا مالک کون ہوگا؟

سوال: زید کا لکڑے کا کاروبار (ٹال) ہے، اور اس کے لئے زمین کا ایک قطعہ کرایہ پر لیا ہے۔ زید اس ٹال میں اپنا مال رکھتا ہے اور ٹال میں آم کے درخت بھی ہیں ان درختوں پر جو آم آتے ہیں ان کا مالک کون کہلائے گا؟ زید اس ٹال (زمین) کا کرایہ دیتا ہے، زید ان آموں کا مالک کہلائے گا یا ٹال کی جگہ کا مالک ان آموں کا مالک سمجھا جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں کرایہ دار صرف زمین سے ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے، اور زمین کا مالک ہی آم کا مالک ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۲۹۷﴾ کرائے پر دئے ہوئے مکان کا گناہ کے کاموں میں استعمال

سوال: میرا مکان میں نے کرائے پر دیا ہے، کرایہ دار اس مکان میں نشہ آور چیزیں اور شراب بیچتا ہے اور ناچ گانوں کے آلات اور ریکارڈ کی لین دین کرتا ہے، اس مکان کا کرایہ میرے لئے حلال کہلائے گا یا حرام؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین کا اختلاف ہے، امام صاحب کا کہنا ہے کہ بنفسہ مکان کرائے پر دینا معصیت نہیں ہے، وہ شخص اسے اچھے کام میں بھی استعمال کر سکتا تھا لیکن اس نے اچھے کام میں استعمال نہ کر کے گناہ کے کام میں اس کا استعمال کیا اس لئے اس کا وبال اس کے سر ہوگا مکان مالک کے سر نہیں۔

اور صاحبین کا کہنا ہے کہ کرایہ دار مکان گناہ کے کام میں استعمال کر رہا ہے اس لئے مکان مالک نے اسے مکان کرائے پر دے کر گناہ کے کام میں اس کی مدد کی ہے اس لئے وہ بھی

گنہگار ہوگا، لہذا گناہ کے کام کے لئے مکان کرائے پر دینا جائز نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب کے قول کے مطابق گنجائش ہے اور صاحبین کا قول تقویٰ پر محمول ہے، ازراہ تقویٰ اس سے بچا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۹۸﴾ غلہ پیسنے کی دو صورتیں

سوال: میری غلہ پیسنے کی گھنٹی ہے ہمارے گاؤں میں ہر گھنٹی پر بیس کلو غلہ پیسنے کی اجرت چالیس پیسے ہے اور ہر بیس کلو پر ۴۰۰ گرام غلہ کی کٹوتی کی جاتی ہے، اس نرخ اور کٹوتی کا علم سب کو ہے۔

میں اپنی گھنٹی پر بیس کلو کے ۸۰ پیسے لیتا ہوں اور آٹا سب دیتا ہوں، کٹوتی نہیں کرتا، لیکن کچھ لوگ بیس کلو کے چالیس پیسے ہی دیتے ہیں تو ان کو بیس کلو غلہ پر ۴۰۰ گرام کٹوتی کرنا پڑتی ہے، یہ کٹوتی غلہ کے جلنے کی وجہ سے نہیں کاٹی جاتی بلکہ بھاؤ میں جو کمی ہوتی ہے اس کٹوتی سے وہ پوری کی جاتی ہے، اگر بیس کلو کے چالیس پیسے لئے جائیں اور کٹوتی نہ کی جائے تو نقصان ہوتا ہے اور اسی پیسے لینے میں گاہک دوسری جگہ آٹا پسوانے چلا جاتا ہے، گاہک اپنی خوشی سے کٹوتی کرواتے ہیں، اس لئے آنے والے گاہک کو دو بھاؤ بتایا جاتا ہے جو کٹوتی کرواتے ہیں ان کے لئے چالیس پیسے کا بھاؤ اور جو کٹوتی نہیں کرواتے ان کے لئے اسّی پیسے کا بھاؤ ہے، تو اس پیشہ میں یہ طریقہ اپنانا جائز ہے یا ناجائز؟ اس میں شرعی کوئی خرابی تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں غلہ پیسنے کی اجرت کے دو طریقے بیان کئے گئے ہیں، دونوں کا حکم جدا جدا ہے۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ بیس کلو غلہ پیسنے کی مزدوری ۴۰ پیسے اور ۴۰۰ گرام آٹا ہے، یہ اجارہ کو فاسد کرنے والی شرطوں میں سے ایک ہے جسے فقہ کی اصطلاح میں اجرۃ الطحان کہا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اجیر کے کام سے وجود میں آنے والی چیز ہی کے بعض کو اجرت کے طور پر مقرر کرنا ناجائز ہے، شامی میں ہے: **ان لا تکون الاجرۃ منفعة هي من جنس المعقود عليه۔** (شامی: ۵) اس لئے یہ طریقہ ناجائز ہے۔

سوال میں مذکور دوسری صورت یہ ہے کہ بیس کلو غلہ پیسنے کی مزدوری اسّی (۸۰) پیسے لی جائے اور آٹے میں کٹوتی نہ کی جائے یہ طریقہ درست اور جائز ہے، اسے ہی اپنانا چاہئے، اس لئے کہ یہ حلال طریقہ ہے اور اس کمائی میں برکت ہے، گاہکوں کی رعایت میں یا زیادہ آمدنی کی لالچ میں حرام طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے، اس سے بے برکتی ہوتی ہے اور آخرت میں جواب دینا پڑتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۲۹۹﴾ درخت کرائے پر دینا

سوال: مسجد ٹرسٹ کے قبرستان میں کھجور کے درخت ہیں، ماضی متولیان نے وہ درخت کرائے پر دئے تھے، وہ رقم آج بھی مسجد میں جمع ہے، اس رقم کا مصرف کیا ہے؟ کیا اس رقم کو مسجد یا قبرستان کے کسی کام میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ قبرستان کے کمپاؤنڈ کی دیوار کے لئے روپیوں کی ضرورت ہے تو ان روپیوں سے قبرستان کے کمپاؤنڈ کی دیوار بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... درختوں کو کرائے پر دینا جائز نہیں ہے، اس لئے آئندہ اس سے اجتناب کیا جائے، ان روپیوں سے قبرستان کی دیوار بنا سکتے ہیں، مسجد کے کام میں

استعمال نہ کیا جائے۔ (امداد الفتاویٰ:۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۰۰﴾ حوالے کا کام اور اس کے ذریعہ سے روپے بھیجنا

سوال: انگلینڈ سے حوالے کے روپے آتے ہیں، انڈیا میں ایک پاؤنڈ کا سرکاری بھاؤ ۵۰:۱۷ ملتا ہے، لیکن انگلینڈ کے کچھ بیوپاری یہاں انڈیا میں حوالے میں ایک پاؤنڈ کے ۳۰ روپے دیتے ہیں، یا اس سے ایک دو روپیہ کم ہوگا، تو حوالے سے پاؤنڈ بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ انگلینڈ میں کچھ لوگ حوالے کا کام کرتے ہیں، جو ایک پاؤنڈ پر چار آنا یا ایک روپیہ کمیشن لے کر انڈیا میں روپے مرسل الیہ تک پہنچا دیتے ہیں، تو یہ حوالے کا کام کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ایک شخص اپنے روپے دوسری جگہ پہنچانے کے لئے کسی کو وکیل بناوے اور وکیل خود یا اپنے کسی ملازم کے ذریعہ وہ روپے مرسل الیہ تک پہنچا دیوے اور اپنی ذمہ داری پوری طرح نبھاوے تو یہ جائز ہے، اور اس بھیجنے اور پہنچانے میں ہونے والے خرچ کے لئے شروع سے جو اجرت طے ہوئی ہو اس کے مطابق مرسِل سے اجرت لے لیوے تو اس کی بھی گنجائش ہے، جیسا کہ فتاویٰ کی دیگر کتابوں میں منی آرڈر اور اس کی اجرت کے لئے حکم مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۰۱﴾ سنیما ہال تک پکچر کے رول پہنچانے کی ملازمت

سوال: ممبئی سے سنیما کے پکچر کے رول لے کر تمام سنیما ہالوں میں پہنچانے کے ایجنٹ کے طور پر میں ملازمت کرنا چاہتا ہوں، اس میں تنخواہ بھی اچھی ملتی ہے، میں میٹریک پاس ہوں، تو کیا میرے لئے یہ ملازمت جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں و لا تعاونوا

علی الاثم و العدوان، گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اس قاعدہ کے تحت مذکورہ ملازمت جائز نہیں ہے، پکچر کے رول سنیما ہال تک پہنچانا گناہ کے کام میں مدد کرنا ہے، کمائی کے لئے حلال اور پاکیزہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۰۲﴾ پینشن کا حکم

سوال: میرے ایک دوست کی پیدائش ۱۹۳۰ء کی ہے، اسکول میں داخل ہوتے وقت سرکاری ریکارڈ میں سرکاری نوکری کے لئے پُرانے والدین دو تین سال کم لکھواتے تھے، میرا دوست جب اسکول میں داخل ہوا تو اس کی سنہ پیدائش ۱۹۳۳ لکھوائی، اور اسے سرکاری نوکری ملے اس کے لئے حلف نامہ کرواکر ۱۹۳۷ کی سنہ پیدائش لکھوائی، یہ دوست پچھلے ۲۸ سال سے ملازمت کر رہا ہے، قاعدہ کی رو سے ۵۸ سال کے ہونے پر ریٹائرڈ ہو سکتے ہیں، ۱۹۳۰ کے حساب سے میرا دوست ۱۹۸۸ کے جون ماہ میں رٹائر ہوسکتا ہے، اور حلف نامہ کے حساب سے ۱۹۹۵ میں رٹائر ہوگا، تو اس کے لئے ۱۹۹۵ تک کام کرکے اس کی اجرت لینا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟ اس لئے کہ سات سال زیادہ ہوتے ہیں، اس مسئلہ میں صحیح رہبری فرماکر مشکور فرمائیں، اور اسکول سرٹیفکیٹ کے حساب سے ۱۹۹۱ میں ریٹائرڈ ہوگا۔ تو اب سوال یہ ہے کہ میرے دوست کو کب تک ملازمت کرنی چاہئے؟

(۱) اس کی صحیح سنہ پیدائش ۱۹۳۰ ہے اور اس حساب سے ۱۹۸۸ میں ریٹائرڈ ہوسکتا ہے۔

(۲) اور اس کا ارادہ حلف نامہ میں بتائی گئی سنہ پیدائش ۱۹۳۷ کے حساب سے ۱۹۹۵ میں ریٹائرڈ ہونے کا ہے، تو اسے ابھی اور سات سال ملازمت کرنی ہوگی تو ان سات سالوں کی تنخواہ لینا اس کے لئے جائز ہے یا ناجائز؟ اس بارے میں شریعت محمدی کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ملازمت کو شرعی اصطلاح میں اجارہ کہتے ہیں، جب تک کوئی شخص سپرد کی ہوئی ذمہ داری ادا کرنے پر قادر رہو اور ملازم اور ملازمت پر رکھنے والا دونوں باہم اس عقد پر راضی ہوں تو عمر کے کم یا زیادہ ہونے سے اس میں کوئی فرق نہیں آتا اس ملازمت کو جاری رکھنا درست ہے، ریٹائرڈ ہونا یا کرنا شرعی فرض نہیں ہے، یہ تو مالک کی طرف سے کیا جانے والا ملازم پر ایک احسان ہے کہ اس کی طویل ملازمت کی قدر کے طور پر بغیر کام لئے اس کی مدد کررہا ہے، اگر اس عمر کو پہنچ کر کام کرنے کی سکت ہو تو کام کرکے پوری تنخواہ لینے کا ملازم حقدار ہے، اور اگر کام اچھی طرح انجام دینے کی سکت نہ ہو تو اپنی عدم قدرت ظاہر کرکے قانون کے مطابق اپنی قدر دانی اور انعام اور احسان کے طور پر جو کچھ ملے اسے لے سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۰۳﴾ یا کرایہ دار سے کرایہ وصول کرنے کے لئے قانونی کارروائی کرنا غریب پر ظلم ہے؟

سوال: وقف ٹرسٹ کی ایک جائداد ہے جو کرائے پر دی ہوئی ہے، کرایہ دار کرایہ نہیں دیتا ہے تو اس پر قانونی کارروائی کرسکتے ہیں یا نہیں؟ کچھ لوگ منع کرتے ہیں کہ غریب کی بددعا نہیں لینی چاہئے، تو کیا نرمی کرنے والا متولی ماخوذ ہوگا؟ اگر قانونی کارروائی کی جائے تو کیا متولی اللہ کا یا غریب پر ظلم کرنے کا گنہگار ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وقف ٹرسٹ کی جائداد کرائے پر دی ہے اور اس کا کرایہ بھی متعین ہے اور وقت پر کرایہ دار کرایہ نہیں دیتا ہے یا ٹال مٹول کرتا ہے تو اس پر قانونی کارروائی کرنا درست ہے غریب پر ظلم یا بددعا جیسا کچھ نہیں ہے، اس لئے کہ اس

نے مقرر کی ہوئی شرط کے مطابق وقت پر کرایہ نہ دے کر خود ہی مصیبت مول لی ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۰۴﴾ چھٹی کے دنوں کی تنخواہ کا حقدار کب کہلائے گا؟

سوال: ہمارے مدرسہ کا قانون ہے کہ جو مدرس شوال مہینہ میں پڑھانے آتا ہے اسے رمضان مہینہ کی تنخواہ ملتی ہے، میں شوال کی ۹۰/۱۰/۸ کو مدرسہ میں حاضر ہو گیا، اور اسی دن مدرسہ شروع ہوا، اور تاریخ ۹۰/۱۰/۱۷ کو میں نے استعفیٰ دے دیا، یعنی شوال کے آٹھ دن حاضری دی، تو اب میں شوال مہینہ کی تنخواہ کا حقدار ہو گیا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مدرسہ کے قانون کے مطابق شوال میں حاضری دی، پڑھایا تو آپ رمضان مہینہ کی تنخواہ کے حقدار بن گئے، اور شوال کی جس تاریخ کو استعفیٰ دیا اتنے دنوں کی تنخواہ ملے گی۔ (امداد الفتاویٰ: ۲۹۰/۳) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۰۵﴾ مدرس کا ایک ماہ قبل تدریس چھوڑنے کی اطلاع نہ دینے پر اس کی ایک ماہ کی تنخواہ نہ دینا

سوال: میں ایک مدرسہ میں پڑھاتا ہوں، اتفاق سے میں نے وہاں سے تاریخ ۷۵/۱۱/۱۸ کو استعفیٰ دیا اور کہا کہ میں تاریخ ۷۵/۱۱/۲۸ سے ملازمت چھوڑ رہا ہوں، وہاں کے مدرسہ والوں نے مجھے تاریخ ۱۸ سے ۲۸ تک کی ہی تنخواہ دی اور ایک تاریخ سے اٹھارہ تاریخ تک کی تنخواہ نہیں دی۔

میں نے جب مطالبہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ایک مہینہ قبل اطلاع دی ہوتی تو پوری ایک ماہ کی تنخواہ ملتی، ہمارے یہاں یہی قانون ہے، حالانکہ مجھے جب مدرس کے طور پر رکھا تو میں

نے کہا تھا کہ آپ کے یہاں جو قانون ہو وہ بتاؤ، تو ان لوگوں نے مجھے اس قانون کی اطلاع نہیں دی تھی، تو اب از روئے شرع میں نے ایک تاریخ سے اٹھارہ تاریخ تک کا جو کام کیا ہے جس کی انہوں نے تنخواہ نہیں دی ہے تو کیا یہ صحیح ہے؟ شرعاً ایسا قانون بنانا جائز ہے جس سے دوسرے کا حق ضائع ہوتا ہو؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... آپ نے جب ایک تاریخ سے اٹھارہ تاریخ تک کا کام کیا ہے تو آپ ان اٹھارہ دنوں کی تنخواہ لینے کے حقدار ہیں، اور مدرسہ والوں کو ان دنوں کی تنخواہ دینی ضروری ہے، مزدور مزدوری کرے اور اس کی متعینہ اجرت اسے نہ دی جائے تو یہ ظلم ہے، اور ایسے خلاف شریعت قانون کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۰۶﴾ کرایہ دار کا دوسرے کو کرائے پر دینا، اور خالی کروانے پر خالی نہ کرنا

سوال: ممبئی میں حامد کے پاس ایک کرائے کی دکان تھی، حامد اس کا کرایہ اس دکان کے مالک کو بیس، بائیس روپے دیتا تھا، یہ دکان حامد کے استعمال میں نہیں تھی اور بند تھی، محمود نامی ایک دوسرے شخص نے حامد کے پاس جا کر اپنی ضرورت کا اظہار کیا تو حامد نے کہا کہ میں چالیس روپے کرایہ لوں گا، دونوں کی رضامندی سے محمود نے دوکان پر قبضہ کیا، اور اس دوکان میں اپنا کاروبار شروع کیا، دو سال بعد حامد نے محمود سے کہا کہ اب دوکان کا کرایہ پچاس روپے کر دو، حامد کے کہنے پر محمود نے دکان کا کرایہ پچاس روپے کر دیا۔

دس سال بعد حامد نے محمود کو بلا کر کہا دکان خالی کر دو، محمود نے کہا کہ یہ میرے کاروبار کی جگہ ہے جب تک مجھے دوسری جگہ نہیں مل جاتی میں خالی نہیں کر سکتا، حامد نے غصہ ہو کر کہا کہ میں کورٹ کچہری کے دباؤ سے دکان خالی کروا لوں گا، تو محمود نے نرمی سے کہا آپ اگر ایسا

ہی کرنا چاہتے ہوتو کرلو، یہ کہہ کرمحمود چلا گیا، اس کے بعد حامد نے کرایہ لینا بند کردیا، تین سال بعد حامد نے جماعت میں اپنا مقدمہ دائر کیا، اس جماعت کے ساتھ حامد اور محمود دونوں کا تعلق تھا، جماعت کے ذمہ داروں نے دونوں فریق سے اپنا فیصلہ سنانے سے قبل لکھوالیا کہ جماعت کا جو بھی فیصلہ ہوگا وہ دونوں فریق کو تسلیم کرنا ہوگا، جماعت نے ایک دو مجلس کے بعد فیصلہ سنادیا کہ......

(۱) محمود کو دکان خالی کرنے کے لئے پانچ سال کا وقت دیا جائے۔(۲) دوسال کے لئے دکان کا کرایہ ۵۰ روپے سے بڑھا کر ۷۵ روپے کیا جائے، اور بقیہ تین سال کے لئے کرایہ ماہانہ ایک سوپچیس روپے رہے گا۔(۳) اور کرایہ کی مابقیہ رقم ایک ساتھ دے دی جائے۔

جب جماعت نے اپنا یہ فیصلہ سنایا تو حامد غصہ ہوکر جماعت کو یہ کہتے ہوئے چلا گیا کہ میں اس فیصلہ کونہیں مانتا، محمود نے فیصلہ کے مطابق مابقیہ کرایہ جماعت کے سیکریٹری کے پاس جمع کروادیا، کچھ دنوں بعد وہ رقم محمود کو واپس دے دی گئی کہ حامد اسے قبول نہیں کرتا۔

دوڈھائی سال بعد حامد نے جماعت سے معافی مانگی اور معافی سے اس کا مقصد یہ تھا کہ جماعت میں مقدمہ کرکے دوبارہ کوئی حل نکالا جائے، جماعت نے تحریری اور زبانی اس کی معافی کی درخواست پر اسے معاف کردیا، اور دوبارہ پہلے والے فیصلہ کو نافذ کردیا لیکن محمود اب دوکان چھوڑنے کے لئے راضی نہیں ہے، اسے قریب میں مناسب دوسری جگہ نہیں مل رہی ہے، محمود کو اس دکان میں اٹھارہ سال ہو چکے ہیں اس کا کتابوں کا کاروبار ہے اور اس کا لائسنس بھی ہے وہ بیرون شہر وملک سے کتابیں منگا کر فروخت کرتا ہے اور محمود کی روزی اور روٹی کا ذریعہ ہے اور اگست ۱۹۷۷ تک یہ دکان خالی کرنے کی ہے۔

مہاراسٹر سرکار نے ایک قانون بنایا ہے کہ کرایہ دار نے اپنے اختیار سے دوسرے کرایہ دار کو

کرائے پر دوکان دی تو حکومت کو ایک درخواست دے کر یہ ثابت کرنے پر کہ ایک طویل عرصہ سے وہ اس دکان میں کرایہ دے کر رہ رہا ہے، تو سرکار مالکِ مکان کو ایک نوٹس دیتی ہے کہ وہ کرایہ کی رسید موجودہ کرایہ دار کے نام پر کردے، اس کے بعد یہ دکان محمود کے قبضہ میں آجائے گی اور حامد کا کوئی دخل نہ رہے گا، اور مکان مالک قانون کے مطابق اصل کرایہ ہی وصول کرسکتا ہے، البتہ جماعت کا خیال کر کے اس نے یہ فیصلہ منظور کرلیا ہے، اور مابقیہ کرائے کی پوری رقم حامد کو دے دی ہے اب پوچھنا یہ ہے کہ سرکار کے اس قانون کی مدد سے محمود اس دکان پر اپنا قبضہ کرسکتا ہے اور اس دکان کو اپنے نام پر کرسکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً:...... حامد کے لئے بالکل جائز نہیں ہے کہ وہ کرائے کی دوکان دوسرے کسی کو کرائے پر دے کر مالک کی طرح فائدہ اٹھاوے، اور اسے آمدنی کا ذریعہ بناوے۔

زیادہ کرایہ دینے کا جماعت کا فیصلہ نیز دوکان خالی کرنے کے لئے ایک مدت کا وقت دینا کہ اس سے قبل محمود دکان خالی نہ کرے یہ سب خلاف شرع ہے اور ناجائز ہے، محمود کے لئے سرکار کے موجودہ قانون سے فائدہ اٹھانا ناجائز ہے، اصل مالک کی رضامندی کے بغیر نہ تو حامد دکان پر قبضہ کرسکتا ہے اور نہ ہی محمود۔

کتبہ: (مفتی) یحییٰ غفرلہ (مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور) تاریخ: ۶/۲۰/۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح (مفتی) عبد القیوم رائے پوری عفی عنہ ۹۶/۶/۲۸ھ

جواب صحیح ہے، اس لئے کہ جماعت کا فیصلہ خلاف شرع ہے اس لئے محمود اگر جماعت کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے تو بجا ہے، محمود کو چاہئے کہ براہ راست مکان مالک سے معاملہ کرے اور اس کی اجازت سے دوکان پر اپنا کاروبار جاری رکھے، حامد کا واسطہ درمیان سے ختم کر

دے۔فقط

(مفتی)عبدالعزیز عفی عنہ۲۲/۶/۹۶ ھ

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عالمگیری میں ہے: اگر کسی نے کوئی جگہ کرایہ پر لی اور اپنے قبضہ میں لینے کے بعد کسی دوسرے کو کرایہ پر دی تو اس کا کرایہ پر دینا جائز اور درست ہے، اور وہ جتنا کرایہ مالک کو دیتا ہے اتنا ہی کرایہ اس دوسرے کرایہ دار سے لیتا ہے یا اس سے کم لیتا ہے تب تو کوئی اشکال کی بات نہیں، لیکن اگر وہ زیادہ کرایہ وصول کرتا ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اول کرایہ دار نے اپنی طرف سے اس مکان میں کچھ اضافہ یا سہولت کے لئے کوئی تعمیر زیادہ کی ہو مثلاً: دروازے یا کھڑکیاں یا کوئی چیز بڑھائی ہو تو اس کے لئے زیادہ کرایہ لینا جائز اور درست ہے اور اگر وہ مکان بعینہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کرایہ پر لیا تھا تو اس کے لئے زیادہ کا کرایہ لینا جائز نہیں ہے، زائد رقم کا صدقہ کر دینا لازم اور ضروری ہے۔

واذا استاجر دارا و قبضها ثم آجرها فانه يجوز ان آجرها بمثل ماستاجرها او اقل و ان آجرها باكثر مما استاجرها فهي جائزة ايضا الا انه ان كانت الاجرة الثانية من جنس الاجرة الاولى فان الزيادة لا تطيب له و يتصدق بها الخ۔
(عالمگیری: ۴۲۵/۵، بدائع، بحرالرائق: ۸)

یہاں کرائے کے دو معاملہ ہوئے ہیں ایک اصل مکان مالک اور حامد کے درمیان، تو اس کا حکم یہ ہے کہ مکان مالک اس عقد کو باقی رکھنا چاہتا ہے یا ختم کرنا چاہتا ہے یہ معلوم نہیں ہے، اس لئے اس عقد کے متعلق جماعت والوں کا یہ فیصلہ کر دینا کہ حامد کو دوکان خالی کرنے کے لئے پانچ سال کی مہلت دی جائے صحیح نہیں ہے اس لئے کہ مکان مالک اور حامد کے

درمیان کوئی تنازع نہیں ہے اور مکان مالک حامد کو الگ کرنا نہیں چاہتا۔

دوسرا حامد اور محمود کا معاملہ ہے، اس میں حامد نے محمود کو دوکان کرایہ پر دی ہے تو اب حامد اس عقد کو ختم کرنا چاہتا ہے تو کرایہ دار کے لئے ضروری ہے کہ وہ مکان خالی کر کے اس کا قبضہ دے دے زبردستی اپنے قبضہ میں نہ رکھے۔

(۳) جماعت نے فریقین کی سہولت کے پیش نظر درمیان کا ایک راستہ نکالا ہے، اس لئے فریقین اس فیصلہ کو مان لیں اور اسی کے مطابق عمل کریں تو اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

(۴) محمود کے لئے ضروری ہے کہ دکان خالی کردے، اور جب تک حامد اور دکان مالک کے درمیان عقد قائم ہے محمود کا اس دکان پر کسی طرح کا حق نہیں بنتا، اگر وہ سرکاری قانون کا سہارا لے کر فائدہ اٹھائے گا تو سخت گنہگار ہوگا، اور اللہ کے یہاں جواب دینا ہوگا۔

﴿۲۳۰۷﴾ مدرس کی کاہلی کی وجہ سے تنخواہ میں سے کچھ رقم وضع کر لینا

سوال: مدرس کی کاہلی اور کوتاہی کی وجہ سے اس کی تنخواہ میں سے کچھ رقم وضع کر لینا شرعی رو سے جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مدرس یہ مدرسہ کا اجیر ہے اور تدریس یہ عقد اجارہ ہے، اجارہ کے اصولوں کے تحت تنخواہ سے کچھ رقم کم کی جا سکتی ہے، سوال میں کوتاہی یا کاہلی ذکر نہیں کی گئی کہ جسے دیکھ کر یقینی حکم بتلایا جا سکے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۰۸﴾ امامت کی تنخواہ لینا

سوال: امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ یہاں کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ امامت کے لئے تنخواہ ہے ہی نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امامت پر تنخواہ لینا علمائے متاخرین کے نزدیک جائز ہے، اوراس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۰۹﴾ مؤذن کا تنخواہ لینا

سوال: میں ایک غیر مسلم خدمت کمیٹی میں آسسٹنٹ سیکریٹری کی ملازمت کرتا تھا، کمیٹی میں جو سود کی رقم آتی تھی اس سے مجھے تنخواہ دی جاتی تھی، اللہ نے مجھے ہدایت دی اور میں نے یہ سودی لین دین والی ملازمت چھوڑ دی اور حرام آمدنی سے نجات پائی، اور مسجد میں مؤذن کی خدمت کرنے لگا، اور مسجد سے مجھے تنخواہ ملنے لگی، اب کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ کمیٹی میں اپنی محنت کے روپے لیتے تھے اور مسجد والے تو آپ کو للہ مد سے تنخواہ دیتے ہیں، یہ آپ نہیں لے سکتے، تو کیا مسجد کی آمدنی سے مجھے جو تنخواہ ملتی ہے وہ میرے لئے لینا ناجائز ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ شراب کی دکان پر کوئی مسلمان ملازمت کرے تو وہ اپنی محنت کی اجرت لے سکتا ہے، اسی طرح آپ بھی کمیٹی میں ملازمت کر کے تنخواہ لے سکتے ہو، تو براہ کرم بتائیں کہ کیا میرے لئے مسجد کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور میں نے کمیٹی کی ملازمت چھوڑ دی یہ صحیح کیا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں اذان دینے کی خدمت انجام دینے پر تنخواہ لینا متاخرین فقہاء کے نزدیک جائز اور حلال ہے۔ (ہدایہ:۳، شامی:۴)

آپ نے کمیٹی کی سودی لین دین والی ملازمت خوف الہی سے چھوڑ دی یہ بہت ہی اچھا اور نیک کام کیا، اللہ آپ کو حلال اور طیب روزی عطا فرماوے۔ (آمین)

جو لوگ آپ پر اعتراض کرتے ہیں اور کمیٹی کی سودی لین دین والی ملازمت کو جائز ٹھہراتے

ہیں اور مؤذن کی تنخواہ کو ناجائز وہ اجہل ہیں ان کی بات سے پریشان نہیں ہونا چاہئے، مسجد کی خدمت کر کے تنخواہ لینا بلاشبہ جائز اور درست ہے، شراب پینا یا بیچنا حرام ہے اور شراب بیچنے والے کی دکان پر ملازمت کرنا اور اس کی تنخواہ لینا بھی حرام ہے۔ (شامی: ۲۵۱/۵)

﴿۲۳۱۰﴾ سنیما چلانے کے لئے زمین کرایہ پر دینا

سوال: جماعت کی ایک زمین ہے، جسے جماعت ہر سال نیلامی کر کے کرایہ پر دیتی ہے، اور اس کی آمدنی کو مسجد اور مدرسہ کے کام میں استعمال کرتی ہے، اس سال وہ زمین سنیما چلانے کے لئے مانگی گئی ہے۔

اگر یہ زمین سنیما چلانے کے لئے دی جائے تو اس کی آمدنی بہت بڑھ جانے کی امید ہے اور مسجد اور مدرسہ کو بہت فائدہ ہوگا، تو یہ زمین شرعی رو سے سنیما چلانے کے لئے کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کرایہ سے آنے والی رقم مسجد اور مدرسہ کے کام میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ زمین جماعت کی نہ ہو کسی کی ذاتی ملکیت کی ہو تو کیا وہ شخص سنیما چلانے کے لئے کرایہ پر دے سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سنیما چلانے کے لئے زمین کرایہ پر دینا امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق جائز ہے، البتہ صاحبین کا اختلاف ہے وہ اسے ناجائز کہتے ہیں ان کی دلیل **ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان** ہے، گناہ اور سرکشی کے کام میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، سنیما چلانے کے لئے زمین کرایہ پر دینا یہ گناہ کے کام میں مدد کرنے کے برابر ہے، اس لئے اس کی آمدنی ناجائز اور حرام ہے۔ لہذا چاہے زمین ذاتی ملکیت کی ہو یا جماعت کی ملکیت ہو سنیما چلانے کے لئے نہ دینا بہتر ہے۔ (درمختار مع الشامی)

﴿۲۳۱۱﴾ کرایہ وصولی کی اجرت

سوال: یہاں ممبئی میں کچھ لوگ اسٹیٹ بروکر کا کام کرتے ہیں، یعنی کمیشن ایجنٹ ہوتے ہیں، اس میں ہوتا یہ ہے کہ ایک شخص کی عمارت ہوتی ہے وہ کرایہ پر دی ہوئی ہوتی ہے دوسرا اس کی نگرانی کرتا ہے اور کرایا وصول کرتا ہے اور مرمت کی ضرورت ہو تو مرمت کرواتا ہے ،سب خرچ کرایہ کی رقم سے کرتا ہے اور اس پر اسے کمیشن ملتا ہے، کمیشن کرایہ کی رقم سے ہی لینا ہوتا ہے، جو ۵ فی صد یا ۸ فی صد ہوتا ہے، فی صد میں کمیشن ملتا ہے، تو یہ کمیشن کا لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......صورت مسئولہ میں عمارت کی نگرانی، کرایہ کی وصولی اور عمارت کی دیکھ بھال کے لئے اجرت لینا جائز ہے، البتہ اجرت میں کوئی معینہ رقم ہونی چاہئے، فی صد میں اجرت کتنی ہوگی یہ مجہول ہے، کوئی معینہ رقم مقرر کر لی جائے تو جائز ہے اور جتنی آمدنی ہو اس کا کچھ فی صد اجرت کے طور پر مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۳۲۶/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۱۲﴾ سرکاری قاعدہ کا سہارا لے کر کام نہ کرنے کے دنوں کی تنخواہ لینا

سوال: حکومت کے قاعدہ کے مطابق امامت کرنے یا بچوں کو دینی تعلیم دلانے کی نیت سے دوسرے ملک سے علماء کو بلانا ہو تو اس عالم کا نام، ماہانہ تنخواہ اور جو شرائط باہم متعین ہوئی ہوں وہ قرارداد میں لکھ کر کمیٹی کے ذمہ داروں کی دستخط کے ساتھ ایک درخواست حکومت کو دینی پڑتی ہے، یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ یہ قرارداد دو یا تین سال کی مدت کا ہی ہوتا ہے۔

حکومت سے اجازت ملنے پر غیر ملک سے عالم آکر کام کرتا ہے، قرارداد پر آئے ہوئے عالم کی سروس برابر نہ ہو یا کوئی قصور یا غلطی کی وجہ سے انہیں معزول کرنا پڑے تو وہ عالم قرارداد

میں لکھی ہوئی پوری مدت کی تنخواہ مانگتا ہے، جماعت میں جھگڑا اور فساد کروانے اور فرقہ بندی کی سعی کرتا ہے، اگر کامیاب نہیں ہوتا تو کورٹ میں جا کر دعویٰ کر دیتا ہے، حکومت قاعدہ کے مطابق بقیہ مدت کی تنخواہ کمیٹی سے دلواتی ہے اور کمیٹی کو مجبوراً تنخواہ دینا پڑتا ہے۔ اس طرح تین چار علماء نے مسجد اور مدرسہ کے ہزاروں روپے دبا لئے، کام نہ کرنے کے باوجود خود کا قصور ہونے پر بھی حکومت کے قاعدہ کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں، ایسے جبراً تنخواہ لینے والے، جھگڑا اور فساد کرنے والے اور کرانے والے، جماعت میں تفرقہ ڈالنے والے اور مسجد اور مدرسہ کے ہزاروں روپے غلط طریقے سے لینے والے علماء کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر شرعی اصول کے مطابق عالم کی کوتاہی ثابت ہو جائے جس کی وجہ سے قرارداد سے قبل انہیں معزول کیا جائے تو حکومت کے قانون کا سہارا لے کر ملازمت نہ کی ہو ان دنوں کی تنخواہ یا روپے لینا ان کے لئے جائز نہیں ہے، اگر کسی عالم نے ایسے روپے لئے ہوں اور جماعت نے قانونی مجبوری کی وجہ سے دئے ہوں تو انہیں واپس کر دینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۱۳﴾ ملازم کا لیبر کورٹ میں جانا

سوال: زید ایک مدرسہ میں تدریس کی خدمت انجام دے رہا ہے، وہاں کے ذمہ دار حضرات سب مدرسین میں انصاف نہیں کرتے، کئی سالوں سے وہاں کے ذمہ داروں نے اس کی تنخواہ نہیں بڑھائی، دوسرے مدرسین کی تنخواہ میں ہر سال اضافہ ہوتا ہے، مدرسہ کی ہر رعایت میں اس سے قطع نظر کیا جاتا ہے، خود مہتمم کی تنخواہ دوسرے مدرسین سے دوگنا رکھی گئی

ہے، اور وہاں کے ذمہ دار جب رپورٹ مانگتے ہیں تو اس کے ساتھ بہت سختی سے پیش آتے ہیں، جس کی وجہ سے زید کا ارادہ ہے کہ وہ لیبر کورٹ میں کیس کر دے، اور اپنا حق مانگے، کیا زید کے لئے لیبر کورٹ میں جانا جائز ہے؟ زید بال بچے والا انسان ہے اگر وہ کیس نہ کرے تو کہاں جائے؟ اس کے لئے جائز صورت کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ صورت ''باب الاجارہ'' کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اس لئے ملازمت پر رکھتے وقت اجیر اور مستاجر کے درمیان جو ضوابط متعین ہوئے ہوں یا دونوں کی رضامندی سے جو شرائط اور سہولتوں کی کمی اور زیادتی طے ہوئی ہو اس کی پابندی فریقین کے لئے ضروری ہے، سورۂ مائدہ میں ہے: **اوفوا بالعقود**، عہد کو پورا کرو، اس کی تفسیر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ جو جائز شرائط باہم متعین ہوئے ہوں ان کی پابندی فریقین کے لئے واجب اور ضروری ہے۔ (۱۳/۳)۔

سوال میں مذکورہ تفصیل اگر صحیح ہو تو مذکورہ ادارہ میں کام کرنے والے ملازمین کے لئے جو سہولتیں میسر کی جائیں ان سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کا ہر ملازم کا حق ہے، منتظم یا مہتمم بھی اس ادارہ کا اجیر ہے، مالک نہیں ہے، بیت المال سے ایک مرتبہ کپڑوں کی تقسیم ہوئی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے حصہ میں آیا ہوا کپڑا حضرت عمرؓ کو دے دیا، حضرت عمرؓ وہ کپڑا پہن کر خطبہ دینے کھڑے ہوئے، تو فوراً آپ سے سوال کیا گیا۔ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین کو بھی دوسرے سے زیادہ لینے کا حق نہیں ہے، حق سے زیادہ لینا امانت میں خیانت ہے، دنیا میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے تو آخرت کے دربار میں تو جواب دینا ہی پڑے گا، ملازمین کے درمیان انصاف رکھنا چاہیئے، انصاف نہ کرنا اور ملازمین کے درمیان

برابری نہ کرنا درست نہیں ہے۔
اب رہا یہ سوال کہ زید اپنے حق کی وصولی کے لئے کیا کرے؟
تو آپس کی بات چیت یا کمیٹی سے فریاد یا لیبر کورٹ میں درخواست دے کر اپنا حق وصول کر سکتا ہے۔
مذکورادارہ دینی ہے، ملازمین عالم دین ہیں، اور ہمارے عقیدہ کے مطابق عالم آخرت میں اللہ کے دربار میں ہر ایک حقدار کو جس کا حق دنیا میں ادا نہ کیا ہونے کی کی صورت میں بدلہ دینا لازم ہے، اور وہاں نیکی کی بہت ضرورت ہوگی، اس لئے میرے خیال کے مطابق نا انصافی پر صبر کر کے اخلاص اور استقامت کے ساتھ خدمت کرتے رہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے امید رکھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۱۴﴾ سرکار سے دوگنی تنخواہ لینا

سوال: سرکاری ملازموں میں سے جس ملازم نے ہڑتال میں حصہ نہیں لیا، اور ملازمت پر آئے تھے، اسے سرکار دوگنی تنخواہ دے رہی ہے تو ان کا دوگنی تنخواہ لینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اپنی مرضی سے دوگنی تنخواہ دیتی ہے تو لینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۱۵﴾ مستاجر کے مال سے بقیہ اجرت اس کو بتائے بغیر لے لینا

سوال: میرا ایک دوست ایک عرب کے یہاں ملازمت کے لئے آیا ہوا ہے، اس کا سیٹھ ایک عرب بدو ہے، اس نے میرے دوست کو ۱۲۰۰ ریال تنخواہ دینے کے وعدہ سے بلایا تھا اور یہاں حکومت کے کاغذات میں ۱۵۰۰ ریال کا قرار لکھوایا ہے اور اب وہ بدو میرے

دوست کو۱۰۰۰ ریال تنخواہ دے رہا ہے۔

میرا دوست مجھ سے پوچھتا ہے کہ میرے سیٹھ کی روزانہ کی آمدنی میرے پاس جمع ہوتی ہے اور روزانہ میں اسے حساب دیتا ہوں، تو اس کی آمدنی سے ۲۰۰ ریال میری تنخواہ کے باقی چوری چھپے (بغیر اس کی اجازت کے) میں لے سکتا ہوں؟ اس لئے کہ وہ روزانہ میرے پاس آٹھ گھنٹہ سے زیادہ کام کرواتا ہے، تو مجھے تنخواہ بھی پوری ملنی چاہئے، اور وہ پوری تنخواہ نہیں دیتا تو مجھے ان حالات میں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اجارہ یعنی مزدوری پر رکھتے وقت اجیر اور مستاجر نے جو کام اور اجرت طے کی ہو اس کے مطابق دونوں کو عمل کرنا چاہئے، کام پورا لینا اور تنخواہ میں کمی کرنا ظلم ہے، اس کا بدلہ دنیا میں ورنہ آخرت میں نیکی کی صورت میں دینا ہوگا، اس لئے سیٹھ کی آمدنی سے ۲۰۰ ریال لے لینے میں بدنامی ہوگی، اس سے بچنا بھی ضروری ہے، اس لئے سیٹھ سے قانوناً پوری تنخواہ کا مطالبہ کیا جائے، اور اگر پھر بھی نہ دے تو اس کے مال میں سے قرار کے مطابق بقیہ رقم لینے سے گناہ نہیں ہوگا۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۱۶﴾ ریڈیو مرمت کا پیشہ

سوال: ہم دو بھائی ہیں، بڑا بھائی دکان پر بیٹھتا ہے اور میں ریڈیو مرمت کا کام جانتا ہوں اس لئے ریڈیو مرمت کا کام کرتا ہوں، تو آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ ریڈیو مرمت کا کام از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ اس پیشہ میں مجھے بہت سی مرتبہ گاہک سے جھوٹ بولنا پڑتا ہے تو مجھے یہ پیشہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر کرنا چاہئے تو کس طرح؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جھوٹ بولنا یا دھوکہ دینا شرعاً و اخلاقاً ناجائز ہے، اس

سے بچنا ضروری ہے، ریڈیو مرمت کا کام امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق جائز ہے، تاہم کوئی اور پیشہ مل سکتا ہو تو بچنا بہتر ہے۔ (شامی: ۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۱۷﴾ جھوٹ بول کر بے روزگاری بھتہ لینا

سوال: یہاں انگلینڈ میں اگر کوئی شخص بے روزگار ہو تو حکومت اسے بے روزگاری بھتہ دے کر اس کی مدد کرتی ہے، اور یہ مدد اتنی کم ہوتی ہے جس سے مشکل سے گھر چل سکے، اور پھر بھی گھر کا ٹیکس، لائٹ بل، پانی کا بل وغیرہ بھرنے پر بہت کم رقم بچتی ہے، اگر یہ ٹیکس نہ بھرے جائیں تو حکومت قاعدہ کے مطابق جرمانہ نافذ کرتی ہے، اور انسان مصیبت میں مبتلا ہوسکتا ہے ان حالات میں ایمان کا خطرہ اور بال بچوں کے کھانے پینے کے خرچ کی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے کچھ لوگ ان حالات میں مسجد اور مدرسہ میں پارٹ ٹائم دو تین، چار گھنٹے پڑھانے کا کام کرتے ہیں اور ان کی تنخواہ حکومت کے گریڈ سے بہت کم ہوتی ہے، اگر یہ لوگ اس تنخواہ کی حکومت کو اطلاع دیں تو مسجد اور مدرسہ یا بڑے اداروں پر حکومت ٹیکس، انکم ٹیکس وغیرہ کا قانون نافذ کرتی ہے، ادارہ چلانے میں پھر مصیبت ہوتی ہے، اور جو شخص تنخواہ لے کر ادارہ میں کام کرتا ہے اس کی تنخواہ کے برابر رقم مالی مدد میں سے کم کر دی جاتی ہے، تو اس طرح حکومت سے جھوٹ بول کر اپنے آپ کو بے روزگار بتا کر بے روزگاری وظیفہ لینا جائز ہے؟

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہاں کی حکومت نے انڈیا پر حکومت کر کے جو ٹیکس لیا تھا وہ رقم یہاں انگلینڈ میں خرچ کی، تو اب ہم اس ٹیکس کی وصول یابی کی نیت سے انگلینڈ کی حکومت سے بے روزگاری کا وظیفہ کی رقم وصول کریں تو جائز ہونا چاہئے۔ اور رہا جھوٹ بولنا تو ہمیں

حکومت نے جھوٹ بولنے پر مجبور کیا ہے۔
تو ان حالات میں حکومت سے بے روزگاری بھتہ لینا کیسا ہے؟ اگر کوئی عالم ایسا کرے تو اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ ہر شِق کا مفصل جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ صورت کے لئے اولاً یہ جان لینا چاہئے کہ اسلام مذہب میں جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اور حکومت کے قوانین جو اسلام کے مخالف نہ ہوں ان کو تسلیم کرنا اور اپنی عزت اور آبرو کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔ اور جو بے روزگار ہو اس کو کام تلاش کرنے باوجود کام نہ ملتا ہو تو ان لوگوں کو حکومت کی طرف سے بے روزگاری وظیفہ ملتا ہے اور بہت کم ملتا ہے تو کم پر راضی رہنا چاہئے، دینی واخلاقی اور معاشرتی تینوں جہتوں سے یہی بہتر ہے۔
آپ نے جو دلیل پیش کی ہے وہ صحیح اور مناسب نہیں ہے، انڈیا میں انگلینڈ کی حکومت نے جو ٹیکس لیا تھا اس کی وصول یابی کی یہ صورت اپنانے کا خیال اور طریقہ صحیح نہیں ہے، البتہ اگر آپ نے خود کچھ روپے ٹیکس میں دئے ہوں اور ان کی بازیابی کی دوسری کوئی صورت نہ ہو اور سوال میں مذکورہ طریقہ سے ہی لیا جا سکتا ہو تو خود دئے ہوئے روپیوں کے بقدر لے سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۱۸﴾ غلط بیانی سے ریڈیو مرمت کی اجرت لینا

سوال: ریڈیو مرمت میں بعض مرتبہ گاہک سے جھوٹ بولنا پڑتا ہے، ہم اندازاً اجرت بتاتے ہیں، یا یہ چیز بدلنی پڑے گی ایسا کہتے ہیں لیکن بعد میں وہ چیز اچھی نکلنے پر بدلتے نہیں

ہیں، جو چیز خراب ہو وہ بدل کر دوسری ڈالتے ہیں یا کچھ محنت کر کے پوری اجرت لے لیتے ہیں، تو ہمارا یہ معاملہ فقہ کی روشنی میں کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرمت میں جو چیز نئی ڈالی ہو اس کی جو اجرت بنتی ہو وہ لے سکتے ہیں، یا مرمت اور جو بھی چیز خراب ہو اس کے بدلنے کی اجازت لے کر اور اس کی اجرت بتا کر اتنی رقم لے سکتے ہیں، جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے، اور جھوٹ بول کر کاروبار کرنے سے آمدنی پاکیزہ نہیں رہتی، اس لئے کاروبار میں جھوٹ سے بچنا چاہئے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۱۹﴾ مستعمل ڈاک ٹکٹ کا دوبارہ استعمال

سوال: بہت سی مرتبہ ہمارے پاس ڈاک آتی ہے، اس کے ہم مالک ہوتے ہیں، اس پر ٹکٹ لگی ہوئی ہوتی ہے، ان ٹکٹوں پر مہر کی سیاہی لگی ہوئی نہیں ہوتی، تو ان ٹکٹوں کو نکال کر ان کو دوبارہ استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس لئے کہ ہم اس ٹکٹ کے مالک ہیں، اور ڈاک خانہ کی غلطی ہے کہ اس نے ٹکٹ پر مہر نہیں لگائی، اور یہ ہماری غلطی نہیں ہے تو کیا ہم ان کو دوبارہ استعمال کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کاغذ یا رسالہ کو متعینہ پتہ تک پہنچانے کی اجرت ڈاک خانہ والے لیتے ہیں اور یہ اجرت ادا کی ہے یا نہیں؟ اس کی رسید کے طور پر یہ ڈاک ٹکٹ لگی ہوئی ہوتی ہے، یعنی یہ ڈاک ٹکٹ فی نفسہ اجرت نہیں ہے بلکہ یہ اجرت کی رسید ہے، تو جب ایک ڈاک ہم تک پہنچ گئی تو اس کی اجرت میں دوسری مرتبہ کام کروانا کہاں سے جائز کہلائے گا؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۲۰﴾ ڈیوٹی کے وقت میں دوسرا کام کرنا، سرکاری کاغذ قلم لوگوں کے کام میں استعمال کرنا

سوال: میرے گاؤں میں لوگوں کی خدمت کے لئے میں سرکاری کاغذ اور قلم اور دوات کا استعمال کرسکتا ہوں؟ اور سرکاری وقت میں میری ذمہ داری ادا کرتے کرتے لوگوں کی مدد کے لئے سرکاری وقت کا استعمال کرسکتا ہوں یا نہیں؟ اور سرکاری چیزوں کو کسی بھی مقصد کے بغیر کسی کو دے سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سرکاری چیزوں کو سرکاری کام کے علاوہ دوسرے کسی کام میں استعمال کرنا یا سرکاری مقررہ وقت میں اپنا نجی کام کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿۲۳۲۱﴾ کمپنی سے جبراً گریجویٹی کی رقم لینا

سوال: میں ایک پرائیویٹ کمپنی میں ملازم تھا، میں نے اس میں اٹھارہ سال ملازمت کی ہے، اب گورنمنٹ کا قاعدہ یہ ہے کہ جب ملازم ۵ سال یا زیادہ وقت گذار کر استعفیٰ دے یا نکال دیا جاوے تو اسے اتنے سالوں کی گریجویٹی دی جاتی ہے، جو ایک معتد بہ رقم ہوتی ہے جب کوئی کارخانہ یا فیکٹری شروع کی جاتی ہے اس وقت گورنمنٹ اور کارخانہ کے مالک کے درمیان قرار ہوتا ہے کہ ملازم کو گریجویٹی، حق چھٹی، بونس اور پی ایف دی جانی چاہئے۔

اب کمپنی والے انکار کررہے ہیں، تو کیا یہ رقم لینا جائز ہے؟ ان کے انکار کرنے کی صورت میں کورٹ میں مقدمہ کیا جاسکتا ہے؟ کچھ لوگ کارخانہ کے مالک کی خوشی کے بغیر رقم لینا ناجائز بتاتے ہیں تو کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... آپ نے پرائیویٹ کمپنی میں ملازمت شروع کی اس وقت کمپنی نے آپ سے جس اقرار نامہ پر دستخط کروایا یا یہ کمپنی دوسرے ملازمین کو جو راحت دیتی ہے اسے حاصل کرنے کا آپ کو اختیار ہے، کمپنی والے تنخواہ کے علاوہ دوسری سہولتیں دینے سے انکار کریں تو آپ کو ان کو جبراً لینے کا اختیار نہیں ہے، جو لوگ کمپنی کی رضامندی کے بغیر راحت لینے کو ناجائز بتاتے ہیں وہ صحیح کہتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۲۲﴾ ٹکٹ لینا باقی رہ جائے تو

سوال: ایک شخص ریلوے اِسٹیشن سے شہری بس (city bus) میں آکر بیٹھا، بس میں بھیڑ بہت تھی، کنڈکٹر اس کے پاس آئے اور اس کو ٹکٹ دے اس سے پہلے ہی ان کو جہاں جانا تھا وہ اِسٹیشن آ گیا، کام اہم تھا اس وجہ سے ٹکٹ لئے بغیر ہی وہ اتر گیا، بعد میں خیال آیا کہ بھول سے ٹکٹ لینا رہ گیا تو اس حالت میں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بس میں سفر کرنے کا کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے، اس میں کرایہ ادا کئے جانے پر ٹکٹ دی جاتی ہے، لہٰذا اگر سفر کیا اور مجبوری کی وجہ سے کرایہ ادا کرنا رہ گیا تو اتنی ہی قیمت کی ٹکٹ لے کر اسے پھاڑ دیا جائے یا دوسری بس میں جتنا کرایہ ہوتا ہو اس میں اتنے مزید پیسے دے کر اگر دو ٹکٹ لے لی جائیں تو حق ادا ہو جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۲۳﴾ داخلہ فیس کا حکم

سوال: نئے آنے والے طالب علم سے شروع سال میں داخلہ کے وقت داخلہ فیس لی جاتی ہے کیا یہ داخلہ فیس لینا شرعاً جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اولاً یہ جاننا ضروری ہے کہ داخلہ فیس کس مقصد سے لی جاتی ہے؟ اسکے بعد کوئی صحیح جواب بتایا جاسکتا ہے اگر داخلہ فارم اور داخلہ کی کارروائی میں ہونے والے خرچ کے لئے لی جاتی ہے یا اجارہ کی کوئی صورت ہے تو لینا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۲۴﴾ ٹیوشن کلاسس کا اپریل، مئی کی فیس لینا

سوال: ا...... میں ٹیوشن کلاسس میں عصری علوم کی تعلیم دیتا ہوں، اور علمی ادارہ کے عام قاعدہ کے مطابق مکمل سال کی (گرمی کی چھٹیاں بھی شامل ہیں) تعلیمی فیس لی جاتی ہے، مثلاً: اسکول میں مئی میں چھٹیاں ہونے کے باوجود مئی کے مہینہ کی فیس اور رکشا والوں کی فیس وغیرہ عام قاعدہ کے مطابق لی جاتی ہے، لیکن میں احتیاط کے طور پر ٹیوشن آنے والے بچوں سے چھٹیوں کے ماہ (مئی مہینہ) کی فیس نہیں لیتا، لیکن اپریل کے مہینہ میں بھی کچھ طلباء کے امتحانات ۷ اپریل یا ۱۲ اپریل یا ۲۰ اپریل تک ختم ہوجاتے ہیں اس کے بعد طلباء پورا ماہ ٹیوشن کے لئے نہیں آتے تو ایسے طلباء کی اپریل مہینہ کی فیس مکمل لے سکتا ہوں یا نہیں؟

میرے کچھ دوستوں کا کہنا ہے کہ ہم نصاب تعلیم تو مکمل سال کا پورا کرواتے ہیں اس لئے ہم مکمل سال کی فیس کے حقدار ہیں اس لئے اپریل اور مئی کی فیس لینا بھی (جیسا کہ اسکولوں میں لی جاتی ہے) ہمارے لئے (ٹیوشن کلاسس کے لئے) جائز ہے۔

۲......ٹیوشن کلاسس میں کچھ غیر مذہب کے طلباء بھی تعلیم لینے آتے ہیں، وہ امتحان کے اگلے دن یا ان کی سالگرہ کے دن استاذ کے پیر پڑتے ہیں، انہیں منع کرنے کے باوجود انکی رسم کے مطابق دعاء لینے کے لئے جھک کر پیروں کو ہاتھ لگاتے ہیں ان کی اس حرکت کے

بعد مجھے ہمیشہ دل میں افسوس ہوتا ہے اور سختی سے منع کرنے کو دل چاہتا ہے لیکن ان کے دلی جذبات کو ٹھیس پہنچنے کے ارادہ سے خاموش ہو جاتا ہوں، لیکن ان کے اس عمل سے مجھ میں کوئی تکبر یا بڑائی نہیں آتی تو کیا انہیں ایسا کرنے دینا چاہیئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... تعلیمی اداروں میں مکمل سال کی فیس لی جاتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہاں تعلیمی نصاب اور وقت کی پابندی دونوں چیزیں مدنظر رکھی جاتی ہیں، اور سال کے درمیان ملنے والی چھٹیاں بھی تعلیمی ضرورت میں شمار کر کے ام کی فیس مقرر کی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے ٹیوشن میں تعلیمی نصاب سکھانے اور پڑھانے کی ذمہ داری ہے، اس لئے جب تک نصاب پورا نہیں ہو جاتا وہاں تک کی فیس لینے کے آپ مجاز ہیں، ہفتہ واری چھٹی یا درمیان میں آنے والی چھٹیوں کی فیس لے سکتے ہیں۔

تعلیمی ادارہ اور ٹیوشن کلاسس دونوں کی ذمہ داریاں الگ الگ ہیں، اس لئے تعلیمی ادارہ پورے سال کی فیس لینے کے حقدار ہیں، اور ٹیوشن کلاسس میں صرف ٹیوشن کی ہی ذمہ داری ہوتی ہے اس لئے ٹیوشن میں نصاب ختم ہوتے ہی اجرت کا حق بھی ختم ہو جاتا ہے اس لئے جو طالب علم اپریل، مئی میں ٹیوشن نہ آوے اس سے جبراً فیس لینا جائز نہیں ہے۔ (ہدایہ، شامی؛ کتاب الاجارہ)۔

والاجير الخاص الذی يستحق الاجرة بتسليم نفسه فی المدة و ان لم يعمل كمن استوجر شهرا للخدمة الخ (ہدایہ اخیرین: ۳۱۰)۔

الخاص و هو من يعمل لواحد عملاً موقتا بالتخصيص و يسمى الاجرة بتسليم نفسه الخ (شامی: ۹/ ۹۵)۔

۲...... طالب علم استاذ کا ادب واحترام رکھے، ان سے دعائیں لے انہیں والد کا درجہ دے

اس کی تعلیم ہونی ہی چاہئے، لیکن ادب کا جو طریقہ غیر اختیار کرتے ہیں وہ ہمارے عقیدہ کے مطابق صحیح نہیں ہے اس لئے انہیں آپ کے ساتھ ان کے مطابق عمل کرنے سے سمجھا کر روکا جائے، شاگرد اپنے مشرکانہ اعتقاد کے مطابق آپ سے برتاؤ کرے اور آپ منع نہ کرو اور پسند کرو تو یہ بھی ایمان کو برباد کرنے والا ہے، اگر کسی کو شوگر کی بیماری ہو اور کوئی شخص اسے محبت میں مٹھائی دے تو یہ شخص کیسی محبت سے اسے منع کر دیتا ہے، ایسا ہی یہاں بھی کرنا چاہئے، فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ جس مسلمان نے شرکیہ فعل کی اجازت دی یا اسے پسند کیا یا اس میں تعاون کیا تو یہ بھی گناہ کا کام ہے۔(۳۰۲/۱)۔

الانحناء للسلطان او لغيره مكروه لانه يشبه فعل المجوس۔ (عالمگیری: ۳۶۹/۵)۔

و ذكر شيخ الاسلام ان الرضا بكفر غيره انما يكون كفرا اذا كان يستجيزه و يستحسنه (شرح فقہ اکبر، فصل فی الکفر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فصل

﴿۲۳۲۵﴾ میونسی پالٹی کی طرف سے دی جانے والی پانی کی لائن میں آدھے انچ کی جگہ ایک انچ کا کنیشکن کردینا

سوال: میں مسجد کا متولی ہوں ایک مسئلہ میں آپ سے رہبری چاہتا ہوں، ہماری مسجد میں وضو کا حوض ہے، اس حوض میں پانی بھرنے کے لئے بورنگ کروایا ہے اور ساتھ میں میونسی پالٹی کی لائن میں ایک انچ کا کنیکشن بھی کروایا ہے، لیکن اسکی اجازت میونسی پالٹی سے نہیں لی ہے اور اسکا اندراج بھی نہیں کروایا، اس لئے یہ کنیکشن ہم نے بند رکھا ہوا ہے اور مسجد ہی کا دوسرا کنیکشن آدھے انچ کا ہے جو میونسی پالٹی میں درج کرواکر باقاعدہ طریقہ سے لیا ہے اس سے پانی بھرتے ہیں۔

اور اس مسجد کی دوسری دو ملکیتیں ہیں، ان میں بھی آدھے آدھے انچ کے دو کنیکشن ہیں، لیکن یہ دونوں ملکیتیں بندہ ہیں، کوئی استعمال میں نہیں آتی، اور مسجد کو ہر سال ان کا پانی کا ٹیکس بھرنا ہی پڑتا ہے، حالانکہ ان دونوں ملکیتیں کے بند ہونے کی وجہ سے پانی کا استعمال بالکل نہیں ہے۔

تو اب پوچھنا یہ ہے کہ ان دونوں ملکیتیں کے آدھے آدھے انچ کے ٹیکس میں ہم جو روپے بھرتے ہیں اسے ہم نے جو ایک انچ کا کنیشکن کیا ہوا ہے اس کا ٹیکس سمجھ کر اس ایک انچ والے کنیکشن کو جاری کردیں، اور ان دو ملکیتوں کے پانیوں کے ٹیکس کو اس ایک انچ والے کنیکشن کا ٹیکس سمجھ لیں تو ایسا کرنا از روئے شرع جائز کہلائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میونسی پالٹی پانی کا ذخیرہ کرتی ہے اور اسکی پاکی وصفائی

کا انتظام کرتی ہے اور میونسی پالٹی کی حد میں بود و باش رکھنے والوں کو پانی مہیا کرتی ہے، اور اس پانی کے استعمال پر وہ پانی کے ٹیکس کے نام سے روپے لیتی ہے، لہذا آپ نے مسجد میں آدھے انچ کا کنیکشن لیا ہے اور اس کے روپے جمع کرواتے ہو تو وہ پانی استعمال کرنا جائز ہے، اور مسجد کے مکان کے دو کنیکشن ہیں وہاں پانی کا استعمال نہیں ہوتا تو وہ کنیکشن بند کروائے جا سکتے ہیں، لیکن وہاں استعمال نہ کرتے ہوئے مسجد کا کنیکشن آدھے انچ کے بجائے ایک یا ڈیڑھ انچ کا بغیر اجازت کر دینا اور اس سے پانی لینا جائز نہیں ہے۔

﴿۲۳۲۶﴾ میٹر بند کر کے بجلی کی چوری کرنے کا حکم

سوال: آج بہت سے لوگ سرکاری لائٹ کے میٹر میں کچھ ایسا کام کرتے ہیں جسکی وجہ سے میٹر گھومتا نہیں ہے مگر لائٹ جاری رہتی ہے اسکا لوگوں کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جتنی بجلی جلی ہے اتنا بل نہیں آتا ہے بلکہ بہت کم آتا ہے اسکا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... لائٹ کے لئے جتنی بجلی کا استعمال کیا اسکا میٹر سے پتا چلتا ہے اور جتنی بجلی استعمال کی اسکے حساب سے روپے دینے ہوتے ہیں اب اس میں ایسی صورتیں پیدا کرنا کہ بجلی تو حاصل کرتے رہیں اور اس سے انتفاع بھی کریں مگر میٹر بند کر دیا جائے یا سست کر دیا جائے تا کہ بجلی کا استعمال کم معلوم ہو اور قیمت کم ادا کرنی پڑے یہ ناجائز اور چوری ہے اسلام میں ایسی چوری کی بھی اجازت نہیں ہے، یہ حقوق العباد کے قبیل سے ہے یہاں بچ جائیں گے تو اللہ جل شانہ کے دربار میں نیکیوں کے عوض میں ادا کرنا پڑیگا۔

﴿۲۳۲۷﴾ چوری کی بجلی سے کھینچا ہوا پانی پینا

سوال: چوری کی ہوئی بجلی سے کھینچا ہوا پانی دوسرے کے گھر پینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... گناہ کا کام کرنا چاہے وہ اخلاقاً معصیت ہو یا قانوناً معصیت ہو مسلمان کی شان کے خلاف ہے، اور مسلمان کو ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے، اس لئے کہ ہر عمل کا اللہ کے یہاں جواب دینا پڑیگا، تاہم اگر کوئی بجلی کی چوری کرے اور اس سے پانی کھینچے تو اس کی وجہ سے پانی ناپاک یا حرام نہیں ہو جاتا اس لئے وہ پانی پینا جائز ہے۔

﴿۲۳۲۸﴾ میونسی پالٹی کی لائن میں ناجائز کنیکشن کر کے پانی لینا

سوال: ہمارے یہاں عام طور پر پانی کا کنیکشن جو لیا جاتا ہے تو میونسی پالٹی میں نام درج کروا کر اور اطلاع دے کر کنیکشن لیا جاتا ہے، لیکن کچھ لوگ میونسی پالٹی کو اطلاع دئے بغیر اور نام درج کروائے بغیر اپنا کنیکشن جوڑ دیتے ہیں، تو اس طرح پانی حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میونسی پالٹی پانی کا ذخیرہ کر کے اور اس کی صفائی وغیرہ کر کے اپنے قبضہ میں کر کے جو لوگ روپئے یا بل ادا کرتے ہیں انہیں دیتی ہے، اور جو لوگ کنیکشن لیتے ہیں ان سے روپے وصول کرتی ہے، لہذا بغیر اجازت کہ میونسی پالٹی کی لائن میں ناجائز کنیکشن کر کے پانی لینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۲۹﴾ میونسی پالٹی کی طرف سے دی جانے والی پانی کی لائن میں آدھے انچ کی جگہ ایک انچ کا کنیکشن کر دینا

سوال: میں مسجد کا متولی ہوں ایک مسئلہ میں آپ سے رہبری چاہتا ہوں، ہماری مسجد میں وضو کا حوض ہے، اس حوض میں پانی بھرنے کے لئے بورنگ کروایا ہے اور ساتھ میں میونسی پالٹی کی لائن میں ایک انچ کا کنیکشن بھی کروایا ہے، لیکن اسکی اجازت میونسی پالٹی سے نہیں لی

ہے اور اسکا اندراج بھی نہیں کروایا، اس لئے یہ کنیکشن ہم نے بند رکھا ہوا ہے اور مسجد ہی کا دوسرا کنیکشن آدھے انچ کا ہے جو میونسی پالٹی میں درج کروا کر باقاعدہ طریقہ سے لیا ہے اس سے پانی بھرتے ہیں۔

اور اس مسجد کی دوسری دو ملکیتیں ہیں، ان میں بھی آدھے آدھے انچ کے دو کنیکشن ہیں، لیکن یہ دونوں ملکیتیں بندہ ہیں، کوئی استعمال میں نہیں آتی، اور مسجد کو ہر سال ان کا پانی کا ٹیکس بھرنا ہی پڑتا ہے، حالانکہ ان دونوں ملکیتیں کے بند ہونے کی وجہ سے پانی کا استعمال بالکل نہیں ہے۔

تو اب پوچھنا یہ ہے کہ ان دونوں ملکیتیں کے آدھے آدھے انچ کے ٹیکس میں ہم جو روپے بھرتے ہیں اسے ہم نے جو ایک انچ کا کنیشکن کیا ہوا ہے اس کا ٹیکس سمجھ کر اس ایک انچ والے کنیکشن کو جاری کردیں، اور ان دو ملکیتوں کے پانیوں کے ٹیکس کو اس ایک انچ والے کنیکشن کا ٹیکس سمجھ لیں تو ایسا کرنا ازروئے شرع جائز کہلائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میونسی پالٹی پانی کا ذخیرہ کرتی ہے اور اسکی پاکی وصفائی کا انتظام کرتی ہے اور میونسی پالٹی کی حد میں بود و باش رکھنے والوں کو پانی مہیا کرتی ہے، اور اس پانی کے استعمال پر وہ پانی کے ٹیکس کے نام سے روپے لیتی ہے، لہذا آپ نے مسجد میں آدھے انچ کا کنیکشن لیا ہے اور اس کے روپے جمع کرواتے ہو تو وہ پانی استعمال کرنا جائز ہے، اور مسجد کے مکان کے دو کنیکشن ہیں وہاں پانی کا استعمال نہیں ہوتا تو وہ کنیکشن بند کروائے جاسکتے ہیں، لیکن وہاں استعمال نہ کرتے ہوئے مسجد کا کنیکشن آدھے انچ کے بجائے ایک یا ڈیڑھ انچ کا بغیر اجازت کر دینا اور اس سے پانی لینا جائز نہیں ہے۔ فقط و اللہ تعالی اعلم

فصل

﴿۲۳۳۰﴾ حکومت کو دھوکہ میں رکھ کر بے روزگاری کا وظیفہ لینا

سوال: یہاں انگلینڈ میں کوئی شخص بے روزگار ہو تو حکومت اسے مالی مدد کرتی ہے، لیکن اس مالی مدد کے لینے سے قبل یا اس زمرہ میں شامل ہونے کے لئے کچھ کارروائیوں سے گذرنا پڑتا ہے، اور اس کارروائی کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ آپ کام کرنے کے قابل ہیں یا نہیں؟ یہ دیکھا جاتا ہے، اور حکومت کوئی کام بتائے تو اس کام کے لئے جانا پڑتا ہے، اگر اتفاق سے کارخانہ والا نہ رکھے تو کچھ حرج نہیں (اور کام پر رکھ لے تو کام کرنا پڑتا ہے اور خود کام کرنے سے منع کرے تو بے روزگاری کا وظیفہ نہیں ملتا)۔

نیز دوسری کارروائی میں یہ ہوتا ہے کہ خود کی اور بیوی کی دوسری کوئی آمدنی نہیں ہے یہ بتانا پڑتا ہے اور اخیر میں حلف نامہ بنانا پڑتا ہے کہ اگر میری کوئی دوسری آمدنی جاری ہوگی تو میں فوراً اس کی اطلاع حکومت کو کروں گا، اور اس حلف نامہ پر اس شخص کی دستخط ہوتی ہے اس کے بعد ہی مالی مدد ملتی ہے۔

تو اب میرا سوال یہ ہے کہ اگر ایک شخص پہلے سے کوئی کام کرتا ہے یعنی بے روزگار نہیں ہے اور وہ جھوٹ بول کر حکومت سے مالی مدد (بے روزگاری کی مدد) لیتا ہے یا بعد میں کام پر لگتا ہے اور حکومت کو نہیں بتاتا تو اس طرح حکومت سے بیروزگاری بھتہ لینا شریعت کے قاعدہ سے صحیح ہے یا نہیں؟ اگر کوئی عالم ایسا کرے تو اس عالم کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۲) اگر اس طرح بے روزگاری کا وظیفہ لینے والے شخص کو کوئی مدرسہ والا ملازمت پر رکھ لے اور ہر ہفتہ اسے تنخواہ کے طور پر نہیں بلکہ ہدیہ کے طور پر غیر متعین رقم کم اور زیادہ دی

جائے یا مہینہ میں ایک مرتبہ ہدیہ کے طور پر کچھ رقم دی جائے تو بے روزگاری کی دستخط کرنے والے شخص کے لئے کوئی گنجائش ہو سکتی ہے یا نہیں؟

کچھ لوگ انگلینڈ کو دار الحرب بتا کر حربیوں سے کسی بھی طریقہ سے مال لینے کے جواز کی آڑ میں یہ مالی مدد لینا جائز سمجھتے ہیں (چاہے وہ بے روزگار نہ ہوں) تو کیا مسلمان مستامن کے لئے اس طرح کی مالی مدد لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا معاہدہ کی پابندی نہ کرنا جائز نہیں ہے، اور اس طریقہ سے حاصل کیا ہوا مال طیب اور پاکیزہ نہیں کہلاتا، لہذا جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر یا حکومت کو دھوکہ میں رکھ کر مالی مدد لینا شرعاً و اخلاقاً نا جائز ہے۔

(۲) تنخواہ نہ دے کر ہدیۃً دی جانے والی رقم میں اول یہ مقرر کر لینا چاہئے کہ اس کا صرف نام ہدیہ کا ہے یا حقیقت میں یہ ہدیہ ہے، اگر معاوضہ یا مزدوری کے طور پر یہ رقم دی جاتی ہو تو صرف نام ہدیہ رکھ لینے سے ہدیہ نہیں کہلائے گا، اور کچھ لوگوں کے کہنے کے مطابق بے روزگاری کا مالی تعاون لینے والے شخص کو ہدیہ بھی بتانا پڑتا ہے تو اس صورت میں ملنے والی ہدیہ کی رقم بھی ظاہر کرنی پڑے گی۔

دار الحرب میں بھی دھوکہ دے کر یا جھوٹ بول کر مال لینا جائز نہیں ہے، اور انگلینڈ کا دار الحرب ہونا بھی اجماعی مسئلہ نہیں ہے اس لئے دار الحرب سمجھ کر بھی یہ فائدہ نہیں لے سکتے، اور اگر انگلینڈ کو دار الحرب سمجھتے ہوں تو دار الحرب میں رہنا بھی ایک قابل غور مسئلہ ہے۔

﴿۲۳۳۱﴾ پارٹ ٹائم ملازمت کرنے والے کا بیکاری بھتہ لینا

سوال: یہاں یو.کے. میں حکومت کی طرف سے بے روزگاروں کو وظیفہ ملتا ہے، اس طرح

کے ہر دو ہفتہ میں ایک فارم پر دستخط کرنی پڑتی ہے جس میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ میں بے روزگار ہوں اور میرے پاس کوئی کام نہیں ہے اور میری کوئی دوسری آمدنی بھی نہیں ہے، تو حکومت ایسے لوگوں کو وظیفہ دیتی ہے، اب ان میں سے کچھ لوگ پارٹ ٹائم کام کرتے ہیں، کسی مدرسہ میں پڑھاتے ہیں یا کوئی اور کام کرتے ہیں اور مدرسہ میں پارٹ ٹائم کے ہفتہ کے متعینہ ۱۵ پاؤنڈ ملتے ہیں، لیکن فارم پر دستخط کرتے وقت اس کا ذکر نہیں کیا جاتا اس لئے کہ ذکر کرنے میں وظیفہ سے اتنی رقم کم ہو کر ملے گی۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ دوسری جگہ کام کر کے ۱۵ پاؤنڈ ہفتہ کے ملتے ہیں اس کا ذکر نہ کر کے فارم بھر کر وظیفہ لینا صحیح ہے؟ اور جھوٹ بولنے والا گنہگار کہلائے گا یا نہیں؟ اور یہ رقم حلال کہلائے گی یا حرام؟

نوٹ: یہ وبا اس ملک میں عام ہے، حکومت کو بھی اس کا علم ہے، البتہ کسی شخص کے متعلق یقینی طور پر معلوم ہو تو اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور کچھ مدت کے لئے بھتہ بند کر دیا جاتا ہے۔

اور پارٹ ٹائم کام کی اطلاع دینے میں مسجد اور مدرسہ کی کمیٹی کو پورا حساب بتانا پڑتا ہے، اور ٹیکس کی مصیبت میں پھنسنا پڑتا ہے، یہی حالت چھوٹی دکانوں اور کارخانوں کی ہے اس لئے وہاں کے مالک پارٹ ٹائم کام کرنے والوں کو لیبر آفس میں اطلاع دینے سے منع کرتے ہیں، مسجد اور مدرسہ کی کمیٹی باقاعدہ حساب رکھ کر پوری جانکاری حکومت کو دے تو بچوں کو تعلیم دینے والے مدرس ملنے مشکل ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ان کے بے روزگاری کے مالی معاون میں اتنے روپے کم ملتے ہیں دونوں طرف کی تکلیفوں کو پیش نظر رکھ کر کوئی صحیح

حل بتانے کی گذارش ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں حکومت کی طرف سے ملنے والا بے روزگاری بھتہ (وظیفہ) یہ حکومت کی طرف سے احسان ہے کہ جس شخص کے روزگار کا کوئی ذریعہ نہ ہو وہ اس رقم سے اپنا گذر بسر چلا سکے، اور اس رعایت کے حقداروں کے لئے حکومت نے کچھ شرائط مقرر کئے ہیں ان شرائط کی پابندی اس رعایت کے لینے والے کے لئے ضروری ہے۔

ان شرائط کی پابندی کی وجہ سے اگر کوئی رعایت لینے والا پارٹ ٹائم ملازمت کرتا ہے تو اسے اس کی اطلاع حکومت کو کرنا ضروری ہے،، غلط حقیقت بتلا کر رقم لینا جائز نہیں ہے، اور جھوٹ بولنے کا بھی گناہ ہوگا اور جو شخص جھوٹ بول کر وظیفہ لے گا تو اس کے لئے وہ رقم طیب اور پاکیزہ نہیں کہلائے گی، اس لئے اس میں برکت نہیں ہوگی، نیز حکومت کو علم ہونے پر اگر حکومت کوئی سزا نافذ کرے تو اس سے اسلام اور مسلمان دونوں کی بدنامی ہوگی، اس بدنامی اور توہین سے بچنا بھی ضروری ہے، اس لئے مسلمانوں کو جھوٹ اور دھوکہ دہی وغیرہ غلط طریقوں کے اختیار کرنے سے بچنا چاہئے۔

مسجد اور مدرسہ کمیٹی ایسا کرنے پر زور دیتی ہو تب بھی خدا کی نافرمانی میں مخلوق کی تابعداری نہیں کرنی چاہئے۔ **لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۳۲﴾ سفر بھتہ میں سفر خرچ سے زائد رقم لینا

سوال: سرکاری ملازم کو پانچ میل سے زیادہ دور جانے پر سفر کا بھتہ دیا جاتا ہے، اس سفر کے بھتہ کی رقم سے سفر خرچ نکالنے کے بعد بھی کبھی کچھ رقم بچ جاتی ہے، تو حکومت نے

جو پوری رقم سفر خرچ کے نام سے دی ہے اس کا لینا کیسا ہے؟ اور سفر سے واپس آ کر حساب دینا پڑتا ہے کہ میں نے اتنے روپے خرچ کئے، اور حساب میں زیادہ رقم بتائی جاتی ہے، حالانکہ اتنی رقم خرچ نہیں ہوئی ہوتی۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سرکاری ملازم کو کچھ میل کے سفر پر جانے سے سفر بھتہ دیا جاتا ہے تو سفر میں جتنا خرچ ہوا ہو اتنی ہی رقم لینا اس کے لئے جائز ہے، جھوٹ بول کر زائد رقم لینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۳۳﴾ بیماری بھتہ لینا

سوال: یہاں انگلینڈ میں بیماری کی وجہ سے کمزوری بھتہ ملتا ہے، کچھ وقت کے بعد یہ ملنا بند ہو جاتا ہے، اس کے بعد دوسرا فنڈ مریضوں، بے روزگاروں اور بے سہاروں کے لئے ہے، اس میں سے انسان کی ضرورت کے مطابق خرچ حکومت کی طرف سے ملتا ہے، تو کسی شخص کے پاس بینک میں روپے جمع ہونے کے باوجود حکومت سے امداد لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حکومت کو معلوم ہو کہ اس شخص کے پاس روپے بینک میں جمع ہیں اور اس کی مالی حالت بہتر ہے اس کے باوجود کمزوری بھتہ یا ایسے ہی کسی دوسرے فنڈ سے امداد کرے تو اس کے لینے میں کچھ حرج نہیں ہے، اپنے آپ کو غلط طریقہ سے محتاج اور بے روزگار ظاہر کر کے لینا جائز نہیں ہے، نیز کام کرنے کی قدرت ہونے کے باوجود بیماری کے بہانے سے کام نہ کر کے مذکورہ مدد لینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۳۴﴾ بیماری کا غلط سرٹیفکیٹ بنوا کر بھتہ لینا

سوال: یہاں یو.کے. میں بہت سے ہمارے بھائی ہیں جو ڈاکٹروں سے غلط سرٹیفکیٹ

لکھوا کر اپنے آپ کو بیمار ظاہر کر کے ملازمت پر نہیں جاتے، اور لیبر آفس سے مدد لے کر گذر بسر چلاتے ہیں، تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اسلام دھوکہ دہی کو بالکل پسند نہیں کرتا، حدیث شریف میں دھوکہ دینے والے کے لئے سخت الفاظ میں وعید بیان کر کے اس فعل سے باز رہنے کی تاکید کی گئی ہے، اس لئے بیمار نہ ہونے کے باوجود غلط سرٹیفکیٹ بنوا کر دھوکہ سے راحت فنڈ لینا جائز نہیں ہے، اور ایسی آمدنی بھی پاکیزہ نہیں کہلاتی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۳۵﴾ کارڈرائیونگ کی ملازمت میں عورتوں کو ہاتھ لگتا ہے تو کیا یہ ملازمت جائز ہے؟

سوال: یہاں کچھ لوگ کارڈرائیونگ سکھاتے ہیں، کچھ مسلمان بھی کارڈرائیونگ سکھاتے ہیں، بعض مرتبہ لڑکیاں کار سکھنے آتی ہیں اور سکھاتے وقت ان کے بغل میں بیٹھنا پڑتا ہے، اور سکھاتے وقت ان کو ہاتھ پکڑ کر سکھانا پڑتا ہے اور بدن کے دوسرے حصوں کو بھی ہاتھ لگ جاتا ہے، لڑکیوں نے آدھے ننگے، چست اور کھلے کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں، تو ایسی ملازمت یا پیشہ کے متعلق شریعت کی کیا رہنمائی ہے؟ اور جو ملازمت کر رہے ہیں انہیں یہ ملازمت چھوڑ دینی چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حلال اور پاکیزہ روزی کا تلاش کرنا ضروری ہے، اور جب ایسی کوئی ملازمت یا آمدنی کا ذریعہ مل جائے تو یہ ملازمت چھوڑ دینی چاہئے، اور جب تک ایسی کوئی ملازمت یا آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے وہاں تک یہ ملازمت جاری رکھے، حتی الامکان ہاتھ اور نظر کی حفاظت اور دل کی نگرانی کے ساتھ خوف خدا کو پیش نظر رکھتے ہوئے

کام کرتا رہے، اور توبہ بھی کرتا رہے، قرآن پاک میں ہے: **و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا، و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔** جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لئے کوئی راستہ ضرور نکالتے ہیں، اور اسے ایسی جگہ سے روزی پہنچاتے ہیں جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۳۶﴾ کیا عورت کی آمدنی حلال ہے؟

سوال: کیا عورت کی آمدنی حلال ہے یا حرام؟

کنیڈا جیسے ملک میں لوگوں کی مالی حالت خراب ہے، اور ان ملکوں کی مہنگائی اور گھر کا کرایہ وغیرہ اخراجات کی وجہ سے صرف مردوں کی آمدنی پر گھر نہیں چلتا اس لئے وہاں عورتوں کو بھی گھر کے اخراجات پورا کرنے کے لئے کام کرنا پڑتا ہے، کنیڈا جیسے ملکوں میں عورتیں عورتوں کے ساتھ ہی کام کرتی ہیں، اور صرف عورتوں کے کارخانہ میں ہی، البتہ دیکھ بھال اور مینیجمنٹ مرد ہی کا ہوتا ہے، یعنی عورتوں کے کارخانہ میں مرد منیجر ہوتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ عورت نے ملازمت کر کے جو روپے کمائے ہیں ان روپیوں سے وہ حج میں جانا چاہے تو جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور عورت کے ان روپیوں میں زکوۃ فرض ہوگی یا نہیں؟

ساؤتھ افریقہ اور ری یونین وغیرہ ملکوں میں عورتیں ہی دکان پر کام کرتی ہیں، اور ان عورتوں سے ہمارے یہاں کے علماء چندہ بھی لیتے ہیں یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ کنیڈا جیسے ملک میں عورتیں بال کھلے رکھ کر کام کرتی ہیں، ایک معتبر شخص کا کہنا ہے کہ جس طرح ہمارے یہاں گجرات میں عورتیں سبزی اور دیگر گھریلو چیزیں خریدنے کے لئے بازار جاتی ہیں اور ہم ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھاتے ہیں تو یہ بھی اسی طرح ہے، اس لئے یہ روپے حرام نہیں ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اسلام مذہب کی مقدس تعلیمات میں عورتوں کے لئے خاص حقوق اور احترام کا حق اور اسلامی پردے کے احکام بیان کئے گئے ہیں، اگر کوئی عورت ان احکام کی پابندی کے ساتھ کام کرتی ہے تو جائز اور حلال ہے، اور جو عورت ان احکام کی پابندی نہیں کرتی، بے پردگی اور غیر مردوں سے اختلاط کے ساتھ ملازمت کرتی ہے تو وہ بے پردگی کے گناہ کے ساتھ حدیث شریف میں وارد وعید کی بھی مستحق بنتی ہے، اس لئے ایسی آمدنی حلال ہو تو بھی برکت والی اور پاکیزہ نہیں رہتی اور اس عورت کے اولیاء بھی کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته کے تحت گنہگار ہوں گے۔

یہ آمدنی حلال ہونے کی وجہ سے ان روپیوں سے حج، زکوۃ وغیرہ ادا کیا جا سکتا ہے، البتہ مسلمان عورت کو ایسی ملازمت سے ایسے فتنہ کے دور میں بچنا چاہئے، اور مردوں کو بھی اس سے روکنا چاہئے، عورت کے گذر بسر کا خرچ شریعت نے مردوں پر رکھا ہے عورتوں پر نہیں، اس لئے عورتوں کو اللہ کا گنہگار نہیں بننا چاہئے۔ (شامی، عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۳۷﴾ عورت کا ملازمت کرنا

سوال: ہم یورپ میں یہاں کے اصل باشندوں کے درمیان رہتے ہیں، اس لئے ان کے اخلاق و طور طریق کا ہم پر کافی اثر ہو گیا ہے، فیشن پرستی و دیگر قباحتیں ہمارے اندر گھر کر گئی ہیں البتہ مسلمان نو جوان لڑکی آج تک ملازمت کے لئے نہیں گئی، لیکن گذشتہ ماہ ایک نو جوان لڑکی نے (جس کے والدین کی مالی حالت بہتر ہے اور کوئی مجبوری بھی نہیں ہے، پھر بھی) بے پردہ سرکاری دفتر میں جہاں نمازیں قضا ہوتی ہیں اور طہارت کا بھی مکمل انتظام نہیں ہوتا، ملازمت شروع کی ہے۔ اور اس کی دیکھا دیکھی دوسری عورتیں بھی ملازمت

شروع کریں گی اس کا امکان ہے، لہذا پوچھنا یہ ہے کہ اس طرح بے پردہ ملازمت پر جانے والی لڑکی کی آمدنی اسلام میں حلال ہے یا حرام؟ سننے میں آیا ہے کہ ایک مولانا صاحب نے اسے حلال بتایا ہے، لہذا اس کا صحیح حکم بتا کر مشکور فرمائیں؟ نیز اس پر بھی روشنی ڈالیں کہ عورتوں کا بے پردہ دکانوں میں کھڑے ہو کر تجارت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ہمارے اسلام مذہب میں مردوں اور عورتوں کے لئے خاص حدود اور پابندیاں اللہ جل شانہ اور رسول پاک ﷺ نے بتائی ہیں، اور ہمارے لئے ان کی اتباع کرنا اور ان پر عمل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اب کوئی عورت بے پردگی اور نمازوں کے قضا کرنے کے ساتھ اور پرائے مردوں سے اختلاط ہو ایسا کوئی کام کرے تو حدیث شریف میں اس کے لئے سخت وعید بیان کی گئی ہے، اور ایسا کرنا قرآنی حکم کی نافرمانی ہے، لہذا ایسی ملازمت کرنا حرام اور اس کی آمدنی پاکیزہ اور حلال نہیں کہلائے گی، اور اگر شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے کوئی کام کر کے آمدنی حاصل کرے تو وہ پاکیزہ اور حلال کہلائے گی، صحابہؓ اور تابعینؒ اور فقہاءؒ مسجد میں فرض نماز کے لئے عورتوں کے آنے سے منع کرتے تھے، اور جب کہ حج جیسی اہم عبادت کے لئے تنہا سفر کرنا عورت کے لئے جائز نہیں ہے تو سوال میں مذکورہ حالت میں دفتر یا کارخانہ میں ملازمت کے لئے جانا کہاں سے جائز کہلائے گا؟ اور جو مرد اور محرم اپنی عورتوں کو ایسے حرام فعل سے منع نہیں کرتے بلکہ حوصلہ دیتے ہیں انہیں حدیث پاک میں دیوث کہا گیا ہے۔

﴿۲۳۳۸﴾ حکومت سے وظیفہ لینا کیسا ہے؟

سوال: میں آپ کا احسان مند ہوں گا اگر آپ مندرجہ ذیل امر پر تبصرہ فرمائیں۔

یو.کے. میں تقریبا بیس لاکھ بے روزگار پائے جاتے ہیں، اوران کے رفاہ عام کے لئے کروڑں پاؤنڈ ہرسال دئے جاتے ہیں۔ یہ جاننے کے لئے میں مشتاق ہوں کہ کس طرح یہ رقم مہیا کی جاتی ہے۔ کیا میں اپنے اس قیاس میں درست ہوں کہ وزیر خزانہ کو ان اخراجات کے برداشت کرنے کے لئے قرض لینا پڑتا ہے۔
کیونکہ وہ لوگ جو برسر روزگار ہیں ان کی تنخواہ میں سے ٹیکس کی صورت میں لی جانے والی رقم اتنی نہیں ہوتی کہ وہ اس خطیر اخراجات کو برداشت کر سکے۔ اور بے روزگار لوگوں کی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ انہیں جو رقم ملتی ہے وہ دراصل پس انداز کی ہوئی وہ رقم ہے جو ٹیکس انہوں نے برسر روزگار ہونے کی شکل میں ادا کیا تھا۔ میرے خیال میں بے بروزگاروں کا یہ خیال درست نہیں! براہ کرم اس امر پر کچھ روشنی ڈالیں۔
بچوں کی پرورش کے لئے جو رقم دی جاتی ہے اس کے سلسلے میں بھی کلام ہے۔ اکثر کا یہ یقین ہے کہ وہ حضرات جنہیں یہاں کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور نئے تارکین وطن جنہوں نے ایک پائی بھی ٹیکس میں ادا نہیں کی ہے وہ بچوں کی پرورش کی رقم وصول کرتے ہیں جیسے ہی وہ اس ملک میں آتے ہیں۔ ان میں اکثریت ان والدین کی ہیں جو بے روز گار ہیں۔ اور چند وجوہات کی بنا پر بے روزگار رہتے ہیں۔ وہ یقیناً سماج پر ایک بوجھ ہیں۔
اس مد میں پیسے کہاں سے آتے ہیں؟ کیا مذکورہ رقم (بچوں کی پرورش کی رقم) سود سے قرض لی گئی رقم سے ملتے ہیں؟
اس خط کے تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ اس سلسلے میں مسلمانوں کی کیا حیثیت ہے؟ کیونکہ ایسی رقم سے مدد کرنا جو سود پر لی گئی ہو اسلام میں جائز نہیں؟ آپ کا

جواب قابل ستائش ہوگا۔

آپ کا مخلص......

عزیزم مسٹر سائل

آپ کا ۹/جولائی کا خط...............کے نام سے ملا۔شکریہ!

جیسے کہ آپ کے علم میں ہے کہ وزیر کے نام بہت سے خطوط آتے ہیں۔اس موقع پر مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں اس کا جواب دوں۔

بے روزگاروں کی مدد ملکی انشورنس کی مد میں سے ہے،ایسی مدد ملکی انشورنس سے کی جاتی ہے۔جو پیسہ برسر روزگار لوگ اور وہ لوگ جنہوں نے انہیں روزگار دیا ہے اور ان لوگوں نے جو ٹیکس دیا ہے اس سے دیا جاتا ہے۔اس مد میں مزید رقم ''مستحکم'' مد سے لی جاتی ہے۔

بچوں کی پرورش کے لئے رقم اور مزید برآں کی رقم حکومت کی آمدنی سے منہا کیا جاتا ہے۔

حکومت کی آمدنی کی رقم کا بیشتر حصہ مختلف ٹیکسوں کی وصولی، محصول، نفع ، سامان اور خدمات سے ہوتا ہے۔ان کے ساتھ ساتھ کچھ قرض ضروری ہوتا ہے جو باؤنڈ اور تحفیظ کی شکل میں ہوتا ہے۔جس میں سود کی ادائیگی ہوتی ہے۔میں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ حکومت کی آمدنی میں اس کا حصہ بہت قلیل مقدار میں ہوتا ہے۔حکومت کی اصولی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اسے ممکن حد تک کم سے کم کیا جائے۔

ایک خاص قسم کی مد میں رقم کس خاص مد سے لیا جاتا ہے اس کا یقین دلانا ممکن نہیں۔حکومت اس بات کو ترجیح دیتی ہے کہ جملہ آمدنی اور اخراجات میں مساوات ہو۔ایک خاص آمدنی ایک خاص خرچ (مد) میں صرف نہیں ہوتی۔

میں معافی چاہتا ہوں کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ کے سوالات کا جواب خصوصی حد تک دیا جا سکے۔لیکن مجھے امید ہے کہ یہ خط معاون ثابت ہوگا۔ آپ کا مخلص

حضرت مولانا مفتی صاحب السلام علیکم

ایک خط میں نے حکومت کے وزیر کو لکھا تھا اور اس کا جو جواب موصول ہوا ہے انگریزی میں حاضر خدمت ہے۔(اور ترجمہ آسانی کے لئے اردو میں دیا گیا ہے)

برائے کرم اس مسئلہ میں جس میں سود کی رقم مخلوط ہو، کیا ایک مسلمان کے لئے اس کا لینا جائز ہے؟ اسلامی نقطہ نظر سے اس کی وضاحت فرمائیں۔عین نوازش ہوگی۔فقط والسلام ۷/فروی ۱۹۸۹ء

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......قرآن پاک کے ارشاد اور مسلمانوں کے سچے عقیدے کے مطابق ہر ایک جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ ہی اپنی حکمت کے مطابق کم وبیش ہر ایک کو رزق پہنچاتا ہے۔یہ انسان کے عمل اور اختیار میں ہے کہ حلال طریقہ سے حاصل کرے یا حرام راستہ سے وصول کرے۔اس لئے ہر ایک کے ذمہ لازم ہے کہ حلال رزق حاصل کرے۔اور حلال رزق حاصل کرنے کو عبادت اور جہاد کی فضیلت میں شمار کیا گیا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محنت مزدوری کر کے زندگی گذارتے تھے۔اور خود بھوکے رہ کر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔ کسی دوسرے کے رحم وکرم پر یا خیراتی ادارہ کی خیرات اور رحم وکرم پر زندگی نہیں گذاتے تھے۔اسی وجہ سے سوال کرنے یعنی خیرات اور امداد مانگنے پر حدیث شریف میں وعید بیان

کی گئی ہے۔ مسلمان کی شان دوسروں کو دینے میں ہے، دوسروں سے مانگنے میں نہیں!
یہاں حکومت کی طرف سے اس کے مقرر کردہ اصولوں پر جو بے روزگاروں کو امداد دی جاتی ہے اس کی نظیر اسلامی بیت المال کی طرح ہے کہ جس میں محتاجوں، ضرورت مندوں یا اپاہجوں کو دیا جاتا ہے۔
دوسری بات یہ ہے کہ یہ حکومت نہ تو اسلامی ہے اور نہ تو مسلمانوں سے کوئی امتیاز برتتی ہے۔
تیسری بات یہ ہے کہ حرام کی رقم نہ تو اکثر ہے اور نہ یہ کہ صرف حرام میں سے دیتے ہیں بلکہ مخلوط ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ حکومت قبضہ کر کے پھر یہ رقم دیتی ہے۔
لہٰذا ان تمام صورتوں کو مدنظر رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ بغیر ضرورت شدیدہ کے اس رقم سے احتراز کیا جائے اور ضرورت ہو تو اس رقم کو اپنی سچی حالات بیان کرنے کے بعد لے کر استعمال کرنا درست ہے۔ دلائل اور تفصیلات کتب فقہ میں ہیں۔ فقط واللہ اعلم

﴿۲۳۳۹﴾ حکومت کے محکمۂ وظیفہ کو کم تنخواہ ظاہر کرنا اور حکومتی امداد لینا

سوال: مکرم و محترم حضرت مفتی اسماعیل صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ
ہم نے اپنی مسجد میں ایک عالم دین کو امامت اور مدرسہ میں بچوں کی تعلیم کے لئے تقرر کیا ہوا ہے۔ اور ہم پوری قوم مل کر امام صاحب کو فی ہفتہ ۱۳۰/ پاؤنڈ تنخواہ دیتے ہیں۔ لیکن حکومت کے سامنے ہم کمیٹی والے پوری تنخواہ ظاہر نہیں کرتے کیونکہ ۹۰/ پاؤنڈ سے زیادہ تنخواہ حکومت کے سامنے ظاہر کرنے پر حکومت کو ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ ٹیکس حکومت ہر ایک سے ظلماً وصول کرتی ہے تو اس ٹیکس سے بچنے کے لئے کم تنخواہ ظاہر کرتے ہیں۔
فی الحال ہم لوگ ۸۳/ پاؤنڈ تنخواہ حکومت کے سامنے ظاہر کرتے ہیں اور ۸۳/ پاؤنڈ ظاہر

کرنے میں بھی مسجد والوں کو فی ہفتہ سات سے آٹھ پاؤنڈ انشورنس سٹامپ کے لئے حکومت کو دینا پڑتا ہے۔اور ۹۰/ پاؤنڈ تنخواہ ظاہر کرنے کی شکل میں ہم سے حکومت والے ٹیکس بھی وصول کرتے ہیں۔ وہ یا تو مسجد والوں کے ذمہ ہے یا امام صاحب کو ادا کرنا پڑتا ہے۔اور یہ ٹیکس حکومت والے ہم سے ظلمًا وصول کرتے ہیں۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے امام صاحب کونسل کے مکان میں کرایہ سے رہتے ہیں تو اگر کمیٹی والے کم تنخواہ ظاہر کریں تو امام صاحب کو مکان کا کرایہ کم دینا پڑتا ہے اور کونسل ٹیکس بھی کم دینا ہوتا ہے۔ اگر کمیٹی والے پوری تنخواہ حکومت کے سامنے ظاہر کریں تو امام صاحب کو مکان کا کرایہ اور کونسل ٹیکس پورا قانونًا ادا کرنا پڑتا ہے۔اور پھر ٹیکس بھی زیادہ دینا ہوتا ہے۔اور پھر دوسری ضرورتیں مثلاً :بجلی، گیس اور پانی کا بل بھی ادا کرنا ہوتا ہے تو اس شکل میں امام صاحب کے لئے دشواری ہوسکتی ہے اور بال بچوں کے ساتھ اطمینان سے گذر بسر کرنا مشکل ہوجاتا ہے نیز کمیٹی والے اور دوسرے متعلقین حضرات امام صاحب کو زیادہ تنخواہ دینے کی قوت نہیں رکھتے اور زیادہ تنخواہ دینے سے قاصر ہیں۔

تو اگر کمیٹی والے امام صاحب کی تنخواہ جہاں سے ٹیکس شروع ہوتا ہے وہاں تک ظاہر کریں، مثلاً ۹۰/ پاؤنڈ تو یہ طریقہ کار ازروئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

کمیٹی والے ویسے ۱۳۰/ پاؤنڈ تنخواہ دیتے ہیں اور فی الحال ۸۳/ پاؤنڈ تنخواہ حکومت کو ظاہر بتلاتے ہیں۔اس سلسلہ میں کچھ لوگوں کو خلجان بھی ہے۔ہم نے جانبین کو شکل تحریر کردی ہے۔اور کم تنخواہ ظاہر کرنے میں امام صاحب کو فیملی بینیفٹ مل سکتی ہے اور یہ رقم گھر خرچ میں معین اور مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔

سوال (۲) اگر بالفرض کمیٹی والے یوں کہیں کہ ہم آپ کو پوری تنخواہ دے سکتے ہیں اوراس کی قوت بھی رکھتے ہیں تو فی زمانناحالات کے اعتبار سے ائمہ کرام کی کیا تنخواہ از روئے شریعت اور حکومت کے لحاظ سے ہونی چاہیئے تاکہ اچھی طرح گذر وبسر ہو سکے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......(۱) جھوٹ بولنا اور جھوٹی بات لکھ کر دینا سب گناہ کبیرہ اوراسلامی شان کے خلاف ہے۔اگر کسی اچھے مقصد کے لئے جھوٹ بول دیا جائے تو انشاءاللہ تعالیٰ اللہ کے یہاں گرفت نہیں ہوگی۔امامت اور تدریس کی ذمہ داری ادا کرنے والوں کے لئے متوسط طریقہ پر ان کی اور ان کے لواحقین کی دنیوی ضروریات پوری ہوجائیں اتنی تنخواہ دینا مصلیوں پر لازم ہے۔حکومت سے جھوٹ بولکر ان کی طرف سے دی جانے والی امداد کو حاصل کرنا شرعاً بھی ناجائز اوراخلاقاً بھی بہت گیری ہوئی بات ہے۔
(۲) شریعت کی طرف سے اس کے لئے کوئی متعین رقم طے نہیں، حالات، افراد اور ملک وغیرہ کے اعتبار سے کم وبیش ہوسکتی ہے۔فقط واللہ اعلم

باب الأمانة

﴿۲۳۴۰﴾ حفاظت کے باوجود امانت کے ضائع ہونے پر ضمان نہیں آتا۔

سوال: موسیٰ نے یعقوب کو ۵۰ روپے دیئے اور کہا کہ آپ کے پاس جو پانچ مرغیاں ہیں وہ مجھے بیچ دو، یعقوب نے پانچ مرغی بیچ دیں، اور موسیٰ نے روپے دے دیئے، بعد میں یعقوب نے کہا کہ مجھے جیسے جیسے ضرورت پڑے گی میں لیتا رہوں گا، یعقوب جیسے جیسے ضرورت ہوتی گئی ایک ایک مرغی لیتا رہا، اور پانچویں مرغی جو موسیٰ کے پاس تھی چوری ہوگئی یا گم ہوگئی یا مرگئی تو یہ مرغی کس کی گئی؟ موسیٰ کی یا یعقوب کی؟ یعقوب نے اس ایک مرغی کے روپے بھی لئے ہیں کیا یعقوب کو اس مرغی کے روپے لوٹانے ہوں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ایجاب وقبول ہوجانے کے بعد مشتری کو مال پر قبضہ بھی دے دیا اس کے بعد مشتری نے امانت کے طور پر مال بائع کے پاس ہی رہنے دیا، اور بائع کی حفاظت کے باوجود امانت ہلاک ہوگئی تو اس کا ضمان امین پر نہیں آئے گا، بلکہ جس نے امانت رکھوائی ہے اسی کا مال ہلاک ہوا سمجھا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۴۱﴾ حفاظت کے باوجود امانت کا چوری ہوجانا

سوال: میں ایک دکاندار ہوں، اور ہمیشہ میں اپنی دکان کا سامان ابراہیم کی دکان سے ہی منگواتا ہوں، ابراہیم میری دکان سے ۱۰۰ میل دوری پر تھوک بند سامان کا تاجر ہے، میرا دوست اسماعیل میرے گھر سے ۵۰ میل کی دوری پر رہتا ہے، میں جب اپنا سامان ابراہیم کی دکان سے منگواتا ہوں تو ابراہیم سے کہتا ہوں کہ میرا کل سامان اسماعیل کی دکان پر اتار دیوے، اس کے مطابق ابراہیم ہمیشہ میرا سامان میرے دوست اسماعیل کی دکان پر اتار

دیتا ہے، اور مجھے وقت ملنے پر میں اپنا سامان اسماعیل کی دکان سے اپنی دکان پر لے آتا ہوں، میرا دوست جب ابراہیم سے میرا مال لیتا ہے تو گن کر دکان کے ایک کونہ میں رکھوا دیتا ہے اور وصول یابی کی دستخط کر دیتا ہے کہ سامان اتنا ملا ہے، اور جب میں اسماعیل کی دکان سے اپنا سامان لاتا ہوں تو میں بھی گن لیتا ہوں۔

ایک مرتبہ ہوا یہ کہ اسماعیل نے گن کر سامان اتار لیا اور دکان کے ایک کونہ میں رکھوا دیا، اور اس کا سامان بھی اسی کونہ میں رکھا ہوا تھا اور اس میں سے کچھ سامان بیچا اور خیال نہیں رہا کہ کس میں سے بیچا اور دونوں سامان ساتھ مل گئے یا خلط ملط ہو گئے، اور اسماعیل نے میرا سامان گنا تو ایک بوری کم تھی (سامان لیتے وقت گنا تو برابر تھا)۔

اسماعیل کا کہنا ہے کہ کوئی گاہک چوری کر کے لے گیا، اب جب میں اپنا سامان لینے گیا تو اس نے مجھے حقیقت بتائی کہ سامان گن کر برابر لیا تھا اور دکان میں اس کونہ میں رکھا تھا اور میرا سامان بھی یہیں تھا، گاہکوں کی آمد و رفت میں کوئی گاہک ایک بوری لے گیا، بوری میں جتنی قیمت کا سامان ہو وہ بوری پر لکھا ہوا ہوتا ہے، اس لئے میں نے اسماعیل سے کہا کہ کوئی بات نہیں قسمت میں جو تھا وہ ہوا، ایک بوری چوری ہو گئی تو کوئی بات نہیں، افسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن اسماعیل کہتا ہے کہ ایک بوری کم ہوئی ہے اس لئے ان کی قیمت میں دے دیتا ہوں، میں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، لیکن اسماعیل تسلیم کرنے کو راضی نہیں ہے۔

لہذا آنجناب فقہ و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ میری جو بوری گم ہوئی ہے کیا مجھے اس کی قیمت اسماعیل سے لینی چاہئے یا نہیں لینی چاہئے؟ میں قیمت چھوڑ دینے کے لئے رضامند ہوں لیکن اسماعیل نہیں مانتا تو شریعت اس بارے میں کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اسماعیل کے یہاں آپ کا سامان امانت تھا، اور حفاظت کے باوجود اس میں سے ایک بوری چوری ہوگئی تو اسماعیل پر اس کا ضمان نہیں آئے گا، اس لئے آپ اس سے بوری کی قیمت طلب نہیں کر سکتے، اور اس کے لئے دینا بھی ضروری نہیں ہے۔ (شامی، وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۴۲﴾ انتقال کر جانے والے شخص کی امانت کی ذمہ داری سے سبکدوشی کی شکل

سوال: ایک شخص نے بیرون سے دو سال قبل مجھ پر ایک خطیر رقم ارسال کی تھی، اور کاغذ میں لکھا تھا کہ یہ رقم آپ کے پاس میری امانت کے طور پر رہنے دینا، میں جب وطن آؤں گا اس وقت آپ سے یہ رقم لے لوں گا، اب وہ شخص وطن آنے سے قبل انتقال کر گیا، تو اب مجھے اس رقم کا کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... وہ رقم آپ کے قبضہ میں امانت ہے، وہ مرحوم ہی کی ملکیت ہے، البتہ اب اس کا انتقال ہو چکا ہے اس لئے اب اس کی ملکیت اس کے ورثاء کی ہوگی، لہذا وہ رقم شرعی حصہ کے مطابق اس کے ورثاء کے قبضہ میں دے کر آپ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکتے ہو۔

﴿۲۳۴۳﴾ بغیر اجازت امانت استعمال کرنا

سوال: میرے پاس ایک شخص کی امانت ہے، اور اچانک مجھے کچھ روپیوں کی ضرورت آ پڑی ہے، میں ایک مشکل میں پھنس گیا ہوں، تو کیا ان حالات میں میں وہ امانت کی رقم استعمال کر سکتا ہوں؟

میرے پاس کھیت ہے، زمین ہے، گھر ہے امانت رکھنے والے کے مانگنے پر میں کہیں سے

بھی رقم کا انتظام کر کے اسے اس کی رقم لوٹا دوں گا، تو کیا اس نیت سے میں اس امانت کی رقم فی الفور استعمال کرسکتا ہوں؟

نوٹ: جس کی امانت ہے وہ دوسرے ملک میں ہے اور بہت دور ہے اور اس سے پوچھنے کے لئے وقت نہیں ہے اور تفصیل سے سمجھانے کا وقت نہیں ہے، یا پوچھوں تو اجازت نہ دینے کا ڈر ہے تو میں وہ رقم استعمال کرسکتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس شخص کی امانت ہے اس کی اجازت کے بغیر وہ رقم استعمال کرنا جائز نہیں ہے، بغیر اجازت استعمال کرنا امانت میں خیانت کے مترادف ہے، اور اگر آپ خرچ کر دوگے تو پھر وہ چیز آپ کے پاس امانت نہیں قرض ہو جائے گی۔ (عالمگیری: ۳۴۸) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۴۴﴾ امانت کی رقم مسلم فنڈ میں رکھنا

سوال: میں ایک مسلم ادارہ کا خزانچی ہوں، یعنی اس ادارہ کی کل رقم میرے پاس جمع رہتی ہے۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے یہاں مسلم فنڈ نام کی ایک اسلامی بینک شروع ہوئی ہے، اس بینک میں لوگ اپنی امانتیں رکھتے ہیں اور سونا چاندی رہن رکھ کر سود سے پاک قرض دیا جاتا ہے، تو کیا دوسرے مسلم اداروں کی رقم اس فنڈ میں رکھ سکتے ہیں؟ اس بینک میں امانت رکھ کر جب چاہیں اور جتنا چاہیں یہ امانت واپس لے سکتے ہیں، تو کیا دوسرے وقف اداروں کی رقم اس مسلم فنڈ میں رکھ سکتے ہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... خزانچی کی حیثیت امین کی ہے، اور امین کے پاس جو

امانت رکھوائی جائے اس کو بعینہ ویسے ہی حفاظت سے رکھنا ضروری ہے، اپنے روپیوں کے ساتھ خلط کرنا یا کسی دوسرے فنڈ کے ساتھ ملا دینا (بغیر اجازت) درست نہیں ہے، یہ ایک طرح کی خیانت ہے، اور اگر وہ رقم ڈوب جائے یا ضائع ہو جائے تو خزانچی کو اپنے روپیوں سے ادا کرنی پڑے گی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۴۵﴾ کیا اپنی رقم کے ساتھ خلط کرنے سے امانت کا ضمان آئے گا؟

سوال: تاریخ ۲۹ اور ۳۰ کو بڑوڈہ میں تبلیغی اجتماع تھا، ہمارے گاؤں سے بھی اسکول کے طلباء کی ایک جماعت گئی تھی ساتھ میں میں بھی گیا تھا، طلباء کے اولیاء نے مجھے ۴۰۰ روپے دئے تھے اور کہا تھا کہ یہ بچے بڑودہ سے جب جماعت میں جاویں تو ان کے امیر صاحب کو دیدینا، میں نے وہ رقم حفاظت کے ساتھ میرے اپنے پاکٹ میں رکھ دی، پاکٹ میں میرے ۱۵۰ روپے بھی رکھے ہوئے تھے، دونوں رقم خلط کر کے ایک ساتھ رکھ دی، راستہ میں میرا پاکٹ پوری رقم کے ساتھ کہیں گر گیا، رقم دینے کے بعد طلباء کے اولیاء اور میرے درمیان اور کوئی بات نہیں ہوئی، انہوں نے دئے اور میں نے اپنی جیب میں رکھ دئے، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ رقم مجھے دینی ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:......صورت مسئولہ میں وہ رقم آپ کے پاس امانت تھی، لیکن آپ نے وہ رقم اپنی رقم کے ساتھ ان کی اجازت کے بغیر ملا دی تو اب یہ رقم آپ کے پاس قرض ہو گئی لہذا اب اس رقم کے ضائع ہونے سے آپ کو وہ رقم ان کے مالک کو لوٹانا ضروری ہوگا۔ (شامی: ۴۹۷/۵)

﴿۲۳۴۶﴾ امانت کی چند رقمیں ہیں اس کو کس طرح رکھنی چاہئے؟

سوال: یتیم خانہ کے کچھ بچے میرے پاس اپنے روپئے امانت کے طور پر رکھواتے ہیں ان تمام کے روپئے میں ایک جگہ ایک ساتھ رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟ اور وہ روپئے میرے اپنے روپیوں کے ساتھ ملا کر رکھ دوں اور ضرورت کے مطابق انہیں دیا کروں تو میں گنہگار ہوں گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امانت کے طور پر جو رقمیں رکھوائی جائیں ان میں سے ہر رقم کو جدا جدا حفاظت سے رکھنا واجب ہے، مالک کی اجازت کے بغیر ان کے روپیوں کو دوسرے روپیوں کے ساتھ یا اپنے روپیوں کے ساتھ اس طرح خلط کر دینا کہ دونوں رقم کے درمیان کوئی امتیاز باقی نہ رہے اور مالک کے نام کے ساتھ اس کی رقم پہچانی نہ جا سکے تو یہ جائز نہیں ہے، اگر بغیر اجازت خلط کر دیا اور وہ رقم چوری ہوگئی یا کوئی اور صورت پیش آئی جس سے وہ رقم ہلاک ہوگئی تو اس کا ضمان دینا پڑے گا۔ (درمختار: ۴۹۶/۴)

﴿۲۳۴۷﴾ امین کی حفاظت کے باوجود امانت ضائع ہوجائے تو امین پر ضمان نہیں آتا۔

سوال: میرا لڑکا اور میرے بھائی کا لڑکا دونوں ممبئی جا رہے تھے، مجھے ایک صاحب کو چار ہزار روپے پہنچانے تھے، میرے بھائی کا لڑکا بڑا تھا تو میں نے وہ چار ہزار روپے اسے حفاظت سے رکھنے کے لئے دئے تا کہ وہ ممبئی پہنچ کر مذکور شخص کو پہنچا دے، راستے میں کچھ بدمعاشوں نے دونوں کو گھیر لیا اور چار ہزار روپے لے لئے۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نصف رقم دینے کے لئے تیار ہیں، تو یہ نصف رقم یعنی دو ہزار روپے لینا ہمارے لئے کیسا ہے؟ ہمیں پوری رقم لینی چاہئے یا بالکل بھی نہیں لینی چاہئے؟

شریعت کا جو بھی حکم ہو بتلا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آپ نے اپنے بھتیجے کو جو رقم ممبئی کسی صاحب کو پہنچانے کے لئے دی تھی، اس نے وہ رقم بعینہ حفاظت کے ساتھ اپنی ضروری چیزوں کی حفاظت کی طرح رکھی تھی اور اس میں کوئی کوتاہی یا غفلت نہیں کی تھی اور اتفاق سے وہ رقم چوری ہو گئی تو وہ رقم اس لڑکے کے قبضہ میں امانت تھی۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ امین کی مکمل نگرانی اور حفاظت کے باوجود امانت ضائع ہو جاتی ہے تو وہ اصل مالک کی ملک سے جاتی ہے اور امین پر کوئی ضمان نہیں آتا، لہذا چار ہزار یا دو ہزار روپے دینا امین پر واجب نہیں ہے۔ (شامی؛ کتاب الودیعت)۔

کتاب الرهن

﴿۲۳۴۸﴾ رہن رکھنا

سوال: کسی مسلمان کو قرض دیتے وقت اس کی کوئی چیز رہن رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شریعت میں رہن رکھنا منع نہیں ہے، البتہ رہن کے کچھ اصول ہیں جو فقہ کی کتابوں میں کتاب الرہن میں بیان کئے گئے ہیں وہاں دیکھ کر ان کے مطابق عمل کرنے سے یہ معاملہ جائز کہلائے گا، ورنہ گناہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۴۹﴾ غیروں کا لون لے کر ہم سے آگے بڑھ جانا اور ہمارا پیچھے رہ جانا

سوال: ایک سرکاری ادارہ جس کا نام جی ایف سی ہے اور کچھ بینک اور زندگی بیمہ والے کارخانہ کی جگہ خریدنے کے لئے بہت ہی کم رقم کی قسط پر سود والی لون دیتے ہیں، یہ لون ۵، ۱۰، ۱۵ سال میں ادا کرنی ہوتی ہے، تو ان روپیوں سے کارخانہ کی جگہ لے کر اس پر کارخانہ وغیرہ بنانا کیسا ہے؟

نیز مشینری لانے کے لئے بھی بڑی رقم لون پر دیتی ہے جس کا سود بہت کم ہوتا ہے اور قسط بھی چھوٹی ہوتی ہے جس کا ادا کرنا بہت آسان ہوتا ہے، اور یہ تمام لون ہماری کل زمین، مشینری، مارگیج وغیرہ لکھوانے کے بعد ہی دیتی ہے، اس کام میں سرکار آگے چل کر ہر کام میں بھرپور تعاون کرتی ہے تو ان حالات میں ہمارے لئے لون لے کر یہ سب کام کرنا کیسا ہے؟ سرکاری سود بہت ہی کم اور برائے نام ہوتا ہے، اگر ہم لون نہیں لیتے تو ہمارے غیر مسلم بھائی ان سب لونوں سے فائدہ اٹھا کر بہت آگے نکل جاتے ہیں، وہ بڑے بڑے کارخانہ بنواتے ہیں، اگر ہم یہ قدم نہیں اٹھاتے تو تجارت میں ہم ان سے بہت پیچھے رہ

جاتے ہیں، اس بات کو آپ بھی تسلیم کریں گے، تو براہ کرم بتائیں کہ کم سود والی یہ لون لے کر کارخانہ کی جگہ لینا اور اس پر کارخانہ بنانا اور مشینری لگانا کیسا ہے؟ یا پھر شریعت کی نظر میں اس کے لئے جائز صورت کونسی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سودی کاروبار شریعت کی نظر میں لعنت والا کاروبار ہے، چاہے سود کم دینا پڑے یا زیادہ، اس کے حکم میں کوئی فرق نہیں آتا، اس لئے سوال میں مذکور لون لینا جائز نہیں ہے۔

اب رہا سوال یہ کہ ملکی بھائی اس سے فائدہ اٹھا کر ترقی کر لیں گے اور ہم پیچھے رہ جائیں گے، صحیح ہے، لیکن ہماری اور ان کی ترقی میں بنیادی فرق ہے، جو ترقی اللہ کی نافرمانی کر کے بلکہ اللہ سے دشمنی مول لے کر اور جنگ کا چیلینج کر کے حاصل ہوتی ہو وہ ترقی نہیں ہے بلکہ تنزلی ہے، اور غیر جتنی زیادہ اللہ کی نافرمانی کریں گے اتنی انہیں ترقی ملیگی۔

آج کے دور سے زیادہ غربت، محتاجگی اور ضرورت اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں تھی، اور دوسری طرف روم اور فارس جیسے ملک بہت امیر تھے، اس کے باوجود سود کی اجازت نہیں دی اور اسے حرام فرمایا، اور صحابۂ کرامؓ نے ان حکموں کو مانا اور ان طریقوں کو اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی ترقی سے نوازا کہ پوری دنیا اور اس وقت کی بڑی بڑی طاقتیں ان کے قدموں میں گر گئیں، خلاصہ یہ ہے کہ ہماری کامیابی اللہ کی فرمانبرداری میں ہے اور غیروں کی ترقی اللہ کی نافرمانی میں ہے اس لئے ہماری ترقی کے راستہ کو غیروں کی ترقی کے طریقہ میں ڈھونڈنا صحیح نہیں ہے۔

اسلام مالی ترقی حاصل کرنے سے منع نہیں کرتا، صحابہ میں بھی حضرت عثمانؓ اور حضرت عبد الرحمٰنؓ جیسے عظیم صحابہ صاحب ثروت تھے، لیکن اس کے لئے شریعت نے تجارت کے جو

اصول بتائے ہیں انہیں طریقوں سے مال کمایا جا سکتا ہے، اور مال آنے پر دینی کام اور خیرات کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کی جا سکتی ہے، یا علماء دین اور دانشوران قوم اور صاحب ثروت حضرات مل کر بینک کے سودی طریقہ سے بچنے کے لئے کوئی غیر سودی طریقہ تلاش کر کے ملکی بھائیوں سے بھی زیادہ ترقی حاصل کر سکتے ہیں، جس کی مثال دیوبند میں مسلم فنڈ کے نام سے قائم ایک غیر سودی بینک بہترین نمونہ ہے، جو آپ کے لکھے ہوئے مسئلوں کا بہترین حل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۵۰﴾ رہن کو کرایہ پر دے کر اس سے فائدہ اٹھانا

سوال: ہمارا مکان ہے اس کے مالک ہم ہیں، مالی حالت کمزور ہو جانے کے سبب یہ مکان رہن رکھ کر ایک شخص سے ۷۰۰۰ روپے قرض لئے ہیں، اس شخص نے ہمارے اس مکان کو کرایہ پر دیا ہے، اور کرایہ خود لیتا ہے ہم اب وہ مکان واپس لینا چاہتے ہیں، تو اب ہمیں کرایہ کی رقم قرض سے منہا کر کے بقیہ رقم قرض میں ادا کرنی ہوگی یا قرض کی پوری رقم ادا کرنی ہوگی؟ مرتہن کا کہنا ہے کہ آپ کو قرض کی پوری رقم ۷۰۰۰ ادا کرنی ہوگی، اور ہمارا کہنا ہے کہ ہم کرایہ منہا کر کے بقیہ رقم دیں گے تو صحیح کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......صورت مسئولہ میں آپ نے اپنا مکان ۷۰۰۰ میں رہن رکھا ہے، اس لئے یہ مکان مرتہن کے صرف قبضہ میں رہے گا، مرتہن کا اسے کرایہ پر دے کر آمدنی کا ذریعہ بنانا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔

اس لئے کرایہ کی رقم ۷۰۰۰ سے منہا کر کے بقیہ قرض ادا کر کے رہن چھڑوا سکتے ہیں، اپنا پورا قرض اور نفع لینا سود ہونے کی بنا پر رہن رکھنے والے کے لئے لینا ناجائز اور حرام ہے۔

(شامی، عالمگیری، باب: کتاب الربوا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۵۱﴾ زمین رہن لے کراس کی پیداوار سے فائدہ اٹھانا

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد کی کوئی دائمی آمدنی نہیں ہے، چندہ اور فنڈ سے کام چلتا ہے، اس چندہ اور فنڈ کی رقم کی بچت سے ایک زمین رہن لینے کا ارادہ ہے، جس کی شرط یہ ہے کہ سات سال کی مدت میں راہن اگر روپے واپس دیدے تو زمین واپس دے دی جائے، اور اگر اس مدت میں روپے واپس نہیں کیے تو ان روپیوں کو زمین کی قیمت سمجھ کر زمین ہمیشہ کے لئے مسجد کی ہو جائے، تو کیا یہ سودا از روئے شرع صحیح ہے؟ نیز جتنی مدت یہ زمین مسجد کے قبضہ میں رہے گی اس وقت تک اس زمین کی پیداوار مسجد کی رہے گی، تو اب سوال یہ ہے کہ اس زمین کی پیداوار حلال کہلائے گی یا سود کہلائے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......زمین رہن رکھ کر اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے، یہ سود ہے، اس لئے ان روپیوں سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے، زمین مالک کو واپس دینا چاہئے، یا قرض سے اتنی رقم منہا کر دی جائے۔ (شامی: ۴۲۴/۵) نیز یہ شرط لگانا کہ اتنی مدت میں راہن قرض لوٹا کر زمین واپس نہ لے لے تو قرض کو قیمت سمجھ کر زمین مسجد کی ہو جائے یہ بھی جائز نہیں ہے، اس طریقہ سے زمین، مکان کی بیع صحیح نہیں ہے، اور یہ رہن بھی نہیں کہلائیگا، حضور ﷺ نے ایسے کام سے منع فرمایا ہے، اس لئے یہ ناجائز اور حرام اور باطل ہے، شریعت کی اصطلاح میں اسے غلق کہتے ہیں۔ (فتح القدیر، امداد الفتاویٰ: ۳۷/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۵۲﴾ مرہونہ زمین بٹائی پر دینا

سوال: ایک کسان کو روپیوں کی ضرورت ہے، اسے کوئی قرض حسنہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے، اس لئے وہ اپنا کھیت رہن رکھنے پر مجبور ہے، مرتہن جانتا ہے کہ رہن سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے اس لئے وہ یہ کرتا ہے کہ کھیت بٹائی کے لئے اسی کسان کو دیتا ہے اور ایک ایکر کے ۲۵، ۳۰ روپے دیتا ہے اور پورا غلہ خود رکھ لیتا ہے اور کھیت پر قبضہ مرتہن کا ہوتا ہے، جب تک کسان اپنا قرض ادا نہیں کردیتا معاملہ یہی چلتا رہے گا، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ کسان کا اس شرط پر زمین رہن رکھ کر قرض لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں مذکورہ طریقہ جائز نہیں ہے، یہ زیادتی سود ہے اور کسان کے سر دوگنا بوجھ آتا ہے، اس کے بجائے اسلام میں اس کی ایک جائز شکل ہے جسے مزارعت کہتے ہیں، جس کی تفصیل کتابوں میں مذکور ہے، اس کے مطابق عمل کر کے کسان کی ضرورت بھی پوری ہوسکتی ہے اور روپے والے کو اس کے روپے کے عوض فائدہ بھی ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۵۳﴾ مرہونہ زمین سے فائدہ اٹھانا

سوال: نماز پڑھانے والے امام صاحب نے ایک شخص کو قرض دے کر اس کی زمین رہن رکھی اس شرط پر کہ زمین کی بٹائی کچھ نہیں دیں گے اور جب تک وہ شخص قرض واپس نہ کرے امام صاحب اس میں کھیتی کریں گے اور جو غلہ آئے گا وہ خود رکھ لیں گے، تو اس طرح زمین رہن رکھنا اور دوسرے کو کرایہ پر دے کر خود فائدہ اٹھانا کیسا ہے؟ ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور یہ فائدہ اٹھانا سود ہے یا نہیں؟

(۲) نماز پڑھانے والے امام صاحب نے قرض دے کر زمین رہن پر لی اور یہ شرط رکھی کہ اس وقت تک قرض ادا نہ کیا جائے تب تک زمین پر قبضہ امام صاحب کا رہیگا، چاہے ہم کاشت کریں یا بٹائی پر دیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس مہنگائی کے زمانہ میں زمین کی بٹائی ۱۵۰ سے ۳۰۰ روپے ایک بیگہ کے ہوتے ہیں اور امام صاحب نے قرضدار کو صرف ۴۰ سے ۵۰ روپے دینا طے کیا ہے اور قرضدار اپنی مجبوری کی وجہ سے اسے قبول کرلے تو یہ فائدہ اٹھانا سود کہلائے گا یا نہیں؟ اور ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دونوں سوالوں کا جواب یہ ہے کہ مرہونہ زمین سے فائدہ اٹھانا سود ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ (شامی)

﴿۲۳۵۴﴾ قرض کے عوض رہن پر قبضہ کی صورت

سوال: بہت سے لوگ قرضہ حسنہ لے جاتے ہیں اور اس قرض کی ادائیگی کے لئے اپنا چہرہ بھی نہیں دکھاتے، اس لئے میں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ قرض حسنہ لینے والے کے پاس سے کچھ زیورات یا کوئی دوسری قیمتی چیز اپنے پاس رکھ لیتا ہوں اس ارادے کے ساتھ کہ مقروض کو اپنے قرض کی ادائیگی کی فکر رہے گی اور میں اس کی رہن میں رکھی ہوئی چیز سے بالکل فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری میرے سر رہتی ہے۔

اسی طریقہ کے مطابق میں نے ایک شخص کو چارسو پچیس روپئے دئے، اس روپئے کی ضمانت میں اس نے جو چیز میرے پاس رکھی تھی اس کی قیمت قرض کی رقم سے کم تھی یعنی ۳۰۰ یا ۳۲۵ کے قریب ہوگی۔

طویل مدت گذر گئی اس نے قرض کی رقم واپس نہیں کی، اب رہن رکھی ہوئی چیز کو بیچنے کے لئے میں نے اس کو خبردار کیا لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا، اس طرح تین سال گذر گئے۔ آخر کار اس شخص کا انتقال ہو گیا۔ اس کی بیوی کے پاس میں نے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کیا لیکن اس نے بھی قرض ادا نہ کیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ شیٔ مرہون کو اپنے استعمال میں لے لوں؛ اس لئے کہ قرض میں دی ہوئی رقم کے وصول ہونے کی کوئی امید نہیں ہے، لہٰذا اس بارے میں رہنمائی فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شیٔ مرہون کی قیمت حالیہ بازار کے نرخ کے اعتبار سے قرض میں دی ہوئی رقم سے کم ہو تو آپ مرحوم کی بیوی کو خبر کر دیں کہ میں نے اتنی رقم آپ کے شوہر کو بطور قرض دی تھی اس کی ضمانت کے لئے مرحوم نے فلاں چیز میرے پاس رکھی تھی اور اب مرحوم کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس لئے اس چیز کو قرض میں دی ہوئی رقم کے عوض میں خرید کر اپنے استعمال میں لانا چاہتا ہوں، اگر آپ قرض کی ادائیگی کر دیں تو آپ کو وہ چیز میں لوٹا دوں، ورنہ میں خود رکھ لوں۔ اس کے جواب میں عورت خود یا مرحوم کے ورثاء لینے سے انکار کر دیں تو آپ رکھ سکتے ہیں اور اس کو استعمال بھی کر سکتے ہیں۔

﴿۲۳۵۵﴾ قرض کے عوض رہن سے فائدہ اٹھانا

سوال: زید کو مثلاً پانچ لاکھ روپے کی ضرورت ہے اور عمر کو ایک مکان کی ضرورت ہے۔ عمر نے زید سے اسکا ذاتی مکان کرائے پر مانگا، زید نے عمر کو مکان دے دیا، عمر کے پوچھنے پر کہ کرایہ کیا لوگے تو زید نے کہا کہ کرایہ کچھ نہیں تم مجھ کو پانچ لاکھ قرض کے طور پر دو جب میں پانچ لاکھ ادا کر دوں اس وقت تم مجھ کو مکان پر قبضہ دے دینا، لہذا معاملہ اس طرح طے ہوا اور

عمر نے زید کو پانچ لاکھ دئے، زید نے عمر کو مکان دیا، اس طرح دونوں ایک دوسرے کے مال سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ یہ معاملہ از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کرایہ دار مکان کے مالک کو قرض کے طور پر رقم دیتا ہے لیکن کرایہ بالکل معمولی طے ہوتا ہے، مثال کے طور پر ۱۰،۰۰۰ کے بجائے ۲۰۰۰ وغیرہ، کیا یہ دونوں صورتیں شرعی طور پر جائز ہیں یا نہیں؟

اور کبھی مکان کے مالک اور کرایہ دار کے درمیان کوئی دلال ہوتا ہے، جس کی حیثیت دلال ہی کی ہوتی ہے کیا وہ اس طرح کے معاملات میں معاون بن سکتا ہے اور دلالی کے طور پر ملنے والا معاوضہ وہ لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ضرورت مند کو قرض دینا یا لینا دونوں صورتیں جائز ہیں، اور حدیث شریف کے حکم کے مطابق کچھ صورتوں میں ضرورت مند کو قرض دینے میں نفلی صدقہ سے زیادہ ثواب ملتا ہے، لیکن قرض دے کر کچھ نفع حاصل کرنا اسلامی نقطہ نظر سے سود کی تعریف میں آتا ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ سود لینا اور دینا اسلام میں نص قطعی سے ناجائز اور حرام ہے، یہی نہیں بلکہ اس کام کے کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے، اور اس مال میں بے برکتی کا ہونا بھی حکم الٰہی سے ثابت ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہئے۔

صورت مسئولہ میں قرض خواہ قرض کے عوض مقروض کے مکان سے فائدہ اٹھا رہا ہے، اور یہ فائدہ اس وقت تک اٹھاتا رہے گا جب تک اسکا قرض ادا نہ کیا جائے اور شریعت کا حکم یہ ہے کہ قرض دے کر اس پر کچھ بھی نفع حاصل کیا جائے وہ سود ہے اس لئے یہ فائدہ اٹھانا ناجائز اور حرام ہے۔

اگراس مکان کورہن مانا جائے تو بھی رہن سے فائدہ اٹھانے کوبھی شریعت نے ممنوع قرار دیاہے،لہذا خواہ مالک مکان اس میں رہنے کی اجازت دے یانہ دے اس سے فائدہ اٹھانا جائزنہیں ہے،اس لئے یہ صورت بھی ناجائز ہے۔

سوال میں دوسری صورت مذکور ہے اس میں کرایہ متعین کیا گیا ہے،لیکن قرض کی وجہ سے معمولی کرایہ متعین کرنا قرض سے فائدہ اٹھانے کے مانند ہےاس لئے یہ صورت بھی ناجائز ہے،اورسود کے حکم میں ہے۔

حلال چیز کی جائزطریقہ سے دلالی کرنا درست ہےاوردلالی کی اجرت پہلے سے متعین ہونی چاہیئے،اورحرام چیز کی یاناجائزطریقہ سے دلالی کرنا ناجائزاورحرام ہے،اوراس کی دلالی لینابھی جائزنہیں ہےاورگناہ ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

کتاب التامین یعنی بیمه

﴿۲۳۵٦﴾ بیمہ شرعی اور دنیوی نقطہ نظر سے

سوال: آج کل بیمہ کی بہت سی صورتیں رائج ہیں، زندگی کا بیمہ، کارخانہ اور تجارت کا بیمہ، اکسیڈ ینٹ کا بیمہ وغیرہ وغیرہ، کسی بھی بیمہ میں ہر ماہ ایک قلیل رقم کا پریمیم (ہفتہ) بھرنا پڑتا ہے، پانچ دس یا بیس سال تک یہ رقم جمع کروانے پر بیمہ کمپنی کل رقم سے دوگنا یا تین گنا بڑھا کر پوری رقم واپس کرتی ہے۔ اور اس درمیان حادثہ ہونے پر پورا خرچ بھی بیمہ کمپنی دیتی ہے۔ اس بیمہ سے ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے کارخانہ یا تجارت میں ہونے والے حادثہ کے نقصان سے بچ جاتا ہے یا اسے جتنا نقصان ہوا ہے اسے اس کا بدل مل جاتا ہے۔ اور اگر کوئی حادثہ یا نقصان نہ بھی ہو تب بھی جمع شدہ رقم فائدہ کے ساتھ واپس ملتی ہے۔ تو یہ بیمہ کروانا اور پریمیم سے زائد رقم کا لینا از روئے شرع کیسا ہے؟ آج کل بہت سے مسلمان بیمہ کروا رہے ہیں تو یہ بیمہ اسلامی نقطہ نظر سے صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ مولانا آج کل بیمہ کرنا اور پالیسی خریدنے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ تو اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ لوگ خود کی زندگی کا بیمہ کرواتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ بیمہ کمپنی کسی شخص کا دس سال کا بیمہ کرتی ہے، ہر مہینہ اس کے پاس سے دو روپے لیتی ہے، اب اگر وہ شخص دس سال کے اندر انتقال کر جائے تو کمپنی مرنے والے کے وارثین کو ایک ہزار روپے دے گی۔ اور اگر وہ شخص دس سال تک زندہ رہے تو کمپنی اس شخص کو ایک ہزار روپے دے گی۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ نہیں! یہ تو قمار ہے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی سے کسی نے بیمہ کے متعلق سوال کیا تو مولانا نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ بہت کم لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ انشورنس کی وجہ سے کتنے خاندان پیار ومحبت سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ایک دوسرے کے لئے دل میں نفرت پیدا ہورہی ہے، آج اس کی وباء اتنی کثیر مقدار میں پھیل چکی ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اس کی وجہ سے طرح طرح کے طوفان کھڑے ہورہے ہیں۔ بیوی جانتی ہے کہ میں شوہر کے انتقال کے بعد کتنی زیادہ دولت حاصل کرسکتی ہوں۔لڑکا جانتا ہے کہ میں والد کے انتقال کے بعد کتنا زیادہ دولت مند بن سکتا ہوں۔ماں باپ انتقال کرجائیں تو کتنے ہزار ڈالر اور پاؤنڈ مل سکتے ہیں؟

ابھی کچھ دن قبل کی ایک خبر ہے کہ ایک لڑکے نے بیمہ پالیسی کی رقم حاصل کرنے کے لئے اپنی والدہ جس ہوائی جہاز میں سفر کررہی تھی اسی ہوائی جہاز میں ٹائم بم فٹ کردیا تھا۔اس ہوائی جہاز نے پرواز شروع کی اور بم پھٹا جس سے اس کی والدہ کے ساتھ ۴۵ دیگر انسانوں نے بھی جان گنوائی۔مطلب یہ ہے کہ اولاد کو ماں باپ کی زندگی سے بھی زیادہ ان کا مرجانا پسند ہے کہ وہ لوگ کب انتقال کرجائیں، اور وہ ان کی دولت حاصل کریں۔

ایک دوسرا تجربہ یہاں لکھا جارہا ہے کہ رنگون شہر کی مشہور سڑک پر رات میں ایک اور دو بجے کے درمیان پڑوس کے گھر کے نیچے کی دوکان میں دھواں نکلنے لگا، دیکھتے ہی دیکھتے پوری دُکان خاکستر ہوگئی، اور آگ پہلے منزل تک پہونچ گئی، اسی منزل پر کرایہ دار رہتے تھے، اس میں شوہر اور بیوی نیز سات بچے آگ کی لپیٹ میں آگئے، بڑی مصیبت کے بعد فائر بریگیڈ والوں نے بچوں کو آگ میں سے نکالا، اور آگ قابو میں کی، تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ دُکان کا بیمہ نکالا گیا تھا، دُکان کے مالک کو گھاٹا (نقصان) ہونے کی وجہ سے وہ یہ کام انجام دینے پر آمادہ ہوا۔ یہ ہے انشورنس کی لعنت کہ لوگ ایک دوسرے کی جان اور مال

سے کس طرح کھیلتے ہیں۔

اس کے برخلاف گھاس کا ایک بڑا مسلمان تاجر جس کا گودام گھاس کی گٹھڑیوں سے سال بھر بھرا رہتا تھا اور گھاس میں آگ لگنے کا اندیشہ رہتا تھا۔ تو وہ ہر سال گودام کا بیمہ کرواتا تھا۔ قدرت کے کرشمہ سے ہر سال آگ لگتی تھی۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ہاتھ پر انہوں نے جب بیعت کی اور بیمہ کے متعلق مسئلہ پوچھا تو مولانا نے فرمایا یہ تو ناجائز ہے۔ وہ پکے مرید تھے، اسی دن سے گھاس اور گودام کا بیمہ کروانا چھوڑ دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے کبھی بھی گھاس اور گودام میں آگ نہیں لگی۔ آخر میں اور زیادہ وضاحت کرنے والا حضرت مفتی اسماعیل بسم اللہؒ کا فتویٰ جو مسلم گجرات فتاویٰ سنگرہ جلد ۳ ص ۴۰ ے سے ۴۲ ے پر مذکور ہے افادۂ تام کے لئے یہاں نقل کرتا ہوں۔

سوال: ایک شخص کی بڑی عزت اور شہرت ہے، اور معاشرہ میں اس کا بڑا مقام ہے، آج کل تجارت میں مندی کے سبب پہلے جیسی اچھی حالت نہیں رہی، جو ملتا ہے وہ گھر والوں پر خرچ ہو جاتا ہے، اور کبھی قلت کی وجہ سے قرض بھی لینا پڑتا ہے، اس شخص کے پیچھے کچھ وارث ہیں لیکن وہ اتنے چھوٹے ہیں کہ اس کا کاروبار سنبھالنے کے لائق نہیں ہیں۔ پس ایسا لگتا ہے کہ اس کے بعد اس کا کاروبار بند ہو جائے گا، اس شخص کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی، اس شخص کے پاس جتنا سرمایہ ہے اتنی ہی رقم کا اس پر قرض بھی ہے۔ اس لئے اسے ڈر لگتا ہے کہ اچانک اس کی موت ہو جائے تو اس کے وارث تنگی میں مبتلا ہو جائیں گے، اس وجہ سے وہ اپنی زندگی کا بیمہ اس طرح نکالنا چاہتا ہے کہ وہ ہر سال چالیس روپیہ پچیس سال تک بھرتا ہے تو جس سے بیمہ کمپنی اس کی موت کے بعد ایک ہزار روپے اس کے ورثاء کو دیگی۔

بیمہ کمپنی کی شرط یہ ہے کہ جتنی رقم کا بیمہ حاصل کرنا ہو اتنی ہی رقم تھوڑی تھوڑی کر کے سالانہ قسطوار بھرنی پڑے گی، لیکن کمپنی صرف اتنی ذمہ داری اپنے سر لیتی ہے کہ اگر خدانخواستہ مقرر کردہ رقم کے بھرنے سے قبل بیمہ حاصل کرنے والا انتقال کر جائے تو بھی کمپنی اپنے پاس سے مقرر کردہ پوری رقم ورثاء کو دے گی۔ البتہ وہ شخص اتنے سال زندہ رہے کہ اتنے سالوں میں مقررہ رقم پوری کر دے تو بھی کمپنی اپنے پاس سے کچھ زیادہ نہیں دے گی جتنی رقم بھری ہوئی ہے اتنی ہی دیگی۔

سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت کے مطابق بیمہ حاصل کرنا جائز ہے؟

نیز بیمہ کی ایک دوسری صورت بھی رائج ہے اور وہ یہ کہ بیمہ کمپنی نے بیمہ کروانے والوں سے سال بھر جو رقم لی ہے اور اس سے اس کو جو منافع ہوا ہے اس میں سے بیمہ کمپنی کا تمام خرچ وغیرہ منہا کر کے کچھ ریزروفنڈ (Reserve Fund) وغیرہ کاٹ کر باقی ماندہ رقم کو نفع شمار کرتی ہے۔ اور اس میں سے تھوڑے پیمانے پر آنے والا نفع بیمہ کروانے والوں کو دیتی ہے۔ تو کیا ایسا بیمہ کروانا اور اس کا نفع لینا جائز ہے؟ اس نفع کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ جتنی آمدنی اور خرچ ہوگا اس کے مطابق نفع بڑھتا گھٹتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی تو نفع بالکل بھی نہیں ملتا۔ مختصر یہ کہ یہ سود کہ مشابہ نہیں ہے۔

الجواب: حامدا ومصلیا ومسلما.... مسلمان کا ایمان اور اس کا عقیدہ اس کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر ایک چیز کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ نیز اسلام یہ سکھاتا ہے کہ روزی دینے والا اور وسعت دینے والا اور وسعت والے کو محتاج بنانے والا اور در بدر بھٹکانے والا وہی رب العالمین ہے۔ جس کے متعلق قرآن شریف کہتا ہے: ﴿إن اللہ ھو الرزاق ذو القوة المتین﴾ (الذاریات:۵۸)

اسلام دنیا میں آیا اس وقت ایک جماعت کا حال یہ تھا کہ وہ اپنی اولاد کو زندہ قتل کرتی تھی ۔فقط اس وجہ سے کہ اگر اولاد کی کثرت ہو جائے گی تو ان پر خرچ کرنے سے وہ غریب وفقیر ہو جائیں گے۔قرآن شریف سورۂ انعام میں کہتا ہے: **ولا تقتلوا أولادكم من إملاق نحن نرزقكم وإياهم. (۱۵۱)**۔

یعنی اولاد کو فقر کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ یہ تو دیکھو کہ تمہیں روزی کون دیتا ہے؟ تمہیں بھی ہم روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی۔ دوسری جگہ سورۂ بنی اسرائیل میں بھی یہی تعلیم دی گئی ہے کہ اپنی اولاد کو فقر کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ اولاد کو بھی ہم ہی روزی دیں گے جس طرح تمہیں دیتے ہیں۔

مطلب یہ کہ روزی پہونچانا ، کسی کو مالدار یا غریب کرنا یہ انسان کے بس میں نہیں بلکہ اس پر صرف اللہ کا قبضہ ہے، بہت سے ماں باپ لاکھوں کی جائداد اور اولاد کے لئے چھوڑ کر مر گئے ،لیکن بہت سی اولاد باپ کے زمین میں مٹی ہونے سے پہلے ہی لاکھوں کی دولت کو اڑا گئی۔اور بہت سے ایسی حالت میں مرے کہ کفن اور دفن کے لئے بھی کپڑا نہیں تھا لیکن بعد میں اولاد نے ایسی ترقی کی کہ لاکھوں کے مالک ہو گئے۔ مال تو آنے جانے والی چیز ہے: **کما قال: المال غادٍ و راحٍ**۔ انسان کا کام یہ ہے کہ جائز طریقہ سے مال حاصل کرنے کی ضرور کوشش کرے اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے محنت سے کام کرتا جائے اللہ تعالیٰ ضرور برکت عطا فرمائیں گے۔

انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں بیمہ کمپنی کو ماہانہ یا سالانہ چالیس روپے بھرتا رہوں گا اور پچیس سال تک زندہ رہا تو نقد روپے ایک ہزار ملیں گے، لیکن کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ بیمہ کمپنی کے اندر ہی ایسی وبا پھیلا دے کہ جس بیمہ کمپنی سے پالیسی تھی اس کمپنی کے ہی دروازے بند ہو

جائیں،تو اس شخص نے جتنے روپے جمع کروائے تھے وہ بھی ڈوب جائیں گے۔اور سالانہ جو چالیس روپے بیمہ کمپنی کو بھرنے پر ۲۵ سال کے بعد ایک ہزار روپے ملتے ہیں تو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ہر سال ۴۰ روپے کسی امانتدار شخص کے پاس جمع کرواتے جائیں اور دعا کرتے رہیں کہ اے خدا! تیرے رحم وکرم کی انتہا نہیں، بال بچے چھوٹے ہیں لمبی عمر عطا فرما کہ پیسے جمع ہوں اور وہ تجارت سیکھ جائیں اور کاروبار کرنے لگیں،تو کیا وہ رحمٰن ورحیم اس کی دعا قبول نہیں کرے گا،ضرور قبول کرے گا،اس وجہ سے کہ اس نے خود ہی بہت ہی اچھا فرمایا ہے:ادعوني استجب لكم ۔(غافر:٦٠) مجھ ہی سے مانگو جو مانگنا ہو میں قبول کروں گا۔

مزید اس کی رحمت ہر رات کے آخری حصہ میں پہلے آسمان سے ندا کرتی ہے کہ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں دینے کے لئے تیار ہوں، ہے کوئی غریب کہ میں اسے رزق دینے کے لئے تیار ہوں، ہے کوئی محتاج کہ میں اس کی ضرورت پوری کروں، مطلب یہ کہ بیمہ کمپنی کے ساتھ ۲۵ سال تک ہر سال چالیس روپیہ بھرنے کا معاہدہ کر کے ایک ہزار روپے ہی واپس ملنے کی امید ہے، یہ کرنے کے بجائے بہتر تو یہ ہے کہ ایک ہزار روپے جمع کرنے کا کام شریعت کی حد میں رہ کر کیا جائے ،اور ۲۵ سال تک ایک تاجر زندہ رہے گا تو اس کی اولاد بھی تجارت کے قابل ہو جائے گی؛ اس لئے صرف اندیشہ پر یقین کر کے شریعت نے جس راستہ کو حرام بتایا ہے اس راستہ کو کسی بھی صورت میں اختیار کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس طرح بیمہ نکالنے میں جوا اور سود کا گناہ ہوتا ہے؛اس لئے اس سے ضرور بچنا چاہئے، نفع کے ساتھ بیمہ کروانا یہ بھی جائز نہیں، اس لئے کہ سال کے اخیر میں جو روپے نفع کے نام سے

کمپنی دیتی ہے وہ نفع نہیں ہے بلکہ شریعت کی رو سے خالص سود ہے جو شریعت میں قطعی حرام ہے۔

مگر دارالحرب میں حربی کے پاس سے ذاتی اصل رقم سے زائد رقم لینا اس کی رضامندی سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سود نہیں کہلاتا؛ اس لئے ایسے ملک میں ایسی حربی کمپنی میں بیمہ کروایا ہو تو ایسی کمپنی سے زائد رقم لینا ناجائز نہیں کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۵۷﴾ بیمہ کمپنی کی جانب سے ملی ہوئی رقم کا مصرف

سوال: ایک شخص نے اپنی حیات میں اپنی جان و مال کا بیمہ کروایا تھا، پھر اس شخص کا ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا، تو بیمہ کمپنی کی جانب سے بیمہ کی رقم اس کے ورثاء کو ملی ہے، تو کیا ورثاء کے لئے وہ رقم استعمال کرنا جائز ہے؟ اگر ورثاء وہ رقم استعمال نہیں کر سکتے تو اب اس رقم کا کیا کیا جائے؟ اس رقم کو کسی کار خیر میں مثلاً: راستہ بنانے کے لئے یا دوسرے کسی رفاہی کام میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس کے استعمال کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ ہو تو وہ بھی بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مرحوم نے جتنی رقم پریمیم میں بھری تھی اتنی ہی رقم ورثاء میں تقسیم ہو گی ما بقیہ رقم کسی غریب، محتاج کو بغیر ثواب کی نیت کے مالک بنا کر دے دیا جائے، پھر وہ جس کام میں چاہیں اس رقم کو خرچ کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم)

﴿۲۳۵۸﴾ کیا بیمہ کروانا جائز ہے؟

سوال: بیمہ کروانا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بیمہ میں قمار اور سود دونوں برائیاں ہیں اس لئے جائز

نہیں ہے بلکہ حرام ہے، اس لئے کہ حدیث شریف میں اس سے بہت ہی سخت وعید اور تنبیہ کے ساتھ منع کیا گیا ہے، مگر فی زمانناً مال وجائداد اور دُکان وغیرہ کے بیمہ کے لئے گنجائش نکل سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۵۹﴾ زندگی کا بیمہ کروانا حرام ہے؟

سوال: جان اور جسم کا بیمہ کروانا حلال ہے یا حرام؟ حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زندگی کا بیمہ کروانا جائز نہیں ہے، بلکہ حرام ہے۔ (امدادالفتاویٰ)

﴿۲۳۶۰﴾ قانونی مجبوری کی وجہ سے بیمہ کروانا

سوال: یہاں ری یونین (Re-union) میں اسکول کے طلباء کے لئے بیمہ کروانا ضروری ہوتا ہے اور ورزش بھی اسکول میں ضروری ہوتی ہے تو ورزش کرتے ہوئے یا اسکول میں کسی طالب علم کے گر جانے یا کسی حادثہ کے ہو جانے کی وجہ سے ہاتھ، پیر ٹوٹ جائے یا اسکول میں آتے جاتے ایکسیڈنٹ ہو جائے یا دوسری اور کوئی تکلیف ہو جائے تو اسکول کی بیمہ کمپنی اسپتال کا مکمل خرچ، دوائی اور علاج کا مکمل خرچ اٹھاتی ہے۔

دوسرا یہ کہ ایکسیڈنٹ ہونے کی وجہ سے ہاتھ پاؤں میں کوئی نقص آجاتا ہے تو اس کے لئے بھی دوائی کے ساتھ ساتھ معذور ہو جانے کی وجہ سے ایک اچھی خاصی رقم دیتے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ معذوری کے عوض میں اسکول کی بیمہ کمپنی کی جانب سے جو رقم ملے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... انسانی جان یا جسم کا بیمہ کروانا جائز نہیں ہے، مگر قانون یا ملکی مجبوری کی بناء پر کروانا پڑے تو اس میں مجبوری کی وجہ سے گناہ نہیں ہوگا، اس لئے صورتِ مسئولہ میں قانونی مجبوری کی بناء پر طلبہ کا بیمہ کروایا جائے تو گناہ نہیں ہوگا، اب اتفاقاً وہ بیمہ وصول ہوا اور اس بیمہ کی رقم آئے تو ان آئے ہوئے روپیوں میں سے آج تک جو پریمیم (Premium) میں بھرے ہوں اتنے روپئے لینا حلال ہے، اور وہ آئے ہوئے روپئے خود استعمال کرسکتا ہے، زائد رقم اپنے استعمال میں نہ لیتے ہوئے غریبوں کو مالک بنا کر دے دینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۶۱﴾ کیا زندگی کا بیمہ جائز ہے؟

سوال: آج کل کے ماحول میں جب کہ جان ومال سلامت نہیں ہے، کب کیا ہوجائے کچھ کہا نہیں جاسکتا؟ تو ایسی حالت میں اپنی دُکان، گھر، تجارت یا کھیتی باڑی یا موٹر ٹرک یا زندگی کا بیمہ کرواسکتے ہیں یا نہیں؟ نیز کچھ ملازمت میں بیمہ ضروری ہوتا ہے اور بعض تجارتوں کے لئے بھی بیمہ ضروری ہوتا ہے، جیسے گاڑی، ٹرک، پیٹرول وغیرہ تو ایسی مجبوری میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ بیمہ کروائیں یا نوکری چھوڑ دیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... مال، ملکیت یا دُکان کا بیمہ کروانے میں آج کل کے حالات کی بناء پر گنجائش ہے مگر زندگی کا بیمہ کروانا کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے۔

﴿۲۳۶۲﴾ تنخواہ بچت پلان کے تحت بیمہ کروانا

سوال: میرا ایک دوست ہے جو سرکاری ملازمت کرتا ہے اس نے تنخواہ اور بچت پلان کے تحت بیمہ کروایا ہے۔ اور یہ ضروری ہے اور اس کا پریمیم (Premium) باہر ہی باہر کچہری

بھرتی ہے، اس بیمہ میں سال کے ختم ہونے پر بونس ملتا ہے۔اور ہر ماہ ملازم کی تنخواہ سے جو رقم کٹتی ہے بیس سال کے بعد اس پر کچھ فی صد بڑھا کر وہ پوری رقم واپس ملازم کو ملتی ہے، اور اگر درمیان ملازمت ملازم کا انتقال ہو جائے تو بیمہ کمپنی جمع شدہ رقم کے ساتھ بیمہ کی رقم بھی دیتی ہے یعنی انتقال کے کیس میں ورثاء کو بیمہ کی رقم کا فائدہ ملتا ہے تو ایک مسلمان کے لئے یہ بیمہ کروانا، اور اس کے روپئے بونس کے طور پر لینا، یا ورثاء کو اس کے لئے متعین کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بیمہ کروانا ناجائز اور حرام ہے اس لئے کہ اس میں سود اور قمار دونوں طرح کے گناہ ہیں اور سود اور قمار کو حدیث شریف میں منع اور حرام فرما کر اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اور اس آمدنی کے حرام ہونے کی وجہ سے ورثا کے لئے اس کا استعمال بھی جائز نہیں ہے۔

تنخواہ بچت پلان کے تحت پرووِیڈنٹ فنڈ میں روپئے یا رقم جمع کروا سکتے ہیں اور یہ طریقہ جائز ہے، لہٰذا بیمہ بند کرا دینا چاہئے۔(امداد الفتاویٰ-فتاویٰ دار العلوم)

﴿۲۳۶۴﴾ بیمہ کے عدم جواز پر پرووِیڈنٹ فنڈ کی دلیل سے اشکال اور اس کا جواب

سوال: (الف) زندگی کا بیمہ کس حال میں کروا سکتے ہیں؟ ایک شخص ریلوے میں ملازمت کرتا ہے اس کا یہ کہنا ہے کہ مجھے ہر وقت خطرہ رہتا ہے، اس لئے کہ وہ ہمیشہ ریل گاڑی میں سفر کرتا رہتا ہے جس میں زندگی کا خطرہ رہتا ہے تو ایسی حالت میں وہ اپنی زندگی کا بیمہ کروا سکتا ہے کہ نہیں؟

(ب) آپ کی جانب سے مسلم گجرات میں پرووِیڈنٹ فنڈ پر جو زائد رقم ملتی ہے اس کے

جواز پر یہ علت بیان کی گئی تھی کہ وہ رقم اس لئے جائز ہے کہ جو روپے پراویڈنٹ فنڈ میں جمع ہوتے ہیں وہ کمپنی ملازم کی تنخواہ سے اس کے قبضہ میں آنے سے قبل اپنی طرف سے کاٹ لیتی ہے (یعنی اس کٹوتی کا ملازم مالک نہیں بنتا)، تو اس پر ملنے والی زائد رقم سود کی تعریف میں داخل نہیں ہوتی، اس لئے اس کو جائز لکھا تھا۔ تو اب پوچھنا یہ ہے کہ اس زندگی کے بیمہ میں بھی اسی طرح باہر ہی باہر (مالک بنائے بغیر ہی) روپے کاٹ لئے جاتے ہیں تو اس طرح زندگی کا بیمہ کروانا کیسا ہے؟

(ج) دکان، گھر، کارخانہ، یا سواری کا بیمہ کرواسکتے ہیں یا نہیں؟ اس لئے کہ آج حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کی جان، مال، گھر، سواری محفوظ نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کی مال اور جائداد کو نقصان پہنچانے کے مختلف قصے سننے میں آرہے ہیں۔ (مثلاً احمد آباد کا فساد) تو اس صورت میں ان چیزوں کا بیمہ کروانا کیسا ہے؟ لہٰذا مختلف پہلوؤں پر غور فرما کر فقہ وسنت کی روشنی میں جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......

(الف) بیمہ میں قمار اور سود دونوں طرح کے گناہ ہیں، اس لئے بیمہ کروانا سخت مجبوری کے علاوہ جائز نہیں ہے، ہمیشہ سفر میں رہنا مجبوری نہیں اور فقط مذکورہ علت کی بناء پر بیمہ نہیں کروا سکتے۔

(ب) پرویڈنٹ فنڈ میں آپ کی مرضی نہ ہونے کے باوجود لازمی طور پر آپ کی تنخواہ سے روپے کٹتے ہیں، اور بیمہ میں آپ کی مرضی سے کاٹ لئے جاتے ہیں؛ اس لئے کہ آپ نے بیمہ کا پریمیم بھرا تو روپئے کاٹ لئے جاتے ہیں اور نہ بھرتے تو پورے روپئے ملتے۔

(ج) احمد آباد جیسی حالت دیکھتے ہوئے مال و جائداد کے بیمہ کی گنجائش ہے۔

﴿۲۳۶۴﴾ لون لینے کے لئے بیمہ کروانا

سوال: ہم لوگوں نے انگلینڈ میں گھر خریدا ہے، اور یہاں تقریباً ۸۰۰۰ پاؤنڈ میں گھر ملتا ہے، اگر ہمارے پاس مذکورہ رقم نہ ہو تو حکومت کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک ہزار پاؤنڈ یا کم و بیش اگر ہم دیں تو بقیہ رقم حکومت سود پر دے گی۔ تو میں نے گھر خریدا ہے اور حکومت کے پاس سے پانچ ہزار پاؤنڈ سود پر لئے ہیں، اور یہ رقم مجھے گیارہ سال میں سود سمیت ادا کرنی ہے، یعنی مجھے ہر مہینہ کے ۸۰ پاؤنڈ ادا کرنے پڑتے ہیں، اور میری آمدنی اتنی نہیں ہے کہ ہر مہینہ اسی پاؤنڈ ادا کرسکوں۔ اس وجہ سے کہ مجھے ہفتہ کے بیس پاؤنڈ ملتے ہیں۔ اسی میں سے اگر میں گھر کا اور اسی طرح اپنا خرچ کروں تو میرے پاس کچھ بھی نہیں بچتا۔ تو میرے لئے اتنی رقم ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ تو اس حالت میں حکومت دوسرا راستہ بتاتی ہے کہ اگر تم یہ رقم ادا نہیں کر سکتے ہو تو تم اپنی زندگی کا یا اپنے گھر کا بیمہ کراؤ، تب ہی تمہیں یہ روپئے ملیں گے۔

میرا خرچ زیادہ ہونے کی وجہ سے میں گھر کا یا میری زندگی کا بیمہ کراؤں تو مجھے سود کے ساتھ پندرہ سال میں یہ رقم ادا کرنی ہوگی یعنی مجھے مہینہ میں پچاس پاؤنڈ ادا کرنے پڑیں گے۔ تو اس طرح سے بیمہ کر کے مجھے سود پر رقم لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سوال میں لکھی گئی صورت میں سود پر رقم لینے کے لئے بیمہ کروانا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ کرایہ کے گھر میں رہ کر زندگی گذارنا اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ سود کی لعنت میں ملوث ہو کر جہنم کے گھر کا حقدار بنے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۶۵﴾ بیمہ کمپنی میں ملازمت کرنا

سوال: بیمہ کمپنی یا نجی یا سرکاری بینک میں، کلرک، کیشیر، یا ملازم کی نوکری کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ہماری شریعت میں سود بہت ہی بری، ملعون اور حرام چیز ہے، اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے سود لینے والے پر، سود دینے والے پر، اس کا حساب اور کتاب لکھنے والے پر اور اس میں گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تمام گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ (مسلم شریف-مشکوۃ شریف ص:۲۴۴)
بیمہ کمپنی ایک سدھری ہوئی قمار کی صورت ہے، اور سود کا کاروبار ہے، اور بینک میں بھی سود کا کاروبار ہوتا ہے، مذکورہ حدیث کی بناء پر ان میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کی آمدنی کا روپیہ پاک اور حلال نہیں ہے۔ کسی دوسرے حلال طریقوں سے رزق تلاش کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۶۶﴾ گاڑی کے بیمہ کا حکم

سوال: آج کل لوگ سواری کا بیمہ کرواتے ہیں، اس میں فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ہماری گاڑی سے کوئی حادثہ ہو جائے، یا کوئی جائداد جیسے کہ دُکان، گھر، گاڑی وغیرہ کو نقصان پہنچے، یا گاڑی کی ٹکر سے کوئی مر جائے تو مذکورہ حالات میں جتنا بھی نقصان ہو مکمل نقصان بیمہ کمپنی دیتی ہے، تو کیا ایسا بیمہ کروانا جائز ہے؟ اس طریقہ سے بیمہ کروایا ہو تو دوسرے کی گاڑی سے ٹکر ہونے کی وجہ سے خود کی گاڑی کا نقصان ہو تو بھی بیمہ کمپنی نقصان کی تلافی کر دیتی ہے، تو کیا یہ بیمہ کروانا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بیمہ میں قمار اور سود یہ دونوں برائیاں ہیں جس کی وجہ سے شریعت نے بہت ہی سختی سے منع کیا ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے، مگر سرکاری قانونی مجبوری کی وجہ سے بیمہ کروانا ہی پڑتا ہے، اس لئے اس میں بھری ہوئی رقم سے جو زائد رقم ملے وہ غریب اور محتاج کو دے دی جائے، اور نقصان سامنے والے کا ہوا ہو تو خود یا بیمہ کمپنی تلافی کرے تو جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۶۷﴾ معلم پلان کے تحت بیمہ کروانا

سوال: میں ایک معلم ہوں، حکومت نے معلمین کے لئے کچھ قانون بنائے ہیں جن کے تحت بیمہ کروانا ضروری ہوتا ہے اور بیمہ کمپنی نے معلمین کے لئے ایک بیمہ پلان بنایا ہے، جس کی صورت ذیل میں درج ہے:

(۱) ۵۰۰۰ روپئے کا بیس سال کا بیمہ ہے۔

(۲) ہر مہینے ۵۰:۲۴ روپئے کا پریمیم بھرنا پڑتا ہے۔

(۳) اس بیمہ میں ایکسیڈنٹ کا بیمہ بھی شامل ہے، جس کی بناء پر ایک پریمیم جمع کروانے کے بعد بیس سال تک کبھی بھی قدرتی موت ہو تو ۵۰۰۰ روپئے اور اس وقت تک کا بونس ملے گا لیکن اگر قدرتی موت نہ ہو اور ایکسیڈنٹ ہو تو روپیہ دس ہزار اور اس وقت تک کا بونس ملتا ہے۔

(۴) بیس سال کے دوران ہر دسویں اور پندرہویں اور بیسویں سال ایک ہزار روپیہ نقد ملتا ہے اور بیسویں سال بیمہ کے مکمل ہونے پر پانچ ہزار روپئے پورے ملتے ہیں۔

(۵) گیارہویں سال موت ہو تو پانچ ہزار روپئے اور بونس ایک ہزار روپئے اس طرح کل

چھ ہزار روپئے ملتے ہیں۔

(۶) بیمہ کی غرض خاندان کے لئے بچت، نفع اور ایکسیڈنٹ ہونے کی وجہ سے ہونے والے دوسرے فائدے حاصل کرنا ہے۔

مذکورہ تفصیل کے مطابق شریعت کی رو سے بیمہ جائز ہے یا نہیں؟ پوری تفصیل اور موجودہ زمانہ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے بالتفصیل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بیمہ میں قمار اور سود دونوں ہی برائیاں ہیں جس کے بارے میں شریعت میں بہت ہی سخت وعید آئی ہے اس لئے یہ ناجائز اور حرام ہے، ہر ایک مسلمان کو اس سے بچنا ضروری ہے ملازمت یا اسی طرح کسی حکومتی قانون یا دباؤ کی وجہ سے ایسی برائی میں مبتلا ہونا پڑے تو توبہ کرنا ضروری ہے، اور حلال آمدنی کی کوئی صورت مل جائے تو اس سے بچنا بھی ضروری ہو جاتا ہے لیکن کسی بھی صورت میں اس کی آمدنی حلال نہیں ہے اس لئے اصل رقم سے جو بھی زائد رقم ملے اسے غریب مسلمانوں کو بغیر ثواب کی نیت کے مالک بنا کر اُس کے وبال سے بچنے کی نیت سے دے دینا چاہئے، اور اس مصیبت کو ختم کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۶۸﴾ بیمہ کی رقم استعمال کرلی تو......

سوال: جنوبی افریقہ سے میرے پاس بیمہ کے دو ہزار روپے تقسیم کرنے کے لئے آئے تھے، میں نے اس رقم کو اور میرے اپنے ذاتی تین ہزار روپے خرچ کر کے غسل خانہ اور بیت الخلاء اور بڑی ٹنکی اور بیت الخلاء کے لئے ٹنکی بنائی، تو دو ہزار روپے (جو مجھے تقسیم کرنے کے لئے دئے گئے تھے) میں نے خرچ کر ڈالے۔ کیا وہ میرے لئے جائز تھا یا نا

جائز؟ بعد میں ہم نے یہ نیت کی ہے کہ جب ہاتھ میں رقم آئے گی تب وہ دو ہزار روپے غریبوں میں تقسیم کر دیں گے۔ مگر پہلے آپ مذکورہ بالا سوال کا صحیح جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورتِ مسئولہ میں آپ کو رقم تقسیم کرنے کے لئے وکیل بنایا تھا اس لئے وہ رقم آپ اپنی ضرورت میں خرچ نہیں کر سکتے اس طرح خرچ کرنے سے گناہ ہوا، اب اتنی رقم تقسیم کرنا بالتاکید ضروری ہے۔ اور اگر آپ کو وکیل نہ بنایا ہو، اور غریب ہونے کی وجہ سے آپ کو تملیکاً دیا ہو تو مالک ہونے کے بعد آپ جہاں چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۶۹﴾ آج کے حالات میں بیمہ کروانا

سوال: آج کل دنیا میں جگہ جگہ قومی فسادات ہوتے رہتے ہیں، پولیس لوگوں کی حفاظت کرنے کے بجائے اوباشوں کے ساتھ مل کر اقلیتوں کے جان اور مال کا نقصان کر رہی ہے ان حالات میں مسلمانوں کو اپنی زندگی و اموال اور جائداد کا بیمہ کروانا جائز ہے یا نہیں؟ بیمہ کی وجہ سے مرنے والے کی بیوی اور بچوں کو گذر بسر کی اچھی خاصی رقم مل جاتی ہے، اور کاروبار کا بیمہ کروانے سے کاروبار کی حفاظت ہوتی ہے تو ان حالات میں زندگی اور کارخانوں وغیرہ کے بیمہ کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بیمہ میں قمار اور سود دونوں برائیاں شامل ہیں، اور اسلام میں ان دونوں برائیوں سے سختی سے روکا گیا ہے اس لئے حتی الامکان اس سے بچنا چاہئے۔

سوال میں مذکورہ حقیقت بھی یقیناً درست ہے اس لئے مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے مال اور دُکان کا بیمہ کروانے کی گنجائش نکل سکتی ہے جیسا کہ دارالعلوم کا فتویٰ شائع ہو چکا ہے۔

زندگی کا بیمہ کروانے کے لئے فی الحال حالات اور شریعت پوری طرح منطبق نہیں ہے اس لئے اس میں اجازت کا کوئی پہلو نہیں نکل سکتا، دارالعلوم کے فتوے کا خلاصہ ذیل میں درج ہے۔

الجواب: حامداومصلیا ومسلما.... بیمہ چاہے زندگی کا ہو یا مال اور جائداد کا ہو اس میں قمار اور سود کی بوضرور ہوتی ہے اور یہ دونوں برائیاں اسلام میں ناجائز اور حرام ہیں۔ ان کے متعلق سخت وعیدیں آئی ہیں؛ اس لئے بیمہ کو ناجائز اور حرام کہا جاتا ہے، اسلام میں انتہائی مجبوری کے بغیر اس کی اجازت نہیں۔ سخت مجبوری ہو جیسے کہ ایک ملازم ہے جس کے گذر بسر کا صرف وہی ذریعہ ہے اگر ملازمت چھوڑ دے تو گذر وبسر کا کوئی ذریعہ نہ رہے، اور ملازمت کا چھوڑنے سے طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے گا یا مصیبت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور ملازمت ملنا یا ملازمت کا باقی رہنا یہ زندگی کے بیمہ کے بغیر قانوناً منع ہو یا مشکل ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں مجبوراً مجبوری کی حد تک علماء نے اس کی گنجائش دی ہے، لہٰذا کسی جگہ قومی حالت بدامنی اور فسادات کی وجہ سے ایسی خطرناک ہوگئی ہو کہ بیمہ کے بغیر مال وجائداد کی حفاظت مشکل ہو تو ان پریشانیوں کی وجہ سے مجبوری کے حد تک مال وجائداد کا بیمہ کروانے کی گنجائش ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ بیمہ میں اپنی جمع کردہ رقم سے زیادہ جو رقم بیمہ کی زیادتی کے طور پر ملے وہ زائد رقم غریب مسلمانوں میں تقسیم کرنی ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

احقر مفتی نظام الدین غفرلہٗ

﴿۲۳۷۰﴾ زندگی کا بیمہ کروانا

سوال: لائف انشورنس یعنی زندگی کا بیمہ درجِ ذیل حالات میں جائز ہے یا نہیں؟
ایک شخص کی آمدنی زیادہ ہے اس لئے اسے زیادہ انکم ٹیکس بھرنا پڑتا ہے اگر مذکورہ ٹیکس بھرنے والوں کی زندگی کا بیمہ ہو تو انکم ٹیکس میں اسے کچھ رقم کی معافی اور راحت ملتی ہے اور انکم ٹیکس میں زیادہ رقم نہیں بھرنی پڑتی اور اس کی دو شرطیں ہیں۔

(۱) بیمہ کروا کر اس کا سالانہ پریمیم بھرنا پڑتا ہے اور اس کے ادا کئے ہوئے روپے ہفتہ کے مکمل ہونے پر واپس ملتے ہیں۔

(۲) اگر صرف انکم ٹیکس بھرنے میں راحت حاصل کرنے کی نیت ہو تو اس صورت میں اپنی زندگی کا باقاعدہ سالانہ ہر ہفتہ بھرنا پڑتا ہے، اور اپنے مرنے کے بعد جتنی رقم بیمہ میں پریمیم کے طور پر جمع کی اتنی ہی رقم سود کے ساتھ ہم کو واپس ملتی ہے۔ دونوں صورتوں میں انکم ٹیکس بھرنے میں جو راحت ملتی ہے وہ الگ۔ نمبر ایک میں بیمہ ایک لاکھ کا کرایا تو اپنے مرنے کے بعد فوراً اپنے ورثاء کو ایک لاکھ نقد واپس ملتے ہیں اور انکم ٹیکس بھرنے میں جو راحت ملتی ہے وہ الگ، اپنے ملک میں بار بار قومی فسادات اور جھگڑے ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی جان، مال، جائداد کو بار بار نقصان ہوتا ہے یہ ایک سچی اور واقعی حقیقت ہے تو ان حالات میں اگر اپنی سلامتی کے لئے اپنی جان مال، جائداد مکان گودام وغیرہ کا بیمہ کروایا جائے تو کیا کچھ حرج ہے؟ یا ناجائز شمار ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بیمہ کا جو طریقہ ہے اس میں اسلامی اصول کے مطابق دو چیزیں ہیں: ایک سود اور دوسرا قمار، اور ان دونوں برائیوں پر شریعت نے سختی سے روک

تھام کی ہے، جس کی وجہ سے زندگی کا بیمہ کرانا جائز نہیں ہے۔ حکومت انکم ٹیکس کے نام سے جو رقم لیتی ہے وہ بھی شرعی نقطۂ نظر کے مطابق جائز نہیں ہے، اس کے باوجود اگر زبردستی کی جاتی ہو تو اتنی رقم دیدینے میں گناہ نہیں، اور اس رقم کو واپس لینے کے لئے کسی جائز صورت کے اختیار کرنے میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے۔

مال و جائداد اور دُکان کے بیمہ میں موجودہ زمانے اور حالات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے محققین علماء نے گنجائش دی ہے اس لئے اتنا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اور اپنے مال و جائداد کے نقصان سے زائد جو بھی رقم ملے وہ غرباء کو دیدی جائے، اور ذاتی استعمال میں لانے کی نیت نہ کرے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے (مسلم گجرات فتاویٰ سنگرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۷۱﴾ ڈیتھ ٹیکس کے لئے بیمہ کروانا

سوال: فی الحال حکومتی قانون کے مطابق انسان کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء کے پاس سے لازمی طور پر ''ڈیتھ ٹیکس (Death Tex)'' لیا جاتا ہے جس کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے، یہ ٹیکس اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ کئی مرتبہ آدمی کے انتقال کے بعد ''ڈیتھ ٹیکس'' میں ورثاء کے حصے میں آئی ہوئی جائداد بھی بیچنی پڑتی ہے یا یہ کہ اس کے انتقال کے بعد مرحوم نے جو تجارت چھوڑی ہے وہ بیچ کر اس کی ادائیگی کرنی پڑتی ہے۔ ان حالات میں اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اس کے مرنے کے بعد جو ڈیتھ ٹیکس بھرنا ہوگا اس کی ادائیگی کے لئے بیمہ کروالے اور اس بیمہ کی رقم سے اس کے ورثاء ڈیتھ ٹیکس ادا کردیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس مقصد کے لئے بیمہ کروانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں مذکورہ مصیبت کو دور کرنے کے لئے زندگی کا

بیمہ کرانا جائز نہیں ہے، اور اگر کسی نے بیمہ کرایا ہو تو سود اور قمار کا اس کو گناہ ہوگا۔
البتہ کسی شخص کو اپنے اس عمل کے جواب دینے کی قوت ہو، اور خود کے ورثاء کو جو مصیبت پیش آتی ہے اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے ہی یہ کام کیا ہو، اور وہ اس کو ثابت کر دے تو چھٹکارے کی امید ہے، اور اس بیمہ سے جو بھی زائد رقم حاصل ہو اس کو مذکورہ ٹیکس میں ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۷۲﴾ مجبوری کی بنا پر مکان دکان، گاڑی وغیرہ کا بیمہ کروانا

سوال: محترم جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم، بعد سلام مسنون!
آپ کی خدمت اقدس میں گذارش یہ ہے کہ میں مندجہ ذیل حضرت مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحبؒ کے دئے ہوئے ایک فتوے کا جواب حرف بحرف درج کرتا ہوں۔ اور اس کے بعد میرے دل میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔
سوال نمبر: ۱۷۷۲۔ زندگی کا بیمہ یا آگ کا بیمہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: حامداو مصلیا و مسلما.... وقت اور حالات کو دیکھتے ہوئے محققین علماء نے مذکورہ بالا صورت میں مکان کا بیمہ نکالنے کی گنجائش دی ہے البتہ زندگی کا بیمہ اور وہ بھی مذکورہ بالا صورت کے مطابق کرانا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ مسلم گجرات فتاویٰ سنگرہ ج:۳، ص:۴۲۷)۔
حضرت مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہؒ کے مذکورہ بالا جواب سے تو یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ مکان دُکان اور کاروبار کا بیمہ کرانا جائز ہے۔

تو اب میرا سوال یہ ہے کہ بیمہ کرانے کے بعد اس بیمہ کی جو رقم حاصل ہوتی ہے اسے استعمال کر سکتے ہیں؟ اس لئے کہ جائز ہونے کا فائدہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ بیمہ سے ملی ہوئی رقم کو استعمال کیا جا سکے۔ وضاحت کے ساتھ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بیمہ میں قمار اور سود جیسے دو گناہ ہیں لیکن بعض مرتبہ ملک کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے محققین علماء نے ''**الضرورات تبیح المحظورات**'' کے قاعدے کے تحت مجبوری کے درجہ میں گنجائش دی ہے جیسا کہ آپ کے لکھے ہوئے فتوے سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح ''**الاشباہ**'' میں ایک دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ''**الضرورة تتقدر بقدر الضرورة**''، ترجمہ: ضرورت کے مطابق ہی رخصت دی جائے گی۔ جیسا کہ شراب کا پینا، خنزیر کے گوشت کا کھانا حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص بھوک اور پیاس کی وجہ سے موت کے قریب ہو چکا ہو تو زندگی بچانے کی خاطر سد رمق کی مقدار کھا پی سکتا ہے۔ پیٹ بھر کر لذت کی خاطر کھانا پینا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ضرورت کے لئے مال کا یا دُکان کا بیمہ کرانا ہو تو جتنا نقصان ہوا ہے اس سے زیادہ وصول کرنا جائز نہیں اور اگر زیادہ وصول کر لیا ہو تو اس رقم کا ذاتی استعمال میں لانا جائز نہیں ہے بلکہ غریب اور مساکین میں تقسیم کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۷۴﴾ ایل آئی سی (.L.I.C) بیمہ کمپنی میں ملازمت

سوال: ایل آئی سی (.L.I.C) بیمہ کمپنی میں مسلمان کا ملازمت کرنا شرعی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ایل آئی سی (.L.I.C) شریعت کی نگاہ میں قمار اور

سود کا کاروبار کرنے والی کمپنی ہے اس وجہ سے اس میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس ملازمت کے عوض میں آنے والی تنخواہ بھی طیب نہیں ہے، حرام ہے، اس لئے اس سے بچنا اور پاک وحلال روزی تلاش کرنا ضروری ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے: **ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان۔(المائدۃ:۲)۔**

غیر مسلم کے ملک میں رہائش رکھنے والے مسلمان کو اس غیر مسلم کمپنی میں ملازمت کے علاوہ کوئی اور دوسری ملازمت نہ ملتی ہو اور مذکورہ کمپنی کی ملازمت چھوڑ دینے سے خود کے گھر والوں کے گذر وبسر کے لئے کوئی دوسرا ذریعہ نہ ہو تو ایسی مجبوری میں یکدم ملازمت نہ چھوڑ دے، لیکن دوسری شک وشبہ سے خالی حلال روزی کی جستجو میں رہے اور استغفار کرتا رہے اور عنداللہ حلال روزی کی دعا کرتا رہے۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۷۴﴾ تعلیمی خرچ کے لئے تربیتی تعلیم کا بیمہ کرانا

سوال: تعلیم کا خرچ اٹھانے کے لئے تربیتی تعلیم کا بیمہ کرانا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... تعلیمی بیمہ کا پورا طریقہ سوال میں لکھا نہیں ہے کہ اس کو سامنے رکھ کر جواب دیا جائے مگر اس کے باوجود بیمہ میں سود اور قمار دونوں برائیاں پائی جاتی ہیں اس لئے سخت اضطراری حالت اور اشد مجبوری کے بغیر جائز نہیں ہے۔

﴿۲۳۷۵﴾ بچوں کی اچھی تعلیم کے لئے بیمہ کرانا

سوال: میرا لڑکا فی الحال ایک سال کا ہے۔ جس کی مستقبل کی تعلیم کے لئے بیمہ کرانے کا ارادہ ہے، اس لئے کہ اگر مستقبل میں میری مالی حالت ابتر ہوگئی تو اس کا تعلیمی خرچ نہیں اٹھا سکوں گا، لہذا اگر ابھی بیمہ کرایا ہو تو مستقبل میں پریشانی نہیں ہوگی، کیا شرعی رو سے مذکورہ

تعلیمی بیمہ کرانا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بیمہ میں قمار اور سود دونوں کی صورتیں ہوتی ہیں، اور دونوں برائیوں سے شریعت نے خوب سختی سے روکا ہے، اس لئے تعلیمی بیمہ کروانا جائز نہیں ہے، سوال میں درج مستقبل کی تکلیف کے پیش نظر یا رکاوٹ سے بچاؤ کے لئے خدا پر بھروسہ اور اس قادر مطلق کے ساتھ حسن ظن اور ساتھ میں تھوڑی رقم ہر مہینہ علیحدہ طور پر جمع کرتے رہنا مناسب ہے، پاک، حلال اور قلیل کمائی میں برکت ہوتی ہے اور حرام کمائی میں کثرت نظر آتی ہے لیکن برکت نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۷۶﴾ سرکار کی جانب سے اسکول میں کام کرنے والے ملازمین کے لئے بیمہ کرانا

سوال: حال ہی میں حکومت کی جانب سے اسکولوں میں کام کرنے والے ملازمین کے لئے بیمہ کے متعلق ایک نیا قانون جاری ہوا ہے، جس میں ۸۵/۴/۱ سے اسکول میں ملازمت شروع کرنے والے ملازمین کو لازمی طور پر بیمہ کرانا ضروری ہے، ملازم چاہے یا نہ چاہے، اس کی تنخواہ کے تناسب سے ہر ماہ پریمیم کی رقم حکومت کی طرف سے اس کی تنخواہ سے وضع ہو جائے گی، دوران ملازمت ملازم انتقال کر جائے تو اس کے بیمہ پلان کے مطابق بیمہ کی رقم ملازم کے بتائے ہوئے ورثاء کو ملتی ہے، ایسی اسکیم میں جڑنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اسلامی شریعت میں قمار اور سود دونوں گناہوں پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اور ان دونوں گناہوں سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے، اور بیمہ میں یہ دونوں گناہ ہوتے ہیں، زندگی کا بیمہ کرانا جائز نہیں ہے یعنی اپنی مرضی سے اس میں جڑنا حرام اور گناہ کا کام ہے، البتہ اگر کسی ملازمت میں زندگی کا بیمہ لازمی ہو اور اس کے بغیر

چھٹکارا نہ ہو اور مجبوراً اس میں جڑنا پڑے اور تنخواہ میں سے پریمیم کی رقم باہر ہی باہر کٹ جاتی ہے تو ایسی مجبوری کی صورت میں گناہ نہیں ہوگا لیکن خدانخواستہ بیمہ مکمل ہو جائے اور بیمہ کی رقم ملے تو پریمیم میں بھری ہوئی رقم سے زائد آمدنی حرام شمار ہوگی، ثواب کی نیت کے بغیر کسی غریب مسلمان کو دے کر اس حرام آمدنی کا وبال دور کرنے کی نیت سے صدقہ کر دیں تو بہت ہی درست کہلائے گا، تنخواہ کی رقم میں سے بیمہ کی رقم خود بخود کٹ جاتی ہو اور اپنی مرضی کے بغیر مجبوری کی وجہ سے ہو تو واپس ملنے والی رقم لے کر استعمال کرنے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۷۷﴾ پریمیم مکمل نہ بھرنے کے باوجود بیمہ کمپنی سے زائد رقم لینا

سوال: (۱) یہاں گاڑی کا بیمہ عام ہے، ایکسیڈنٹ یا نقصان ہونے پر انشورنس کمپنی نقصان کے برابر روپے دیتی ہے تو انشورنس کمپنی کی جانب سے ملی ہوئی اس رقم کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کبھی کبھی بیمہ کروانے والے نے قسط بھی مکمل نہ بھری ہو تو بھی ایکسیڈنٹ ہونے کی وجہ سے مکمل رقم مل جاتی ہے۔

(۲) مذکورہ بالا صورت کے مطابق حاصل کی ہوئی مخلوط رقم نیک کام جیسے کہ زکوٰۃ، خیرات اور حج وغیرہ میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور کامل نصاب ہونے کی وجہ سے صاحبِ نصاب کہلائے گا یا نہیں؟ اور اس کی دعوت کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: ...... (۱) مال، جائداد، مکان اور گاڑی وغیرہ کا بیمہ کرانے میں موجودہ زمانہ کے علماء کے فتوی کے مطابق گنجائش ہے، لہٰذا مذکورہ چیزوں میں نقصان ہونے کی بناء پر انشورنس کمپنی سے نقصان کے مطابق رقم لے سکتے ہیں، چاہے

پریمیم مکمل بھرا ہو یا نہ بھرا ہو۔

(۲) زکوٰۃ خیرات اور حج کے لئے حلال، پاکیزہ کمائی استعمال کرنی چاہئے جس آدمی کی دونوں طرح کی آمدنی ہو تو اکثر آمدنی جو ہوگی اس کے مطابق حکم دیا جائے گا اگر حلال آمدنی زیادہ ہوگی تو دعوت کھانا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۷۸﴾ حادثہ میں انتقال کر جانے سے بیمہ کی رقم لینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: ایک گاڑی سے دوسری گاڑی کے ایکسیڈنٹ میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا، اس ایکسیڈنٹ میں سامنے والے کی غلطی تھی اس لئے مرنے والے کے ورثاء نے حکومتی قاعدہ کے مطابق ٹکر مارنے والی گاڑی کے ڈرائیور پر مقدمہ کر دیا اور اخیر میں کورٹ کی طرف سے فیصلہ ہوا کہ سامنے والا مرنے والے کے ورثاء کو تاوان ادا کرے اور اس تاوان کا نام بھی قانوناً جان کا بدلہ ہی ہے البتہ سامنے والے نے اپنی کار کا بیمہ کروایا تھا جس کی بناء پر اس نے مذکورہ رقم بیمہ کمپنی کے پاس سے ادا کرائی۔

تو اب سوال یہ ہے کہ مرنے والے کے ورثاء کے لئے یہ رقم لے کر اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: ......سامنے والے کی غلطی کی وجہ سے حادثہ میں کسی کو جسمانی ایذا ہو یا نقصان ہو یا موت ہو جائے تو اس سے تاوان کے طور پر شریعت کے طے کردہ اصولوں کے مطابق دیت لینا بغیر کسی حرج کے درست ہے۔ اور یہ مذکورہ شخص یا اس کے رشتہ دار خود ادا کریں۔ (درمختار ج:۴)۔

نیز ان کی رضامندی سے دوسرا کوئی بھی شخص دیت ادا کر دے تو یہ بھی جائز ہے، صورتِ

مسئولہ میں بیمہ کمپنی وہ رقم ادا کررہی ہے اور کمپنی شرعی نقطۂ نظر سے سود اور قمار دونوں کا کام کرتی ہے جس کا کام نیز آمدنی دونوں ناجائز اور حرام ہیں، لہٰذا ایسی حرام اور ناپاک آمدنی سے دیت ادا کی جائے تو مسلمانوں کے لئے اس رقم کا لینا جائز نہیں ہے، اس لئے سود کی رقم کی طرح اس کو لے کر غریب اور محتاج کو مالک بنا کر تقسیم کردی جائے۔ (فتاویٰ ہندیہ ص:۳۴۳ سے ۳۴۹ تک)۔

اور صورتِ مسئولہ میں حادثہ کا معاوضہ لینا جائز ہے، جس کی بناء پر سامنے والے کی حلال کمائی میں سے لیا جائے، یا اس سے کہا جائے کہ تو کسی کے پاس سے قرض لے کر ہمیں دیدے اور بیمہ کا پیسہ قرض کی بھرپائی میں ادا کردے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۲۳۷۹﴾ مریض کا میڈیکل کلیم سے فائدہ حاصل کرنا

سوال: میں ایک ادارہ میں ۲۵ سال سے معلّمہ کی خدمت انجام دے رہا ہوں، مجھے ایس ایل ای کی تکلیف ہے، اس کی وجہ سے مجھے وقتاً فوقتاً چھوٹی بڑی بیماریاں ہوتی رہتی ہیں ان کے پیچھے مجھے کافی خرچہ ہوتا ہے، اس خرچ کے لئے مجھے اسکول کی طرف سے تھوڑی مدد ملتی تھی وہ ابھی تھوڑی مدت سے بند ہوچکی ہے، البتہ ادارہ نے ہمارا میڈیکل کلیم کروادیا ہے، جس کا پریمیم بھی ادارہ ہی ادا کردیتا ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر میڈیکل کلیم کی رقم استعمال کرنا ہمارے لئے جائز ہے یا نہیں؟

۲......اگر میڈیکل کلیم کے روپے استعمال نہیں کرسکتے تو پریمیم میں بھری ہوئی رقم استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

۳......میں ہسپتال میں داخل ہوں، تو کیا میڈیکل کلیم لے سکتا ہوں؟

۴......میری بیماری کا خرچ اٹھانے والا کوئی نہیں ہے، میں تنہا ہوں، اور میری آمدنی بہت کم ہے، ان حالات میں کیا میں میڈیکل کلیم کے روپئے لے سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو اسکا خرچ اسکے اپنے ذمہ میں ہوتا ہے، اور اس کی طرف سے اسکا شوہر یا کوئی ادارہ مدد کردے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے، لیکن علاج کے لئے انشورنس کا طریقہ اپنانا شرعاً جائز نہیں ہے اس لئے کہ انشورنس میں سود اور جوا دونوں گناہ ہیں، اب اگر آپ مجبور ہو، علاج کا خرچ آپ کے پاس نہ ہو اور ادارہ نے میڈیکل کلیم کروادیا ہو اور قانوناً آپ اسکے حقدار بھی ہیں تو آپ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۸۰﴾ مسجد کا انشورنس کروانا

سوال: سوال: جناب مفتی اسماعیل صاحب دامت برکاتہم

براہ کرم حسب ذیل سوال کا جواب مرحمت فرماویں

(۱) ہمارے یہاں مسجد کا انشورنس ہم نے کروایا ہے ۔ اس کا سالانہ پریمیم Premium بہت زیادہ ہے۔ اس پریمیم Premium کو ادا کرنے کی صورت ہمارے ذہنوں میں یہ آئی ہے کہ ہماری مسجد کا بینک اکاؤنٹ سود کے لئے کھولا جائے اور اس میں جو سود آئے گا اس سے مسجد کا انشورنس کا پریمیم Premium ادا کیا جائے۔ تو کیا شریعت اسلامی میں اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟

اگر جواب نفی میں ہے تو کسی کی سود کی رقم سے یا مسجد کے اکاؤنٹ میں سود کی رقم موجود ہو تو اس سے مسجد کا انشورنس کا پریمیم Premium ادا کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

تینوں صورتوں میں اثبات اور نفی کے اعتبار سے جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... انسیورنس میں جو طریقہ رائج ہے اس کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں سود اور قمار کی دونوں صورتیں پائی جاتی ہے۔ اور ان دونوں چیزوں کی احادیث اور قرآن مجید میں ممانعت اور سخت وعیدیں ہیں۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے ان سے احتراز کرنا چاہئے۔ یہی اعلیٰ درجہ ہے۔

موجود زمانہ اور ملک میں اسلام دشمن عناصر کا غلبہ ہے اور ان لوگوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً بلا وجہ دشمنی میں املاک کو نقصان پہنچایا جاتا ہے اور حکومت کی طرف سے انصاف نہیں ملتا۔ اور تساہل اور جانب داری سے کام لیا جاتا ہے۔ اور انسورنس ہونے کی شکل میں چونکہ معاوضہ تو مل جاتا ہے۔ اس لئے نقصان پہنچانے میں بھی کمی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے علماء نے مجبوراً ملکیت کے انسیورنس کی اجازت دی ہے۔

اسی طرح سود کے متعلق بھی قرآن مجید میں سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اور لعنت اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ کے مترادف بتایا گیا ہے۔ دوسری جانب پیسے کی حفاظت بھی بینک میں جمع کرانے کے علاوہ ممکن نہیں۔ لہٰذا اس نیت سے تو بینک میں رقم رکھنے کی گنجائش تو ہے لیکن سود حاصل کرنے کے لئے رقم رکھی جائے تو اس میں لعنت اور سود کا گناہ بھی ہوگا۔ نیز مسجد کے وقف یا چندہ کے پیسے متولیان سود کی نیت سے بینک میں رکھیں گے تو سود کے گناہ کی ذمہ داری کے علاوہ ان روپیوں کی ضمانت ان پر عائد ہوگی۔

مذکورہ بالا وضاحت کے بعد عرض یہ ہے کہ آپ نے مسجد کا انسورنس کیا ہے تو........ اسی پیسے سے ادا کریں اور جب کلیم کرنے کی نوبت آئے تو اس وقت تک جتنے پیسے پریمیم میں ادا کئے ہیں اس کو مسجد کے کام میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اور بقیہ جو زیادہ ملے اس کو الگ رکھ کر

آئندہ پریمیم میں ادا کر سکتے ہیں۔
مسجد کا اکاؤنٹ جس بینک میں ہو اور اس میں جو سود ملا ہے اس کو اسی بینک میں مسجد کا انشورنس کرا کے پریمیم میں واپس دے سکتے ہیں۔ مثلاً لائیڈ بینک میں سود جمع ہوا ہو اور انشورنس بھی لائیڈ بینک یا اس کی کسی برانچ میں ہو تو مسجد کی جمع شدہ رقم کا جو سود آئے اس کو لے کر لائیڈ بینک میں مسجد کے انشورنس کے پریمیم میں واپس دے سکتے ہیں۔
کسی کے پاس اپنی ذاتی رقم کا سود موجود ہے تو اس کو غرباء وفقراء پر خرچ کر کے سود کے وبال سے بچنا چاہئے۔ مسجد یا مسجد کی امداد میں دینے سے کچھ نہ کچھ ثواب کی نیت ہوتی ہے جو ایسے پیسوں کے خرچ کے لئے نا جائز اور باعث گناہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۲۳۸۱﴾ کیا ایل آئی سی کا بیمہ کروانا جائز ہے؟

سوال: ایل آئی سی کا زندگی کا بیمہ کروانا جائز ہے یا نہیں؟
اسلامک فقہ اکیڈمی نے موجودہ زمانہ کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے بیمہ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، یہ فتویٰ اکیڈمی نے اپنے پانچویں فقہی سمینار (منعقدہ: ۳۰، ۳۱ اکتوبر ۱، ۲، نومبر ۱۹۹۲ جامعۃ الرشاد اعظم گڈھ) میں دیا تھا، بہت سے علماء اس فتوے سے ناواقف ہیں یا ماننے سے انکار کر رہے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا فقہ اکیڈمی کا یہ فتویٰ غلط ہے؟ کیا اس پر عمل ہو سکتا ہے؟ کیا آج کے دور میں زندگی کا بیمہ اور دوسرے بیمے کروانا جائز ہے؟
تازہ قلم: فقہ اکیڈمی کے بیمہ کے جواز کا فتویٰ گجراتی ماہ نامہ دار العلوم، کنتھاریہ کے جنوری ۱۹۹۴ء کے شمارہ میں طبع ہوا ہے۔

نقل: زندگی کا بیمہ کروانا جائز ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے اپنے پانچویں فقہی سمینار میں (منعقدہ: ۳۰،۳۱ اکتوبر ۱،۲، نومبر ۱۹۹۲ جامعۃ الرشاد اعظم گڈھ) ہندوستان میں موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جان، مال کے بیمہ کے متعلق جو متن تیار کیا ہے وہ یہاں نقل کیا جارہا ہے۔

ہندوستان میں موجودہ حالات کے مدنظر اسلامک فقہ اکیڈمی کا بیمہ کے جواز کا فیصلہ

ہندوستان میں موجودہ حالات میں جب کہ مسلمانوں کی جان و مال، کاروبار، تجارت قومی فسادات کی وجہ سے ہروقت خطرہ میں ہیں ان کے پیش نظر فقہی اصل " **الضرورات تبیح المحظورات** " کے تحت مسلمانوں کو نقصان سے بچانے کے لئے جان و مال کے بیمہ کی شرعی رو سے اجازت ہے۔ (گجراتی ماہ نامہ ''دارالعلوم'' کنتھاریہ؛ شمارہ: جنوری ۱۹۹۴ء)

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اسلام میں قمار، سود اور دھوکہ دہی گناہ کبیرہ اور ناجائز و حرام ہیں، جان، مال اور کاروبار کے بیمہ میں قمار اور دھوکہ دہی ہے، اس لئے یہ کہنا کہ زندگی کا بیمہ جائز ہے بالکل صحیح نہیں ہے، شریعت کے احکام اللہ کے احکام ہونے کی وجہ سے اٹل ہیں وہ بدل نہیں سکتے، اور کسی کو بھی اس حکم میں اپنی طرف سے تبدیل کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

البتہ حالات اور ضروریات کے پیش نظر کبھی حکم میں کچھ رخصت ملتی ہے، اسلامک فقہ اکیڈمی اور دارالعلوم کے حوالہ سے بیمہ کے جواز پر جو تفصیل نقل کی گئی ہے وہ ناقص ہے، پوری تفصیل کا بغور مطالعہ کرنے سے اسکی صحیح حقیقت حال معلوم ہوجائیگی۔

حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ نے (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶/۳۸۷) پر ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے:

بیمہ میں سود بھی ہے اور قمار بھی، اور یہ دونوں شریعت میں ممنوع ہیں، البتہ کوئی شخص ایسی جگہ

بودو باش رکھتا ہو کہ وہاں بیمہ کروائے بغیر اپنی حفاظت نہ ہوسکتی ہو، یا قانونی مجبوری کی وجہ سے بیمہ کروانا پڑے تو بیمہ کروانا درست ہے، پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ اس کے باوجود (اگر کسی وجہ سے بیمہ مکمل ہو جاوے اور پریمیم میں بھری ہوئی رقم سے زائد رقم ملے تو) پریمیم میں بھری ہوئی رقم سے زائد ملنے والی رقم کو استعمال میں لانا جائز نہیں ہے، یہ زائد رقم غرباء میں صدقہ کر دینا ضروری ہے، اپنی ضروریات میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

فقط واللہ تعالی اعلم

کتاب الھبۃ

﴿۲۳۸۲﴾ شرطیہ ہبہ اور عمرہ میں دی ہوئی جائداد کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں:

زید کی چار بیویاں ہیں اور ان بیویوں سے اسے چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں، کچھ دنوں قبل جب زید نے اپنی کل جائداد کا وصیت نامہ بنایا تو اس وقت صرف ایک عورت اور چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں، اس طرح سب ملا کر ۱۳/وارث تھے۔ زید نے اپنے تمام ورثاء کو اپنی جائداد سے مناسب حصے دئے اور ہر ایک کے حصے میں آئی ہوئی جائداد جیسے کہ گھر، زمین وغیرہ کا اسے مکمل مالک اور مختار بھی بنا دیا، اور ہر ایک جائداد کا قبضہ بھی اس کے وارث کو حوالے کر دیا، اور تمام آزادانہ طور پر اپنے ملے ہوئے حصوں میں تصرف کرنے لگے۔ لیکن زید نے اپنے تمام ۱۳/وارثوں میں سے اپنی عورت اور سب سے چھوٹی لڑکی جو اس کی زندہ بیوی سے ہے انہیں جو جائداد دی وہ مندرجہ ذیل شرط پر دی:

تم یعنی میری بیوی کو میں نے وصیت نامہ میں جو جائداد دی ہے اس تمام جائداد میں تمہیں صرف تصرف کا حق ہوگا۔ جو گھر دیا ہے اس گھر میں تم رہو، یا کرایہ پر دو، جو چاہو تصرف کرو۔ لیکن اسے تم بیچ نہیں سکتے اور کبھی رہن پر نہیں دے سکتے، نیز جو زمین تمہارے حصہ میں آئی ہے اس زمین کو تم خود جوتو یا دوسرے کو جوتنے کے لئے مزارعت پر دو اور اس کی پیداوار تم لو ان تمام باتوں کے تم خود مختار رہو۔ لیکن یہ زمین تم بیچ نہیں سکتے اور رہن کے طور پر یا ہبہ کے طور پر بھی نہیں دے سکتے، نیز صرف تمہاری زندگی تک تمہیں تصرف کا حق ہے، تمہارے انتقال کے بعد تمہاری یہ جائداد میری دوسری بیوی کے پہلے اور دوسرے

لڑکے کو ملے گی، اس میں دوسرے کسی کا کوئی حق حصہ نہیں ہوگا۔

نوٹ: مذکورہ عورت کو زید سے صرف ایک بیٹی سلمہ ہے، یہ لڑکی سلمہ اس وصیت نامہ کے وقت چھوٹی تھی اور مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق مذکورہ عورت کی صرف ایک ہی لڑکی تھی، زید نے لڑکی کو جو جائداد دی اس میں مذکورہ بالا شرط لگائی، میری لڑکی سلمہ جو چھوٹی ہے اسے میں نے جو وصیت نامہ میں جائداد دی ہے اسے خدا عمر دے تو بڑی ہونے تک اس جائداد میں تصرف اس کی ماں کرے گی، لیکن سلمہ کے بالغ ہونے کے بعد اسے اس کا حصہ آزادانہ طور پر دیدیا جائے، اور سلمہ کے موت کے بعد اسے دی ہوئی جائداد بھی اوپر بتائی گئی تفصیل کے مطابق میرے لڑکے نمبر:۱ اور ۲ کو دے دی جائے۔

نوٹ: زید نے اپنی لڑکی کو اس طریقہ سے حصہ دیا تو شریعت کی رو سے اس نے یہ صحیح کیا یا غلط کیا؟

(۲) زید کی لڑکی سلمہ کو اس کے شوہر سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی وارثوں میں سے ہے، زید کی اس طرح دی ہوئی جائداد سلمہ کی ہوگی یا پھر زید کے کہنے کے مطابق اس کے لڑکے نمبر:۱ اور لڑکے نمبر:۲ کی ہوگی۔

(۳) یا پھر زید کے تیرہ ورثاء کو ملے گی؟

(۴) زید نے خصوصاً یہ بتایا کہ میری بیوی اور میری لڑکی سلمہ کی موت کے بعد میرا لڑکا نمبر: ۱ اور لڑکا نمبر:۲ حیات ہوں تو وہ اس جائداد کے وارث بنیں گے، اور یہ جائداد انہیں دی جائے گی، اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کے ورثاء کو ملے گی اور اگر ان کے ورثاء نہ ہوں تو گاؤں کے مدرسہ کو دیدی جائے گی۔

تو اب مندرجہ ذیل سوال پیدا ہوتے ہیں:

(۱) زندگی میں دی ہوئی جائداد ہبہ شمار ہوگی یا میراث؟

(۲) اگر ہبہ ہے تو شرطیہ ہبہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) ایسی شرطیہ ہبہ میں موہوب لہ موہوبہ شیء کا مالک بنتا ہے یا نہیں؟

(۴) اس طرح اگر کسی شخص کو ہدیہ دیا ہو تو ان کے مرنے کے بعد اس کی جائداد کا حقدار کون کہلائے گا؟ واہب کے ورثاء یا موہوب لہ کے ورثاء؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زید نے اپنی جائداد میں سے لڑکے اور لڑکیوں کو جو چیزیں دی، اور ان چیزوں کا انہیں مکمل مالک بنا دیا اور ورثاء نے ان چیزوں پر قبضہ بھی کرلیا تو ہبہ تام ہو گیا، اور یہ ہبہ صحیح شمار کیا جائے گا، اور اب اس میں زید کا یا اس کے کسی دوسرے ورثاء کا کوئی حق اور حصہ نہیں لگے گا۔ اور یہ بخشش یا ہبہ کہلائے گا نہ کہ میراث۔ اس لئے کہ میراث تو آدمی کے انتقال کے بعد ورثاء میں جو مال تقسیم ہوتا ہے اسے کہتے ہیں۔ (شامی ج:۴ص:۵۱۰ اور جلد:۵)۔

زید نے اپنی منکوحہ کو جو جائداد دی ہے وہ بخشش نہیں صرف تصرف کا حق ہے، اور اس کی پیداوار زندگی تک لینے کا اختیار دیا ہے اس کو عاریت کہا جاتا ہے، لہٰذا شوہر کی حیات تک وہ اس کی جائداد سے فائدہ اٹھا سکتی ہے لیکن شوہر کے انتقال کے بعد وہ جائداد میراث بن کر ورثاء میں شرعی حصہ کے مطابق تقسیم ہوگی۔

اور مرد کا یہ وصیت کرنا کہ تمہارے مرنے کے بعد میری جائداد کے وارث میری دوسری بیوی کے لڑکا نمبر:۱ اور لڑکا نمبر:۲ ہوں گے، اور اس میں دوسرے کسی کا کوئی حق اور حصہ نہیں ہوگا یہ وصیت باطل ہوگی اور ہر ایک وارث کو اس کے شرعی حصّہ کے مطابق اس جائداد سے حق اور حصہ ملے گا۔

دوسری صورت میں عورت کو مرد نے جو زمین وغیرہ دی ہے اور اس میں ہبہ کی صراحت کی ہے یعنی یہ لکھا ہے کہ ''میری بیوی کو اس وصیت نامہ میں جو جائداد بخشش میں دی ہے اور یہ عورت کی حیات تک محدود ہے'' تو اس کو شریعت کی زبان میں ''عمرہ'' کہا جاتا ہے، اب زندگی تک دینے کے بعد عورت نے قبضہ کرلیا تو ہبہ تام ہو جائے گا اور زندگی تک کی شرط باطل ہو جائے گی۔ جس کی بناء پر مرحوم یا مرحوم کے ورثاء کا اس جائداد میں کوئی حق اور حصہ نہیں رہے گا وہ عورت کی مکمل ملکیت شمار ہوگی، وہ اسے بیچ بھی سکتی ہے اور عورت کی موت کے بعد عورت کے ورثاء میں تقسیم بھی ہوگی۔

سوال میں لکھا ہے کہ ''وصیت نامہ میں جو جائداد تمہیں دی ہے'' اب یہ جائداد دی تو ہے لیکن ہبہ دی ہے یا استعمال کرنے اور فائدہ اٹھانے کے لئے دی ہے اس کی کوئی صراحت نہیں ہے جس کی وجہ سے دونوں حکم اوپر ذکر کئے گئے ہیں۔

سلمہ کو جو شرطیہ جائداد دی ہے اس میں اس کا تصرف کم عمر ہونے کی وجہ سے اس کی ماں کو سپرد کیا ہے جس کی وجہ سے اس کی ماں نے اس کی جائداد پر قبضہ کیا تو فوراً ہی وہ جائداد لڑکی سلمہ کی ہو جائے گی اور اب اس میں کسی کا کوئی حق اور حصہ نہیں لگے گا اور اب اس کے والد کی لگائی ہوئی شرط اور وصیت باطل ہو جائے گی جس کی بناء پر سلمہ کی موت کے بعد اس کے جو ورثاء ہوں گے ان میں وہ جائداد تقسیم ہوگی۔

﴿۲۳۸۳﴾ زیورات کا مالک کون ہوگا؟

سوال: بکر نے شادی کے وقت اپنی ہونے والی بیوی کو سرکاری اسٹامپ پیپر پر اپنے زیورات لکھ کر دیئے، جس پر گاؤں کے ذمہ دار کی دستخط بھی ہے۔ تو ان زیورات کا حقیقی

مالک کون ہے؟ بکر یا پھر بکر کی بیوی؟ بکر اپنی بیوی کی رضا مندی کے بغیر وہ زیورات لے سکتا ہے یا نہیں؟ بکر نے اپنے چھوٹے بھائی کی شادی میں مذکورہ زیورات چھوٹے بھائی کی بیوی کو وقتی طور پر پہننے کے لئے دئے تھے، اب چھوٹے بھائی نے ان پر قبضہ کرلیا ہے، اور کہتا ہے کہ اس میں میرا بھی حصہ ہے۔

تو دریافت یہ کرنا ہے کہ ان زیورات میں چھوٹے بھائی کا شریعت کے مطابق کوئی حصہ ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بکر نے اپنی ہونے والی بیوی کو زیورات بخشش کے طور پر لکھ کر دیا ہو، اور عورت نے قبضہ بھی کرلیا ہو تو اب وہ زیورات عورت کی ملکیت ہو گئے، اور عورت کی رضا مندی کے بغیر ان زیورات کو بیچنا یا کوئی تصرف کرنا شوہر کے لئے بھی جائز نہیں ہے، چھوٹے بھائی کو شادی میں صرف استعمال کے لئے دئے ہوں تو عورت کی ملکیت کے باقی رہنے کی وجہ سے وہ زیورات عورت کے ہی کہلائیں گے اور بڑے بھائی کی بیوی مذکورہ زیورات واپس لے سکتی ہے، چھوٹے بھائی کا ان زیورات میں حصہ طلب کرنا صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۸۴﴾ زندگی میں دوسرے لڑکوں کو محروم کر کے ایک لڑکے کو مال ہبہ کرنا

سوال: میری بیوی، چار لڑکے اور چار لڑکیاں حیات ہیں، ایک چھوٹے لڑکے کے علاوہ تمام لڑکے لڑکیوں کی میں نے شادی کرادی ہے، لڑکیاں اپنے اپنے گھروں میں اچھے طریقے سے رہتی ہیں، اور دو لڑکے شادی کے بعد مجھے چھوڑ کر دوسرے گاؤں میں رہتے ہوئے کام دھندا کر کے کماتے اور کھاتے ہیں، اور ماں باپ کا کوئی حق ادا نہیں کرتے، گھر

خرچ وغیرہ میں بھی کوئی سہارا نہیں دیتے۔ میرے ساتھ میرا ایک لڑکا ہمیشہ سے رہتا ہے اس کی شادی بھی میں نے کروائی ہے، وہ ہماری ہر طرح کی خدمت کرتا ہے اور اس کی آمدنی سے روپیہ بھی ہمیں دیتا ہے، گھر میں ڈیڑھ دو ہزار کی مرمّت بھی اسی نے کروائی ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ میرے پاس جو گھر ہے وہ میں اس کو اپنی رضامندی سے دیدوں تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... کوئی شخص خود کی زندگی ہی میں اپنا مال ورثاء میں تقسیم کرنا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ ہر ایک کو برابر سرابر حصہ دے، لیکن سوال میں مذکورہ حقیقت سچ ہو تو اس صورت میں اپنے ایک ہی لڑکے کو ہبہ کرنے میں بھی کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اور آپ کا یہ قدم اٹھانا جائز کہلائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ ج:۴ ص:۳۹۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۸۵﴾ تمام اولاد کو مساوی طور پر ہبہ کرنا چاہئے

سوال: ایک عورت جس کی صرف ایک لڑکی اور لڑکا نیز پوتا اور نواسہ حیات ہیں، یہ عورت اپنی حیات میں اپنی جائداد و مال و متاع سے کتنی مقدار کسی ایک وارث کو ہبہ کر سکتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورتِ مسئولہ میں عورت اپنی زندگی اور تندرستی میں جتنا بھی مال ہبہ کرنا چاہے کر سکتی ہے اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، لیکن اگر خود کی اولاد کو دے تو تمام لڑکے، لڑکیوں کو برابر سرابر دینا چاہئے، کسی کو دینا اور کسی کو کچھ کو نہ دینا یا پھر کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دینا گناہ ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔ (شامی، کتاب الھبہ)

﴿۲۳۸۶﴾ ایک لڑکے کو خرچ برداشت کرنے کی وجہ سے کوئی چیز ہدیہ میں دینا

سوال: میرے تین لڑکے ہیں، فی الحال میرے دو لڑکے تقریباً پندرہ سال سے مجھ سے جدا

رہتے ہیں، ان دونوں لڑکوں کا مجھے کوئی تعاون نہیں ہے، چھوٹا لڑکا میرا نان ونفقہ برداشت کرتا ہے، اور جو کچھ ہے وہ فی الحال چھوٹے لڑکے ہی کا ہے، ہم دونوں میاں بیوی ضعیف ہیں، ہمارا دوسرا کوئی سہارا نہیں ہے، اب جو دو لڑکے مجھ سے جدا رہتے ہیں انہیں حصہ دینا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر دینا چاہئے تو تینوں کو کتنا کتنا؟ یا جو نان ونفقہ برداشت کرتا ہے اسے ہی دینا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... انسان اپنی حیات میں اپنی اولاد کو بخشش دینا چاہے تو ہر ایک کو یکساں دینا چاہئے، کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دینا گناہ ہے، حدیث شریف میں ایسا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے، البتہ جو لڑکا نان ونفقہ برداشت کرتا ہے اسے اس وجہ سے کوئی چیز بخشش میں دی جائے تو اس میں حرج نہیں ہے، جائز ہے، آپ کے انتقال کے بعد جو اموال آپ کی ملکیت میں ہوں گے اس میں تمام ورثاء کا حصہ لگے گا

﴿۲۳۸۷﴾ بیوی کو جو مکان ہبہ کیا اس کا مالک کون؟

سوال: مرحوم اسماعیل بھائی نے اپنا ایک مکان اپنی حیات میں اپنی بیوی کو بخشش میں دیا تھا، اور بیوی شروع سے اسی ملکیت میں رہتی ہے تو یہ مکان شرع محمدی کے مطابق کس کا سمجھا جائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرحوم اسماعیل بھائی نے اپنا مکان جب اپنی بیوی کو ہبہ کیا اور اس نے قبول کر کے قبضہ بھی کرلیا تو ہبہ تام ہو گیا، اور وہ مکان عورت کی ملک ہو گیا۔ (شامی، کتاب الھبہ)

﴿۲۳۸۸﴾ عورت کو اس کے نکاح میں جو مال ملے شوہر اس کا مالک نہیں بنتا

سوال: عورت کو شادی میں جو چیزیں عام لوگ بخشش کے طور پر دیتے ہیں ان چیزوں کا مالک کون ہے؟ اگر اتفاق سے کسی نکاح میں طلاق ہو جائے تو بعد طلاق کے وہ چیزیں کس کی کہلائیں گی؟ شوہر کی یا بیوی کی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عورت کو جو چیزیں اس کے نکاح میں ہبہ کے طور پر دی جاتی ہیں ان کی مالک عورت ہی کہلائے گی، مرد اس کا مالک نہیں ہوتا۔ (شامی: ۵۰۴)

﴿۲۳۸۹﴾ داماد کو دی ہوئی بخشش کے متعلق

سوال: شادی کے وقت عورت اپنے گھر سے جو کچھ لاتی ہے، طلاق کے بعد وہ تمام ہی واپس لوٹانا پڑتا ہے، لیکن سسرال سے داماد کو انگوٹھی، گھڑی، اور چادر وغیرہ دی ہوئی ہوتی ہے، تو کیا وہ بھی واپس لوٹانا پڑے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... داماد کو جو چیزیں بخشش کے طور پر دی گئی ہوں ان چیزوں کا مالک داماد ہی ہوگا، ان کا واپس دینا ضروری نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۳۹۰﴾ نند کی طرف سے شادی میں دیا ہوا ہدیہ نند واپس لے سکتی ہے؟

سوال: ایک عورت کو اس کی نند نے شادی کے وقت کچھ قیمتی چیزیں ہدیہ دی تھیں، اب طلاق ہو جانے کے بعد نند اپنی بھابھی سے وہ چیزیں واپس مانگ رہی ہے، تو کیا عورت کا اپنی نند کو وہ چیزیں واپس دینا ضروری ہے؟ یا ہدیہ دی ہوئی چیزیں عورت کی ہوگئی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......نند نے جو چیزیں عورت کو ہدیہ دی تو وہ چیزیں عورت کے قبضہ میں آجانے کے بعد عورت ہی کی ملکیت شمار ہوگی۔ (درمختار) نند کا واپس طلب

کرنا مکروہ تحریمی یا تنزیہی ہوگا، اس کے باوجود اگر عورت اپنی رضامندی سے واپس دے دے تو نند لے سکتی ہے۔ (شامی ج:۴ص:۷۰۹)۔ ہبہ کی ہوئی چیزوں کا واپس مانگنا قے کرنے کے بعد اسے چاٹنے کے مانند ہے، اس لئے ایسا کام کرنے سے بچنا چاہئے۔ فق

﴿۲۳۹۱﴾ سالگرہ کا تحفہ دینا

سوال: افریقہ میں بچوں کے والدین ان کی سالگرہ پر خوشی میں کیک اور دیگر تحفے وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، تو کیا شریعت کی رو سے ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کسی بھی شخص کو کوئی بھی چیز ہدیہ اور بخشش کے طور پر دینا اچھی بات ہے، اس میں دینی اور دنیاوی بہت سے فائدے ہیں، رواج اور غلط رسم سے متاثر ہوکر نہ دینا چاہئے، اس میں ثواب سے زیادہ گناہ ہے، برتھ ڈے یا سالگرہ منانا اور اس میں پارٹی کرنا یا کیک تقسیم کرنا انگریزوں کا رواج ہے، لہٰذا اس پر عمل کرنا درست نہیں ہے؛ اس لئے کہ اس میں انگریزوں کی مشابہت ہے، جس سے شریعت میں روکا گیا ہے۔

﴿۲۳۹۲﴾ موہوبہ شیٔ واپس لے سکتے ہیں؟

سوال: ایک آدمی نے اپنے بھتیجے کو ایک گھر بخشش کے طور پر دیا، بھتیجا گھر میں رہنے بھی لگا اب کچھ مدت کے بعد چچا اپنے بھتیجے کے پاس وہ گھر واپس مانگ رہا ہے تو کیا چچا ہدیہ میں دیا ہوا گھر واپس لے سکتا ہے؟ نرمی کے ساتھ یا جبراً لیا جائے تو کیسا ہے؟ بھتیجا خوشی سے دیدے یا نہ دے تو کوئی گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب چچا نے اپنے بھتیجے کو گھر ہدیہ میں دیا اور بھتیجے نے اس پر قبضہ بھی کرلیا تو اب یہ ہبہ تام ہوگیا، اب چچا کا اس گھر میں کوئی حق نہیں رہا، لہٰذا

واپس طلب کرنا مناسب نہیں، ہدیہ یا بخشش واپس لینے کو حدیث شریف میں قے کر کے واپس چاٹنے سے تشبیہ دی ہے، لہٰذا کسی کو چھوٹی یا بڑی چیز بخشش دے کر واپس نہ لینی چاہئے۔ اس کے باوجود بھتیجا اپنی رضامندی سے جبر واکراہ کے بغیر اپنا حق چھوڑ دے تو اس میں شریعت کی جانب سے کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر واپس نہ دے کر خود اپنے قبضہ میں رکھتا ہے تو بھی کسی طرح کا گناہ نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۹۳﴾ اپنے بھتیجوں میں سے صرف ایک ہی کو ہدیہ دینے میں کچھ حرج ہے؟

سوال: ایک شخص حیات ہے، اس کی صرف ایک بیوی ہے اور کوئی اولاد نہیں ہے، اس کے رشتہ داروں میں ایک بھائی حیات ہے اور دوسرے بھائیوں کا انتقال ہو چکا ہے، ان میں سے ایک بھائی کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں ان چھ بھائی بہنوں میں سے صرف ایک بھتیجے کو اپنی مال، جائداد اور روپیہ ہدیہ میں دینا چاہے تو شریعت کی رو سے ایسا کر سکتا ہے؟ صرف ایک ہی کو دے اور دوسروں کو کچھ نہ دے تو کوئی گناہ ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: کسی وجہ سے اپنے بھتیجوں میں سے صرف ایک ہی کو ہدیہ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے، لیکن اگر اس نیت سے دے کہ اس کے ورثاء کو میراث کا حق نہ ملے یا کم ملے تو سخت گنہگار ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف، سراجی وغیرہ)۔ صورتِ مسئولہ میں حقیقی بھائی اور بیوی وارث ہوں گے۔

﴿۲۳۹۴﴾ بخشش نامہ کے دستاویز کے بعد واہب کا انتقال کر جانا

سوال: احمد فقیر حاجی نے عائشہ بی بی بنت احمد یوسف حاجی کے نام پر مذکورہ بخشش نامہ کا دستاویز بنایا تھا جو ذیل میں لکھا جا رہا ہے،

میں احمد فقیر حاجی لکھ کر دیتا ہوں کہ میری شادی عائشہ بی بی کے ساتھ ہونا طے ہو چکی ہے، لہٰذا میری ذاتی زمین اور اس کے تمام قسم کے درخت، غلے اور جو کچھ اس میں ہے، جو فی الحال میری ملکیت اور تصرف میں ہے، اب عائشہ بی بی کے میرے نکاح میں آنے کی وجہ سے یہ زمین عائشہ بی بی کو اس کی حیات اس زمین کی آمدنی اس کے استعمال میں آئے اس وجہ سے میں تم کو بخشش دے کر میرے قبضہ سے نکال کر تمہارے قبضہ میں دیتا ہوں۔ اور یہ زمین تم کاشت کرو یا کسی کو مزارعت پر دو، نیز تمہارا دل چاہے اس طرح تمہاری حیات تک اس سے آمدنی لو، یہ بات تمہارے اختیار میں ہے، لیکن یہ ملکیت اس شرط کے ساتھ بخشش کی ہے کہ تم عائشہ بی بی اپنے پیچھے کوئی لڑکا چھوڑے بغیر انتقال کر جائے۔ تو اس ملکیت کے مالک ہم یا ہمارے وارث ہوں گے، اب زمین کا پورا انتظام مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق آپ کا دل جس طرح چاہے اس طرح کرو، مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھ زمین بخشش کی ہے، یہ بخشش دستاویز میری رضامندی سے اور خوشی سے میں نے کیا ہے، اور یہ مجھے اور میرے ورثاء کو قبول اور منظور ہے۔

دستخط ......

اب عائشہ کو لڑکے کی پیدائش نہیں ہوئی اور وہ انتقال کر گئی، تو اب مذکورہ بالا زمین عائشہ کے ورثاء کو ملے گی یا احمد کے ورثاء کو ملے گی؟

دستاویز کی نقل

ہم آپ کو یہ تحریر لکھ کر دیتے ہیں کہ میرے بیٹے احمد فقیر کی شادی یعنی کہ نکاح آپ یعنی بی بی عائشہ کے ساتھ کرنا طے ہو چکی ہے، اور میں فقیر یعنی احمد کا والد درج ذیل زمین اور اس کے اندر کے ہر قسم کے درخت اور دانہ کے ساتھ جو کچھ میری ملکیت اور تصرف میں ہے جس کی

قیمت آج کے اعتبار سے جس کا اندازہ دو بھلے آدمیوں نے لگایا ہے ۶۰۰/روپے ہوتی ہے۔
اب مذکورہ بالا تحریر کے مطابق بی بی عائشہ کا نکاح احمد کے ساتھ ہونے والا ہے اس وجہ سے درج ذیل ملکت کی آمدنی بی بی عائشہ کی حیات تک اس کے استعمال میں آسکے، اس اعتبار سے ہم نے آپ کو بخشش کی ہے اور ہمارے قبضہ میں سے نکال کر آپ کے قبضہ میں دی ،اس لئے بی بی عائشہ لائق عمر کی ہو وہاں تک یہ زمین اس کے والی ہونے کے اعتبار سے آپ احمد ایسپ حاجی جوتو، یا کسی اور سے جتواؤ اور اس کی آمدنی لو اسی طرح صغیرہ لائق عمر کی ہو جائے تو وہ خود جوتے یا جتوائے جس طرح اس کا دل چاہے اس طرح وہ اپنی حیات تک اس زمین کی آمدنی لے اس کا میں آپ کو ذمہ دار بناتا ہوں اور حق دیتا ہوں۔
دستخط ......
لیکن مذکورہ بالا ملکیت ایسی شرائط کے ساتھ بخشش کی گئی ہے کہ بی بی عائشہ اپنے پیچھے بغیر لڑکا چھوڑے انتقال کر جائے تو مذکورہ ملکیت کے مالک ہم خود ہوں گے جب کہ ہمارے ورثاء ہوں۔
اس لئے مذکورہ بالا تحریر کے مطابق مذکورہ ملکیت میں آپ جس طرح تصرف کرنا چاہیں کر سکتی ہو۔اس لئے مذکورہ ملکیت میں تصرف مذکورہ بالا تحریر کے مطابق آپ کا دل جس طرح چاہے اس طرح کیجئے ،اس کے درمیان کوئی راہن یا حصہ دار یا کوئی وارث وغیرہ حقدار پیدا ہو اور کسی بھی طرح کا دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ مذکورہ تحریر سے رد اور باطل سمجھا جائے۔
دستخط ......
اور اسی کے ساتھ اس دعوے کا جواب ہم خود یا ہمارے ورثاء یا آپ کے ورثاء دیں۔
دستخط ......

اس وضاحت کے ساتھ مذکورہ زمین آپ کو بخشش کی ہے اور یہ بخشش کا دستاویز میری رضامندی اور عقل اور ہوش وحواس کے ساتھ آپ کو لکھ کر دی ہے اور یہ مجھے اور میرے ورثاء کو قبول ومنظور ہے۔ دستخط......

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ حقیقت صحیح ہوتو مذکورہ زمین عورت کے گذر اور بسر کے لئے دی ہوئی شمار ہوگی یعنی زمین کا مالک مرحوم ہی ہوگا اور اب مرحوم شوہر کے ورثاء ہی حقدار ہوں گے۔(شامی ج:۴) فقط واللہ اعلم۔

جواب میں اضافہ:-

سوال میں تحریر شدہ حقیقت اور دستاویز کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس تحریر کے اعتبار سے ''بی بی عائشہ کا نکاح احمد کے ساتھ ہونے کی وجہ سے درج ذیل ملکیت بی بی عائشہ کی حیات تک اس کی آمدنی اور اس کے استعمال میں آوے اس اعتبار سے ہم نے آپ کو بخشش کی ہے''۔

آگے لکھا ہوا ہے کہ ''اب یہ زمین میں آپ خود زراعت کرے، کسی کے پاس کھیتی کرائے، اسی طرح آپ کا دل جس طرح چاہے اس طرح آپ کی حیات تک اس کی آمدنی حاصل کریں اس کا آپ کو اختیار ہے''۔

مذکورہ بالا تحریر کے مطابق عائشہ کی حیات تک اس کی آمدنی اس کے استعمال میں آوے اس غرض سے ''یہ زمین عائشہ کی حیات تک بخشش کی ہے''۔

اور دوسری صورت میں حیات تک زمین کی آمدنی بخشش کی ہے، جسے شریعت کی اصطلاح میں عاریت کہتے ہیں جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے کہ:

ترجمہ: ''میرا یہ گھر تجھ کو ہبہ کرتا ہوں تو اس میں رہ سکتی ہے'' تو اس کے لئے کہا جائے گا کہ گھر ہبہ کیا اور اس میں رہنے کے لئے درخواست کی۔اب موہوب لہٗ چاہے تو درخواست

کے مطابق رہے یا نہ رہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ: بخشش شمار نہیں ہوگی اگر یوں کہا کہ ''صرف رہنے کے لئے ہی بخشش کیا ہے کہ تو حیات تک اس میں رہ سکتی ہے'' اور اس طریقہ پر فائدہ اٹھائے تو یہ بخشش نہیں کہلائے گی ''عاریت'' کہلائے گی، اس کے مطابق مذکورہ زمین کی آمدنی استعمال میں آئے، اس لئے اس زمین کو بخشش دی ہے، جیسا کہ کفایت المفتی ص: ۱۷۰ جلد نمبر: ۸ میں بھی ایسا ہی ایک جواب تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، اس کو دیکھ لیا جائے۔

﴿۲۳۹۵﴾ یہ دستاویز ہبہ کے لئے ہے یا صرف گذر بسر کے لئے؟

سوال: احمد فقیر نے دستاویز کیا ہوا ہے، مذکورہ دستاویز بخشش ہے یا پھر صرف گذر اور بسر کرنے کا حق ہے؟ وہ طے کر کے اور اس کا کیا اثر ہوگا وہ طے کر کے تقسیم میراث کے حصہ مقرر کیجیے، جس کے لئے یہ سوال پوچھا گیا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورتِ مسئولہ میں جواب دستاویز کی تحریر پر دار و مدار رکھتا ہے، اور دستاویز میں جو الفاظ لکھے گئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

''مندرجہ ذیل ملکیت عائشہ بی بی کی حیات تک اس کی آمدنی ان کے استعمال میں آئے اس وجہ سے ہم نے تم کو بخشش دی''۔

اب مذکورہ تحریر کا یہ مطلب ہے کہ ''زمین ہبہ کی ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کی آمدنی اس کی حیات تک اس کے استعمال میں آئے'' تو یہ زمین ہبہ یا بخشش کہلائے گی، اور اس کے انتقال کے بعد ''بیٹا نہ ہونے کی صورت میں دینے والے کی ملکیت کی جو شرط لگائی ہے وہ شرط فاسد ہے یعنی شرط رد اور باطل کہلائے گی، اور مذکورہ عورت کی ملک ثابت ہونے کی

وجہ سے اس کے انتقال کے بعد اس کے جو وارث ہوں گے ان کو ملے گی، ہبہ کرنے والے کے ورثاء کو نہیں ملے گی، جیسا کہ درمختار ص:۵۰۹ میں ہے کہ ہبہ میں فاسد شرط لگانے کی وجہ سے ہبہ باطل نہیں ہوتا، اور حیات تک دی ہوئی بخشش مالک ہونے کی وجہ سے صحیح ہو جاتی ہے اور حیات تک کی قید باطل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس صورت میں زمین عائشہ بی بی کی ملکیت ہوگی، اور ان کے انتقال کے بعد ان کے جو وارث ہوں گے ان کو ملے گی۔

اب مذکورہ بالا واقعہ کا دوسرا مطلب یہ نکل سکتا ہے کہ ''مندرجہ ذیل ملکیت عائشہ بی بی کی حیات تک اس کی آمدنی سے فائدہ اٹھانے کے لئے اسے یہ زمین دی ہے'' یعنی زمین کا اصل مالک تو دینے والا ہی رہے گا صرف اس سے فائدہ اٹھانے کا حق دے رہا ہے، جس کو شریعت کی زبان میں ''عاریت'' کہا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ''تملیک عین'' یعنی کسی چیز کے مالک بنانے سے بخشش کہلائے گی، جیسا کہ در مختار میں اور شامی میں لکھا ہے کہ: ''داری لك هبة تسكنها'' ۔ ترجمہ: میرا گھر تجھ کو ہبہ ہے تو اس میں رہ، تو یہ بخشش کہلائے گی، چاہے تو اس میں رہنے کا مشورہ قبول کرے یا چاہے تو نہ قبول کرے اس کو یوں کہا کہ: لو قال (هبة سكنىٰ أو سكنىٰ هبة) بل تكون عارية.

ترجمہ: ہبہ صحیح نہیں ہوگا اگر یوں کہے کہ رہنے کے لئے ہبہ ہے تو عاریت کہلائے گی، لہٰذا صورت مسئولہ میں آمدنی کھانے کے لئے ہبہ عاریت کہلائے گا۔ (درمختار اور شامی ج:۴)

﴿۲۳۹۶﴾ ہبہ کے شرعی احکام

سوال: (۱) ہبہ یعنی بخشش کس کو کہتے ہیں؟ ہبہ کب صحیح کہلاتا ہے؟

(۲) ہبہ کے ساتھ کوئی شرط رکھی جائے تو شریعت اس کو قبول کرتی ہے یا نہیں؟
(۳) ایک شخص نے اپنی زمین دو شخصوں کو (ہر ایک کا حصہ الگ الگ کئے بغیر) ہبہ کی، تو دونوں شخص اس کے مالک بن سکتے ہیں یا نہیں؟
(۴) مرض الموت کی حالت میں اگر کوئی شخص اپنی ملکیت کچھ ورثاء کی رضامندی کے بغیر دوسرے وارث کو یا مسجد کو دے تو یہ لوگ مالک کہلائیں گے یا نہیں؟ اور ورثاء کو محروم رکھنے میں ہبہ کرنے والا اور اس میں حصہ لینے والے شرعاً مجرم کہلائیں گے یا نہیں؟ کیا یہ ثواب کا کام کہلاتا ہے؟
(۵) ہبہ کرنے کے بعد موہوبہ شیء کا اپنے قبضہ میں رکھ چھوڑنے سے ہبہ صحیح کہلائے گا یا نہیں؟
(٦) مسجد یا اپنے مفاد کی خاطر کوئی شخص صحیح حقیقت چھپا کر ورثاء کو حق اور حصہ سے محروم رکھنے کی کوشش کرے تو اس طرح کرنے اور کروانے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟
(۷) اس سوال کے ساتھ منسلک تحریر نامہ عمل کے لائق ہے یا نہیں؟
ان تمام سوالات کا جواب دے کر مہربانی فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......

(۱) اپنی کوئی چیز کسی دوسرے کو اپنی حیاتی میں بغیر کسی عوض کے دے کر مالک بنا دینے کو شریعت میں ہبہ کہا جاتا ہے۔ (شامی ٦۹۹)۔ ہبہ کے صحیح ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ واہب موہوبہ چیز کو موہوب لہ کے قبضہ میں مالکانہ اختیار کے ساتھ دیدے، اور ایک چیز چند آدمیوں کو ہبہ کرنے میں شرط یہ ہے کہ الگ الگ حصہ کر کے جس کو دینا چاہتا ہے اس کو قبضہ دے کر مالک بنا دے، ایسی چیز جو تقسیم ہو سکتی ہو حصہ کئے بغیر کوئی کسی کو دے تو ہبہ صحیح

نہیں ہوتا۔ (شامی ج:۳ص:۷۰۰)۔

(۲) شرائط دیکھ کر صریح حکم بتایا جا سکتا ہے۔ تاہم اگر باطل شرائط ہوں گی تو شرائط باطل ہوں گی، اور ہبہ صحیح ہوگا، اور صحیح شرائط ہوں تو ان کا اعتبار ہوگا۔

(۳) زمین کے الگ الگ حصے کئے بغیر دو یا اس سے زائد آدمیوں کو ہبہ کرنے سے ہبہ صحیح نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس صورت میں دونوں میں سے کوئی بھی مالک نہیں بنے گا۔ (فتاویٰ دار العلوم)۔

(۴) مرض الموت میں جو ہبہ کیا جائے وہ وصیت کہلائے گا، اور وصیت ورثاء کے لئے کی ہو تو اس کا اس وقت اعتبار ہوگا جب کہ دوسرے تمام ورثاء بالغ ہوں اور تمام اپنی رضامندی سے اس وارث کے لئے وصیت قبول کرتے ہوں تو ہی یہ وصیت صحیح ہوگی۔

نابالغ ورثاء کی رضامندی ان کے بالغ ہونے تک معتبر نہیں ہوگی۔

اور عورت بھی وارث کہلاتی ہے، اور اگر کسی غیر وارث آدمی یا مسجد وغیرہ کے لئے وصیت کی ہو یا مرض الموت میں ہبہ کیا ہو تو مرحوم کے کفن اور دفن اور تقسیم میراث سے قبل کے تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد کل مال کے تہائی حصہ میں وصیت پر عمل کیا جائے گا، اور اگر اس سے زیادہ کی وصیت کی ہو تو ورثاء کی اجازت اور رضامندی کے بغیر اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

شریعت میں کسی کا جائز حق مارنے والے یا اس کے حق کو مارنے میں مددگار بننے والے دونوں لعنت اور گناہ کے مستحق ہیں یعنی اگر ایسا ہو تو حقدار کے پاس سے معاف کروا لینا چاہئے، اور اللہ کے سامنے سچے دل سے توبہ اور استغفار کرنا چاہئے، بلکہ ایسا کرنا ضروری ہے۔

(۵) مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق مالک بنا کر دینا ضروری ہے، لہٰذا مالک نہ بنائے اور اپنے

قبضہ میں رہنے دے تو ہبہ صحیح شمار نہیں کیا جائے گا، اور مالک بنادینے کے بعد موہوب لہ پھر واہب کو تصرف کا اختیار دے تو اس سے حکم میں فرق نہیں پڑے گا۔

(۶) ورثاء کے حصے خدا تعالیٰ کی طرف سے متعین ہیں، جس وارث کو شریعت نے حصہ دیا ہے وہ محروم نہیں ہو سکتا، لہٰذا ایسا کرنا گناہ ہونے کی وجہ سے اس کے بارے میں رائے دینا بھی گناہ کہلائے گا۔

(۷) ہبہ نامہ لکھنے کی کتنی مدت کے بعد مرحوم کا انتقال ہوا؟ یا یہ ہبہ نامہ لکھتے وقت وہ بیمار تھا یا نہیں؟ اور تھا تو وہ بیماری بڑھتی گئی اور اسی میں اس کا انتقال ہوا یا نہیں؟

ان تمام سوالات کے جوابات آنے کے بعد ہی مذکورہ تحریر کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ لہذا یہ جوابات ارسال فرما کر دوبارہ دریافت فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۹۷﴾ دادا کا اپنی حیات ہی میں دو لڑکوں کو زمین کا مالک بنانا

سوال: دادا نے اپنی حیات میں اپنے دونوں لڑکوں ابراہیم اور احمد کو بلا کر ان کی جو جو زمینیں تھیں وہ دونوں بیٹوں کے درمیان تقسیم کر دی تھی، ابراہیم سے کہا کہ یہ زمین تمہاری ہے اور احمد کو کہا کہ فلاں زمین تمہاری ہے، دادا نے دونوں لڑکوں کو بلا کر ہر ایک زمین کے متعلق تفصیلی طور پر خلاصہ کر دیا تھا، اس کے بعد دادا ایک مہینہ حیات رہے، لیکن دونوں بھائیوں میں سے کسی نے بھی اس معاملہ میں کوئی اعتراض نہیں کیا، تو دادا نے جو زمین جس لڑکے کو دی وہ اس زمین کا مالک ہو گیا یا نہیں؟ اور ان کے کہنے کے مطابق عمل کریں تو درست ہو گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دادا نے اپنی زندگی میں جو زمین جس لڑکے کو دے کر

اس زمین کا اسے مالک بنا کر اپنے قبضہ میں سے نکال کر اس کے قبضہ میں دے دی تھی وہ زمین ان لڑکوں کے قبضہ میں کرنے کی وجہ سے ان کی ہوگئی، اور اب میراث بن کر ورثاء میں تقسیم نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۹۸﴾ ہبہ کی ہوئی دُکان کا کرایہ لینا

سوال: باپ نے اپنے دو لڑکوں کو ایک دُکان دے کر الگ کیا ہوا تھا، نااتفاقی (لڑائی جھگڑا) ہونے کی وجہ سے باپ نے اپنے دو لڑکوں کے نام کی چٹھی لکھ کر قرعہ ڈالا، بڑے لڑکے کے حصہ میں جو دُکان آئی ہے اس کی قیمت ۷۵۰۰۰/روپے مقرر کی تھی، جس کے حصے میں دُکان آئے تو وہ رقم دیدے اور اگر نہ دے سکے تو ایک مہینہ کے ۹۰۰/روپے کرایہ دے جب ۷۵۰۰۰/روپے پورے ہوجائیں گے تب کرایہ بند ہوجائے گا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال ناقص ہے، سوال میں اس بات کی صراحت ضروری تھی کہ باپ نے دونوں لڑکوں کو جو دُکان ہدیہ کے طور پر دی اس میں ان کو مالک بنایا تھا یا نہیں؟ اور اس کے بعد جب حصہ داری ختم کی گئی تو اس وقت دونوں لڑکے راضی تھے یا نہیں؟ اس کے باوجود اگر باپ نے دونوں لڑکوں کو برابر حصہ کر کے مالک بنا دیا ہو اور دونوں شریک نے دُکان کی قیمت ڈیڑھ لاکھ روپے طے کی تھی، اس کے بعد قرعہ میں جس کا نام نکلے وہ مالک بن جائے گا، اور دوسرے بھائی کو یہ رقم ادا کرنی پڑے گی۔ اب پوری دُکان کا یہ مالک بن جانے کی وجہ سے ۹۰۰/روپے کرایہ لینے کا سوال باقی نہیں رہتا فقط خود کے حصے کی قیمت لینے کا حقدار ہے، سوال کی پوری وضاحت لکھ کر مکمل جواب حاصل کیا جائے۔ (شامی ج:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۳۹۹﴾ چھوٹے بچوں کو ہدیہ میں ملنے والی رقم کا والدین کو استعمال کرنا

سوال: میرا ایک چھوٹا لڑکا ہے، جس کو اڑوس پڑوس والے اسی طرح قریبی رشتہ دار خوشی کے موقع پر کچھ روپے وغیرہ ہدیۃً دیتے ہیں، تو وہ روپے والدین کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نابالغ بچوں کو جو رقم ہدیہ کے طور پر دی جاتی ہے، اس پر جب اس کا ولی قبضہ کرلے تب وہ ہبہ صحیح ہو جائے گا، اور وہ رقم بچوں کی ملکیت شمار ہوگی، اب یہ رقم ان بچوں کی ضروریات ہی میں خرچ کر سکتے ہیں، والدین سخت مجبوری کے بغیر اس کو اپنے لئے استعمال نہیں کر سکتے اسی طرح وہ رقم ثواب جاریہ کے کام میں استعمال کرنا بھی درست نہیں۔ (شامی ج:۴ص:۵۱۲)

﴿۲۴۰۰﴾ لڑکے لڑکیوں کو کم یا زیادہ ہبہ کرنا

سوال: ایک شخص حیات ہے، اس کے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے بیوی کا انتقال ہو چکا ہے، اس کے پاس کل بیس ایکڑ زمین اور چار گالے کا مکان ہے، جس میں سے اٹھارہ ایکڑ زمین اور ڈھائی گالہ کا مکان اِس گاؤں میں ہے اور دوسری دو ایکڑ زمین اور ڈیڑھ گالے کا مکان ایک دوسرے گاؤں میں ہے۔

اس گاؤں میں جو زمین اور مکان ہے وہ اس نے دونوں لڑکوں میں تقسیم کر دیا ہے اور دوسرے گاؤں میں جو زمین اور مکان ہے وہ اس شخص نے اپنے داماد کو دے دیا ہے جسے آج بیس سال پورے ہو رہے ہیں، اور یہ زمین اور مکان داماد کو اس لئے دیا تھا کہ وہ اس کی لڑکی کو طلاق نہ دے، اس لئے کہ لڑکی کا دماغی توازن خراب تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس شخص نے داماد کو جب زمین کھیتی کرنے کے لئے دی تھی اس وقت کہا تھا کہ اس زمین میں تم کھیتی کرنا اور اس کی جو پیداوار ہو وہ تم لے لینا، اور اس لڑکی کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، اب پوچھنا یہ ہے کہ جب گاؤں کی زمین اور مکان لڑکوں میں تقسیم کیا ہے تو کیا لڑکی اپنے باپ کی زمین اور مکان میں حقدار نہیں ہے؟ اور لڑکی کا شرعا کتنا حق بنتا ہے؟ اور لڑکی اپنے والد کے پاس سے اپنا حق مانگ سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... باپ کی حیات میں باپ کی جائداد میں اولاد کا یا کسی اور کا کوئی موروثی حق نہیں لگتا، نیز وہ باپ سے مطالبہ بھی نہیں کر سکتے اور اگر کوئی مطالبہ کرے تو باپ کے لئے دینا ضروری بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ میراث کا حق تو باپ کی موت کے بعد جو جو وارث حیات ہوں گے ان کو ہی ملے گا، پھر بھی باپ اپنی زندگی میں اپنی اولاد کو ہبہ کرنا چاہے تو لڑکے اور لڑکیوں میں سے ہر ایک کو برابر سرابر دینا چاہئے، ناانصافی کرنا، کسی کو کم یا زیادہ دینا حرام اور گناہ کا کام ہے اور یہ ظلم شمار ہوگا۔ (بخاری شریف اور سراجی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۰۱﴾ حکومت کی طرف سے ملی ہوئی امداد کا لوٹانا واجب نہیں

سوال: آج سے کچھ سال قبل میں پیرس گیا تھا، اور پیرس میں ایک سال تک رفیوجی بن کر رہا تھا، اس دوران حکومت نے مجھے ایک سال تک روپے دئے تھے، اور میں نے ضرورت کی وجہ سے خرچ کئے تھے، آج میں وہ روپے واپس لوٹانا چاہتا ہوں، لیکن واپس لوٹانے میں افسران کے کھا جانے کا ڈر ہے تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کوئی آسان صورت بتلا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آپ فرانس گئے ہوں اور وہاں رفیوجی بن کر رہے ہوں اور وہاں کے قاعدہ کے مطابق حکومت کی طرف سے آپ کو مدد دی گئی ہو تو یہ مدد لینا آپ کے لئے جائز اور درست ہے، واپس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اگر آپ نے غلط اور جھوٹی حقیقت بیان کر کے مدد حاصل کی ہو تو اس صورت میں لی ہوئی رقم ناجائز کہلائے گی، اور اسے واپس کر دینا چاہیئے، آپ کو جس محکمہ کی طرف سے یہ رقم موصول ہوئی ہے اس محکمہ میں یہ رقم ڈانیشن (ہدیہ) کے نام سے جمع کروادو، یہ صورت ممکن نہ ہو تو غرباء میں وبال سے بچنے کی نیت سے صدقہ کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکتے ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب الاضحیة

﴿۲۴۰۲﴾ کیا قربانی کرنا جانور کو تکلیف دینا ہے؟

سوال: کیا اسلام میں گوشت کھانا حلال ہے؟ کیا اس میں بے گناہ جانور کا قتل نہیں؟ کیا اس طرح ذی روح کو قتل کر کے قربانی کرنے کا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ سوال جہالت اور ہٹ دھرمی اور بے وقوفی ہے، حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ نے **تحفۂ لحمیہ** نامی کتاب اس سوال کے جواب میں لکھی ہے وہاں دیکھ لیں، اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق پیدا فرمائی ہے اس میں افضلیت و برتری انسان کے حصے میں رکھی ہے اور دوسری تمام مخلوق انسان کی مدد اور خدمت کے لئے یا انسان کی راحت رسانی کے لئے پیدا فرمائی ہے، جس طرح سورج، چاند، ہوا، گائے، بیل، گھوڑا، وغیرہ یہ سب انسان کے خادم ہیں، اور انسان کو یہ حق دیا گیا ہے کہ ان تمام سے جتنا فائدہ اٹھا سکے اٹھائے، اس اعتبار سے جانور پر سواری کرنا اور کھیتی کے کام میں لینا اور اس کا گوشت وغیرہ کھانا بالکل جائز ہے، اگر ایسا نہ ہو تو جانور کا دودھ پینے سے اس کے بچوں کا حق مارنا شمار نہ ہوگا؟ نیز چوبیس گھنٹے اس سے کھیتی کا کام لینا اور مکمل خوراک نہ دینا کیا یہ رحم ہے؟ اگر یہ جاندار کو قتل کرنا ہی ہے تو کھٹمل، اور مینڈک کو مارنا قتل نہیں؟ اور جدید سائنس کے مطابق سبزی وغیرہ میں بھی تو جان ہوتی ہے تو اس کو کھانا کیسا ہے؟ کیا لوگ جانوروں کے چمڑے کا جوتا، چپل نہیں پہنتے؟ کیا پیر کے نیچے چمڑے کو رگڑنا انصاف ہوگا؟ الحاصل حلال جانوروں کا گوشت کھانا بلا شک وشبہ جائز اور حلال ہے۔

﴿۲۴۰۳﴾ نیل گائے کی قربانی

سوال: میرے بھائی نے نیل گائے پالی ہے،اورایک سال بعداس کی قربانی کرنے کاارادہ ہے،تو نیل گائے کی قربانی کرنا جائز ہے یانہیں؟ اوراس کی کتنی عمر ہونا ضروری ہے؟ اوراس میں کتنے آدمی شریک ہوسکتے ہیں؟اورجنگلی حلال جانوروں کی قربانی جائز ہے یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......جنگلی جانوروں کی قربانی کرنا جائزنہیں ہے اور نیل گائے پالنے کے باوجود جنگلی جانور ہے۔لہٰذااس کی قربانی جائزنہیں ہے۔(ہندیہ:۵۰)

﴿۲۴۰۴﴾ قربانی کے بکرے کی عمر

سوال: فتاویٰ سنگرہ میں ہے کہ قربانی کا بکرااچھافربہ صحیح سالم ہونا چاہئے،تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا بکرے کی عمرایک سال سے کم ہوتو بھی قربانی جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......قربانی کے بکرے کی عمر مکمل ایک اسلامی سال ہونا ضروری ہے، اگراس میں ایک دن بھی کم ہوگا تو ایسے بکرے کی قربانی کرنا درست نہیں ہے۔(شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۰۵﴾ چھ مہینہ کے دنبہ کی قربانی

سوال: کون سا جانورایسا ہے جوعمر میں چھ مہینہ کا ہواور دیکھنے میں ایک سال کی عمر کا معلوم ہوتا ہوتواس کی قربانی یاعقیقہ جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......دنبہ اگراتنا لحیم وشحیم ہوکہ چھ مہینہ یااس سے زائدعمر کا ہو اورایک سال کے دوسرے دنبوں کے ساتھ مل جائے توان کے برابر ہی نظر آتا ہوتواس کی قربانی جائز ہے۔(شامی:۲۰۴؍ فتاویٰ دارالعلوم۱۸۴پر بھیڑ کے لئے بھی یہی حکم مذکور ہے)

﴿۲۴۰۶﴾ اسلامی سال کے اعتبار سے جس بکرے پر سال ختم ہوتا ہو اس کی قربانی

سوال: ایک مسلمان کے پاس ایک بکرا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ گذشتہ سال بقرعید کی نماز کے آدھے گھنٹے کے بعد اس کی پیدائش ہوئی تھی، لہٰذا اس سال بقرعید کی نماز کے آدھے گھنٹے بعد وہ مکمل ایک سال کا ہوگا، ابھی تک دانت نہیں نکلے ہیں، وہ شخص قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس جانور کی پیدائش بقرعید کی نماز کے بعد ہوئی ہے، تو سوال یہ ہے کہ یہ بکرا قربانی کے لائق ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بکرے کی قربانی کے لئے ضروری یہ ہے کہ وہ اسلامی سال کے اعتبار سے مکمل ایک سال کا ہو، لہٰذا صورت مسئولہ میں عید کے دوسرے دن اس کی قربانی کی جائے تو صحیح ہو جائے گی، لیکن اگر احتیاط کے طور پر اس سال اس کی قربانی نہ کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

﴿۲۴۰۷﴾ قربانی کے جانور کی رسی کا صدقہ

سوال: ہم نے گذشتہ سال قربانی کے بکرے کے لئے چین (زنجیر) اور رسّی خریدی تھی، اور اس بکرے کی قربانی کر کے اس بکرے کی رسّی کی جو قیمت تھی وہ ہم نے گذشتہ سال ہی صدقہ کر دی تھی، وہ رسی آج بھی ہمارے پاس موجود ہے اور اِس سال اسی رسی سے ہم نے قربانی کے بکرے کو باندھا ہوا ہے، تو کیا اس سال بھی قربانی کرنے کے بعد اس رسی کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہے یا گذشتہ سال اس رسی کی قیمت کا کیا ہوا صدقہ اس سال کے لئے بھی کافی ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قربانی کے جانور کی رسی یا چین کا صدقہ کرنا مستحب

ہے، لہٰذا جس طرح گذشتہ سال رسی کی قیمت ادا کر دی تھی اس طرح اس سال بھی اس کی قیمت کا صدقہ کرنا مستحب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۰۸﴾ قربانی کا بکرا بیچ کر پاڑا (بھینسا) خریدنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام مسئلہ ہٰذا کے بارے میں کہ زید نے قربانی کی نیت سے ایک بکرا خریدا، بعد میں اسے بیچ کر ایک پاڑا (بھینسا) خریدا، تو کیا زید اس طرح بکرا بیچ کر پاڑا (بھینسا) خرید سکتا ہے؟ اور اگر خرید سکتا ہے تو کیا اس بکرے کی اس پاڑے میں نیت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اس بیچے ہوئے بکرے کی قیمت خود استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر زید پر قربانی واجب نہیں ہے اور اس نے نفل قربانی کے لئے بکرا خریدا اور ایام نحر میں خریدا ہے تو بکرے کو بیچنا جائز نہیں ہے اسی بکرے کی قربانی واجب ہے اور اگر ایام نحر کے علاوہ دوسرے دنوں میں خریدا ہو اور ایام نحر کے شروع ہونے سے قبل بکرا بیچ کر پاڑا (بھینسا) خرید لیا تو اب اسی بکرے کی قربانی ضروری نہیں ہے۔

اور اگر زید پر قربانی واجب تھی تو زید کے بکرا خریدنے سے وہ بکرا قربانی کے لئے متعین نہیں ہوا، بلکہ اس کی جگہ دوسرا جانور بھی بدل سکتے ہیں اور بھینسے میں بکرے کی نیت کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بکرے کو بیچ کر اس کے روپئے خود استعمال کر سکتا ہے اس کے اوپر قربانی واجب ہے تو بکرے کی قیمت سے یا دوسرے کسی مال سے قربانی کا جانور خرید سکتا ہے، ہاں بہتر تو یہ ہے کہ بکرا قربانی کی نیت سے خریدا تو اس بکرے کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد قیمت کا کوئی دوسرا جانور لائے اس سے کم قیمت کا نہ لائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۰۹﴾ جہاں عید نہ ہو وہ وکیل بن کر کیا اس شخص کی طرف سے قربانی کر سکتا ہے جس کے یہاں عید ہے؟

سوال: ہمارے یہاں دو قصبے قریب قریب ہیں، ایک ہے ڈیوز بری اور دوسرا ہے باٹلی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر باٹلی میں عید الاضحیٰ پیر کے دن ہو اور ڈیوز بری میں اتوار کے دن ہو تو اس صورت میں کچھ سوالوں کے جوابات کی ضرورت ہیں۔

(۱) باٹلی کا تاجر جس کے یہاں عید نہیں ہے، وکیل بن کر ڈیوز بری والوں کی قربانی اپنے قصبہ (باٹلی) میں کرے تو یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

(۲) باٹلی کا تاجر جس کے یہاں عید نہیں ہے، وکیل بن کر ڈیوز بری والوں کی قربانی باٹلی سے باہر کسی ایسی بستی میں جا کر کرے جہاں عید ہے تو اس صورت میں قربانی صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۳) باٹلی کا تاجر جس کے یہاں عید نہیں ہے، وکیل بن کر ڈیوز بری والوں کی قربانی کسی ایسی جگہ جا کر کرے جہاں مسلمانوں کے آباد نہ ہونے کی وجہ سے عید اور جمعہ کی نماز نہیں ہوتی ہے تو اس صورت میں قربانی صحیح ہوگی یا نہیں؟ اگر اس بستی میں باٹلی کے تاجر کے علاوہ دوسرے مسلمان عید کی نماز پڑھ کر ڈیوز بری والوں کی طرف سے قربانی کریں تو یہ صورت جائز کہلائے گی یا نہیں؟

(۴) باٹلی کا تاجر جس کے یہاں عید نہیں ہے، وکیل بن کر ڈیوز بری والوں کی قربانی کسی ایسی بستی میں جا کر کرے جہاں رؤیت ہلال کے مسئلہ کے اختلاف کی وجہ سے (ایک ہی شہر میں) مختلف دنوں میں عید ہو رہی ہو تو اس صورت میں قربانی صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا اللہ کے نزدیک بہت ہی محبوب عمل ہے، حدیث شریف میں ہے:

عن عائشۃؓ ان رسول اللہ قال: ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من احراق الدم۔ الخ (ترمذی شریف: ۲۷)

قربانی میں جانور ذبح کرنے کا جو ثواب ملتا ہے اس کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ فضیلت صرف قربانی کے دنوں کے ساتھ خاص ہے، ایام نحر سے قبل یا ایام نحر کے بعد قربانی کرنے سے یہ فضیلت اور ثواب حاصل نہیں ہوتا، اس لئے فقہاء کرام اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک ہے شرط وجوب، یعنی مکلّف پر قربانی کب واجب ہوگی؟ تو اس کے بارے میں لکھا ہے:

واما وقت الوجوب فایام النحر فلا تجب قبل دخول الوقت الخ (بدائع: ۶۶/۴)۔

اس لئے ایام نحر کے آنے سے قبل قربانی واجب نہیں ہوگی۔

ہدایہ میں ہے: **وقت الاضحیۃ یدخل بطلوع الفجر من یوم النحر۔** (ہدایہ: ۴۴۵/۳)۔

قربانی کا وقت یوم نحر کے صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔

اور دوسری شرط ہے وقت اداء: یعنی قربانی ادا کرنے کا وقت، اس میں کچھ تفصیل ہے، اس جگہ پر عید کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

۱...... اگر عید الاضحیٰ کی نماز ہوتی ہے تو اس جگہ عید کی نماز ادا کرنے کے بعد قربانی کرنا درست ہے، اگر عید کی نماز سے قبل قربانی کی جائے گی تو قربانی صحیح نہیں ہوگی۔

قال رسول الله ﷺ ان اول ما یبدأ به فی یومنا هذا ان نصلی ثم نرجع فننحر من فعله فقد اصاب سنتنا و من ذبح قبل فانما هو لحم قدمه لاهله لیس من النسك فی شیء۔

اور اگر وہ بستی ایسی ہے کہ چھوٹے گاؤں یا غیر آباد جگہ ہونے کی وجہ سے وہاں عید کی نماز نہیں ہوتی ہے تو اس جگہ پر یوم نحر کی صبح صادق کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔

قال قاضی خان: فاما اهل السواد و القری و الرباطات عندنا یجوز لهم التضحیة بعد طلوع الفجر۔ (شامی: ۹/۴۶۱؛ زکریا)۔

قاضی خان میں ہے کہ ہمارے یہاں گاؤں کے باشندوں کے لئے طلوع فجر کے بعد قربانی کرنا جائز ہے۔ (شامی: ۹/ ٤٦١؛ زکریا)

عید اور رؤیت ہلال اور ان جیسے دیگر مسائل کے لئے ہم میں اتحاد اور یک جہتی ہوتی اور دینی احکامات پر عمل کا صحیح جذبہ ہوتا تو ایسے ملک میں ہم تمام توحید کے ماننے والے ایک مرکز پر جمع ہو جاتے تو کتنا اچھا ہوتا؟ لیکن عصبیت، نفس پرستی اور انانیت ہمیں کسی ایک مرکز پر جمع نہیں ہونے دیتی، اس لئے ہر شہر میں بلکہ گھر گھر میں دو عیدیں منائی جا رہی ہیں، اور حق کی اتباع کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے، ان حالات میں ہمیں اپنے شہر کی چاند کمیٹی یا مسجد کمیٹی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا، جیسا کہ علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں: **فلو الولاة کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمعة و یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین۔** (۳/۱۴)۔

کتاب الفتاویٰ میں ہے: اس میں کمیٹی کا فیصلہ ہر شخص کے لئے واجب العمل ہے اور حاکم کے اعلان کے حکم میں ہے، اور اس حد سے باہر کے لوگوں کے لئے ایک اطلاع اور خبر کے حکم

میں ہے۔(۳/۳۷۸)۔

جدید فقہی مسائل میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب طویل بحث کے بعد تحریر فرماتے ہیں: مسلمانوں کی وحدت، انتشار کی حفاظت دین وشریعت کی حرمت اور ہر طبقہ کے علماء اور احباب حل وعقد کے وقار اور اعتبار کی برقراری کے لئے علماء دین اور خادمین شریعت اتنی فراخ چشمی اور کشادہ قلبی کے لئے بھی تیار نہیں ہیں؟

اب جواب (ا) آپ نے جو سوالات پوچھے ہیں ان کے جوابات اس تفصیل کے بعد ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) ڈیوز بری شہر والوں نے چاند کے ثبوت کے لئے جو ذرائع اختیار کئے ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے اس جگہ کے ذمہ داروں کے اعلان کرنے پر اس دن کو یوم النحر اور عید الاضحیٰ قرار دیا گیا ہے تو اس دن کی صبح صادق کے وقت اس جگہ کے صاحب نصاب باشندگان پر قربانی واجب ہوگی، البتہ یہاں عید کی نماز ہوتی ہے اس لئے عید کی نماز سے قبل قربانی کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے ڈیوز بری اور اس کے اطراف میں رہنے والے عید الاضحیٰ کے دن عید کی نماز کے بعد اپنی قربانی بھی کر سکتے ہیں اور کسی اور کو اپنا وکیل بنا کر اس سے بھی اپنی قربانی کروا سکتے ہیں۔

اگر کوئی چھوٹا گاؤں ایسا ہے کہ اس جگہ کے باشندوں نے اس اعلان کی وجہ سے اپنے یہاں عید کا فیصلہ کرلیا ہے لیکن بستی چھوٹی ہونے کے سبب وہاں عید کی نماز نہیں ہوتی تو یوم النحر کی صبح صادق کے بعد اس جگہ قربانی کرنا جائز ہے۔

(ب) باٹلی شہر والوں نے IMWS اور رابطۃ العلماء اور مساجد کے تمام ائمہ کے اتفاق اور تحکیم سے مان لیا ہے کہ وہ دن یوم النحر نہیں ہے۔ اور نویں ذی الحجہ اور عرفہ کا دن ہے، تو

مذکورہ تفصیل کے مطابق تمام باٹلی والوں کے لئے اس فیصلہ کو تسلیم کرنا ضروری ہے، اور ذاتی رائے پر عمل کرنا خلاف شریعت ہے، اور باٹلی کی حد میں کسی کی قربانی اس دن صحیح نہیں ہوگی۔

(۲) باٹلی کا تاجر اجیر بن کر یا وکیل بن کر ڈیوزبری والے شخص کی قربانی باٹلی کی حد سے باہر کسی ایسی بستی میں جا کر جہاں یوم النحر کا تحقق ہے قربانی کرتا ہے تو یہ قربانی صحیح کہلائے گی، اس لئے کہ قربانی کے لئے یوم النحر کا ہونا شرط ہے۔ اجیر اور وکیل کے لئے یوم النحر کی شرط نہیں ہے، بلکہ ذابح کا اہل ہونا کافی ہے، کمافی الشامی: **و لو امر المسلم کتابیا بان یذبح اضحیته جاز** الخ (۴۷۶/۹)۔

(۳) وہ جگہ جہاں مسلمان آباد نہیں ہیں اس لئے وہاں جمعہ اور عید نہیں ہوتی اور یہ بستی بڑے قصبہ اور شہر کے حکم میں ہے وہاں ڈیوزبری کے کچھ افراد جا کر (جن لوگوں نے معتبر ذرائع سے عید کے اعلان کو تسلیم کیا ہے) عید کی نماز اس جگہ ادا کر کے قربانی کرتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے۔

(۴) وہ جگہ جہاں دو عیدیں ہو رہی ہیں (اختلاف کی وجہ سے کچھ لوگ ایک دن عید کر رہے ہیں اور کچھ لوگ دوسرے دن عید کر رہے ہیں) تو چونکہ اس جگہ کے لوگوں کے لئے وہ دن بھی یوم النحر ہے تو ڈیوزبری والوں کی قربانی اس جگہ صحیح ہو جائے گی، اس لئے کہ ذبح کروانے والوں کے یہاں یہ یوم النحر ہے۔

﴿۲۴۱۰﴾ والد کا اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنا

سوال: مالدار صاحب نصاب مسلمان پر قربانی کرنا واجب ہے، لیکن مجھے میرے شادی شدہ اولاد کے متعلق یہ پوچھنا ہے کہ ان کو اپنی ملازمت اور تجارت سے آمدنی حاصل ہو رہی

ہے اور گذر اور بسر کر رہے ہیں اور کچھ بچت کر کے قربانی کر سکتے ہیں۔

لیکن میں یہ چاہتا ہوں میں ان کی طرف سے قربانی کروں، میرا مقصد صرف یہ ہے کہ اس گرانی کے دور میں تھوڑا ان کا بوجھ ہلکا ہو جائے، تو اگر میں ان کی طرف سے قربانی کروں تو ان کی واجب قربانی ادا ہو گی یا نہیں؟ یا میری کی ہوئی قربانی نفل ہو جائے گی اور ان کو اپنی دوسری قربانی کرنی ضروری ہو گی؟ یا اگر میں کچھ رقم ہدیہ کے طور پر ان کو عید آنے سے قبل دے دوں اور وہ اس رقم سے قربانی کر لیں تو اس میں از روئے شریعت کچھ حرج ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مالدار صاحب نصاب مسلمان شخص پر عید الاضحیٰ کے دنوں میں قربانی کرنا واجب ہے، نابالغ لڑکے لڑکیوں پر یا ان کی طرف سے ان کے اولیاء پر قربانی واجب نہیں ہے۔

جو لڑکے لڑکیاں بالغ ہوں، شادی شدہ ہوں، اور قربانی کے نصاب کے برابر مال کے مالک ہوں تو ان پر قربانی کرنا واجب ہے، اب ان کی اجازت سے والد قربانی کرے تو ان کی طرف سے واجب ادا ہو جائے گا، اور والد نے اجازت یا اطلاع دئے بغیر ان کی طرف سے خود قربانی کر لی ہو تو وہ قربانی نفل کہلائے گی، اس کا ثواب ملے گا، لیکن ان پر شریعت کا لازم ہونے والا وجوب باقی رہے گا، والد کچھ رقم ہدیہ کے طور پر دیدے اور اس رقم سے لڑکا اپنی واجب قربانی ادا کر لے تو یہ صورت بلا تردد جائز اور درست ہے۔ (شامی: ۹/ ۴۵۶)

﴿۲۴۱۱﴾ قربانی کا جانور خریدنے کے بعد گم ہو جائے تو......

سوال: ایک غریب اور ایک مالدار شخص دونوں ہی نے قربانی کا جانور خریدا، اور دونوں کے جانور قربانی سے قبل گم ہو گئے، تو اب ان دونوں میں سے کس کو دوبارہ قربانی کا جانور خریدنا

ہوگا؟ اورکس کونہیں؟ اوراگر بعد میں وہی جانور واپس مل جائے تو غریب کتنے جانوروں کی قربانی کرے گا اور مالدار کتنے جانوروں کی قربانی کرے گا؟

الجواب: حامداًومصلیاً ومسلماً......ایامِ نحر یعنی قربانی کے ایام میں اگر غریب اور مالدار نے قربانی کا جانور خریدا، تو مالدار کا صاحبِ نصاب ہونے کی وجہ سے اور غریب پر قربانی کی نیت سے جانور خریدنے کی وجہ سے، دونوں پر قربانی واجب ہوگئی؛ اس لئے اگر وہ جانور گم ہوجائے یا مرجائے تو مالدار دوسرا جانور خرید کر اس واجب کو ادا کرے گا اور غریب کے لئے دوسرا جانور خریدنا ضروری نہیں ہے؛ اس لئے کہ نصاب کے بقدر مال نہیں ہے، نیز پہلا جانور گم ہونے کی وجہ سے یا مرجانے کی وجہ سے اس پر قربانی بھی نہیں رہے گی، اور مذکورہ وجوہات کی وجہ سے کوئی دوسرا جانور خریدلیا اس کے بعد پہلا جانور بھی مل گیا تو مالدار کے لئے دونوں جانوروں میں سے ایک کی قربانی کرنا اور دوسرے جانور کو بیچنا یا دوسرے کسی کام میں لینا سب جائز ہے اور غریب پر دونوں جانوروں کی قربانی واجب ہوجائے گی؛ اس لئے کہ خریدنے کی وجہ سے غریب پر اسی جانور کی قربانی واجب وضروری ہوجاتی ہے لہٰذا اس پر دونوں جانوروں کی قربانی واجب ہوگی۔ (شامی: ۵/۲۰۷-۲۰۶)

﴿۲۴۱۲﴾ قربانی سے قبل دنبہ کا مرجانا

سوال: ایک شخص نے قربانی کے لئے ایک دنبہ خریدا، عید کی رات (پیر کے بعد کی رات) کو وہ دنبہ مرگیا؛ اس لئے کہ اس کے پڑوس میں بھینس باندھی ہوئی تھی اس کی سینگ میں اچانک دنبہ کے گلے کا پٹہ آگیا، صبح دیکھا تو دنبہ مرچکا تھا، اب اس شخص کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ اگر یہ مالدار ہے تو کیا حکم ہے؟ اورغریب ہے تو کیا حکم ہے؟ کیا اس کے لئے

اس دنبہ کی جگہ دوسری قربانی کرنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......قربانی کی نیت سے خریدا ہوا جانور ۱۰/ ذی الحجہ کی رات کو مر جائے تو مالدار پر دوسرا جانور خرید کر اس کی قربانی کرنا واجب ہے، اور غریب نے پہلے خرید لیا تھا لیکن ۱۰/ ذی الحجہ کی صبح صادق سے قبل جانور مر گیا تو اس کے لئے دوسرا جانور خرید کر اس کی قربانی کرنا واجب نہیں ہے۔ (شامی:۵) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۱۳﴾ خصی بکرے کی قربانی

سوال: قربانی کے جانور کے کسی عضو کا تہائی حصہ تک کٹ گیا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے، تو کیا خصّی بکرے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہو تو وجہ بتا کر احسان فرمائیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......خصّی بکرے کی قربانی کرنا خود حضور ﷺ سے ثابت ہے، جیسا کہ مشکوٰۃ شریف (ص:۱۲۸) پر حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے دو خصّی بکروں کی قربانی کی، لہٰذا خصّی بکرے کی قربانی کرنا جائز ہے اور وہ عضو مقصود نہیں ہے نیز اس کے نہ ہونے سے (یعنی خصّی کرنے سے) گوشت مزید لذیذ ہوتا ہے، لہٰذا اس کے نہ ہونے کے باوجود قربانی ادا ہو جائے گی۔ (امداد الفتاویٰ:ص:۲/ ۴۷۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۱۴﴾ اول دبلا جانور خرید کر بعد میں اس کی جگہ فربہ جانور کی قربانی کرنا

سوال: ایک شخص نے قربانی کی نیت سے ایک جانور خریدا، اس جانور میں کوئی عیب نہیں ہے، صرف جتنا موٹا ہونا چاہئے اتنا نہیں ہے، بہت دبلا پتلا ہے، اب یہ شخص اس جانور کی جگہ دوسرا موٹا جانور خرید کر اس کی قربانی کرنا چاہتا ہے تو اس شخص کے لئے اس طرح دوسرا جانور خرید کر اس کی قربانی کرنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو پہلے جانور کا کیا کیا جائے؟ اسے بیچ

سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... فی الحال قربانی کے ایام نہیں ہیں، لہٰذا خریدنے والا مالدار ہو یا غریب دونوں صورتوں میں اس جانور کی جگہ دوسرا جانور خرید کر اس کی قربانی کرنا درست ہے، اور پہلے والے جانور کے متعلق اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ (بحر الرائق) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۱۵﴾ مخنث جانور کی قربانی

سوال: ایک جانور ہے جو نہ مذکر ہے نہ مؤنث، اس کی دونوں علامتیں ہیں، دودھ کے لئے لمبے لمبے تھن بھی ہیں، اور مذکر بکرے کی طرح ذَکَر بھی ہے، اور ذَکَر ہی سے پیشاب بھی کرتا ہے، لیکن مذکر و مؤنث دونوں میں سے کسی کا بھی کام انجام نہیں دے سکتا، تو ایسے بکرے کی قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... درمختار و شامی میں ہے: ایسے مخنث جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔ (درمختار: ۳۰۶/۵، فتاویٰ دار العلوم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۱۶﴾ جانور میں کیڑے پڑ جائیں تو اس کی قربانی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

سوال: قربانی کے لئے خریدے ہوئے جانور کے کسی عضو میں کیڑے پڑ جائیں اور اس قربانی کے جانور میں ایام نحر میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا عیب نہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اس زخم کی وجہ سے کوئی عیب پیدا نہ ہوا ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔

﴿۲۴۱۷﴾ عمدہ جانور کو چھوڑ کرادنیٰ جانور کی قربانی کرنا

سوال: ایک شخص ہے جس پر قربانی فرض ہے اس کے گھر میں عمدہ اور فربہ جانور ہے لیکن قربانی جس پر واجب ہے وہ شخص اس بہترین جانور کو چھوڑ کرادنیٰ درجہ کا جانور خرید کرا پنے ذمّہ سے واجب ادا کرتا ہے اس کے گھر میں جو جانور ہے اس کی اللہ کی راہ میں قربانی نہیں کرنا چاہتا اور خرید کرلائے ہوئے جانور سے گھر والوں کا دل ذرا بھی مطمئن نہیں ہے تو اس صورت میں جس پر قربانی فرض ہے اس کی قربانی صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بہتر اور زیادہ ثواب تو اس میں ہے کہ خود اپنے پالے ہوئے عمدہ اور پسندیدہ جانور کی اللہ کی راہ میں قربانی کی جائے، لیکن اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے اور دوسرا جانور خرید کر ذمّہ سے واجب ادا کرتا ہے تو اس جانور کی قربانی صحیح ہوجائے گی اور واجب ذمّہ سے ادا ہوجائے گا لیکن ثواب میں کمی ہوگی۔ (عالمگیری)

﴿۲۴۱۸﴾ قربانی کے جانور کو کتا کاٹ لے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ہم نے قربانی کی نیت سے ایک بکرا پالا تھا، اس کی عمر دو سال تھی، اتفاق سے اس کو کتے نے کاٹ لیا ہم نے اس کو دستور کے مطابق ۱۴/انجکشن دیدئے ہیں، البتہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ بکرے کو اچھے کتے نے کاٹا ہے یا پاگل کتے نے؟ فی الحال بکرا تندرست ہے اور ظاہراً کوئی عیب معلوم نہیں ہوتا، آج کتے کو کاٹے ہوئے ۱۷/دن ہوگئے ہیں، تو اب وہ بکرا قربانی کے کام آسکتا ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی فوراً جواب دے کر ممنون فرمائیں؛ کیوں کہ عید کے ایام قریب ہیں اس لئے مہربانی فرما کر جلد جواب دیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قربانی کے دن تک اگر بکرے میں پاگل پن کا کوئی

عیب وعلامت نظر نہ آئے تو اس کی قربانی کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۱۹﴾ ایک شخص کی طرف سے دو قربانیاں

سوال: ایک ہی سال میں ایک ہی شخص کے نام کی دو قربانیاں کرنا کیسا ہے؟ یعنی ایک حج میں مقامِ منیٰ پر اور دوسری قربانی اس کے نام سے اس کے وطن میں کرنا کیا جائز ہے؟ یا یہ اسراف ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ایامِ نحر میں اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل اہراق دم ہے یعنی قربانی کرنا ہے، لہٰذا ایک واجب اور دوسری نفل قربانی کرنے میں کوئی گناہ واسراف نہیں ہے، حضورؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر تقریباً ۱۰۰ر اونٹوں کی قربانی کی تھی، جن میں سے ۶۳ر قربانیاں خود نبیؐ نے اپنے ہاتھوں سے ایک دن میں کی تھی۔

حج میں منیٰ میں جو قربانیاں کی جاتی ہیں وہ دم قران یا تمتع ہے اور دوسری مقیم صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے واجب قربانی ہے اس لئے دونوں ضروری ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

مشترک قربانی

﴿۲۴۲۰﴾ دو تین افراد کا مل کر اللہ کے رسول ﷺ کے نام سے ایک بکرے کی قربانی کرنا

سوال: ہمارے یہاں یو.کے.(U.K.) میں دو تین آدمی مل کر حضور ﷺ کے نام سے ایک بکرے کی قربانی کرتے ہیں تو کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ایک بکرے کی قربانی ایک ہی شخص کر سکتا ہے اگر ایک بکرے میں دو، یا تین آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوگی، لہٰذا قربانی کا ثواب بھی نہیں ملے گا، حضور ﷺ کے لئے قربانی کرنا یا ایصالِ ثواب کرنا بہت ہی بہتر اور ثواب کا کام ہے؛ اس لئے اگر گنجائش اور قدرت ہو تو ایک شخص کو ایک بکرے کی یا بڑے جانور میں ایک حصہ کی قربانی ضرور کرنی چاہئے۔ بڑے جانور جس میں سات حصے ہو سکتے ہوں ان میں سات اشخاص شریک ہو کر اللہ کے رسول کے نام سے اس کی قربانی کر سکتے ہیں، بعض معتبر علماء کے قول کے مطابق سوال میں مذکورہ مسئلہ کو جائز اور صحیح بھی کہا گیا ہے۔ (شامی، عالمگیری وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۲۱﴾ پیر صاحب کو قربانی کا جانور یا رقم دیدینے سے قربانی ادا ہوگی یا نہیں؟

سوال: کچھ پیر اپنے مریدوں سے کہتے ہیں کہ تمہیں قربانی کرنی ہے تو ہمیں اس قربانی کے جانور کی قیمت نقد دیدو، تمہاری قربانی ادا ہو جائے گی، یا ذبح کئے بغیر صحیح سالم جانور ہمیں دیدو تو بھی قربانی ادا ہو جائے گی۔ اور پیر صاحب اپنے ان مریدوں کو جو قربانی کے دن اپنے یہاں ہی جانور ذبح کرتے ہیں ان سے کہتے ہیں کہ اس ذبح کئے ہوئے جانور کا خون پینا مبارک کام ہے اور پیر صاحب کے کہنے کے مطابق مرید خون پیتے بھی ہیں، اور

اس خون کو فروخت کر کے وہ رقم اپنے استعمال میں لیتے ہیں۔
تو یہ اعمال شریعت کی نظر میں کیا حکم رکھتے ہیں؟ نیز پیر صاحب کو قربانی کے جانور کی کھال دے سکتے ہیں یا نہیں؟ پیر صاحب کے کہنے کے مطابق عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پیر صاحب کی بات بالکل غلط ہے اور اسلامی اصولوں کے خلاف ہے، قربانی کے جانوروں کو جب تک ایام نحر میں ذبح نہ کیا جائے اس وقت تک قربانی ادا نہیں ہوتی، کسی شخص کو زندہ جانور دیدینے سے یا قربانی کے عوض نقد رقم دیدینے سے قربانی ادا نہیں ہوتی، بلکہ واجب ذمہ پر باقی رہتا ہے۔
اسی طرح خون نجاست اور ناپاکی ہے اور خون کا پینا یا پینے کا حکم دینا دونوں گناہ کبیرہ ہیں لہٰذا ایسے پیٹ بھرو مفاد پرست دنیادار لوگوں کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔
جو شخص اپنی رضامندی سے گوشت کی طرح کھال بھی کسی کو دے اور وہ شخص اسے بیچ کر اس کی آمدنی اپنے استعمال میں لائے تو یہ جائز ہے۔ اگر قربانی کرنے والا کھال یا گوشت فروخت کردے تو اس رقم کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۲۲﴾ ایک قربانی میں چند مرحومین کے ایصال ثواب کی نیت

سوال: ایک شخص مالدار ہے، اس پر قربانی واجب ہے وہ اپنی واجب قربانی کے ساتھ دوسری ایک نفل قربانی بھی اپنی جانب سے ادا کرنا چاہتا ہے اور اس نفل قربانی کا ثواب اپنے تمام مرحوم رشتہ داروں کو پہونچانا چاہتا ہے، تو پہونچا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نفل قربانی کا ثواب جن جن لوگوں کو بخشنا چاہیں بخش سکتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی دو مینڈھوں کی قربانی کر کے پوری امت کو ایصال

ثواب کرنا ثابت ہے۔

﴿۲۴۲۳﴾ ایک بکرا چند مرحومین کی طرف سے

سوال: ایک شخص مالدار نہیں ہے اور اس پر قربانی بھی واجب نہیں ہے مگر اس کے یہاں ایک پالا ہوا بکرا ہے اور وہ اس کی قربانی کرنا چاہتا ہے۔ تو اس بکرے میں وہ شخص اپنے تمام زندہ رشتہ داروں کی اسی طرح اپنے تمام مرحوم رشتہ داروں کی نیت کر سکتا ہے یا نہیں؟ ان تمام کی طرف سے یہ ایک بکرا کافی ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... چھوٹے جانور میں صرف ایک ہی شخص کی قربانی درست ہے، لہٰذا اس بکرے میں ایک شخص سے زائد کی قربانی ادا نہیں ہوگی، لیکن ایک شخص اپنی طرف سے نفل قربانی کر کے ایک سے زائد رشتہ داروں کو خواہ وہ زندہ ہوں یا انتقال کر چکے ہوں ایصالِ ثواب کر سکتا ہے۔

﴿۲۴۲۴﴾ چند آدمیوں کا مل کر آپ ﷺ کے نام سے ایک بکرے کی قربانی کرنا

سوال: اپنے کسی رشتہ دار یا نبی کریم ﷺ کے ایصال ثواب کی نیت سے دو چار آدمی مل کر ایک بکرے کی قربانی کریں تو یہ قربانی جائز ہے یا نہیں؟ اکیلے تنہا شخص کا پوری رقم نکالنا بہت مشکل ہے، لہٰذا دو چار آدمی مل کر قربانی کریں تو قربانی صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... فقہ کی کسی بھی معتبر کتاب میں ایصال ثواب کے لئے دو چار آدمیوں کا مل کر ایک بکرے کی قربانی کرنا یہ جائز ہے یا ناجائز ہے' ایسی کوئی صراحت نظر سے نہیں گذری، لہٰذا حضور اقدس ﷺ اور فقہاء کے اقوال کے مطابق بکرے جیسے چھوٹے جانور میں صرف ایک شخص کی طرف سے ہی قربانی ہو سکتی ہے۔ اس میں شرکت

کر کے قربانی کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوگی لہذا صورت مسئولہ میں یہی حکم دیا جائے گا کہ قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ گوشت صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا، بعض فقہاء ایک مخصوص صورت میں اس کے جواز کے بھی قائل ہیں۔(شامی، عالمگیری وغیرہ)

﴿۲۴۲۵﴾ اجتماعی قربانی کا نظم

سوال: محترم جناب مفتی صاحب! بعد سلام عرض یہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں عیدالاضحیٰ کے دن تقریباً ۱۰۰ ر سے زائد بکروں کی قربانی ہوتی ہے؛ اس لئے گاؤں کے ذمہ داروں نے گذشتہ سال گاؤں میں ایک ہی جگہ متعین کر کے ایک ہی ساتھ قربانی کرنا طے کیا ہے، اس نظام کے اعتبار سے ہر شخص اپنا بکرا لے کر وہاں جاتا ہے اور قربانی ہونے کے بعد اپنے بکرے کا وزن کروا کر اس کے تین حصوں میں سے ایک حصہ کو خود لے کر آتا ہے اور دو حصوں کو گاؤں میں تقسیم کرنے کے لئے وہاں چھوڑ دیتا ہے، گاؤں میں یہ نظام کرنے کی غرض یہ ہے کہ تمام لوگوں کو زیادہ مقدار میں گوشت مل جائے۔

اب ہمارے علم کے اعتبار سے ہمیں یہ معلوم ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہئے، ایک حصہ گھر کا ایک حصہ رشتہ داروں میں تقسیم کرنے کا اور ایک حصہ گاؤں میں تقسیم کرنے کا، تو مذکورہ بالا صورت کے اعتبار سے رشتہ داروں کا حصہ ہمیں ملتا نہیں ہے تو کیا مذکورہ بالا نظام کے اعتبار سے ایک ساتھ قربانی کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

اسی طرح کسی شخص کو مذکورہ نظام کے اعتبار سے قربانی کرنے کا ارادہ نہ ہو تو بھی شرم کی وجہ سے مجبوراً اسے بھی اس نظام میں شامل ہونا پڑتا ہے اسی طرح میں مذکورہ نظام کے اعتبار سے قربانی کرنے کے لئے راضی تو ہو جاؤں لیکن میرے رشتہ دار اپنا حصہ نہ ملنے کی وجہ

سے ناراض رہیں اور وہ مجھے یہ بات نہ کہہ سکتے ہوں تو کیا اس طرح اجتماعی قربانی کرنا درست ہے؟

مذکورہ صورت میں گذشتہ سال دونوں طرح کے لوگ نظر آئے کہ بعض لوگ اس طرح قربانی کرنے میں بہت خوش تھے اور بعض لوگ اس طرح قربانی کرنے کو ناپسند کرتے تھے تو اس حالت میں آپ شرعی اعتبار سے ہماری رہنمائی فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پورے گاؤں کی قربانی اجتماعی طور پر ایک جگہ کرنا بہتر اور شریعت کے مطابق ہے اس لئے اس عمل کو جاری رکھنا چاہئے اور ہر ایک شخص کو جوش و خروش کے ساتھ اس میں حصہ لینا چاہئے۔

سوال میں دوسری بات گوشت کے متعلق ہے تو مسئلہ کی رو سے قربانی کرنے والا گوشت کا مالک ہے اسے اختیار ہے کہ چاہے تو تمام گوشت تقسیم کردے یا تمام گوشت اپنے استعمال میں رکھے کوئی ایک شخص یا پوری جماعت مل کر کسی پر دباؤ نہیں ڈال سکتی۔ ''قربانی کے تین حصے کرنے چاہئے'' یہ حکم صرف مستحب ہے واجب یا ضروری نہیں؛ اس لئے مذکورہ نظام میں اتنی اصلاح کرلی جائے کہ جس کی قربانی ہے وہ اپنے لئے یا اپنے رشتہ داروں کے لئے جتنا گوشت رکھنا چاہے وہ رکھ لے اور دوسرا بچا ہوا گوشت جو تیسرے حصے سے کم نہ ہو جماعت کو تقسیم کرنے کے لئے دیدے تو امید یہ ہے کہ شریعت کے حکم کے مطابق عمل ہو جائے گا، اور ہر شخص خوشی کے ساتھ جماعت میں رہے گا۔

ہر ایک شخص اپنی قربانی کا چمڑا جماعت کو سپرد کردے اور جماعت اسے اچھی قیمت سے فروخت کرکے اس کی آمدنی گاؤں میں غریب محتاج کو امداد کے طور پر دے یا تعلیم حاصل کرنے والے غریب طلباء میں اسکالرشپ (scolarship) کے طور پر دیں تو بھی جائز

ہے اس طرح کرنے سے گاؤں کو بھی فائدہ ہوگا اور قربانی کرنے والے کو بھی ثواب کے ساتھ راحت حاصل ہوگی۔ جماعت کے کارکنان اور کھال کا نظم کرنے والے اس بات کا خیال رکھیں کہ کھال کی رقم کو زیادہ مدت تک اپنے پاس جمع نہ رکھیں، جلد اس کی تقسیم کا انتظام کردیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۲۶﴾ قربانی کے دو بکروں کو بیچ کر ایک پاڑا (بھینسا) خریدنا

سوال: میرے پاس دو بکرے ہیں، اور دونوں کی قربانی کی نیت کر چکا ہوں، اب ان بکروں کے بدلہ میرا ایک پاڑا (بھینسا) لینے کا ارادہ ہے، تو ان بکروں کو فروخت کر کے پاڑا (بھینسا) خرید سکتا ہوں یا نہیں؟ اور ان بکروں کی جگہ اس پاڑا (بھینسا) کی قربانی کر سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر ان دونوں بکروں کی قربانی کی صرف نیت یعنی ارادہ کیا تھا تو ان ہی بکروں کی قربانی کرنا واجب نہیں ہے، لہٰذا ان کو فروخت کر کے پاڑا (بھینسا) یا دوسرے جانور کی قربانی کر سکتے ہیں۔ اور اگر نیت سے مراد نذر مانی ہے تو اس صورت میں ان ہی بکروں کی قربانی واجب ہوگی۔ فروخت کرنا اور ان کے بدلہ دوسرے جانور کی قربانی کرنا جائز نہ ہوگا۔ (درالمختار اور شامی ج:۵ ص:۲۰۴)

﴿۲۴۲۷﴾ قربانی کا بکرا بیچ کر دوسرا بکرا یا بڑا جانور خریدنا

سوال: ایک شخص کے پاس قربانی کا ایک بکرا ہے جسے قربانی کی نیت سے رکھا تھا، وہ بکرا گھر کے لوگوں کو مارتا ہے، تو اس بکرے کو بیچ کر اس کے بدلے دوسرا بکرا یا بڑا جانور خرید سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورتِ مسئولہ میں اس بکرے کی قربانی کی محض نیت اور ارادہ ہی کیا ہو اور کسی وجہ سے اسے فروخت کرنا پڑے تو فروخت کر دینا جائز ہے، صرف ارادہ کرنے سے اسی کی قربانی کرنا واجب نہیں ہو جاتی۔ قربانی کے ایام میں دوسرا کوئی بھی جانور خرید کر اس کی قربانی کر سکتے ہیں۔ اور اگر اس نے بکرے کی قربانی کرنے کی نذر مانی ہو یا ایسے الفاظ کہے ہوں جن سے نذر ثابت ہو جاتی ہے تو پھر اسی بکرے کی قربانی کرنا ضروری ہے اور بیچ دینا یا اس کے بدلے میں دوسرے جانور کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۲۸﴾ مرحوم کی جانب سے قربانی کرنا

سوال: میرے مرحوم والدین نے اپنی جانب سے قربانی نہیں کی تھی، تو ان کی جانب سے میں قربانی کر سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مرحوم والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے قربانی کرنا بہتر ہے اور اگر قدرت ہو تو ہر سال ان کی جانب سے قربانی کرتے رہنا چاہئے۔

﴿۲۴۲۹﴾ ایک بکرے کی قربانی کر کے چند مرحومین کو ایصال ثواب کرنا

سوال: ایک بکرے کی قربانی کرنی ہے اور میری ساس اور خسر اور والدین کو اس کا ایصال ثواب کرنا ہے تو اس نیت سے قربانی صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اپنی جانب سے ایک بکرے کی قربانی کر کے اس کا ثواب اپنے دو چار یا اس سے زائد رشتہ داروں کو پہونچانا درست اور جائز ہے۔ اور اس نیت سے نفلی قربانی کرنا بھی درست ہے۔ حضور ﷺ نے بھی دو مینڈھوں کی قربانی کر

کے اس کا ثواب پوری امت کو بخشا تھا۔

﴿۲۴۳۰﴾ حکومت کے ضبط کئے ہوئے جانور کو نیلامی میں خرید کر اس کی قربانی کرنا

سوال: ایک شخص کے جانور کو حکومت نے پکڑ لیا، اور ضبط کرلیا، اخبار میں اس کا اشتہار بھی دیا، لیکن مالک چھڑانے نہیں آیا تو حکومت نے وہ جانور نیلامی میں بیچ دیا، تو جس شخص نے یہ جانور خریدا ہے وہ اپنی واجب قربانی کی طرف سے یہ جانور ذبح کرے تو اس کی قربانی ادا ہوگی یا نہیں؟

یا اس کے پاس سے کسی دوسرے نے قربانی کرنے کے لئے وہ جانور خریدا تو اس دوسرے شخص کا اس جانور کی قربانی کرنا صحیح کہلائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حکومت کا جانور کو ضبط کر لینے سے اس جانور پر اس کے مالک کی ملکیت ختم نہیں ہوتی بلکہ وہ جانور اس کے اصل مالک کا باقی رہتا ہے، لہذا نیلامی میں اس جانور کو خریدنے سے خریدنے والا اس کا مالک نہیں بنتا۔ اس لئے قربانی میں اس جانور کی قربانی کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

﴿۲۴۳۱﴾ نصف حصہ کے عوض پالنے دی ہوئی بکری کے بچہ کی قربانی

سوال: میں نے ایک بکری پالنے کے لئے دی تھی، اور یہ طے کیا تھا کہ اس سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ آدھا آدھا دونوں کے درمیان مشترک رہے گا، اور یہی اس کی اجرت تھی۔ اس بکری نے ایک بکرا جنا ہے، وہ ایک سال کا ہو چکا ہے۔ جس کی قیمت ۸۰/روپے طے ہوئی ہے۔ اس کے آدھے ۴۰/روپے دے کر میں وہ بکرا لے آیا۔ اب مجھے اس بکرے کی قربانی کرنی ہے تو میں اس بکرے کی قربانی کرسکتا ہوں یا نہیں؟ اور کرسکتا ہوں تو کس طرح؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ طریقے پر جانور کو پالنے کے لئے پیدا ہونے والے بچہ کے نصف حصہ کے عوض دینا جائز نہیں، لیکن پالنے کے لئے دینے والا شخص ایسے بکرے کی قربانی کرنا چاہے تو کرسکتا ہے؛ اس لئے کہ بکرا اسی کی ملک ہے۔ فق

﴿۲۴۳۲﴾ اجازت لئے بغیر قربانی ادا نہیں ہوگی

سوال: بھائی کو پوچھے بغیر اس کی طرف سے کی ہوئی قربانی ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بھائی کے وکیل بنائے بغیر آپ نے اپنی جانب سے اپنی خوشدلی سے جو قربانی کی تو وہ ادا ہوگئی، اور اس کا ثواب آپ کے بھائی کو ملے گا اور آپ کو بھی، لیکن آپ کے بھائی پر قربانی واجب ہو تو واجب قربانی اس طریقہ سے ادا نہیں ہوگی۔

﴿۲۴۳۳﴾ اللہ کے نام کی قربانی

سوال: ہمارے شہر میں قربانی میں جس طرح لوگ نبی کریم ﷺ کا حصہ رکھتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کا بھی حصہ رکھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کا حصہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس طرح قربانی ادا ہوگی یا نہیں؟ اب تک جن لوگوں نے اس طرح قربانی کی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ نیت کا صحیح طریقہ بتلا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......قربانی میں جو حصہ اللہ تعالیٰ کے نام کا یا اللہ کے واسطے رکھا جاتا ہے تو وہ قربانی کرنے والے ہی کا حصہ شمار کیا جائے گا؛ اس لئے کہ جو قربانی اپنی طرف سے یا دوسرے کی طرف سے کی جاتی ہے وہ اللہ کے لئے ہی ہوتی ہے؛ اس لئے ایسی نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ کو کسی کے ایصالِ ثواب کی بھی ضرورت نہیں ہے، مخلوق کے لئے ایصالِ ثواب کی نیت کرسکتے ہیں لہٰذا حضور ﷺ کا حصہ رکھا

جائے تو صحیح ہے اور حضور ﷺ کو اس قربانی کا ثواب بھی ملے گا اور ہمیں بھی قربانی کرنے کا ثواب ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۳۴﴾ ایک نفل قربانی کا ثواب کتنے مرحومین کو بخش سکتے ہیں؟

سوال: بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ بکرے کی ایک نفلی قربانی میں سے صرف دو، یا تین آدمیوں کو ثواب پہنچا سکتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ایک بکرے کی نفلی قربانی میں سے صرف دو یا تین آدمیوں ہی کو ایصال ثواب کر سکتے ہیں یہ بات بالکل غلط ہے۔ بلکہ جتنوں کو چاہیں ایصال ثواب میں شریک کر سکتے ہیں۔

﴿۲۴۳۵﴾ نصابِ وجوبِ قربانی کے لئے

سوال: میرا خاندان سات افراد پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں تنہا کمانے والا ہوں، میں ہر سال قربانی کرتا ہوں اور امسال بھی قربانی کا ارادہ ہے، مجھے چند لوگوں نے یہ کہا کہ تم ہر سال دو قربانی کیا کرو ایک اپنی طرف سے اور ایک گھر کے بچوں یا جس کی طرف سے تم چاہو، میں اپنی طرف سے گذشتہ سالوں میں قربانی کر چکا ہوں اور اب اس سال میں اپنے بچوں کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ میری طرف سے ہر سال قربانی کرنا ضروری ہے؟ کیا اس سال میں اپنے بچوں کی طرف سے قربانی کر سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اس سوال کے جواب سے قبل یہ جان لینا ضروری ہے کہ آپ پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟ اگر آپ پر قربانی واجب ہو تو واجب کو ادا کرنے کے

لئے ہر سال قربانی کرنی پڑے گی، قربانی کے واجب ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ جس شخص کے پاس ۱۰ر ذی الحجہ کی صبح صادق کے وقت اس کی یا اس کے آل و اولاد یا جن کی پرورش کی ذمہ داری شرعی طور پر اس کے سپرد ہے، ان کی ضروریات زندگی کا خرچ، نیز قرض ہو تو اس کی ادائیگی کے بعد اتنا روپیہ یا دوسری چیزیں جو ضرورت سے زائد ہوں اور استعمال میں نہ آتی ہوں ان کی قیمت نصاب کے برابر یعنی جس میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا آ سکتا ہو' موجود ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔ یہ نصاب پورا ہونے کے لئے زکوٰۃ کی طرح سال گذرنا یا مال کا نامی ہونا بھی ضروری نہیں۔ (شامی ج:۵ ص:۲۰۰۔ بحرالرائق ج:۸ص:۱۷۴)

اس تفصیل کے مطابق اگر آپ صاحب نصاب نہ ہوں تو آپ پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے اور آپ کسی اور کی طرف سے قربانی کرنا چاہتے ہوں تو کر سکتے ہیں، اس میں آپ کو بھی ثواب ملے گا، اور اگر اپنی طرف سے کرو گے تو اس میں بھی حرج نہیں، کسی اور کی طرف سے قربانی کرتے وقت اپنی طرف سے بھی کرنی ہی چاہئے ایسا ضروری نہیں ہے۔

﴿۲۴۳۶﴾ نابالغ کے مال سے اس کی قربانی کرنا

سوال: میرا لڑکا آٹھ مہینہ کا ہے، لڑکے کی پھوپھی نے اس کو ایک دنبہ کا بچہ ہدیہ میں دیا ہے، دنبہ کا بچہ چھوٹا تھا یعنی چھ سات مہینہ کا تھا اور اب وہ دنبہ دو سال کا ہو گیا ہے، اور میرا لڑکا بھی دو سال اور آٹھ مہینے کا ہو گیا ہے، تو اب اس دنبہ کی قربانی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صحیح قول کے مطابق نابالغ بچہ پر قربانی واجب نہیں ہوتی، لہذا ولی اپنی طرف سے اپنے مال سے نابالغ کی قربانی کرے تو نفل کے حکم میں شمار

ہوگی، اور نابالغ کے مال میں سے قربانی کی جائے تو اس میں اختلاف ہے، لہٰذا نابالغ بچہ کے مال سے قربانی نہیں کرنی چاہئے۔

صورتِ مسئولہ میں نابالغ کی جانب سے مذکورہ مینڈھے کی قربانی نہ کی جائے، البتہ ولی اس کو خرید کر اس کی رقم بچہ کے مال میں جمع رکھ کر خود قربانی کرسکتا ہے۔ (شامی، ہدایہ، جوہرۃ النیرۃ، وغیرہ)

﴿۲۴۳۷﴾ قربانی کے دن گذر جانے کے بعد کیا کرنا چاہئے؟

سوال: میرا بھائی زانبیا میں ہے، وہ اس سال قربانی کے لئے لکھنا بھول گیا، یاد آنے کے بعد اب وہ پوچھتا ہے کہ اب میں کیا کروں؟ استغفار کے ساتھ قربانی کی رقم کا صدقہ کروں یا صرف استغفار کرنا کافی ہے؟ آئندہ سال دو قربانیاں کرلینا کافی ہوگا؟ نیز لکھتا ہے کہ آپ ہر سال میرے مال میں سے قربانی کر ہی دیا کریں، تو اب ہر سال اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورتِ مسئولہ میں قربانی کے دن ختم ہو چکے ہیں اور قربانی واجب ہونے کے باوجود نہیں کی ہے، لہٰذا ایک بکرے کی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے اور چوں کہ انہوں نے ہمیشہ کے لئے اجازت دے دی ہے؛ اس لئے ہر سال نئی اجازت لینے کی ضرورت نہیں، لیکن قربانی کے جانور کی وضاحت کرلیں۔

﴿۲۴۳۸﴾ یوم عرفہ کو قربانی کرنا

سوال: چھوٹے گاؤں میں جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی وہاں قربانی کا وقت کب سے شروع ہوگا؟ دوسرا یہ کہ عرب ممالک میں ہم سے ایک دن قبل یعنی عرفہ کے دن قربانی کی

جاتی ہے تو وہاں کی طرح ہندوستان میں بھی ایک دن پہلے عرفہ کے دن قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ چھوٹے گاؤں میں جہاں گوشت کھانے کے لئے نہیں ملتا ہے ویسے گاؤں میں عید کے ایک دن قبل قربانی کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... چھوٹے گاؤں میں جہاں عید کی نماز درست نہیں ہے وہاں دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔ (شامی ج:۵ ص:۲۷۸) عرب ممالک میں عرفہ کے دن قربانی ہونے کی بات غلط ہے۔ وہاں بھی دسویں ذی الحجہ کے دن سے ہی قربانی شروع ہوتی ہے، لیکن ہمارے یہاں سے ایک دن قبل وہاں چاند نظر آجاتا ہے اس لئے وہاں دسویں تاریخ ہوجاتی ہے اور ہمارے یہاں کے حساب سے اس دن نویں تاریخ ہوتی ہے، عرفہ کے دن قربانی کرنا درست نہیں ہے اس دن ذبح ہونے والا جانور قربانی میں شمار نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۳۹﴾ عید کی نماز سے قبل قربانی کرنا

سوال: عید الاضحیٰ کی واجب قربانی نماز سے قبل کرنا درست ہے یا نماز کے بعد کرنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......جس جگہ عید کی نماز پڑھنا واجب ہے اس جگہ عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں، اور جس چھوٹے گاؤں میں عید کی نماز واجب نہیں ہے اس چھوٹے گاؤں میں دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ (شامی، عالمگیری) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۴۰﴾ انگلینڈ میں رہنے والے شخص کا روپئے بچانے کی نیت سے انڈیا میں قربانی کروانا

سوال: قربانی کا جانور انگلینڈ میں بہت ہی گراں قیمت میں ملتا ہے مثلاً بکرا - ۲۵،۳۰ پاؤنڈ اور گائے -۲۰۰، ۲۵۰ پاؤنڈ میں ملتی ہے، اب یہاں بہت سے لوگ انڈیا یا پاکستان روپے بھیجتے ہیں اور وہاں جانور ارزاں قیمت میں ملتے ہیں، اس لئے وہاں قربانی کرواتے ہیں، تو اس طریقہ سے قربانی کرنے سے یا کروانے سے قربانی ادا ہوگی یا نہیں؟ قربانی کروانے والا شخص لندن میں رہتا ہے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ کم قیمت میں قربانی ہو سکے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جس جگہ آدمی رہتا ہے اس کے علاوہ دوسری جگہ یا دوسرے ملک میں اپنی واجب قربانی کروانا شرعاً منع نہیں ہے، لہٰذا سوال میں لکھی ہوئی تفصیل کے مطابق بیرون ملک میں قربانی کروانا بغیر کسی حرج کے درست ہے۔ نیت کا تعلق دل سے ہے، اس کا جواب دلوں کے بھید جاننے والے اللہ کے یہاں دینا پڑتا ہے، اس کے باوجود سوال میں لکھی ہوئی حقیقت کو دھیان میں رکھتے ہوئے اپنے ملک میں قربانی کرے یا کروائے جس میں روپئے بھی زیادہ خرچ ہوتے ہوں اور اسلامی شعائر کا اظہار بھی ہوتا ہو تو زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۴۱﴾ چاند کے اختلاف سے قربانی کتنے دن کی جائے؟

سوال: رادھن پور میں عید الاضحیٰ جمعہ کے دن بتاریخ: ۶۹/۲/۲۸ کو ہوئی اس اعتبار سے قربانی تاریخ: ۶۹/۳/۲ کی عصر تک ہو سکتی ہے لیکن ہماری جمعہ مسجد کے امام صاحب نے تقریر میں کہا کہ قریب کے پٹن شہر میں جمعرات بتاریخ: ۶۹/۲/۲۷ کو عید ہوئی ہے؛ اس لئے

قربانی سنیچر بتاریخ: ۶۹/۳/۱ کی عصر تک ہوسکتی ہے۔اس طرح یہاں کے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ عید جمعہ کے دن ہوئی ہے؛ اس لئے قربانی اتوار تک ہوسکتی ہے۔اس اختلاف نے مسلمانوں میں مشکل پیدا کردی ہے اس لئے شرعی رہنمائی فرمایئے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قربانی صرف تین دن ہی ہوسکتی ہے۔ دسویں، گیارہویں، اور بارہویں ذی الحجہ کے غروب تک، اس لئے پٹن والوں نے اگر چاند دیکھا ہو یا شرعی طریقہ سے انہیں چاند کی شہادت ملی ہو اور انہوں نے جمعرات کے دن عید منائی ہو تو سنیچر کے غروب تک وہ قربانی کر سکتے ہیں، رادھن پور والوں نے چاند نہ دیکھا ہو یا شرعی اعتبار سے چاند کا ثبوت نہ ہوا ہو تو ان کے لئے دسویں ذی الحجہ جمعہ کے روز شمار ہوگی؛ اس لئے وہ حضرات قربانی اتوار کے غروب تک کر سکتے ہیں۔

قربانی میں پٹن والوں کی عید کو شرعی شہادت حاصل کئے بغیر قبول کرنا اور عید کی نماز کے لئے انہی پٹن والوں کے چاند کو قبول نہ کرنا اور عید کی نماز جمعہ کے دن پڑھنا یعنی ایک ہی جگہ کے چاند کے لئے دو الگ الگ حکم نہیں ہو سکتے: اس لئے رادھن پور والوں کو چاہئے کہ اپنے یہاں کے چاند کے اعتبار سے عمل کریں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۴۲﴾ اپنی ملکیت کے جانور میں قربانی کی نیت کرنے سے کیا قربانی واجب ہو جائے گی؟

سوال: ہمارے گھر میں ہماری پالی ہوئی گائے ہے (ہم نے اسے خریدا نہیں ہے) قربانی مجھ پر واجب نہیں ہے، اس کی قربانی کرنے کی میں نے نیت کی تھی لیکن کچھ حالات کی بناء پر اس جانور کی قربانی میں نہیں کر پایا، تو میں اب اس جانور کا کیا کروں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......جس شخص پر قربانی کرنا واجب نہ ہو لیکن وہ ذی الحجہ کی دس سے بارہ تاریخ کے درمیان اپنی ملکیت کے جانور کی قربانی کرنے کی زبان سے نیت کر لے تو اسی جانور کی قربانی کرنا واجب ہو جاتا ہے؛ اس لئے صورتِ مسئولہ میں مذکورہ جانور کی قربانی کرنا واجب ہوا، لیکن قربانی کے ایام میں قربانی کر کے واجب ادا نہ ہو سکا تو اب اس زندہ جانور کو صدقہ کر دیں یا اسے ذبح کر کے اس کے پورے گوشت کو غریب محتاجوں میں تقسیم کر دیں اس سے قربانی کا وجوب ادا ہو جائے گا۔

نوٹ: اس پالی ہوئی گائے کی قربانی کرنے کا اگر صرف ارادہ کیا ہو، زبان سے یہ نہ کہا ہو کہ میں اس گائے کی قربانی کروں گا یا یہ کہ یہ قربانی کی گائے ہے یا یہ کہ یہ قربانی کا جانور ہے تو مذکورہ صورت میں پالی ہوئی گائے کی قربانی کرنا غریب پر واجب نہیں ہے؛ اس لئے کہ غریب پر قربانی کے واجب ہونے کی کچھ شرطیں ہیں جیسے کہ غریب آدمی قربانی کے ایام میں قربانی کے ارادہ سے جانور خریدے یا قربانی سے پہلے جانور خریدا ہوا ہو اور زبان سے یہ کہے کہ میں اس کی قربانی کروں گا یا یہ کہ یہ قربانی کا جانور ہے تو اس کی قربانی واجب ہو جائے گی۔ اسی طرح اپنی ملکیت کے جانور کے لئے صرف ارادہ کرنے سے اس کی قربانی واجب نہیں ہوتی، یہاں تک کہ زبان سے نیت نہ کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۴۳﴾ کیا امام جانور ذبح نہیں کرسکتا؟

سوال: ایک گاؤں کے لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مؤذن کے پاس ہی جانور ذبح کروایا جائے، اور ایسا مانتے ہیں کہ امام ذبح نہیں کرسکتا، کیا یہ صحیح ہے؟ اگر کوئی حرج نہیں تو اس کی کیا دلیل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......امام ذبح نہیں کرسکتا یہ خیال غلط ہے، وہ بھی ذبح کرسکتا ہے، اور وہ گوشت بھی حلال ہے، حضور اقدس ﷺ کا ''ہدی'' کے جانور کو نحر کرنا تو حدیث میں بھی آیا ہے۔

﴿۲۴۴۴﴾ ذبح کے وقت کوئی دعا کے لئے بلائے تو جانا

سوال: عید الاضحٰی کے دن ایک شخص نے مجھے دعوت دی کہ قربانی کے جانور کو آپ کے ہاتھ سے ذبح کریں اور پھر آپ ہی دعا کریں، تو میں نے اس شخص کو کہا کہ: مجھے ذبح کی مشق نہیں ہے اس لئے میں ذبح نہیں کرسکتا تو اس شخص نے کہا کہ چلو! ہم ذبح کریں گے، لیکن دعا تو آپ کو ہی پڑھنی ہوگی،، اب رہی بات دعا کی تو مجھے یہ پوچھنا ہے کہ اس وقت میرا ان کی دعوت کو قبول کر کے خصوصاً دعا کرنے کے لئے جانا یہ دین میں بدعت تو نہیں ہے؟ اور وہاں خصوصاً دعا کرنے کے لئے بلایا جائے اور میں جاؤں تو شرعاً گناہ تو نہیں ہوگا؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ مسلمان دعوت دے تو قبول کی جائے یا نہیں؟ اور میں وہاں دعا کرنے کے لئے جاؤں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکور دعا کو واجب اور لازم نہ سمجھتے ہوئے صرف برکت کی دعا کروانا مقصود ہو تو یہ بدعت شمار نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۴۵﴾ جانور کو ذبح کرنے کے بعد کفن پہنانا

سوال: :اس سال بقرعید کے دن قربانی میں بکرے کو ذبح کرنے کے بعد بکرے کو کفن پہنایا گیا تو کیا یہ عمل درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......قربانی کے بعد بکرے کو کفن پہنایا گیا یہ بالکل غلط اور

غیر اسلامی طریقہ ہے، اس لئے آئندہ ایسا نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۴۶﴾ ذبح کی اجرت میں ذبیحہ کا سر اور پائے دینا

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد کے امام صاحب قربانی کے جانور ذبح کرتے ہیں اور جانور کو ذبح کرنے کے عوض جانور کے سر اور پائے لیتے ہیں، تو کیا جانور کو ذبح کرنے کے عوض سر اور پائے دینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......قربانی کا جانور ذبح کرنے کے عوض جانور کا سر، پائے یا گوشت وغیرہ کوئی بھی چیز دینا جائز نہیں اور اگر دی گئی تو اس چیز کی جو قیمت ہوگی اتنی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہوگا، قربانی کرنے والے کا قربانی کے گوشت یا چمڑے کو بیچنا یا اجرت میں دینا جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری ج:۴ص:۸۴) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۴۷﴾ آواز نہ کرنے والے بکرے کی قربانی

سوال: ہمارے یہاں بقرعید کے موقع پر ایک بہت ہی عمدہ بکرا خرید کر لایا گیا لیکن گھر لانے کے بعد یہ بکرا بالکل منھ سے بَے بَے کی آواز نہیں کرتا تو اس بکرے کی قربانی جائز ہے یا نہیں دوسرا کوئی بھی نقص یا عیب نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ حالت عیب اور نقص شمار نہیں کیا جاتا، لہٰذا ہر اعتبار سے وہ بکرا قربانی کے لائق ہو تو بکرے کا آواز نہ کرنے سے قربانی میں کوئی حرج نہ ہوگا اور اس کی قربانی بلا تردد جائز کہلائے گی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۴۸﴾ سوال: قربانی کے گوشت کے حصے

قربانی کا گوشت کئی لوگ اپنے رشتہ داروں میں اور مالداروں میں زیادہ دیتے ہیں اور

غریب کا حصہ کم نکالتے ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مستحب طریقہ یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں، اس میں سے ایک حصہ خیرات کرے، ایک حصہ خود رکھے، اور ایک حصہ رشتہ داروں اور دوستوں کو تقسیم کرے، خود بھی زیادہ رکھنا جائز ہے، اسی طرح دوسرے لوگوں کو زیادہ دینا بھی جائز ہے، اس سے قربانی میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ (درمختار، عالمگیری)

﴿۲۴۴۹﴾ قربانی کے گوشت کے حصے کسے دیئے جائیں؟

سوال: بقرعید کے دن قربانی کے تین حصے کئے جاتے ہیں: (۱) خود کا (۲) رشتہ داروں کا (۳) غریبوں کا۔ غریب ہو تو کیسا غریب ہونا چاہیئے، مسلمان یا غیر مسلم دونوں طرح کے غریبوں کو نیز اپنے رشتہ داروں میں سے غیر مسلموں کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنا مستحب ہے، لہٰذا مالدار ہو یا غریب مسلم ہو یا غیر مسلم سب کو دے سکتے ہیں۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۵۰﴾ یو.کے. میں مروج قربانی کی صورت اور اس کا حکم

سوال: یہاں یوکے میں مذبح کے بغیر دوسری کسی جگہ پر بکرا، مینڈھا، گائے وغیرہ ذبح نہیں کر سکتے، اور یہاں تاجر حضرات زندہ گائے اور مینڈھا نہیں دیتے، اس کو ذبح کرنے کے بعد صاف کر کے پورا گوشت وزن کر کے اس کے حساب سے قیمت لگا کر جو روپیہ ہوتا ہے وہ ادا کرنا ہوتا ہے، اس طرح ذبح کرتے وقت قربانی کی ہی نیت کر کے جانور ذبح کرتے ہیں تو کیا اس طرح قربانی کروانا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: جس جاندار کی قربانی کرنی ہو اس کو اول شرعی قانون کے

مطابق خرید کر خود کی ملک میں لے کر قربانی کرنی چاہئے، حکومت کی مقرر کردہ جگہ میں قربانی کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے، لیکن جانور خریدنے سے قبل قبضہ میں لے کر اپنے ہاتھ سے اپنی قربانی کرنا شریعت کی زبان میں ''غصب'' کہلائے گا، اور دوسری صورت میں جانور کی قیمت مقرر کئے بغیر خریدنا بیع فاسد میں شمار ہوگا۔

اب کوئی شخص غصب کئے ہوئے جانور کی قربانی کرے یا بیع فاسد سے حاصل شدہ جانور کی قربانی کرے تو قربانی ادا ہو جائے گی، لیکن اس جانور کی زندہ حالت میں جو قیمت ہوتی ہو اتنی قیمت ادا کرنی پڑے گی، اور اگر اس سے کم قیمت دے گا تو قربانی ادا نہیں ہوگی۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج:۷ اص:۳۱۶، عالمگیری ج:۵)۔

لہٰذا تھوڑے روپئے بچانے یا ارزاں لینے کی لالچ میں غصب اور حرام بیع کا گناہ سر نہیں لینا چاہئے، قربانی میں جتنا زیادہ روپیہ خرچ ہوگا اس کا نفع دنیا و آخرت میں بھی یقیناً زیادہ سے زیادہ ملے گا۔

﴿۲۴۵۱﴾ قربانی کی ایک صورت اور اس کا حکم

سوال: ایک شخص نے دوگنا روپے دے کر قربانی کے لئے جانور خریدا، اور پھر جانور کو ذبح کر کے صاف کرنے کے بعد گوشت کا وزن کر کے گوشت کے وزن کی قیمت ادا کی، اور بقیہ زائد روپئے واپس لے لئے، تو کیا اس طریقے پر کی ہوئی قربانی درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قربانی کے لئے قیمت طے کر کے، ایجاب و قبول کر کے جانور خرید کر خود کی ملک میں لے کر قربانی کر لی تو قربانی ادا ہوگئی، لیکن گوشت کو صاف کر کے وزن کروا کر زائد رقم واپس لینے کا حق نہیں ہے، یعنی نہیں لینا چاہئے، لیکن بیچنے والا

خود کی رضا مندی سے زائد رقم واپس لوٹا تا ہے تو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۲۴۵۲﴾ غیر اللہ کے نام چھوڑے ہوئے بکرے کو خرید کر اس کی قربانی کرنا

سوال: ایک شخص درگاہ کا متولی ہے، اس کے پاس نذر کا مینڈھا ہے، جو ایک شخص نے درگاہ میں آزاد چھوڑا ہوا تھا، متولی نے اس مینڈھے کو دوسرے ایک شخص کو فروخت کر دیا، جس شخص نے خریدا ہے اس کے پاس سے ایک تیسرے آدمی نے وہی مینڈھا خریدا، اور وہ اب اس کی قربانی کرنا چاہتا ہے، تو اس طریقے پر اس مینڈھے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

اصل میں اس مینڈھے کی ایک شخص نے نذر مانی تھی، پھر درگاہ کے متولی نے اس مینڈھے کو بیچ دیا اور اس خریدنے والے کے پاس سے تیسرا شخص خرید کر قربانی کرنا چاہتا ہے تو یہ شخص اس مینڈھے کی قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جو جانور غیر اللہ کے نام پر چھوڑا گیا ہو وہ جانور قرآن کے حکم کے مطابق حلال نہیں ہے، اور اصل مالک کی ملکیت اس پر سے ختم نہیں ہوتی، یعنی اصل نذر ماننے والا شخص اسلامی طریقہ سے توبہ کرے اور بکرے کو اپنے قبضہ میں لے کر خود قربانی کرے یا اس کو بیچ دے تو یہ جائز ہے، باقی سوال میں مذکورہ تفصیل کے مطابق اس کی قربانی کرنا یا ایسے ہی ذبح کر کے کھانا جائز نہیں ہے؛ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: مسلم گجرات فتاویٰ سنگرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۵۳﴾ گاؤں والوں کا جبراً کھال وصول کرنا اور امداد لینے والے کو حقیر جاننا

سوال: آج کل قربانی کا چمڑا بہت زیادہ مقدار میں گاؤں میں درج ذیل تفصیل کے مطابق لیا جاتا ہے، قربانی کا جانور ذبح ہونے کے بعد اس کا چمڑا اصل مالک کا نہیں رہتا، وہ

اس گاؤں کی جماعت کا ہو جاتا ہے اگر اس کے خلاف ہوا یا کیا گیا تو اس آدمی کو طعن و تشنیع کی جاتی ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کے خلاف کرے۔

کسی دوسرے گاؤں کا جانور آئے تو اس کا چمڑا بھی جماعت کو دینا ضروری ہے، اگر نہ مانے تو گاؤں کا آدمی شرط لگا کر لیتا ہے کہ اس کا چمڑا ہماری گاؤں کی جماعت کو دینا پڑے گا اگر تم کو یہ شرط منظور ہو تو قربانی کا جانور رکھو ورنہ نہیں، چمڑے کی رقم کا نظم کرنے والا امداد لینے والے کو دھتکارتا بھی ہے، اور اپنا احسان بھی جتاتا ہے، کمیٹی میں اسی کی بات مانی جاتی ہے۔

تو ایسے اقتدار اور چمڑا لینے کے طریقۂ کار کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب دینے کی گذارش ہے، اور اگر ہو سکے تو ''امید'' اور ''تبلیغ'' میں بھی شائع کر کے ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... بحر اور فقہ کی دیگر کتابوں میں ہے کہ جو حکم قربانی کے گوشت کا ہے وہی حکم قربانی کی کھال کا بھی ہے مالک کو اس بات کا کامل اختیار ہے کہ وہ چمڑے کو اپنے استعمال میں رکھے یا دوسرے کسی کو دیدے (جیسا کہ گوشت کا حکم ہے) اور اگر مالک خود بیچ دے یا وکیل کے ذریعہ فروخت کر دے تو اس رقم کا غرباء میں صدقہ کرنا واجب ہو جاتا ہے، لہٰذا غرباء کے ذریعہ ذمہ سے واجب ادا ہو جانے پر ان کا احسان ماننا چاہئے، ان کو دھتکارنا اور ان پر احسان جتلانا جائز نہیں، نیز یہ عقلمندی کی بات بھی نہیں ہے، اگر کسی ادارہ یا جماعت میں ایسا ہوتا ہو جیسا کہ سوال میں لکھا ہے تو اس کی اصلاح کرنی چاہئے اگر اصلاح نہ ہو سکے تو ایسے ادارہ یا جماعت کو چمڑا نہیں دینا چاہئے۔

﴿۲۴۵۴﴾ قربانی کی قضا میں کون سے صدقہ کا اعتبار ہوگا؟

سوال: ایک شخص ہر سال اپنی واجب قربانی بڑے جانور میں ساتواں حصّہ رکھ کر کرتا ہے،

اتفاق سے اس سال یہ شخص قربانی کے ایام میں قربانی نہیں کرسکا، تو اب اس کی قضاء کے طور پر ایک بکرے یا مینڈھے کی قیمت صدقہ کرنی پڑے گی یا بڑے جانور کے ساتویں حصّہ کی قیمت صدقہ کرنی پڑے گی؟ بکرے اور مینڈھے کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور بڑے جانور کے ساتویں حصّہ کی قیمت کم ہوتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اس سال آپ پر قربانی واجب تھی اور آپ نے ایام نحر میں واجب قربانی ادا نہیں کی تو اب ایام نحر گزر جانے کے بعد ایک درمیانی قیمت کا بکرا صدقہ کرنا پڑے گا، بڑے جانور کے ساتویں حصہ کا اعتبار نہیں ہوگا، بڑے جانور کے ساتویں حصہ کی قیمت کا صدقہ کرنے سے ذمہ سے آپ بری نہیں ہوں گے۔

﴿۲۴۵۵﴾ ایصال ثواب کی نیت سے ایام نحر میں کان کٹا بکرا خریدنے سے اس کی قربانی واجب ہوگی یا نہیں؟

سوال: ایک شخص نے اپنی اور اپنے گھر والوں کی قربانی بڑے جانور میں حصّہ لے کر کرائی، اس کے بعد اس کا ارادہ حضور اقدس ﷺ کے لئے قربانی کرنے کا ہوا، قربانی کے دوسرے دن اس نے اپنے لڑکے کو بکرا خریدنے کے لئے بھیجا اب وہ لڑکا جو بکرا خرید کر لایا اس کے کان کٹے ہوئے تھے اس لئے وہ قربانی میں کام نہیں آیا، تو اب حضور ﷺ کی قربانی کے لئے کیا کیا جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورتِ مسئولہ میں اس پر جو واجب قربانی تھی وہ بڑے جانور میں ادا کر دی گئی، اور حضور اقدس ﷺ کے ایصال ثواب کے لئے قربانی کی نیت کر کے جانور خریدا، وہ اتفاقاً ایسا تھا کہ عیب کی وجہ سے قربانی کے لائق نہیں تھا، لہٰذا اس کی

قربانی نہ ہوسکی اوراس کو ذبح کرنا واجب نہیں ہوا، اوراب قربانی کے ایام باقی نہیں رہے، لہٰذا آپ پر کوئی ذمہ داری باقی نہیں رہی اس کے باوجود اگر آپ اتنی رقم کا صدقہ کر کے ایصالِ ثواب کریں تو بہت اچھا ہوگا اور ثواب بھی ملے گا اور فی الحال اس جانور کو آپ اپنے استعمال میں لانا چاہیں تو لا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۵۶﴾ کسی مانع کی وجہ سے قربانی نہ کرنا

سوال: ایک گاؤں میں قربانی کے جانور ہیں اور سرکاری قاعدہ کے مطابق سرکاری پہرے محلّے محلّے میں قائم ہیں، سرکاری قاعدہ کے مطابق ذاتی جگہوں میں بھی ذبح نہیں کرنے دیا جارہا ہے انہی حالات میں عید کے ایام گذر گئے، تو اب ان جانوروں کا کیا کیا جائے؟ اور ہم نے ثواب کی نیت سے جانور رکھے تھے تو اب ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: قربانی کے ایام میں قربانی کے جانوروں کی قربانی نہ ہوسکی تو ایام نحر گذر جانے کے بعد ان جانوروں کو صدقہ کر دینے سے ثواب مل جائے گا۔ (بحر:۸)

﴿۲۴۵۷﴾ اس سال کی قربانی آئندہ سال کرنا

سوال: ایک شخص پر قربانی فرض ہے، وہ ہر سال قربانی کرتا بھی ہے اس سال یہ کہہ کر قربانی نہ کی کہ آئندہ سال کریں گے تو سوال یہ ہے کہ اس سال کی قربانی آئندہ سال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......جس شخص پر شرعاً قربانی واجب ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو سخت گنہگار ہوگا، اس پر ضروری ہے کہ متوسط درجہ کے بکرے کی قیمت غریب محتاج پر صدقہ کر دے، اس سال کی قربانی آئندہ سال کرنا درست نہیں ہے اور اس طرح قربانی

کرنے سے واجب ادانہیں ہوگا۔(شامی، عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۵۸﴾ قربانی ہرسال واجب ہوگی یازندگی میں ایک مرتبہ؟

سوال: کیا ہر صاحبِ مال پر قربانی کرنا واجب ہے؟ قربانی ہر سال کرنا واجب ہے یا زندگی میں ایک ہی مرتبہ کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جس شخص کے پاس ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق کے وقت نصاب کے برابر مال ہو اور وہ اس کی اور اس کی اولاد وغیرہ کی ضرورت سے زائد ہو تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی، ایک مرتبہ قربانی کرنے سے زندگی بھر کا واجب ادانہیں ہوتا، بلکہ مذکورہ تاریخ کی آمد سے نئے سال میں نئی قربانی واجب ہوتی رہتی ہے۔(شامی، ہدایہ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۵۹﴾ ایام نحر میں مالدار کا غریب اور غریب کا مالدار ہوجانا

سوال: ایک شخص نے ایام نحر شروع ہونے سے قبل یا ایام نحر میں قربانی کے لئے جانور خریدا اور تیسرا دن آنے سے قبل وہ شخص اتفاقاً غریب ہوگیا، تو کیا اس جانور کی قربانی کرنا اس پر واجب ہوگی؟ یا وجوب اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا؟ اگر وجوب ذمہ میں باقی ہے تو کیوں؟ اور اگر غریب نے قربانی کی اور اتفاقاً تیسرا دن آنے سے قبل مالدار ہو گیا تو کیا اسے دوسرے جانور کی قربانی کرنی پڑے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ایام نحر کی صبح صادق کے بعد وہ شخص مالدار تھا اس وجہ سے قربانی واجب ہوگی بعد میں غریب ہونے سے وہ وجوب ساقط نہیں ہوگا۔ (ردالمختار ج:۵ص:۴۰۱) اور دوسری صورت میں دو قول ہیں، مگر متاخرین فقہاء کی تشریح کے مطابق

اس شخص کو قربانی کا اعادہ لازم نہ ہوگا۔(بحوالۂ مذکورہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۶۰﴾ رقم وقت پر نہ ملنے کی وجہ سے قربانی نہیں ہوئی تو اب اسکی تلافی کی کیا صورت ہے؟

سوال: ایک صاحب نے بیرون ملک سے بقرعید سے قبل ہندوستان کے اپنے رشتہ داروں پر بذریعۂ رجسٹری ڈاک رقم ارسال کی، رجسٹری پر ان سے پتہ لکھنے میں غلطی ہوئی جس کی وجہ سے رجسٹر بقرعید کے بعد واپس انہیں کو مل گیا تو اب ان روپیوں کا کیا کیا جائے؟ مسجد یا مدرسہ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ ان روپیوں سے آئندہ سال قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... رقم ارسال کرنے والے پر قربانی واجب ہو اور سوال میں لکھنے کے مطابق کسی وجہ سے قربانی نہ ہوسکی، تو اب ایک بکرے کی قیمت صدقہ کر دینے سے واجب ادا ہو جائے گا، اور مابقیہ رقم اپنے استعمال میں لانا بھی درست ہے اور صدقہ کرنا چاہے تو صدقہ بھی کر سکتے ہیں۔

﴿۲۴۶۱﴾ جانور میں عیب

سوال: قربانی کے جانور میں ایسا کونسا عیب ہے کہ جس کے ہونے سے قربانی درست نہیں ہوتی؟ یعنی جس کی وجہ سے قربانی نہ کر سکتے ہوں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... جو چیز عیب شمار ہوتی ہے جیسے کہ کوڑھ ہونا، لنگ ہونا، کان اور دم کا کٹا ہوا ہونا یا بالکل دانتوں کا نہ ہونا وغیرہ وغیرہ تو ان جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے۔(شامی ج:۵ ص:۲۰۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۶۲﴾ ایک خصیہ والے بکرے کی قربانی

سوال: جو بکرا ماں کے پیٹ ہی سے بغیر خصیے کے پیدا ہوا ہو اس کی قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز بکرے کا ایک ہی خصیہ ہو یا کسی بیماری کی وجہ سے ایک خصیہ ہو گیا ہو تو اس کی قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بغیر خصیے والا بکرا یا ایک خصیہ والے بکرے کی قربانی کر سکتے ہیں، جیسے خصی بکرے کی قربانی کر سکتے ہیں اسی طرح اس کی بھی قربانی کر سکتے ہیں۔

﴿۲۴۶۳﴾ آگے والے دانت گرے ہوئے بکرے کی قربانی

سوال: قربانی کے جانور کے آگے والے دانت گر گئے ہوں اور ڈاڑھ برقرار ہو تو ایسے جانور کی قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قربانی کے جانور کے اکثر دانت سالم ہوں اور کچھ ساقط ہو گئے ہوں تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۶۴﴾ داغ والے جانور کی قربانی

سوال: قربانی کی گائے کے دونوں کان پر تین داغ ہیں اور اس گائے کے کان کے اوپر ابھی تک بال نہیں آئے تو کیا اس گائے کی قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......قربانی کے جانور کو اگر داغ لگایا گیا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے چاہے بال اُگے ہوں یا نہ اُگے ہوں۔ (شامی ج:۵ ص:۲۰۷)

﴿۲۴۶۵﴾ بغیر دانت والے جانور کی قربانی

سوال: میرے گھر میں پالا ہوا بڑا جانور دو سال، تین مہینہ کا ہے لیکن ابھی تک دانت نہیں

آئے ہیں اور مجھے اسی جانور کی قربانی کرنی ہے تو کیا اس جانور کی قربانی درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ایسے جانور جن کے بالکل دانت ہی نہ ہوں تو ان کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی ج:۵ص:۲۰۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۶۶﴾ ایک ثلث سے کم بینائی والے بکرے کی قربانی اور اسے پہچاننے کا طریقہ

سوال: ایک بکرے کی ایک آنکھ سالم ہے اور دوسری آنکھ سے برابر نظر نہیں آتا، اور اس آنکھ کے پاس ہاتھ لے جاتے ہیں تو وہ پلک جھپکاتا ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسے تھوڑا بہت نظر آتا ہے تو یہ جانور قربانی کے کام آ سکتا ہے یا نہیں؟ پیدائش کے وقت اس کی آنکھ اچھی تھی بعد میں اس کی آنکھ خراب ہوگئی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں بکرے کی ایک آنکھ اچھی ہے اور دوسری آنکھ سے اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا تو اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ آنکھ کی روشنی ایک ثلث یا اس سے زائد ختم ہوگئی ہو تو اس کی قربانی درست نہیں اور اس کو پہچاننے کی علامت یہ ہے کہ ایک دو دن اس بکرے کو بالکل چارہ نہ کھلایا جائے پھر اس کی ایک آنکھ پر پٹہ باندھ دیا جائے اور دور سے اسے چارہ دکھایا جائے اگر اس کو چارہ دکھائی نہ دے تو آہستہ آہستہ اس کے قریب لائیں پھر جب اسے چارہ دکھائی دے تو اس جگہ نشانی کر دی جائے، اب اسی طرح دوسری آنکھ جس پر پٹہ نہیں باندھا تھا اس پر پہلی آنکھ کی طرح پٹہ باندھ دیا جائے اور پہلی آنکھ کا پٹہ کھول دیا جائے پھر دوبارہ دور سے چارہ دکھایا جائے پھر جس جگہ پہنچ کر وہ چارہ دیکھ لے اس جگہ نشانی کر دی جائے اور دونوں جگہوں کو ناپا جائے، مثلاً پہلی آنکھ سے پانچ فٹ دور سے چارہ دیکھ لیا اور دوسری آنکھ سے پندرہ فٹ دور سے چارہ دیکھ لیا تو سمجھا

جائے گا کہ ایک ثلث روشنی نہیں ہے، لہٰذا قربانی جائز نہیں ہوگی۔ (شامی ج:۵ ص:۲۰۶ ،اور ہدایہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۶۷﴾ جشن عید قربانی غلط رسم ہے

سوال: (۱) یہاں ایک برادری کے تقریباً ڈیڑھ سو، دوسو مکان ہیں اور یہ تمام حضرات بقرعید کے موقع پر اپنی قوم کے صاحب نصاب حضرات کے پاس سے ان کی قربانی کے جانوروں کو جمع کر لیتے ہیں اور دسویں تاریخ کے بجائے گیارہویں کے دن اجتماعی طور پر ایک جگہ تمام جانوروں کی قربانی کر کے ایک ساتھ سب مل کر پکا کر کھاتے ہیں، اس کے خرچ کے لئے گیارہویں تاریخ کو چندہ کیا جاتا ہے، اس میں مردوں اور عورتوں کو دعوت دے کر بلایا جاتا ہے، تو اس طرح دسویں کی بجائے گیارہویں کو قربانی کرنا اور مرد، عورتوں کا مل کر دعوت کھانا کیسا ہے؟ اس عمل میں شرعی نقطہ نظر سے کیا کیا خرابیاں ہیں؟ اس سلسلہ میں ایک آدمی نے فتویٰ پوچھا ہے کہ اس کام کو بند کرنا بہتر ہے، یا اسے جاری رکھنا چاہئے، اس سے برادری میں اتحاد پیدا ہوتا ہے؟ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں اس کا گناہ نہ ہوگا، لہٰذا مذکورہ کام کرنے والے گنہگار رہوں گے یا نہیں؟ اور یہ کام بدعت میں شمار ہوگا یا نہیں؟

(۲) اوپر والے سوال میں مذکورہ کاموں میں لوگ اپنا جانور دیتے ہیں تو ان کی قربانی کا وجوب ادا ہوگا یا نہیں؟ قربانی ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... (۱) سوال میں مذکورہ طریقہ نہ تو حضور ﷺ سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے اور نہ ہی ائمۂ مجتہدین سے اس کا ثبوت ملتا ہے، نیز اس عمل میں اجنبی مرد اور عورتوں کا آپس میں اختلاط اور دسویں تاریخ کو ذبح نہ کرنے دینا

وغیرہ غیر شرعی عمل کی ترویج ہے اس لئے ان کاموں سے بچنا چاہئے اور یہ طریقہ بند کر دینا چاہئے، قربانی تین دن تک ہو سکتی ہے لیکن دسویں دن قربانی کرنا افضل ہے اور یہ افضلیت اس مذکورہ طریقے سے حاصل نہیں ہو سکتی، خوشی منانا اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہنا اچھا کام ہے لیکن حد سے تجاوز کرنا کہاں سے بہتر ہو سکتا ہے؟ نیز آگے چل کر نئے نئے فتنے اور فسق و فجور وجود میں آنے کا خطرہ ہے، لہٰذا یہ رسم بند کر دینی چاہئے۔

(۲) جانور دینے والے حضرات کی قربانی ادا ہو جائے گی، البتہ گناہ کے کام میں مدد کرنے وجہ سے اس کا الگ گناہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

التوکیل بالاضحیة

﴿۲۴۶۸﴾ وکیل کا خود کی مرضی سے ایک جانور کی جگہ دو جانور کی قربانی کرنا

سوال: مجھے ایک شخص نے کچھ روپے دے کر مامور کیا کہ میں اس شخص کی طرف سے ایک قربانی کروں، اس نے جتنی رقم دی تھی اس سے میں نے دو جانور خریدے اور اس کے نام سے دونوں جانوروں کی قربانی کی۔ تو کیا میں نے کچھ غلط کیا؟ از روئے شریعت میرے لئے کیا حکم ہے؟ کیا اس میں کچھ حرج ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب کوئی شخص کسی کو اپنی جانب سے قربانی کرنے کا وکیل بناتا ہے، تو وکیل کو مؤکل کے حکم کے مطابق قربانی کرنا اور مؤکل نے جس قسم کے جانور کی قربانی کے لئے وکیل بنایا ہو اسی کے مطابق قربانی کرنا لازم اور ضروری ہے۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں ایک اچھے سے اچھے بڑے جانور کی قربانی کرنا چاہئے تھا، اور جو رقم بچ جائے وہ مالک کو واپس لوٹانی چاہئے تھی۔

اب اتنی رقم میں دو جانور خرید کر اس کی طرف سے قربانی کی گئی، تو ایک جانور کی قربانی تو رقم بھیجنے والے کی طرف سے ادا ہوگئی، لیکن اس رقم میں سے دوسرا جانور لے کر اس کی قربانی بھی وکیل نے کر دی، اور مؤکل نے دوسری قربانی کا امر نہیں دیا تھا، لہٰذا وکیل دوسرے جانور کا اختیار نہیں رکھتا، اس لئے اب دوسرے جانور کی جو بھی رقم ہو اتنی رقم کا ضامن بن کر اپنی طرف سے وہ رقم ادا کرنی پڑے گی۔ مؤکل کو اطلاع کی اور وہ راضی ہو گیا تو تمہیں ضمان نہیں دینا پڑیگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۶۹﴾ قربانی کے لئے وکیل بناتے وقت جانور کی قسم اور قیمت کا بتانا ضروری ہے۔

سوال: آج کل مالداروں کا یہ طریقہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں یا دوستوں کو لکھ دیتے ہیں کہ میری طرف سے قربانی کر دینا، اور قربانی کے جو بھی روپے ہوں گے وہ میں بعد میں دے دوں گا۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا مؤکل کا وکیل کو جانور کی قسم اور اس کی قیمت کا شروع میں بتا دینا ضروری ہے؟ اگر یہ مسئلہ صحیح ہے تو اس کی صحیح صورت حال کیا ہے؟ اس کی تفصیل بیان فرمادیں؟

نیز کبھی کبھی باہر ملک سے خط آتا ہے اور لکھتے ہیں کہ میری طرف سے قربانی کر لینا، کتنی قیمت والا اور کس قسم کا جانور خریدنا ہے اس کی کوئی تفصیل نہیں ہوتی، تو اگر وکیل کسی بھی قسم کا جانور خرید کر اس کی قربانی کرلے تو قربانی ادا ہوگی یا نہیں؟ کبھی کبھی صرف اتنا لکھ دیتے ہیں کہ میری طرف سے قربانی کر لینا اور رقم بھیجنے نہ بھیجنے کی بھی کوئی صراحت نہیں ہوتی، اس کے باوجود اگر مامور قربانی کرے تو آمر کی طرف سے وہ قربانی ادا ہوگی یا نہیں؟ اور بعد میں مامور کو رقم مانگنے کا حق ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورتِ مسئولہ میں عرض یہ ہے کہ قربانی کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا جائے تو جانور کی قسم اور قیمت کی مقدار بتانا ضروری ہے، جس کی وجہ سے وکیل اس کی حد میں رہ کر کام کر سکے، اگر یہ چیزیں نہ بتائی جائیں تو وکالت صحیح نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے وہ وکیل شمار نہیں ہوگا اور قربانی کروانے والے کی طرف سے وہ قربانی ادا نہیں ہوگی۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۷-۳۰۲) اور جب یہ وکیل نہیں بنا ہے تو اس کا

خریدا ہوا جانور مؤکل کی ملک میں نہیں آتا، اور قربانی کروانے والے کے لئے جانور کا اس کی ملک میں ہونا قربانی کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے۔

لہٰذا ایسی وکالت میں کسی نے جانور کی قربانی کی ہو تو یہ جانور وکیل کی طرف سے قربانی کا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۷۰﴾ آمر کی اجازت کے بغیر قربانی کی تو قربانی کی رقم اس سے لے سکتے ہیں؟

سوال: میرا بھائی انگلینڈ میں رہتا ہے، اور ہر سال مجھے خط لکھ کر قربانی کے لئے کہتا ہے، گذشتہ سال قربانی کرنے کے لئے خط لکھا تھا لیکن انگلینڈ میں پوسٹ اسٹرائک کی وجہ سے بروقت خط نہ ملا، اور ایام نحر میں ہر سال کے معمول کے مطابق میں نے بھائی کے نام سے قربانی کردی، ایام نحر کے گزر جانے کے بعد مجھے بھائی کا خط ملا، اس میں بڑے جانور کی قربانی کے لئے لکھا ہوا تھا، جس کے سات حصوں میں سے ایک خود اپنا اور چار حیات رشتہ داروں کا اور ایک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ایک اباجی کا تھا، اور اس کے مطابق قربانی کرنے کو لکھا تھا، تو میں اب اس بڑے جانور کے روپیوں کا کیا کروں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ کے پاس جو رقم آئی ہے اس کا مالک آپ کا بھائی ہی ہے، ان کی رضامندی کے مطابق آپ کو انتظام کرنا پڑے گا، آپ نے بھائی کی طرف سے قربانی کی ہے تو اگر آپ کا بھائی اس پر راضی ہو جاتا ہے اور اس جانور کی رقم آپ کو دیدے تو آپ لے سکتے ہو۔

﴿۲۴۷۱﴾ کیا بیوی کی قربانی میں بیوی کی اجازت ضروری ہے؟

سوال: شوہر خود کی قربانی کے ساتھ بیوی کی قربانی بھی کرے تو کیا اس کو خبر کرنا ضروری

ہے؟ اگر عورت مالدار ہو تو اس کے ذمہ سے واجب ادا ہو جائے گا؟ یا پھر اس کو اپنے مال میں سے دوبارہ قربانی کرنی پڑے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عورت پر قربانی واجب ہو تو اس واجب کی ادائیگی کے لئے اس کے حکم یا اجازت سے شوہر یا کوئی اور قربانی کرے تو واجب ادا ہو جائے گا۔

﴿۲۴۷۲﴾ قربانی کے لئے وکیل بنا دینے کے بعد مؤکل کا انتقال ہو جانا

سوال: بیرون ملک رہنے والے ایک شخص نے اپنے ہوش و حواس اور تندرستی کی حالت میں اپنے ایک رشتہ دار کو خط لکھا کہ میری جو رقم تمہارے پاس جمع ہے اس میں سے ایک جانور خرید کر قربانی کر دو۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ جس شخص کا خط آیا تھا اس کا بیرون ملک میں اچانک انتقال ہو گیا۔ تو مذکور شخص کے خط کے مطابق قربانی کرنی چاہئے یا نہیں؟ اگر قربانی کرنا ضروری ہے تو یہ قربانی واجب شمار ہو گی یا نفل؟ اس کا گوشت صاحبِ نصاب کھا سکتا ہے یا نہیں؟ مرحوم بھی صاحبِ نصاب تھے، اپنے پیچھے ایک یتیم بچہ چھوڑ کر گئے ہیں، قربانی کا جانور سات حصوں والا خریدنے کے لئے لکھا تھا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورتِ مسئولہ میں مرحوم نے قربانی کے لئے جس شخص کو وکیل بنایا ہے، وہ اس کی موت کی وجہ سے خود بخود معزول ہو جائے گا، اور وہ رقم اس معزول وکیل کے پاس امانت کے طور پر رہے گی جو ان کے ورثاء کو واپس کرنی پڑے گی۔ لہٰذا مذکورہ خط کی بناء پر قربانی نہیں کر سکتے۔ (شامی ج:۴ ص:۴۱۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۷۳﴾ وکیل کا کچھ رقم اپنی طرف سے ڈال کر قربانی کرنا

سوال: بیرون ملک میں رہنے والے ایک صاحب نے قربانی کا جانور خریدنے کے لئے

کچھ رقم بھیجی ہے اور خط میں لکھا ہے کہ قربانی کا جانور خرید کر قربانی کر دینا، اب اچھا جانور خریدنے کے لئے کچھ مزید رقم کی ضرورت ہے۔ رقم بھیجنے والا شخص ہمارے گھر کے لوگوں کی طرح ہے تو جو رقم ہے اپنی جانب سے اتنی ڈال کر قربانی کر دوں تو جائز ہے یا نہیں؟ یا اس کی اجازت لینی ضروری ہے؟ مجھے اس شخص پر اعتماد ہے کہ خط ملتے ہی وہ فوراً رقم بھیج دے گا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اس طرح کم ہونے والی رقم کے ساتھ مزید رقم اپنی جانب سے شامل کر کے جانور خرید کر مؤکل کی جانب سے قربانی کرنے سے قربانی ادا ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ما يتعلق بجلود الاضحية

﴿۲۴۷۴﴾ ذبح کی اجرت میں کھال دینا

سوال: ایک شخص جانور خرید کر اس کا مالک بنا، اور اس نے مذبح والے سے ذبح کی اجرت طے کی، بعد میں مذبح والوں نے چمڑے کے عوض ہی جانور کو ذبح کر دیا اور کٹائی کر دی، تو کیا اس طرح قربانی صحیح ہوگئی؟ یہاں کٹائی کی قیمت دینی پڑتی ہے، نیز یہاں کٹائی کرنا بھی بہت مشکل ہے اور مذبح والے ہمیں ہاتھ بھی لگانے نہیں دیتے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ذبح کی اجرت میں جانور کا چمڑا نہیں دینا چاہئے، لیکن کوئی شخص قصائی یا ذبح کرنے والے کو چمڑا دے دے تو اس چمڑے کی قیمت جتنی ہوتی ہو اتنی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (ہندیہ: ۸۳)۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں چمڑے کی قیمت کا صدقہ کر دیا جائے تو قربانی صحیح ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۷۵﴾ وکیل کا چمڑا رکھ لینا

سوال: ایک شخص کے پاس بیرون سے قربانی کے لئے رقم آئی، تو وہ شخص اس قربانی کے جانور کا چمڑا خود کے استعمال میں لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بیرون سے قربانی کے لئے رقم آئی ہو اور اس رقم سے قربانی کی جائے تو اس کے گوشت کا جس طرح انتظام کرنے کے لئے لکھا ہو اس کے مطابق چمڑے اور گوشت کا انتظام کرنا وکیل پر ضروری ہے، اور اگر وکیل یا وکیل کے گھر والوں کے لئے استعمال میں لانے کی اجازت دی ہو تو جتنا چاہے اتنا گوشت اور کھال رکھ سکتا ہے، اور اگر اجازت نہ دی ہو تو وکیل اپنے استعمال میں نہیں لا سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۷۶﴾ وکیل کھال خرید سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: وکیل قربانی کے جانور کی کھال کی قیمت طے کر کے اس کی قیمت مستحق لوگوں کو دیدے تو وہ کھال خود اپنے استعمال میں وکیل لاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کھال کسی کو دینے یا صدقہ کرنے کے لئے مالک نے کہا ہو اور وکیل خود اسے خریدنا چاہے تو اس کا خریدنا جائز نہیں ہے (عالمگیری) اور مستحق کو رقم دینے کے باوجود وکیل کو کھال استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۷۷﴾ وکیل کا کھال خود رکھ لینا

سوال: ایک شخص کے پاس بیرون ملک سے قربانی کے لئے رقم آئی ہوئی ہے، تو کیا یہ شخص قربانی کے جانور کی کھال اپنے ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بیرون ملک سے قربانی کے لئے آئی ہوئی رقم سے قربانی کی جائے تو اس کے گوشت کا جس طرح نظم کرنے کے لئے کہا گیا ہے اسی طرح کھال اور گوشت کا نظم کرنا وکیل پر ضروری ہے اور اگر خود کے لئے اور گھر والوں کے لئے اسے رکھنے کی اجازت دی گئی ہو تو جتنا چاہے اتنا گوشت یا کھال رکھ سکتا ہے اور اگر اجازت نہ دی گئی ہو تو وکیل اپنے ذاتی استعمال میں نہیں لاسکتا۔

﴿۲۴۷۸﴾ وکیل کا کھال اپنے استعمال میں لانا

سوال: وکیل قربانی کے جانور کی کھال کی قیمت مقرر کر کے اس کے مطابق رقم مستحق کو دے کر اس کھال کو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کھال کسی کو دینے کے لئے یا صدقہ کرنے کے لئے تحریر

کیا ہو اور وکیل خود خریدنا چاہے تو اس کا خریدنا جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری) اور اس صورت میں مستحق کو رقم دے دینے کے باوجود بھی چمڑے کا استعمال جائز نہیں ہوگا۔

﴿۲۴۷۹﴾ چرم قربانی کو استعمال میں لانا

سوال: قربانی کی کھال اپنے ذاتی استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر استعمال کر سکتے ہیں تو کن کن کاموں میں استعمال کر سکتے ہیں؟ جوتا، چپل وغیرہ بنا کر استعمال استعمال کر سکتے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قربانی کے جانور کی کھال سے رسّی، جوتا، چپل مصلیٰ وغیرہ بنانا نیز خود اپنے بیٹھنے وغیرہ کے استعمال میں رکھنا بھی جائز ہے۔ (شامی)

﴿۲۴۸۰﴾ چرم قربانی کی رقم سے گدے بنوانا یا مسجد کے کام میں لینا

سوال: چرم قربانی کے روپے مسجد میں دے سکتے ہیں یا نہیں یا مسجد میں غریب مسافروں کے لئے گدّے وغیرہ بنوا کر ان کے استعمال کے لئے رکھنا درست ہے یا نہیں؟ ان دونوں مصرفوں میں سے کھال کی رقم کو کس مصرف میں استعمال کرنا افضل ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قربانی کے گوشت کا جو حکم ہے وہی حکم اس کی کھال کا بھی ہے یا تو خود استعمال کرے یا دوسروں کو دیدے لیکن اگر بیچ دے یا کسی دوسرے کے ذریعہ فروخت کردے تو اب اس سے حاصل ہونے والی رقم غریب اور محتاج مسلمانوں کو صدقہ کرنا ضروری ہے اس وقت تک اس رقم کا صدقہ نہیں کیا جائے گا تب تک قربانی ناقص رہے گی اور مسجد یا مدرسہ یا ان کے لئے بنائے جانے والے گدّے وغیرہ کسی کی ملکیت نہیں ہوتی؛ اس لئے زکوٰۃ کی طرح ان چیزوں میں چمڑے کی رقم کا استعمال درست نہیں ہے۔

﴿۲۴۸۱﴾ کھال کی رقم سے اسکول کی کتابیں اور مدرسہ کی کتابیں خرید کر غریب بچوں کو دینا

سوال: چرم قربانی کی رقم سے مدرسہ میں پڑھنے والے غریب بچوں کو قرآن شریف اور کتابیں وغیرہ خرید کر دینا زیادہ بہتر ہے یا اسکول میں پڑھنے والے بچوں کو اسکول کی کتابیں خرید کر دینا زیادہ بہتر ہے؟ یا بچوں کو نقد روپے دے دینا زیادہ بہتر ہے ان تینوں صورتوں میں سے کونسی صورت بہتر ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قربانی کا جانور اگر بیچ دیا گیا ہو تو اس سے حاصل شدہ رقم غریب اور محتاج مسلمانوں کو تملیکاً دے دینا ضروری ہے، وہ نابالغ بچّے جن کے والدین غریب ہیں انہیں دینا بھی جائز ہے اسی طرح انہیں اس رقم سے دینی یا دنیوی کتابیں خرید کر دینا بھی درست ہے لیکن دینی کام میں استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے۔

﴿۲۴۸۲﴾ چرم قربانی کی رقم سے گاؤں کے راستے بنوانا یا لائٹ لگوانا

سوال: چرم قربانی کی رقم گاؤں کے راستے یا لائٹ وغیرہ میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۸۳﴾ کھال کی رقم سے مسجد کے لئے جوتے، چپل یا تولیہ خریدنا

سوال: چرم قربانی کے روپے سے مسجد کے لئے جوتے، چپل اور تولیہ وغیرہ لانا کیسا ہے؟ یا امام مؤذن یا کسی دوسرے حقدار مدرس کو دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کے لئے جوتے، چپل اور تولیہ وغیرہ لانا جائز نہیں ہے، امام ومؤذن حقدار ہوں تو ان پر صدقہ کرنا درست ہے، تنخواہ میں دینا جائز نہیں

ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۸۴﴾ کھال دو تین سال چھوڑے رکھنا

سوال: قربانی کی کھال کب تک رکھ چھوڑنا جائز ہے؟ کیا ایک سال یا دو سال یا تین سال کے بعد استعمال کرے تو گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......اس سلسلہ میں شریعت کی طرف سے کوئی مدت متعین نہیں ہے، البتہ کھال بیچ دی ہو تو اس رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے، لہذا جتنی جلدی ہو سکے اس واجب کو ادا کر دینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۸۵﴾ بیت المال میں کھال کی رقم دینا

سوال: ہمارے یہاں بوٹاد (Botad) میں بیت المال کا نظام چلتا ہے، اس میں سے غرباء و مساکین کو غلہ اسی طرح بیماروں کو دوائی دی جاتی ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ بیت المال والے اس خرچ کے پورا کرنے کے لئے لوگوں سے قربانی کی کھالیں لے سکتے ہیں یا نہیں؟ امام صاحب قربانی کی کھال لے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ بیت المال میں سے صرف غریب مسکین مسلمانوں کی ہی مدد کی جاتی ہو تو اس میں قربانی کے کھال کی آمدنی استعمال کر سکتے ہیں؛ کیونکہ کھال کا حکم یہ ہے کہ اس کو بیچنے کے بعد اس کی آمدنی غریب محتاجوں کو صدقہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ (شامی، ہندیہ)

﴿۲۴۸۶﴾ مسلم جماعت کا کھال کا چندہ اور استعمال کا طریقہ کار

سوال: ہمارے گاؤں کے لوگ قربانی کا چمڑا گاؤں کی ''مسلم جماعت'' کو دیتے ہیں،

۱۹۷۹ء میں اس ادارہ کو جن لوگوں کی طرف سے چمڑے ملے تھے ان کو مسلم جماعت نے رسید دی تھی، جس پر لکھا ہوا تھا کہ ''یہ چمڑا ادارہ کو ہدیہ کے طور پر ملا ہے'' یہ تمام چمڑے بیچ کر اس رقم سے گاؤں کے نوجوانوں نے غرباء وحقداروں کو بغیر کسی ناانصافی کے گرم کمبل دیئے تھے، نیز کپڑے سلا کر دئے تھے اب اس سال یعنی کہ ۱۹۸۰ء میں ادارہ کو ملے ہوئے چمڑوں کی رسید ادارہ نے کسی کو نہیں دی، ادارہ نے ان چمڑوں کو بیچ کر برتن اور کپڑے لا کر غریبوں اور حقداروں میں تقسیم کردئے، تو اس طرح برتن اور کپڑے لا کر دینا شریعت کی رو سے غلط ہو تو بتائیں؟ نیز اس سال جو برتن غریبوں میں تقسیم کئے گئے ان برتنوں پر صرف ''مسلم جماعت'' لکھا ہوا تھا اور جس کو دیا گیا ہے اس کا نام لیکن ''یہ مسلم جماعت کی طرف سے ہے'' ایسا لکھا ہوا نہیں تھا، تو ان برتنوں پر اس طرح نام لکھنا غلط ہو تو مطلع فرما کر مہربانی فرمائیں۔

چرم قربانی کی رقم سے ادارہ نے چند غریبوں کے گھروں میں لائٹ فیٹنگ بھی کروائی ہے اور یہ کام کرنے سے قبل ادارہ کے ذمہ داروں نے انہیں روپیوں کا مالک بنا دیا تھا اور اس کے بعد ان حقداروں کے کہنے کی وجہ سے ان کے گھروں میں لائٹ فیٹنگ کروا دی تھی، یہ رقم اس طرح استعمال کرنے میں اگر کوئی غلطی ہو تو مطلع فرمائیں، نیز آئندہ چمڑے کی رقم کس طرح استعمال کی جائے؟ اس کی بھی رہنمائی فرمائیں۔

یہ ادارہ تمام کھالوں کو ایک ساتھ اسی وجہ سے بیچتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ رقم حاصل ہو اور ان رقوم سے غرباء اور حقداروں کو زیادہ سے زیادہ نفع پہونچے۔ ادارہ کا مقصد تو بس یہی ہے کہ ان چمڑوں کی زیادہ سے زیادہ آمدنی آئے اور یہ آمدنی غریبوں اور حقداروں میں تقسیم ہو یہ ادارہ اسی طرح کام کرتا ہے، اگر اس سلسلہ میں کوئی غلط اور ناجائز کام ہوتا ہو تو

ضرور متنبہ فرمائیں۔

ادارہ کو ملے ہوئے چمڑوں کو بیچنے سے آنے والی آمدنی ادارہ دوسرے کسی کام میں استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟ اوراس آمدنی کا دوسرا کوئی استعمال ہوسکتا ہے؟ اوراگرادارہ استعمال کرے توکس جگہ استعمال کرنا چاہئے؟ جواب دے کرمہربانی فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... چرم قربانی کا بھی وہی حکم ہے جوقربانی کے گوشت کا ہے لہٰذا بخشش کے طور پرغریب اور مالدار ہرایک کو دینا جائز ہے، لیکن اگرانہیں بیچا جائے تو اب اس کی آمدنی غریب مسلمانوں کو تملیکاً دینا ضروری ہے، ادارہ مالک نہیں ہوگا۔

لہٰذاادارہ کوجوچمڑا دیا جائے تواس کی آمدنی بھی غریب مسلمانوں کوتملیکاً دینا ضروری ہے ،لہٰذا جو کپڑے وغیرہ غریب مسلمانوں کو تملیکاً دئے ہیں تو وہ درست ہےاور نام لکھا گیا اس میں کوئی گناہ نہیں، حقدار کو مالک بنانے کے بعدان کا وکیل بن کر لائٹ فٹنگ وغیرہ کرنا جائز ہے۔

﴿۲۴۸۷﴾ چرم قربانی کی رقم حیلہ کرکے مدرسہ اورمکتب کےاساتذہ کی تنخواہ میں دینا

سوال: چرم قربانی کی رقم کا حیلہ کرکے گاؤں کے مدرسہ،مکتب میں استعمال کیا جاتا ہے، مدرسہ اورمکتب کے اساتذہ کی تنخواہ میں وہ رقم دی جاتی ہے،تو کیا اس طرح حیلہ کرکے چرم قربانی کی رقم اساتذہ کوتنخواہ کے طور پردے سکتے ہیں؟ بغیر حیلہ کے مدرسہ میں دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قربانی کے جانور کی کھال اپنے استعمال میں رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں اورگوشت کی طرح کسی کوہدیہ دینا چاہیں تو بھی ھدیۃً دے سکتے ہیں،

لیکن اگر اسے فروخت کر دیا جائے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے، مدرسہ میں دینے سے اس کا کوئی مالک بنتا نہیں ہے؛ اس لئے اس میں جو کھال دی جاتی ہے اسے فروخت کر کے وہ رقم کسی غریب شخص کو دے کر مالک بنا دیا جائے پھر وہ غریب شخص اپنی رضامندی سے وہ رقم جس کام میں خرچ کرنے کے لئے دے اس کام میں خرچ کر سکتے ہیں؛ اس لئے سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق حیلہ کر کے امام یا مؤذن کی تنخواہ میں دے سکتے ہیں۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۸۸﴾ ادارہ کا چرم وصولی کا خرچ چرم قربانی کی رقم سے نکالنا

سوال: ہمارے یہاں قربانی کی کھال انجمن میں دی جاتی ہے، انجمن کے کارکنان زیادہ قیمت حاصل کرنے کے لئے کھال کی اچھی طرح صفائی اور نمک پاشی کرتے ہیں اور کھال کی وصولی کے لئے ہاتھ لاری اور مزدوروں کو مزدوری پر رکھتے ہیں تو ان تمام چیزوں کی مزدوری کھال کی رقم میں سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟

نوٹ: کھال کی وصولی بڑی زحمت کے ساتھ کی جاتی ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قربانی کی کھال خود فروخت کرے یا وکیل کے ذریعہ فروخت کرائے اور اس سے جو رقم حاصل ہو وہ پوری رقم محتاج غریب مسلمانوں کو تملیکاً صدقہ کرنا واجب ہے؛ اس لئے انجمن جو صفائی اور حفاظت کے لئے خرچ کرتی ہے، اس خرچ کی رقم کھال سے وصول ہونے والی رقم میں سے نہیں لے سکتی، اس کے لئے الگ فنڈ قائم کرنا چاہئے، اگر مذکورہ خرچ میں کھال کی رقم صرف کی جائے گی، تو تملیک نہ ہونے کی وجہ سے اتنی رقم صدقہ کرنے سے باقی رہ جائے گی۔ (درمختار، امداد الفتاویٰ)

﴿۲۴۸۹﴾ چرم قربانی کی رقم مدرس کی تنخواہ میں استعمال کرنے کا حیلہ

سوال: ہمارے تیس گھروں کی غریب آبادی ہے، ہم غریب آبادی والے قربانی کی کھال کو فروخت کر کے اس سے حاصل ہونے والی رقم مدرسہ میں پڑھانے والے مولانا کی تنخواہ میں دیتے رہتے ہیں، تو کیا یہ رقم مولانا کی تنخواہ میں دینا درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں دے سکتے تو اس کے جواز کی کیا صورت ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورتِ مسئولہ میں قربانی کی کھال کو فروخت کر کے اس کی آمدنی کسی غریب محتاج مسلمان کو تملیکاً دے دینی چاہئے غریب مسلمان کے قبضہ میں آنے کے بعد اس سے کہا جائے کہ مدرس کی تنخواہ کے لئے روپیوں کی ضرورت ہے؛ اس لئے مذکورہ رقم آپ اس میں صرف کرنے کے لئے دیدیں، اگر وہ اپنی رضامندی سے دیدے، تو مذکورہ رقم بطور تنخواہ دینا جائز ہے۔

﴿۲۴۹۰﴾ پھونک مار کر چمڑا اتارنا

سوال: قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس پر سے کھال آسانی سے اتارنے کے لئے کھال میں پھونک مار کر کھال کو پھلایا جاتا ہے، بعض لوگ اسے مکروہ سمجھتے ہیں، پھونک مار کر چمڑے کو اتارنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جانور کو ذبح کرنے کے بعد کھال اتارنے کے لئے پھونک مار کر پھلانا بغیر کسی حرج کے درست ہے جو حضرات مکروہ کہتے ہیں ان سے اس کی دلیل پوچھنی چاہئے۔

﴿۲۴۹۱﴾ نذر کے بکرے کا حکم

سوال: میرے یہاں بکری کے چار بچے مر گئے اور پانچواں بچہ زندہ رہ گیا، تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ بکرا بچ گیا تو اللہ کے نام پر ذبح کر کے تقسیم کر دوں گا تو اب اس بکرے کی قربانی کرنی ہو تو کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں یہ بکرا نذر کا کہلائے گا، لہٰذا نذر کے مطابق اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کرنا پڑے گا۔

﴿۲۴۹۲﴾ قربانی کی نذر کا پورا کرنا

سوال: میں نے ایک بکری اپنی پوتی کو دی تو اس نے دل میں نیت کی کہ اگر اس بکری سے جو پہلا بچہ ہوگا اور وہ نَر بکرا ہوگا تو اس کو اللہ کے نام پر ذبح کرے گی، بعد میں اس بکری نے ایک نر بکرا جنا تو اب اس بکرے کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورتِ مسئولہ میں ارادہ یعنی قربانی کی نیت تھی تو قربانی کرنی پڑے گی، اور دل میں ارادہ منت کی طرح کیا ہو تو بھی اس کو ذبح کر کے اس کا تمام گوشت غریبوں میں تقسیم کرنا پڑے گا اور یہ منت قربانی میں شمار نہیں ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۹۳﴾ نذر کی قربانی کے گوشت کا کیا کیا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا بکرا بیمار ہو گیا تو اس نے منت مانی کہ میرا بکرا صحیح و تندرست ہو گیا تو دو سو روپے والے جانور کی قربانی کروں گا اس کے بعد اس کا بکرا تندرست ہو گیا اور اس نے دو سو روپے کا جانور خرید کر قربانی کی تو اِس

مَنت مانے ہوئے جانور کا گوشت خود کھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور گوشت کس کو دیا جائے مطلع فرمائیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... منت مانے ہوئے بکرے کا گوشت صرف غریب محتاجوں کو دینا ضروری ہے خود کھانا اور مالدار آدمیوں کو دینا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۴۹۴﴾ بچہ کے بال اتارنے میں حلق افضل ہے یا قصر؟

سوال: بچہ کے پیدا ہونے کے ساتویں دن اس کے بال منڈانا افضل ہے یا کترانا افضل ہے؟ اگر بال بالکل نہ اتارے جائیں تو گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حدیث اور فقہ کی کتابوں میں ''حلق'' کا لفظ آیا ہے جس کے معنی مونڈنے کے ہیں، لہٰذا لڑکے کے بال کتروانے سے منڈوانے افضل ہیں (شامی ج:۵)

باب ما يتعلق بالعقيقة

﴿۲۴۹۵﴾ عقیقہ میں گائے ذبح کرنا

سوال: ہمارے گاؤں کے امام صاحب کہتے ہیں کہ عقیقہ میں گائے ذبح کرنا صحیح نہیں ہے، اس سے عقیقہ صحیح نہیں ہوتا، اور دوسرے امام صاحب کہتے ہیں کہ عقیقہ میں گائے ذبح کر سکتے ہیں؟ تو ان دونوں باتوں میں صحیح کونسی ہے؟ گائے میں حصے کرنے ہوں تو کتنے حصے ہو سکتے ہیں؟ عقیقہ کا گوشت شادی میں کھلانا ہو تو کھلا سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عقیقہ کے جانور کے لئے وہی حکم ہے جو قربانی کے جانور اور گوشت کا ہے یعنی جس طرح گائے کی قربانی کرنا شرعاً جائز ہے اسی طرح عقیقہ میں بھی گائے ذبح کرنا جائز ہے اور قربانی کی طرح اس میں بھی سات حصے ہو سکتے ہیں اور عقیقہ کا گوشت پکا کر شادی وغیرہ خوشی کے موقع پر کھلا بھی سکتے ہیں۔ (شامی ج:۵)

﴿۲۴۹۶﴾ بڑی عمر میں اپنا عقیقہ خود کرنا

سوال: ایک زمانہ میں میں بہت غریب تھا، غربت کی وجہ سے میرے والدین نے میرا عقیقہ نہیں کیا، آج اللہ کے فضل وکرم سے میں صاحبِ ثروت ہوں اور قربانی کر سکتا ہوں، میرا عقیقہ میرے والدین نے نہیں کیا ہے اگر میں اسے ادا کروں تو ادا ہوگا یا نہیں؟ اور میں گھر کا ذمہ دار ہوں اگر میرے بھائی بہن اور میری بیوی کا عقیقہ بھی نہ ہوا ہو تو کیا اپنے عقیقے ساتھ ان کا عقیقہ بھی کر سکتا ہوں یا نہیں؟ میرا ان کی طرف سے عقیقہ کرنے سے ان کا عقیقہ ادا ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عقیقہ کرنا فرض یا واجب نہیں ہے صرف مستحب ہے اس

لئے نہ کرنے میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے پھر بھی اگر کوئی بڑی عمر میں اپنا یا گھر والوں کا عقیقہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، ثواب ملے گا۔ (مسلم گجرات فتاویٰ سنگرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۹۷﴾ پہلے ایک بکرے کا عقیقہ کیا، کچھ مدت بعد دوسرا بکرا ذبح کیا تو عقیقہ صحیح ہوا یا نہیں؟

سوال: کسی کی مالی حالت اچھی نہ ہونے کی بناء پر یا جانور کا بروقت میسر نہ آنے کی بناء پر یا مہنگا ہونے کی بناء پر لڑکے کا عقیقہ صرف ایک بکرے سے کیا اور کچھ مدت بعد دوسرا ایک بکرا اسی لڑکے کے عقیقہ کی نیت سے ذبح کیا تو اس طرح دو بکرے جدا جدا وقت میں ذبح کرنے سے عقیقہ صحیح ہوا یا نہیں اور ایسا کرنے میں کوئی نقصان تو نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مستحب یہ ہے کہ پیدائش کے ساتویں دن لڑکے کی جانب سے دو بکروں کا عقیقہ کیا جائے لیکن اگر مجبوراً اس دن ایک ہی بکرے کا عقیقہ کیا تو بعد میں دوسرے بکرے کو ذبح کرنا منع نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۹۸﴾ بچہ کے دادا، نانا، ماموں بچہ کا عقیقہ کرسکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: پیدا ہونے والے بچہ کے دادا، نانا، چچا، ماموں پیدا ہونے والے بچہ کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں یا نہیں؟ بچہ کے والدین صاحبِ مال ہونے کے باوجود مذکورہ رشتہ داروں میں سے وہ اور کوئی عقیقہ کرے تو عقیقہ صحیح ہوگا یا دوبارہ کرنا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... لڑکے کے والدین ہی عقیقہ کریں یہ ضروری نہیں ہے، دوسرا کوئی شخص بھی اپنی رضامندی وخوشی سے اس بچہ کا عقیقہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، حضرت حسنؓ کی پیدائش کے وقت ان کا عقیقہ حضور ﷺ نے کیا تھا، آپ ﷺ ان کے نانا

تھے۔(مشکوٰۃ:۳۶۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۹۹﴾ ولیمہ میں عقیقہ کرنا اور اس عقیقہ میں دولہے کا ہدایا قبول کرنا

سوال: ابراہیم اور اسماعیل دونوں بھائی ہیں، ایک کی عمر/۵۰ اور دوسرے کی عمر/۵۵ سال ہے اب ابراہیم کے لڑکے کی شادی ہے اور اس شادی میں اسماعیل اپنے پوتے کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے، یہاں شادی میں دولہے کو روپئے، تحفے دینے کا رواج ہے، اور یہ ''ہدیۃً'' دیا جاتا ہے، یہاں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ولیمہ میں دولہے کے ہدیہ تحفہ لینے سے عقیقہ صحیح نہیں ہوتا تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے؟ عقیقہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور دولہے کو ہدیہ میں آنے والے روپے اور تحائف کا کیا کریں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عقیقہ کے گوشت کو بیچنا جائز نہیں ہے، اس لئے اسماعیل اپنے پوتے کا عقیقہ کرا کر وہ گوشت ابراہیم یا اس کے لڑکے کو مالک بنا کر دیدے تو بھی عقیقہ ہو جائے گا، اور اگر ملکیت کے طور پر نہ دے تو بھی عقیقہ کے ادا ہونے میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۰۰﴾ دائی کو عقیقہ کا گوشت دینا

سوال: عقیقہ کے جانور کی ایک ٹانگ یا کچھ گوشت یا اس کے برابر قیمت دائی کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عقیقہ کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اور دوسروں کو پکا کر کھلا بھی سکتے ہیں اور کچا گوشت دوسروں کو دے بھی سکتے ہیں، دائی وغیرہ کو ٹانگ دینی ہی چاہئے یہ کوئی واجب نہیں ہے جتنا چاہے دے سکتے ہیں اور نہ دینے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

(شامی ج:۵،ص:۳۶۲)

﴿۲۵۰۱﴾ ہرسال عقیقہ کرنا

سوال: میں نے اپنی لڑکی اورلڑکے کا عقیقہ کیا ہے، اوراب ان بچوں کا عقیقہ ثواب سمجھ کر ہرسال کرنا چاہتاہوں تو عقیقہ ہوگا یانہیں؟ ضروری سمجھے بغیر ثواب کی نیت سے کرنا جائز ہے یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بچہ کی پیدائش کی خوشی میں ساتویں دن عقیقہ کرنا مستحب ہے، ہرسال انہی بچوں کا بار بار عقیقہ کرنا دین میں نئی بات ہے، بلکہ سالگرہ کی طرح ہرسال عقیقہ کرنا مناسب نہیں ہے، قربانی کر سکتے ہیں، قربانی میں ثواب بھی ملے گا۔

﴿۲۵۰۲﴾ ۴ حصے عقیقہ کے رکھ کر بقیہ تین حصوں کی بیع

سوال: ذی الحجہ کے علاوہ مہینوں میں مثلاً ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ، جمادی الاُخریٰ، رجب اورشعبان وغیرہ مہینوں میں گائے یا بھینسے کا عقیقہ کر سکتے ہیں یانہیں؟ اور گائے اور بھینسے کا گوشت ولیمہ میں استعمال کر سکتے ہیں یانہیں؟

دولڑکی اورایک لڑکے کے کل چار حصے ہوتے ہیں باقی دوسرے تین حصے بڑھ جاتے ہیں تو انہیں تقسیم کیا جائے یا پکا کر کھلا دیا جائے؟ سات میں سے چار حصّے عقیقہ کے ہوتے ہیں تو باقی بچے ہوئے تین حصوں کو بیچ سکتے ہیں یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سال کے کسی بھی مہینہ میں جب بھی ارادہ ہو عقیقہ کر سکتے ہیں، عقیقہ کرنا مستحب ہے عقیقہ کا کچا گوشت تقسیم بھی کر سکتے ہیں اور پکا کر کھلا بھی سکتے ہیں نیز شادی کے موقع پر ولیمہ میں وہ گوشت پکا کر کھلا سکتے ہیں اور چار حصّے عقیقہ کے رکھ کر

بچے ہوئے تین حصوں کو بیچ دینا صحیح نہیں ہے۔(شامی ج:۵،ص:۲۸۵-۲۹۳)

﴿۲۵۰۳﴾ صدقہ کے جانوراورعقیقہ کے جانورمیں فرق

سوال: صدقہ اور عقیقہ میں کیا فرق ہے؟ عقیقہ کا گوشت غریب اور مالدار سب ہی کھا سکتے ہیں تو کیا صدقہ کا گوشت بھی غریب اور مالدار ہر شخص کھا سکتا ہے؟ اگر صدقہ کا مال کسی مالدار نے کھالیا تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟ مالدار کو صدقہ کی رقم دی جائے تو صدقہ ادا ہوگا یا نہیں؟ عقیقہ اور صدقہ کے گوشت میں بھی قربانی کی طرح ۳/حصے کرنے ضروری ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو مال حصولِ رضائے الٰہی کی غرض سے کسی غریب محتاج کو مالک بنا کر دیا جائے اور وہ مال غریب کو بغیر کسی عوض کے دیا ہو تو ایسے مال کو صدقہ کہتے ہیں۔(دستور العلماء ص:۲۳۳ اور جامع صغیر)

اور بچہ کے پیدا ہونے کی خوشی میں پیدائش کے ساتویں دن جانور ذبح کرنا عقیقہ کہلاتا ہے۔ (دستور العلماء ص:۲۳۳) عقیقہ کا گوشت مالدار اور غریب ہر ایک کے لئے لینا اور کھانا جائز ہے، اور صدقہ کے مستحق صرف غریب محتاج لوگ ہی ہیں اور مالدار کو جو دیا جاتا وہ صدقہ نہیں کہلاتا، لہٰذا وہ غرباء جو زکوٰۃ کے حقدار ہیں انہیں کو صدقہ دینا جائز ہے اور جن امراء نے صدقہ کی چیزیں لی ہیں ان کا لینا جائز نہیں ہے؛ اس لئے وہ گنہگار ہوں گے اور دینے والے کو معلوم ہو کہ وہ صدقہ کا حقدار نہیں ہے، پھر بھی دے تو اس کا صدقہ ادا نہیں ہوگا۔

قربانی کی طرح صدقہ اور عقیقہ کے گوشت کے تین حصّے کرنا ضروری نہیں، صدقہ کے جانور میں سے صدقہ کرنے والا مالک بھی بالکل نہیں کھا سکتا جانور کے پورے گوشت کو تقسیم کرنا ضروری ہے جب کہ عقیقہ کا گوشت خود کھا بھی سکتے ہیں اور پورا گوشت رکھ بھی سکتے ہیں اور

تقسیم بھی کرسکتے ہیں۔(کتاب الفقہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۰۴﴾ عقیقہ میں ساتواں حصہ نبی کریم ﷺ کا رکھنا

سوال: عقیقہ میں ساتواں حصّہ نبی کریم ﷺ کا رکھے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ قربانی کی طرح یہ حصّہ رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: بڑے جانور میں عقیقہ کے سات حصّے ہو سکتے ہیں لیکن کوئی حصّہ قربانی کی طرح حضور ﷺ کے لئے رکھنا کسی کتاب میں دیکھنے میں نہیں آیا، لہٰذا ایسا نہ کرنا چاہئے۔

﴿۲۵۰۵﴾ جسکا عقیقہ نہ ہوا ہو اس کے نام کی قربانی

سوال: جس شخص کا بچپن میں عقیقہ نہ ہوا ہو وہ اپنے نام کی قربانی کرسکتا ہے یا نہیں؟ جس کا بچپن میں عقیقہ ہوا اسی کی قربانی ہوسکتی ہے، کیا یہ اعتقاد صحیح ہے؟

اس سال مجھے اپنے دادا، دادی، والد، والدہ اور میری اپنی بھی قربانی کرنی ہے، بچپن میں میرا عقیقہ نہیں ہوا تھا، لہٰذا اب میں اپنا عقیقہ کرسکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قربانی اور عقیقہ دونوں متفرق چیزیں ہیں، ایک دوسرے پر موقوف نہیں، لہٰذا جس کا عقیقہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو بہرصورت وہ اپنی طرف سے قربانی کرسکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں آپ بلاتردد قربانی کرسکتے ہیں اور ایصال ثواب بھی کرسکتے ہیں۔

﴿۲۵۰۶﴾ عقیقہ میں چھوٹا جانور ذبح کرنا بہتر ہے۔

سوال: ایام نحر میں قربانی کے حصوں کے ساتھ عقیقہ کا حصہ رکھنا یعنی بڑے جانوروں میں

پانچ یا چھ حصے قربانی کے اور ایک یا دو حصے عقیقہ کے رکھنا درست ہے یا نہیں؟
اور ایام نحر کے علاوہ دنوں میں بڑے جانور میں عقیقہ کے سات حصّے رکھنا یعنی چار حصّے دو لڑکوں کے اور تین لڑکیوں کے تین حصے رکھنا درست ہے یا نہیں؟ کیا عقیقہ میں مینڈھا یا بکرا ذبح کرنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عقیقہ کا حصہ قربانی کے جانور میں رکھنا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح بڑے جانور میں چار حصے لڑکوں کی طرف سے اور تین حصّے لڑکیوں کی جانب سے رکھنا بھی بلاتردد جائز ہے، عقیقہ میں مینڈھا یا بکرا ذبح کرنا بہتر ہے، ضروری نہیں ہے، حضور اقدس ﷺ نے حضرت حسینؓ اور حضرت حسنؓ کی جانب سے چھوٹے جانور کا عقیقہ کیا تھا اس لئے کوئی شخص اس نیت سے چھوٹے جانور کو ذبح کرے تو بہتر اور مزید ثواب کا باعث ہوگا۔ (شامی ۵/ ، نسائی شریف وغیرہ)

﴿۲۵۰۷﴾ مستحب عقیقہ کب تک ہے؟

سوال: عقیقہ کتنی عمر تک کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن عقیقہ کرنا مستحب ہے اور اگر کسی وجہ سے اس دن عقیقہ نہیں کیا تو چودہویں دن یا پھر اکیسویں دن کرنا چاہئے، اس کے بعد عقیقہ کرنے سے ادا تو ہو جائے گا، لیکن مستحب کا ثواب نہیں ملے گا۔

﴿۲۵۰۸﴾ مرے ہوئے بچہ کا عقیقہ

سوال: میرے ایک لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے، اور میں گنجائش کی بناء پر اس لڑکے کا عقیقہ کرنا چاہتا ہوں تو شریعت کی رو سے ایسا عقیقہ جائز ہے یا نہیں؟ عقیقہ کرنا سنت ہے یا

مستحب؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عقیقہ حنفی مذہب کے مطابق مستحب ہے، اب جب لڑکے کا انتقال بھی ہوگیا ہے تو عقیقہ کرنا مستحب نہیں کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۰۹﴾ بیع فاسد سے خریدے ہوئے جانور سے عقیقہ کرنا

سوال: ہمارے یہاں جانور کی بیع کا یہ طریقہ ہے کے مشتری ایک جانور پسند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ جانور ذبح کردو، اور ذبح کے بعد کھال اتار کر اس جانور کو تولا جاتا ہے اس جانور کا سر اور پائے کے ساتھ جو وزن ہو اس وزن کو اس دن کے بازار نرخ میں گوشت کی جو قیمت ہو اس سے ضرب دیا جاتا ہے، مثلاً: جانور کا وزن ۲۰ کلو ہے اور گوشت کا نرخ ۲۵۰ روپے ہے تو ۵۰۰۰=۲۰×۲۵۰ اس جانور کی قیمت سمجھی جاتی ہے اور اب مشتری کو ۵۰۰۰ روپے ادا کرنے ہوتے ہیں تو پوچھنا یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اس طریقہ سے عقیقہ یا صدقہ کا جانور خریدا اور ذبح کرتے وقت عقیقہ اور صدقہ کی نیت بھی کی اور ذبح کرنے کے بعد اسکی قیمت متعین ہوئی اور مشتری نے ادا کی تو یہ عقیقہ اور صدقہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور عقیقہ اور صدقہ کے لئے جانور کو اس طرح خریدنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورتِ مسئولہ میں جانور کی قیمت متعین نہیں ہے، مجہول ہے اور قیمت مجہول ہونے سے بیع صحیح نہیں ہوئی اور جانور پر خریدنے والے کی ملکیت ثابت نہیں ہوئی جس کی وجہ سے عقیقہ اور قربانی صحیح نہیں ہوگی، البتہ گوشت خرید کر اس کو صدقہ کرنے سے اس کو صدقہ کا ثواب مل جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۱۰﴾ جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو اس کی طرف سے قربانی

سوال: جس بچہ کا عقیقہ باقی ہو اس کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں؟ اور بڑے جانور میں دوسروں کے حصوں کے ساتھ اس کا حصہ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: جن بچوں کا عقیقہ باقی ہو ان کی جانب سے قربانی کرنا یا قربانی میں حصّہ رکھنا بلا کسی حرج کے جائز ہے، اور عقیقہ کے لئے اس کا حصّہ رکھنا بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۱۱﴾ پہلے ایک بکرا ذبح کیا پھر کچھ دن بعد دوسرا بکرا تو عقیقہ صحیح ہوا یا نہیں؟

سوال: کسی نے مجبوری کی بناء پر لڑکے کے عقیقہ میں صرف ایک بکرا ذبح کیا، اس کے بعد کچھ گنجائش ہوئی تو اسی لڑکے کی جانب سے دوسرے بکرے کا عقیقہ کیا تو یہ درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مستحب یہ ہے کہ پیدائش کے ساتویں دن لڑکے کی جانب سے دو بکروں کا عقیقہ کیا جائے، لیکن اگر کسی مجبوری کی بناء پر اس وقت صرف ایک بکرے کا عقیقہ کیا پھر اس کے بعد دوسرے بکرے کا عقیقہ کیا تو یہ بھی منع نہیں ہے، جائز ہے۔

﴿۲۵۱۲﴾ شادی میں آنے والے باراتیوں کو عقیقہ کا گوشت پکا کر کھلانا

سوال: شادی کے موقع پر عقیقہ کا جانور ذبح کر کے اس کا گوشت پکا کر عام باراتیوں کو کھلایا جاتا ہے اس بارے میں معلوم ہوا ہے کہ عقیقہ کے جانور کو شادی کے علاوہ کسی اور دن میں استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے، لہٰذا بہتر ہونے کی دلیل کے ساتھ بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں، تاکہ ہمارے دینی بھائی اس نقصان سے بچ جائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عقیقہ کے گوشت کا وہی حکم ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے لہٰذا دوست، احباب، غریب، مالدار، مسلمان، غیر مسلمان ہر ایک کو دے سکتے ہیں اور بلا کسی حرج کے کھلانا جائز ہے صرف اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔ (شامی: ۵)۔

شادی کے موقع پر کھلا بھی سکتے ہیں لیکن شادی کے موقع پر رقم لی جاتی ہے اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کھایا ہے اس لئے پیسہ دینا ضروری ہے یہ سمجھ کر دیتے ہیں لہٰذا یہ بیچنے کے مانند ہونے کی وجہ سے گناہ میں شمار ہوگا، لہٰذا اگر ایسا ہے تو اس سے بچنا چاہئے۔

﴿۲۵۱۳﴾ شادی میں عقیقہ کی دعوت

سوال: ہمارے یہاں شادی سے ایک دن قبل شادی کی عام دعوت دی جاتی ہے جب لوگ کھانے کے لئے آتے ہیں تو اس وقت دولہے والے ٹیبل کرسی اور کاپی لے کر بیٹھتے ہیں جس کی بناء پر کھانے کے لئے آنے والے حضرات سلامی کے نام سے کچھ نہ کچھ رقم اپنی حیثیت کے مطابق لکھاتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ ایسی شادی کی دعوت میں عقیقہ کا گوشت پکا کر کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟ دعوت میں آنے والوں پر کوئی زبردستی نہیں ہے کہ وہ سلامی دیں، حیثیت ہو تو دیں اور حیثیت نہ ہو تو نہ دیں تو عقیقہ کا گوشت ایسی دعوت میں کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟ مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......عقیقہ کرنا مستحب ہے اور اس کے آداب میں سے یہ ہے کہ گوشت خود کھائیں یا پکا کر دوست احباب اور مہمانوں کو کھلائیں، نیز شادی کے موقع پر آنے والے مہمانوں کو بھی کھلا سکتے ہیں، اس سے عقیقہ ادا ہو جائے گا اب اس گوشت کو بیچنا یا اسے کھلا کر بدلہ میں رقم لینا جائز نہیں اس طرح کرنے سے عقیقہ صحیح نہیں ہوگا، لہٰذا صورتِ

مسئولہ میں آپ کے لکھنے کے مطابق کاپی لے کر بیٹھنا اور سلامی کے نام سے رقم لینا اور کھلانے کی جگہ یا کھانے کے بعد اس کا اہتمام کرنا یہ کھانے کے بدل کا وہم پیدا کرتا ہے، لہٰذا ایسے موقع پر یا تو عقیقہ نہ کیا جائے، اور اگر عقیقہ کرنا ہی ہو تو سلامی لینے کی رسم ورواج عقیقہ کرنے کی وجہ سے بند کی جائے، اور جو کچھ دینا ہو وہ نکاح کے وقت یا بعد میں اپنی خوشی سے کسی بھی طرح کی پابندی کے بغیر دے سکتا ہے، تو عقیقہ اور سلامی کا ہدیہ بلاحرج جائز ہوگا۔

﴿۲۵۱۴﴾ عقیقہ کے گوشت سے ولیمہ کرنا

سوال: شعیب احمد بورڈی والا کے چار لڑکے ہیں، ان چاروں کا عقیقہ باقی ہے، اور لڑکے کے ماموں کا نکاح ہو رہا ہے، ان کا ولیمہ نکاح کے دوسرے دن ہے تو اس عقیقہ کے گوشت سے ولیمہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... عقیقہ کرنا بہت ہی نیک اور فضیلت والا عمل ہے، اور ساتویں دن کرنا مستحب ہے، بعد میں بھی کر سکتے ہیں، صورت مسئولہ میں وہ عقیقہ کا گوشت بچوں کے ماموں کے ولیمہ میں دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں، عقیقہ صحیح ہو جائے گا۔

﴿۲۵۱۵﴾ قرض لے کر عقیقہ کرنا

سوال: گنجائش نہ ہو تو قرض لے کر عقیقہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... قرض ادا کرنے کی طاقت ہو تو عقیقہ کے لئے قرض لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے، اس طریقہ سے قرض لے کر عقیقہ کرنے میں بھی عقیقہ کا ثواب تو مل جائے گا، لیکن ایک مستحب چیز کی ادائیگی کے لئے قرض کے بوجھ کو اٹھانا بہتر نہیں ہے، اور اگر قرض ادا کرنے کی طاقت نہ ہو تو قرض لینا جائز بھی نہیں ہے۔

کتاب الذبائح

﴿۲۵۱۶﴾ جانور ذبح کرنے میں گناہ نہیں ہے۔

سوال: ہم جب جانور ذبح کرتے ہیں تو کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس طرح کرنے سے گناہ ہوتا ہے، اس لئے کہ اس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے، تو اس کے متعلق تفصیل کی گذارش ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جانور ذبح کرنے سے گناہ کا گمان کرنا بے بنیاد اور خیال فاسد ہے بلکہ خدا کا امر پورا کرنے سے ثواب ملتا ہے نہ کہ گناہ، حضور ﷺ کا اونٹوں کو ذبح کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے، حالانکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔

﴿۲۵۱۷﴾ ذبح کی چار شرطیں

سوال: ایک محترم اور عصری تعلیم یافتہ شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ حکومت کے طریقہ کے مطابق جانور ذبح کرنے سے جانور حلال نہیں ہوتا اور آپ کے طریقہ کے مطابق ذبح کریں تو حلال ہوتا ہے۔

تو ایسا کیوں ہے؟ آپ کے طریقہ میں ایسی کونسی خیر ہے اور حکومت کے طریقے میں ایسی کونسی برائی ہے جس سے وہ جانور حرام ہو جاتا ہے؟ یہ مجھے سمجھ میں نہیں آتا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شریعت نے جس جانور کا گوشت کھانا حلال کیا ہے ان کو سب سے پہلے اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا فرض قرار دیا ہے تا کہ ان میں بہتا ہوا ناپاک خون یا اسی طرح دوسری گندگی ہو تو وہ نکل جاوے، اور ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ دھاردار آلہ سے ذبح کیا جائے۔
(۲) دوسری یہ کہ ذبح کرنے والا اہل کتاب ہو یعنی تورات، زبور، انجیل، قرآن کریم یعنی آسمانی کتابوں میں سے کسی ایک کتاب پر ایمان رکھتا ہو۔
(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ وہ جانور شریعت کے حکم کے مطابق حلال ہو۔
(۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے۔ (بحر الرائق ج:۸ ص:۱۶۷۔ ھندیہ)۔

یہ چاروں شرطیں قرآن واحادیث میں صریح الفاظ کے ساتھ موجود ہیں؛ اس لئے کوئی بھی شخص ان شرائط کی پابندی کرتے ہوئے ذبح کرے گا تو ذبیحہ حلال ہوجائے گا ورنہ حرام چاہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا حکومت کا کارکن۔

زیادہ تر دیکھا یہ جاتا ہے کہ مسلمان ذبح کرتے وقت مذکورہ شرائط کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے ہیں اور حکومت کے کارکنان ان شرائط کا پاس اور لحاظ نہیں رکھتے اور اللہ کا نام لے کر ذبح بھی نہیں کرتے؛ اس لئے جانور کا خون نکل جانے کے باوجود بھی اس میں ایک معنوی نجاست باقی رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کا گوشت حلال نہیں ہوتا اور ناپاک اور حرام کہلاتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۱۸﴾ ذبح کرنے والے کا بسم اللہ اللہ اکبر کہنا

سوال: ۱......جانور ذبح کرتے وقت بلند آواز سے بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے؟
۲......ذبح کرنے والا دل میں اللہ اکبر کہہ دے تو یہ کافی ہوجائیگا؟
۳......ذبح کرنے والے کے ہونٹ سے معلوم ہو کہ ذبح کرنے والا بسم اللہ اللہ اکبر کہہ رہا

ہے،تو وہ جانور اور پرندہ حلال کہلائیگا؟

۴......ذبح کرنے والا محض بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے تو جانور حلال کہلائیگا یا نہیں؟

۵......کسی جانور یا پرندہ کو ذبح کرتے وقت کونسا کلمہ پڑھ کر ذبح کرنا بہتر ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......جانور ذبح کرتے وقت بلند آواز سے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنا ضروری ہے،اور اتنی بلند آواز سے کہنا ضروری ہے جس سے اپنی آواز اپنے کانوں تک سنائی دے،صرف دل ہی دل میں کہہ دیا اور ہونٹ بھی نہ ملے تو یہ کہنا نہیں خیال کرنا ہے،جو جانور کے حلال ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔

۲......محض دل میں سوچ لیا اور زبان سے ادا نہیں کیا تو کہنا نہیں بلکہ خیال کرنا ہے،جو جانور کے حلال ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔

۳......ذبح کرنے والے کے ہونٹ سے معلوم ہو کہ وہ بسم اللہ پڑھ رہا ہے تو وہ جانور کھانا حلال ہے۔

۴......محض بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی جانور حلال ہو جائیگا۔

۵......بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا بہتر ہے۔(عالمگیری،شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۱۹﴾ مکمل بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنا کیسا ہے؟

سوال: حلال جانور کو ذبح کرتے وقت مکمل بسم اللہ پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے جانور حلال ہو جائیگا یا حلال کرنے کے لئے کوئی دوسری دعا پڑھنی پڑیگی؟ جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرنا چاہئے ذبح کرتے

وقت پوری بسم اللہ پڑھنا مکروہ ہے۔(شامی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۲۰﴾ بلاوضوذبح کرنا

سوال: کیا جانور ذبح کرتے وقت باوضو ہونا ضروری ہے؟ بلاوضوذبح صحیح ہوگا یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بلاوضو جانور ذبح کرنا بلاتردد جائز ہے۔

﴿۲۵۲۱﴾ بغیرٹوپی پہنے ذبح کرنا

سوال: ذبح کرتے وقت ٹوپی پہننا بھول گیا ہواور ذبح کرنے کے بعد یاد آئے تو ذبح کیا ہوا جانور حلال ہوگا یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ٹوپی پہنے بغیر ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانا جائز ہے۔

﴿۲۵۲۲﴾ ذبح کرنے کے آلہ پرلکڑی کا دستہ ہوناضروری نہیں ہے۔

سوال: ہمارے یہاں کسی بھی جانور یا پرندہ کو حلال کرنے کے لئے چاقو یا دوسرے آلہ کا استعمال کرتے ہیں تو کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ آلہ پر لکڑے کا دستہ ہونا ضروری ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ اگر چاقو پر پلاسٹک کا دستہ ہو تو جانور حلال ہوگا یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جانور ذبح کرنے کے لئے تیز آلہ کا ہونا ضروری ہے، اس آلہ پر لکڑی یا کسی اور دھات کا دستہ ہونا ضروری نہیں ہے؛ لہذا پلاسٹک کے دستہ والی چھری بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۲۳﴾ کرنٹ دے کر بیہوش کرنے کے بعد ذبح کرنا

سوال: واضح ہو کہ ممبئی شہر میں ایک جدید مذبح شروع ہوا ہے جہاں بھیڑ بکروں کو ذبح

کرنے سے پہلے الیکٹرک کرنٹ دیا جاتا ہے جس سے جانور بیہوش ہو جاتا ہے، اور فوراً ذبح کرنے والا تیز چھری سے جانور کو بیہوشی کے عالم میں ذبح کر دیتا ہے، ذبح کرنے کے فوراً بعد جانور ہک پر لٹکا دیا جاتا ہے اور لٹکا ہوا ہک مشین کے ذریعہ چلتا ہے جس پر ہاتھ سے جانور کی کھال نکالی جاتی ہے اور اندر کی صاف صفائی کی جاتی ہے اس سلسلہ میں چند باتیں قابلِ تفتیش ہیں۔

(۱) کیا مذہب اسلام اس جدید طریقہ (یعنی الیکٹرک کرنٹ) سے حلال کرنے کی اجازت دیتا ہے؟

(۲) کیا ذبح سے پہلے بسم اللہ اللہ اکبر کی آواز سننا جانور کے لئے ضروری ہے۔

(۳) کیا ذبح کے بعد جانور کا تڑپنا اور زمین پر پیر مارنا ضروری ہے؟

(۴) کیا مذہبِ اسلام الیکٹرک کرنٹ دے کر ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانے اور اس کی تجارت کرنے کی اجازت دیتا ہے؟

(۵) کیا غیر ممالک (یوروپی ممالک) کے جاری کئے ہوئے فتوے پر عمل ہمارے لئے لازم ہے؟ کہ جس میں اس طریقہ کو جائز اور حلال بتایا گیا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... (۱) شریعت نے جانور کو ذبح کرنے کے متعلق کچھ آداب اور کچھ رعایتیں بیان فرمائی ہے اور حضور اقدس ﷺ نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے؛ اس لئے اسی طریقہ سے ذبح کرنا چاہئے اس میں جانور کے لئے اور ذبح کرنے والے کے لئے بھی سہولت ہے، سوال میں مذکور طریقہ میں جانور کو بے فائدہ زائد اذیت دینے کے ساتھ دمِ مسفوح نکالنے کی جو علت ہے وہ بھی پوری نہیں ہوتی؛ اس لئے اس طریقہ سے ذبح کرنا ناجائز اور مکروہ کہا جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج:۳)۔

(۲) جانوروں کو سنانا ضروری نہیں ہے۔

(۳) اتنا معلوم ہونا ضروری ہے کہ ذبح کے وقت اس میں روح موجود تھی باقی زمین پر پیر مارنا تڑپنا ضروری نہیں۔

(۴) جب بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا گیا اور دمِ مسفوح نکل گیا تو وہ گوشت حلال ہو گیا اس کی خرید و فروخت سب جائز ہے باقی یہ طریقہ جو بیان کیا گیا ہے وہ ناجائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ)

(۵) سوال میں جس فتوے کا ذکر ہے اس فتوے اور اس کے دلائل کو دیکھ کر صحیح جواب دیا جا سکتا ہے، بغیر دیکھے مطلقاً کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۲۴﴾ کرنٹ دے کر مرغی ذبح کرنا

سوال: مرغی وغیرہ الیکٹرک کرنٹ سے ذبح کرنا کیسا ہے، جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... علمائے کرام کے سامنے کرنٹ دے کر مرغی ذبح کرنے کا مسئلہ پیش کیا گیا جس مسئلہ پر وضاحت کے ساتھ بحث و مباحثہ ہوا اور اس مسئلہ کی مکمل طور پر تحقیق کی گئی علمی دلائل کے ساتھ فنی ماہرین اور حکومت کے متعلقہ شعبہ سے بھی باز پرس کی گئی اب ہم پورے شرح صدر اور قلبی اطمینان کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ: اسلامی نظریہ کے اعتبار سے ذبح کرنے سے قبل مرغی وغیرہ کو کرنٹ دینا مکروہ تحریمی اور بلاوجہ زائد تکلیف دینا ہے جیسا کہ ہمارے اکابرین اور مشائخ اور مفتیانِ کرام نے اپنے فتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے۔ (امداد الفتاویٰ :۶۰۶/۳، فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۸/۱۷، فتاویٰ رحیمیہ :۹۵/۲، ماہنامہ بینات: ۱۴۱۰ھ)

اس لئے اس ظالمانہ کام کو بند کرنا چاہئے، اور حکومت کی جانب سے دی گئی سہولت سے فائدہ اٹھا کر سنت اور اسلامی احکامات پر چلتے ہوئے ذبح کرنا چاہئے۔

ہم عام مسلمانوں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ لوگ بھی حتی الامکان پوری کوشش اور تحقیق کر کے حلال اور پاکیزہ کھانا کھانے کا عزم کریں، اور کرنٹ دے کر ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانے سے اپنے آپ کو بچائیں، ہم ان چاروں مذبح والوں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے ہمارے سامنے عہد کیا ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں کے ذبیحہ کے لئے کرنٹ کا استعمال نہیں کریں گے۔

ابوداؤد شریف میں ہے کہ حضرت شداد بن عوص؄ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے لازم کیا ہے کہ احسان کرو ہر ایک چیز پر، یہاں تک کہ قتل اور ذبح کرنے پر بھی تو جس وقت آپ قتل کریں (قصاص میں یا شرعی حد میں) تو اچھی طرح قتل کرو یعنی کہ (قتل اور ذبح کرنے میں) مقتول کو تکلیف نہ پہونچے، قتل کرنے میں تلوار تیز رکھو اور جلدی قتل کرو اور جس وقت ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور خیال رکھو کہ چھری تیز رہے اور ذبیحہ کو آرام رہے، یہ حدیث مسلم شریف میں بھی ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ۳۵۷، ابوداؤد شریف مع بذل ص:۷۷)

کرنٹ سے ذبح کے متعلق اکابرین کی آراء

حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی؄ فرماتے ہیں کہ ''دوسری بات یہ ہے کہ یہ کام جائز ہے یا ناجائز؟ تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اس میں خود سے معائنہ کرنا چاہئے کہ اس ہتھیار سے جانور کے جسم کے کسی حصّے میں مارا جاتا ہے یا نہیں؟ یا کوئی نشیلی چیز سے بے ہوش کیا

جاتا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو یہ کام حرام ہے، اور اگر مذکورہ دونوں طریقے نہیں ہیں بلکہ کوئی مباح طریقہ سے جانور کی حس کو معطل کیا جاتا ہے تو یہ بھی دو وجوہ سے ناجائز ہے۔" (امداد الفتاویٰ ج:۳،ص:۶۰۶)

حضرت اقدس مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں کہ: "بجلی کا کرنٹ لگنے کی وجہ سے یا کارتوس کی گولی لگنے کی وجہ سے روح ختم نہیں ہوتی اور نہ تو سدّ نفس ہوکر خون جم جاتا ہے بلکہ گردن کی رگوں کے کاٹنے سے روح نکل جاتی ہے اور پورا خون بھی نکلتا ہے تو مذکورہ طریقہ سنت کے خلاف اور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ کے خلاف بھی ہے لیکن کھانا جائز ہے۔" (نظام الفتاویٰ ص:۳۶۷)

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: "مذکورہ طریقہ سنت متوارثہ اور شریعت کی رہنمائی کے خلاف ہے اور مکروہ تحریمی ہے، جانوروں کو تکلیف دینے کی اجازت نہیں ہے، پھر بھی جانور میں زندگی باقی رہے اور اس حالت میں اسے ذبح کیا جائے جس سے خون جوش کے ساتھ نکلے اور جانور تڑپے تو یہ گوشت حرام نہیں کہا جائے گا، اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ جانور حرام اور مردار کہا جائے گا۔" (فتاویٰ محمودیہ ج:۱۷، ص:۲۴۸)

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"طریقۂ مذکورہ خلاف سنت اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اور اس میں جانور کے حرام ہو جانے کا ظنِ غالب ہے اور وہ ظن یہ ہے کہ اس سے جانور کی ہلاکت یقینی ہو جاتی ہے تو اس کے گلے پر چھری پھیرنا بے کار ہوگا اور جانور حرام ہوگا۔" (کفایت المفتی ج:۸، ص:۲۷۷)

بقیۃ السلف مفتیٔ گجرات حضرت اقدس مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’لیکن پستول یا چھرا وغیرہ سے زخمی اس لئے کیا جاتا ہے کہ جانور کو باندھنے میں یا لٹانے میں تکلیف نہ ہو تو یہ طریقہ سخت مکروہ تحریمی ہے ذبح سے پہلے مذکورہ طریقہ سے تکلیف دینا درست نہیں ہے۔‘‘ (فتاویٰ رحیمیہ :۹۵/۲) آگے ص:۹۸ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:

’’اس سے ثابت ہوتا ہے کہ افریقہ میں کچھ جگہوں پر رواج ہے کہ ذبح کرنے سے پہلے سر میں بھاری پتھر مارتے ہیں اور وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کرنے میں جانور کی روح جلدی نکل جاتی ہے تو یہ طریقہ ظالمانہ ہے اور سخت مکروہ ہے۔‘‘

حضرت مفتی محمد شفیق عارف صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ’’مذکورہ مسئلے میں ذبح کرنے سے پہلے بجلی کے کرنٹ والے پانی میں سے مرغی کو گذار کر اور بے ہوش کر کے ذبح کرنا، یہ طریقہ ظالمانہ ہے، اور ضرورت سے زیادہ جانوروں کو تکلیف اور دکھ پہونچانا ہے۔‘‘ (ماہنامہ بینات ص:۲۷ جون ۱۴۱۰ھ)

اس لئے جو لوگ جانور کو بے ہوش کرتے ہیں کہ جس سے جانور کو تکلیف نہ ہو تو یہ یقیناً غلط ہے اور اپنے وہم میں جانور کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کے نام پر ظلم کر رہے ہیں؛ اس لئے کہ ذبح کرنے سے پہلے بجلی کے کرنٹ والے پانی میں سے گذارنا یا کسی اور طریقے سے بے ہوش کرنا یہ ذبح کرنے سے پہلے تکلیف میں مبتلا کرنا ہے؛ حالانکہ شریعت نے اس سے منع کیا ہے، اور بے ہوش کرنے میں بہت ہی زیادہ دینی اور دنیوی مضرتیں بھی ہیں جیسے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اپنے فتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے (مزید وضاحت کے لئے امداد الفتاویٰ :۶۰۶/۳ کا مطالعہ کریں)

یعنی جب حکومت نے مسلمانوں کو ذبح کرنے سے پہلے بے ہوش کرنے کے قانون سے مستثنیٰ رکھا ہے تو ان کو یعنی مسلمانوں کو شرعی طریقہ سے ذبح کرنا چاہئے، ذبح کرنے سے پہلے جانور کو کسی بھی طریقہ سے بے ہوش نہیں کرنا چاہئے؛ کیوں کہ ایسا کرنا بغیر کسی وجہ کے تکلیف دینا ہے جو مکروہ ہے۔ (بینات صفر ۱۴۱۰ھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۲۵﴾ ذبح کی اجرت لینا کیسا ہے؟

سوال: جانور ذبح کرنے کی اجرت لینا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص ذبح کرنے کی اجرت میں روپے دے تو لینا کیسا ہے؟ اس کے متعلق تفصیل بیان کیجئے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جانور ذبح کرنے کی اجرت لینا جائز ہے، البتہ ذبح سے قبل اجرت متعین ہو جانی چاہئے، کہ میں اتنی مزدوری لوں گا۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۱۱۵)

﴿۲۵۲۶﴾ حلال جانوروں کی حرام اشیاء

سوال: بکرا، مینڈھا، گائے وغیرہ کے گوشت میں کونسی چیزیں مکروہ اور حرام ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حلال جانوروں کی درج ذیل سات چیزیں کھانا حرام ہے۔

(۱) نر اور مادہ جانور کی شرمگاہ (۲) پیشاب کی تھیلی (۳) غدود (۴) خصیہ (۵) پتہ (۶) بہتا ہوا خون (۷) حرام مغز (ریڑھ کی ہڈی میں جو ہوتا ہے) اور کچھ روایتوں کے مطابق پتہ مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۲۷﴾ کیا جانور ذبح کرتے وقت باوضو ہونا اور ٹوپی پہننا ضروری ہے؟

سوال: جانور ذبح کرتے وقت باوضو ہونا نیز ٹوپی پہننا ضروری ہے؟ اگر کوئی شخص ٹوپی

پہننا بھول گیا تو جانور حلال ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وضو کے بغیر جانور ذبح کرنا بغیر کسی حرج کے درست ہے نیز ٹوپی پہنے بغیر ذبح کئے ہوئے جانور کو کھانا بھی جائز ہے۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

﴿۲۵۲۸﴾ ناپاک چھری سے ذبح کی ہوئی مرغی کا حکم

سوال: ایک غیر مسلم کا پولٹری فارم (poultry farm) ہے جس میں وہ ایک ہی چھری رکھتا ہے جس سے وہ خود آنے والے گاہک کو ذبح کر کے دیتا ہے اور اگر کوئی مسلمان لینے جاتا ہے تو ذبح کرنے کے لئے اس مسلمان کو وہی چھری بغیر دھوئے ہوئے دیتا ہے تو ہم اسی چھری سے ذبح کر کے مرغی گھر لاتے ہیں۔ تو اس ناپاک چھری سے ذبح کی ہوئی مرغی حلال ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پاک یا ناپاک چھری سے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ مرغی حلال ہو جائے گی اور اسے کھانا جائز ہے، بہتر یہ ہے کہ چھری ناپاک ہو تو ذبح کرنے سے پہلے دھو کر پاک کر لی جائے۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

﴿۲۵۲۹﴾ مرغی کی پیٹھ والی نرم ہڈی کے کھانے کا حکم

سوال: مرغی کو ذبح کرنے کے بعد ٹکڑے کرتے وقت پیٹھ کی ہڈی جو نرم ہوتی ہے عام طور پر لوگ اسے نکال کر پھینک دیتے ہیں شرعی طور پر اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ یا مکروہ ہے یا حرام؟ صریح حکم سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... فتاویٰ رشیدیہ ص:۴۵۴ پر لکھا ہے کہ ذبح کئے ہوئے حلال جانور کی سات چیزیں کھانا جائز نہیں ہیں اور ان میں اس ہڈی کا ذکر نہیں ہے؛ اس

لئے اسے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۳۰﴾ مرغی کو ذبح کرنے کے بعد ابلتے ہوئے پانی میں ڈال کر پر نکالنا

سوال: مرغی کو ذبح کرنے کے بعد گرم پانی میں ڈال کر اس کے پر نکالے جاتے ہیں تو ایسی مرغی کا گوشت کھانا کیسا ہے؟ اور ذبح کرنے کے بعد اس کے گلے میں لگا ہوا خون دھو دیا جائے نیز آنتیں وغیرہ نکال کر گرم پانی میں ڈال کر اس کے پر نکالے جائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرغی کو ذبح کرنے کے بعد اس میں موجود گندگی اور ناپاکی کو دور کر کے گرم پانی میں ڈال کر پر نکالے جائیں تو ایسے گوشت کو کھانا بلاشبہ درست ہے، اور ناپاکی کو دور کرنے سے پہلے گرم پانی میں ڈال کر اس کے پر نکالے جائیں تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) پانی گرم ہو جانے کے بعد اس میں مرغی ڈبو کر فوراً باہر نکال لی جائے، مرغی اسمیں رکھ کر پانی کو اور جوش نہ دیا جائے تو اس صورت میں چونکہ گوشت تک ناپاکی کا اثر نہیں پہونچتا ہے صرف پر نکل جاتے ہیں لہذا اس طرح کرنا جائز ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ مرغی کو گرم پانی میں ڈال کر پانی کو ابالا جائے تو چونکہ اس صورت میں پیٹ کی نجاست کا اثر گرمی کے اثر کی وجہ سے گوشت تک پہونچ جاتا ہے لہذا گوشت بھی ناپاک ہو جائے گا؛ اس لئے ایسے گرم پانی میں ڈال کر پر نکالی ہوئی مرغی کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ (طحطاوی ج: ا فتح القدیر وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۳۱﴾ بیل کو ذبح کرنے سے قبل چھرے سے زخمی کرنا

سوال: ہمارے یہاں سینٹ آندرے (Sent andry) ری یونین (Re union) میں جہاں میں رہتا ہوں اس کے بازار میں بیل کا گوشت بکتا ہے، اس بیل کو ایک مسلمان ذبح کرتا ہے لیکن بیچنے والا ایک غیر مسلم ہے اور جس جگہ بیل کو ذبح کیا جاتا ہے اسی جگہ خنزیر بھی ذبح کیا جاتا ہے، نیز تعجب کی بات یہ ہے کہ مذبح میں غیر مسلم بیل کی پیٹھ پر چھری مارتے ہیں جس سے بیل کھڑا نہیں ہوسکتا پھر اسی وقت مسلمان شخص سے کہا جاتا ہے کہ اب ذبح کرو اور وہ مسلمان ذبح کرتا ہے اور پھر غیر مسلم اس کو بازار میں بیچتے ہیں اور یہاں کے مسلمان خوشی خوشی اس کو خرید کر کھاتے ہیں تو اس مسئلہ میں پوچھنا یہ ہے کہ یہ گوشت مسلمانوں کے لئے حلال ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بیل کو مسلمان شخص ذبح کرتا ہے اس لئے وہ ذبیحہ درست ہے، اب رہا سوال کہ اس کی پیٹھ پر چھری مارنا کہ جس سے بیل قابو میں آجائے یہ مکروہ فعل ہے لیکن اس کا اثر گوشت پر نہیں پڑے گا، خنزیر کو ذبح کرنے کے بعد اگر ذبح کی جگہ کو صاف کر لیا جائے تاکہ نجاست دور ہو جائے پھر اس جگہ بیل کو ذبح کیا جائے تو درست ہے، اور اگر نجاست دور نہ کی جائے اور اسی نجاست پر بیل ذبح کر دیا جائے تو نجاست کے لگنے کی وجہ سے گوشت نجس ہو جائے گا، بہتر تو یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ جگہ ذبح کیا جائے، غیر مسلم کے بیع کرنے سے (جب کہ مسلمان نے ذبح کیا ہے اور اس کا یقین ہے) حلت و حرمت میں فرق نہیں پڑتا اس کا خریدنا اور کھانا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۳۲﴾ صدقہ کے جانور میں لڑکے کے دو اور لڑکی کا ایک حصہ رکھنا

سوال: مجھے میرے دو لڑکوں اور دو لڑکیوں کی جانب سے اور ایک مزید حصہ کا صدقہ کرنا ہے، لڑکوں کے دو دو حصے اور لڑکیوں کا ایک ایک حصہ صدقہ کرنا ہے اور ایک زائد حصہ صدقہ کا رکھ کر اس کے لئے ایک بڑا جانور خرید لوں تو درست کہلائے گا یا نہیں؟ یا ہر ایک کی طرف سے ایک ایک مینڈھا یا بکرا لینا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زائد نفل صدقہ میں لڑکوں کے دو دو حصّے اور لڑکیوں کا ایک ایک حصہ یا بڑا جانور ہونا یا چھوٹا جانور ہونا ایسی کوئی پابندی شریعت کی جانب سے نہیں ہے؛ اس لئے آپ کی حیثیت کے مطابق جو جانور جتنے افراد کی طرف سے ذبح کرنا چاہو اور جس قسم کے جانور کا صدقہ کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۳۳﴾ بندوق کی گولی کا شکار

سوال: ایک آدمی شکار کے لئے جاتا ہے اور بسم اللہ پڑھ کر شکار پر گولی چلاتا ہے، تو اس شخص کا کیا ہوا شکار کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بندوق کی گولی سے کیا ہوا شکار جب تک بسم اللہ یا اللہ اکبر کہہ کر ذبح نہ کیا جاوے اس وقت تک اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ گولی سے زخم لگتا ہے ذبح نہیں ہوتا اور شریعت میں ذبح ہونا ضروری ہے، لہٰذا بسم اللہ پڑھ کر چھوڑی ہوئی گولی سے کیا ہوا شکار ذبح سے قبل مر جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ (ہدایہ، شامی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۳۴﴾ عیسائی کا ذبیحہ

سوال: عیسائی کا ذبح کیا ہوا جانور مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں؟ یہاں کے مسلمان عیسائی کا ذبح کیا ہوا گوشت ہی کھاتے ہیں، اور اس کو حلال سمجھتے ہیں، شریعت میں اہل کتاب کے ذبیحہ کو حلال کہا گیا ہے تو کیا آج کے جو عیسائی ہیں وہ اہل کتاب میں داخل ہیں؟ کیا ان کا ذبیحہ حلال ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کا ذبیحہ حلال ہے، اور ان کے ذبح کیئے ہوئے جانور کا گوشت کھانا جائز ہے، اور عیسائی جب کہ وہ آسمانی کتاب اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان رکھتے ہوں، اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہوں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے، لیکن امام ابن ہمامؒ کی تحقیق کے مطابق بغیر کسی سخت مجبوری کے نہ کھانا بہتر ہے۔ (شامی ج:۵، ص:۲۵۸۔ اور فتح القدیر) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

﴿۲۵۳۵﴾ یہودی کا ذبیحہ

سوال: ہمارے یہاں بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ یہودیوں کا ذبیحہ حلال ہے، ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا گوشت کھا سکتے ہیں، تو اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... یہودی اللہ کا نام لے کر اپنے مذہب کے طریقے کے مطابق ذبح کرے تو ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

﴿۲۵۳۶﴾ الیز احمد کو نبی ماننے والے کا ذبیحہ

سوال: نیگرو مسلم جو الیز احمد کو نبی مانتے ہیں، ایک شخص محمد نامی جو حیات ہے یہ لوگ اسے پیغمبر مانتے ہیں، یہ ایک نیا فرقہ ہے، جو خاص امریکہ میں ہی سکونت پذیر ہے، تو سوال یہ ہے

کہ اس فرقہ کے مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟ اسکی دوکان سے گوشت خریدنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو شخص حضور علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہے؛ صورت مسئولہ میں الیزا محمدی فرقے کے لوگ الیزا محمد کو نبی مانتے ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہیں، مذکورہ فرقہ ہمارے یہاں کے قادیانی فرقہ کی طرح ہی ہے ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۳۷﴾ ہندو ہریجن کا اللہ کا نام لے کر اسلامی طریقہ کے مطابق ذبح کرنا

سوال: ہمارے یہاں ہندو ہریجن خرگوش، تیتر وغیرہ کا شکار کرتے ہیں، لیکن جانور خوف کے مارے گاؤں آنے سے قبل دم توڑ دیتے ہیں اور گاؤں تک زندہ نہیں آپاتے، اور مسلمان کے لئے وہ مردار ہوجاتا ہے، تو وہ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ تم ہمیں تمہارے مذہب کا طریقہ بتادو، تمہارے مذہب میں جو الفاظ کہے جاتے ہیں وہ بول کر ہم ذبح کریں گے لہٰذا اگر وہ اس طریقہ پر ذبح کریں تو وہ گوشت ہمارے لئے حلال ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شریعت نے جن جانوروں کا گوشت کھانا حلال بتایا ہے ان جانوروں کے حلال ہونے کے لئے ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا یا اہلِ کتاب ہونا شرط ہے، لہٰذا وہ لوگ مسلمان اور اہل کتاب نہ ہونے کی وجہ سے اسلامی طریقہ اور اللہ کا نام لے کر ذبح کریں گے تب بھی جانور حلال نہیں ہوگا، مشکوٰۃ شریف میں اس کے متعلق صریح حدیث موجود ہے۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب المیراث

﴿۲۵۳۸﴾ ایک ثلث سے زائد کی وصیت کرنا

سوال: ایک شخص ڈبے میں تھوڑے تھوڑے روپے جمع کرتا رہتا ہے، اور نیت یہ کرتا ہے کہ اگر مجھے زندگی میں ان روپیوں کی ضرورت پڑی تو اس میں سے خرچ کروں گا، ورنہ میرے انتقال کے بعد للہ ثواب جاریہ کے کام میں خرچ کئے جائیں، اب اس شخص کے انتقال کے بعد ورثاء ان روپیوں کو ثواب جاریہ کے کام میں خرچ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ڈبے میں جمع کی ہوئی رقم مرحوم کے کل مال کے ثلث سے بھی زائد ہے، تو براہ کرم بتلائیں کہ وہ رقم ثواب جاریہ کے کام میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کسی بھی شخص کو اپنے کل مال کے ایک ثلث میں وصیت کرنے کا حق ہے، اور ورثاء پر بھی میت کے کل مال کے ایک ثلث کو میت کی وصیت کے مطابق خرچ کرنا واجب ہے، اور ایک ثلث سے زائد کی وصیت تمام ورثاء کی رضامندی پر موقوف ہے، اگر تمام ورثاء عاقل بالغ ہوں اور وہ مرحوم کی ایک ثلث سے زائد کی وصیت کو پورا کرنے پر راضی ہوں تو ممنوع نہیں ہے، لیکن مرنے والے کے لئے ایک ثلث سے زائد کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۳۹﴾ مجنون کا پس مرگ جائداد کا وقف کرنا

سوال: ایک شخص پاگل ہے، اس نے اپنے بھتیجے کے بہکاوے میں آ کر ورثاء کی اجازت کے بغیر اپنی جائداد پس مرگ وقف کر دی ہے، تو اس پاگل کے وقف کا شریعت میں اعتبار ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وقف صحیح ہونے کے شرائط میں سے ایک شرط واقف کا عاقل ہونا بھی ہے، لہٰذا صورت مسئلہ میں اگر واقف پاگل ہے اور اس نے اسی جنون کی حالت میں اپنی جائداد وقف کر دی ہے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (عالمگیری ۳۵۲/۲، بدائع) نیز جنون کی حالت میں کی گئی وصیت کا بھی اعتبار نہیں ہے۔ (درمختار: ۳۱۶/۵)

﴿۲۵۴۰﴾ ایک وصیت نامہ کا حکم

سوال: ایک شخص نے اپنی جائداد اپنے مرنے کے بعد وقف کر دینے کی وصیت کی ہے، وصیت نامہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے، ساتھ میں یہ شرط لگائی ہے کہ اس کی بیوی کو اس کی حیات تک اس مکان میں رہنے کا حق ہے، اور اس مکان کا جو بھی کرایہ حاصل ہو وہ اس کی بیوی کو دیا جائے، مرحوم کے ورثاء کو بیوی کے اس مکان میں رہنے اور کرایہ لینے پر اعتراض ہے، تو کیا ان کا اعتراض کرنا صحیح ہے؟

مرحوم نے اس وصیت پر دو شخصوں کو اپنا وصی بنایا ہے، اور لکھا ہے کہ یہ دونوں وصی میری وصیت کے مطابق میری جائداد وقف کرنے کے ذمہ دار ہیں تو کیا اس کا یہ لکھنا صحیح ہے؟ کیا یہ وصی اس وقف کے ذمہ دار ہیں؟ اگر یہ وقف نہ کریں تو گنہگار ہوں گے؟ مرحوم کے بھائی اس وصیت سے اختلاف کر رہے ہیں اور شرعی قاعدہ کے مطابق تقسیم کا مطالبہ کر رہے ہیں تو کیا ورثاء کا یہ مطالبہ صحیح ہے؟ تمام امور پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

وصیت نامہ

میں فلاں بن فلاں عمر ۵۵ سال مقام فلاں اپنے پورے ہوش وحواس اور تندرستی کی حالت

میں اپنا آخری وصیت نامہ بنارہاہوں، اس لئے کہ موت برحق ہے اور وصیت نامہ سے میرا ارادہ ورثاء کے لئے سہولت ہے، اس سے قبل میں نے کوئی وصیت نہیں کی ہے، میرے ورثاء مندرجہ ذیل ہیں:

۱......میری بیوی، اسم: فلاں

۲......میرا بھائی، اسم: فلاں

۳......میرا بھائی، اسم: فلاں

میں اپنی اس وصیت پر دو شخصوں کو اپنا وصی مقرر کرتا ہوں، جن کے اسماء حسب ذیل ہیں:

۱......حاجی جناب..........

۲......حاجی جناب..........

ان دونوں میں سے جو بھی موجود ہو وہ میرے مرنے کے بعد میری جائداد میں میری وصیت کے مطابق انتظام کرے۔

راندیر میں فلاں مقام پر جو میرا مکان ہے وہ میرے مرنے کے بعد وقف کردیا جائے، اور اس مکان میں میری بیوی اپنی حیات تک تنہا رہ سکتی ہے، اور مکان کا میونسپل ٹیکس وہی ادا کردے، میری بیوی کے انتقال کے بعد میرے دونوں بھائی اوران کی اولاد اوران کی اولاد اس مکان میں رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں، اور جو مکان میں رہے وہی میونسپل ٹیکس بھی ادا کرے اور مرمت وغیرہ کا خرچ بھی وہی دے۔ دستخط..........

اس مکان کے تحتانی حصہ میں میری بیوی کی اجازت سے اچھے کرایہ دار رکھے جائیں اور اس کا کرایہ میری بیوی کو دیا جائے، اور میری بیوی کے انتقال کے بعد میرے دونوں بھائی اس مکان میں رہ سکتے ہیں ورنہ اس مکان کو کرایہ پر دے کر ضروری مرمت کا خرچ لے کر

بقیہ کرایہ میرے دونوں بھائیوں کو دیا جائے، میرے اس ٹرسٹ کے متولی میرے یہی دونوں وصی ہوں گے، ان کے بعد میرے خاندان میں سے جو بھی صلاحیت والا ہوا سے متولی نامزد کیا جائے۔دستخط......

اس مکان میں جو بھی سامان ہے اس میں سے کچھ میری بیوی کی ذاتی ملکیت ہے اور دوسرا جو سامان ہے وہ میں نے اپنی زندگی میں اپنی بیوی کو ہبہ کر دیا ہے اس لئے اس سامان پر میرے کسی وارث کا کوئی حق اور حصہ نہیں ہے اور جو زر اور زیورات ہیں وہ میری بیوی کی ذاتی ملکیت ہے اس پر میرا بھی کوئی حق نہیں ہے اور میرے پاس کوئی زر اور زیور نہیں ہے، اس وصیت نامہ میں اس بات کا بھی اظہار کر رہا ہوں کہ میری بیوی کے کپڑے بھی اس کی ملکیت ہے، اس مکان کے علاوہ میری جو بھی جائداد ہو وہ وصی شریعت محمدی کے مطابق میرے ورثاء میں تقسیم کر دیں۔

تاریخ:۱۸/۲/۱۹۶۱ء دستخط............

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں تقسیم میراث سے قبل کے جمیع حقوق شرعیہ کی ادائے گی کے بعد ترکہ کے ایک ثلث میں مرحوم کی وصیت کے مطابق عمل کیا جائے گا، اور بقیہ مال ورثاء میں شریعت کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا، مرحوم کی بیوی بھی مرحوم کی وارث ہے، کل مال کے ربع کی وہ حقدار ہے، اس لئے مرحوم نے بیوی کے لئے جو وصیت کی ہے وہ باطل ہے اس لئے کہ وارث کے لئے وصیت صحیح نہیں ہے اور اسے اس کے شرعی حصہ کے مطابق حق ملے گا۔

نیز مرحوم نے اپنے جس مکان کے متعلق وقف کرنے کو لکھا ہے وہ بھی وصیت ہی کہلائے

گی، اس لئے مرحوم نے جو مال اور جائداد چھوڑی ہے اس کے ثلث میں یہ مکان آتا ہو تو مکان وقف ہوگا اور اگر ایک ثلث سے زائد ہو تو ایک ثلث وقف ہوگا اور بقیہ ملکیت ورثاء میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگی۔

اس لئے بیوی اپنی حیات تک اس مکان میں رہے یا اس مکان کا کرایہ لے اس پر ورثاء کا اعتراض کرنا صحیح ہے، نیز وصی صرف ایک ثلث میں وصیت نافذ کرنے کے مجاز ہیں اور ایک ثلث میں وصیت نافذ کرنا ان پر ضروری بھی ہے۔ (درمختار، شامی، فتاویٰ دارالعلوم)

﴿۲۵۴۱﴾ دادی کی وصیت میں پوتوں کا اختلاف کرنا

سوال: مجھے ایک عورت نے سونے کی چار چوڑیاں اور ایک انگوٹھی دی اور وصیت کی کہ یہ چار چوڑیاں میری جو لڑکی گونگی ہے اس کے لئے ہیں، اس کے علاوہ کسی اور کو نہ دینا، اس گونگی لڑکی کو اس کی زندگی میں جب بھی ضرورت پڑے دی جائیں گی، اور اگر اس کا انتقال ہو جاوے تو اس کے انتقال کے بعد وہ چوڑیاں للہ ایصال ثواب کے لئے کسی کار خیر میں خرچ کر دی جائیں۔

میں نے امانت گھر لا کر ایک کاغذ میں وصیت کر کے چوڑیوں کو کاغذ کے ساتھ ڈبے میں رکھ دیا، وہ کاغذ اس سوال کے ساتھ بھیج رہا ہوں، اس وقت اس عورت کے شوہر اور لڑکے بھی حیات تھے، انہیں اس بات کا علم تھا، اس کے بعد اس عورت کا انتقال ہو گیا، اس وقت بھی ان لوگوں نے ان چوڑیوں کے متعلق کوئی بات نہیں کی، اب لڑکوں اور شوہر کا بھی انتقال ہو چکا ہے اور اب تک اس گونگی لڑکی کو اس کی ضرورت نہیں پڑی ہے اس لئے وہ ابھی بھی ایسی ہی رکھی ہوئی ہیں، اب مرحومہ کے پوتے کہتے ہیں کہ میری دادی کا ۲۵ تولہ سونا اور چاندی

کے نقد روپے ۲۰۰۰ جو آپ کے پاس ہیں وہ ہمیں دیدو۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ میرے لئے اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ یعنی اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟

وہ گونگی لڑکی حیات ہے، اور میرے اندازہ سے اسے ابھی تک اس کی ضرورت نہیں پڑی ہے، پوتوں نے جو زائد امانت کا ذکر کیا ہے اسکا کیا کیا جائے؟

وصیت کی نقل:

چوڑیاں: عدد،۴ اور انگوٹھی: عدد،۱

خالہ نے ماموں کو امانت کے طور پر رکھنے دیا ہے اور وصیت کی ہے کہ یہ چار چوڑیاں میری گونگی لڑکی کی ہیں اس لڑکی کے علاوہ کسی کو نہ دی جائیں، جب گونگی لڑکی کو ضرورت پڑے اور گونگی تکلیف میں ہو تو ضرورت کے مطابق بیچ کر وہ روپے اسے ہی دئے جائیں، گونگی کے انتقال کے بعد وہ چوڑیاں سلامت ہوں تو للہ ایصال ثواب کے طور پر کار خیر میں خرچ کئے جائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... صورت مسئولہ میں گونگی لڑکی مرحومہ کی وارث ہے، اور مرحومہ نے وصیت وارث کے لئے کی ہے، لیکن سوال کے مطابق مرحومہ کے انتقال کے بعد ورثاء نے وصیت سے اختلاف نہیں کیا بلکہ اسے منظور رکھا اس لئے یہ وصیت صحیح ہوگئی، اور جس شخص کو اس وصیت پر وصی مقرر کیا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ وصیت کے مطابق اس مال کو خرچ کرے۔

اب وصی کے گمان کے مطابق گونگی لڑکی کو اس کی ضرورت نہیں پڑی، اس لئے خرچ نہیں کیا، تو جب تک یہ لڑکی حیات ہے تب تک انتظار کیا جائے، اگر اسے زندگی میں ان کی ضرورت نہ پڑے تو اس کے انتقال کے بعد وصیت کے مطابق کار خیر میں خرچ کر دیا

جائے، اب پوتوں کا مطالبہ کرنا یا اختلاف کرنا صحیح نہیں ہے، نیز وصی قسم کھا کر کہے کہ مجھے اتنی ہی چیز دی گئی ہیں تو اس کی قسم کا اعتبار کیا جائے گا۔ (عالمگیری: ۵ شامی)

﴿۲۵۴۲﴾ بیوی کے لئے وصیت

سوال: ایک شخص نے اپنی حیات میں اپنی دوسری بیوی کے لئے وصیت نامہ تیار کروایا ہے، جب یہ وصیت نامہ بنایا گیا اس وقت اور جب مرحوم کا انتقال ہوا اس وقت بھی وصیت نامہ میں مذکورہ جائداد جب مرحومہ کے نام پر ہوئی اس وقت بھی مرحوم کی پہلی بیوی کے تینوں لڑکے اور اس بیوی کے دونوں لڑکوں میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا اور ہر ایک نے اجازت دی تھی، تو اب اس جائداد کا مالک کون کہلائے گا؟ نیز یہ عورت اس جائداد کو جس طرح چاہے استعمال کرنے کی حقدار ہے یا نہیں؟ نیز کسی کو ہبہ کرنا چاہے تو کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... مرحوم نے اپنی بیوی کے لئے وصیت کی ہے اور بیوی مرحوم کی وارث تھی اس لئے اس کے حق میں کی گئی وصیت ورثاء کی اجازت پر موقوف رہے گی، لہذا اگر ورثاء نے وصیت پر عمل کرنے کی اجازت دی ہو تو وصیت کے مطابق عمل کرنا بلاتردد جائز اور درست ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں وصیت کے مطابق وصیت نامہ میں مذکورہ جائداد اس عورت کی ملکیت شمار کی جائے گی، یہ عورت اس جائداد میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کی حقدار ہے اور کسی کو بخشش کرنا چاہے تو بھی کرسکتی ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۵، مفید الوارثین)

﴿۲۵۴۳﴾ وارث کے لئے وصیت معتبر نہیں

سوال: میرے گاؤں میں ایک شخص کا آج سے ۱۸ سال قبل انتقال ہو گیا، انہوں نے اپنی

زندگی میں ایک وصیت نامہ تیار کیا تھا، وصیت میں ان کی دو جائداد

ا...... پکا مکان جو سوایا محلّہ میں ہے،

۲......زمین جو گاؤں سے باہر کھاتہ نمبر ۲۵۹ والی ہے۔

انہوں نے وصیت میں لکھا ہے کہ یہ دونوں ملکیت انہوں نے اپنی آمدنی سے جمع کی ہے، اور ان کے والد کی میراث سے انہیں ایک مکان وانٹا محلّہ میں اور زمین اور جس مکان میں وہ رہ رہا ہے وہ اس کے اور اس کے بھائی موسیٰ دونوں کو ملا تھا جو آج بھی دونوں کی متحدہ ملکیت ہے، میری آمدنی سے جمع کی ہوئی جائداد کی میرے مرنے کے بعد میری دونوں بیویاں حقدار بنیں گیں، اور ان دونوں کے انتقال کے بعد یہ دونوں جائداد میں گاؤں کے مسجد و مدرسہ کے لئے وقف کرتا ہوں۔

فی الحال مرحوم کے چھوٹے بھائی موسیٰ افریقہ میں حیات ہیں اور مرحوم کی دونوں بیویوں کا انتقال ہو چکا ہے، مرحوم کی کوئی اولاد نہیں ہے، مرحومہ کے بھائی نے مذکورہ وصیت کے مطابق دونوں جائداد مسجد و مدرسہ کو وقف کر دی ہے، کیا یہ وقف کرنا صحیح ہے؟ اس مسئلہ کا شرعی حل جو بھی ہو بتا کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ: مرحوم کے بھائی موسیٰ جب افریقہ سے آئے تو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ میرے بھائی نے جو کچھ کیا وہ صحیح کیا اور ان کی ملکیت سے مجھے کوئی حصہ نہیں چاہئے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سوال کے ساتھ منسلک مرحوم کی وصیت پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ان کی کی ہوئی وصیت شرعی اصولوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے معتبر نہیں ہے۔

ایک حدیث میں ہے: لا وصیة لوارث، جو شخص مرحوم کے انتقال کے وقت مرحوم کا وارث بنتا ہو اس کے لئے وصیت کرنا معتبر نہیں ہے، اور اگر وصیت کی جائے گی تو اس وصیت پر عمل

نہیں ہوگا۔

صورت مسئولہ میں مرحوم کی دو بیویاں تھیں، دونوں شرعی رو سے مرحوم کی وارث بنتی ہیں، اور انہیں اولاد نہیں ہے اس لئے کل مال کے ایک ربع میں دونوں مساوی طور پر حقدار کہلائیں گی، اور بقیہ تین ربع (مرحوم نے جو جائداد اپنی آمدنی سے جمع کی ہو وہ بھی اور جو جائداد مرحوم کو میراث میں ملی ہے وہ بھی) کا حقدار مرحوم کا بھائی ہے، اس لئے انہیں عاق کرنے کی وصیت بھی معتبر نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ ان کے والد کی ملکیت سے اول دو حصہ کر کے دونوں بھائیوں کو نصف نصف دیا جائے، بعدہ اس حصہ اور انہوں نے اپنی آمدنی سے جمع کی ہوئی ملکیت میں (چاہے وہ انڈیا میں ہو یا بیرون میں ہو) سے ان کے کفن اور دفن کا اور تقسیم میراث سے قبل کے حقوق کی ادائے گی کے بعد بقیہ مال میں مندرجہ ذیل طریقہ سے میراث کی تقسیم ہوگی۔

دو آنی ہندوستان میں موجود بیوی کو

دو آنی افریقہ میں موجود بیوی کو

اور بقیہ بارہ آنی بھائی موسیٰ کو ملے گی۔

مرحومہ کی دونوں بیویوں کے حصہ میں جو ملکیت آئی ہے وہ ان کے انتقال کے بعد ان کے ورثاء میں تقسیم ہوگی، موسیٰ بھائی نے خود اس میراث کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے لیکن ان کے انکار کرنے سے ان کا حق ختم نہیں ہو جاتا، اس لئے انہیں نہ رکھنا ہو تو اپنے قبضہ میں لے کر وقف کر سکتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرحومہ کے بھائی نے اپنے بہنوئی کی وصیت نامہ کے مطابق مسجد اور مدرسہ میں جو وقف کیا ہے اس میں ورثاء کا حق اور حصہ ہے وہ ادا نہیں ہوا اور اسے جدا بھی نہیں کیا

گیا اس لئے انہیں اس جائداد کے وقف کا کوئی اختیار نہیں تھا اس لئے یہ وقف صحیح نہیں ہوا، اس وقف کو رد کر کے شرعی طریقہ کے مطابق عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۴۴﴾ اپنی حیات میں اپنی اولاد اور بیوی کے درمیان تقسیم جائداد کرنے کا طریقہ

گرامی قدر حضرت مفتی اسماعیل صاحب زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون وگذارش دعا خدمتِ آنجناب میں عرض یہ ہیکہ میرے چار لڑکے اور چار لڑکیاں ہے اور بیوی بھی حیات ہے میں اپنی حیات میں ہی ان کے درمیان جائداد کو تقسیم کرنا چاہتا ہوں تو اب یہ تقسیم مجھے کیسے کرنی ہوگی، مثال کے طور پر اگر سو روپیہ ہو تو مذکورہ مسئلے میں وہ کس طرح تقسیم ہو؟ برائے کرام تھوڑی زحمت گوارہ فرما کر جواب ارسال فرمائیں نوازش ہوگی، اور احقر کو دعائے خیر میں یاد فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورۃ مسؤلہ میں آپ اپنی حیاتی میں لڑکے لڑکیوں کو جائداد تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو میراث کے حصص کے مطابق تقسیم نہیں کر سکتے کیونکہ وہ حق مرنے کے بعد ورثاء کو ملتا ہے۔ حیاتی میں جو دیا جاتا ہے وہ بخشش کے زمرہ میں آتا ہے، اور اس میں لڑکے لڑکیوں کو برابر بخشش ہونی چاہئے۔ اچھی صورت یہ ہے کہ آپ ویل یا وصیت نامہ لکھوائیں اور اس میں یہ لکھوائیں کہ میری ملک میں یہ چیزیں ہیں جس میں (مکان، بنک بیلینس وغیرہ کا تذکرہ ہو) اس میں سے میرے مرنے کے بعد میرے کفن دفن کے خرچہ کو ادا کر کے جو کچھ بچے اس کے کل ۹۶ حصص بنائے جائیں اور اس میں سے میری زوجہ کو ۱۲ حصص اور ہر لڑکے کو ۱۴ حصص اور ہر لڑکی کو ۷ حصص دئے جائیں، آپ کے مرنے کے بعد اس ویل کے مطابق عمل ہوگا تو شریعت کا تقاضا بھی پورا ہوگا اور ویل ہونے کی وجہ سے جھگڑا

بھی نہیں ہوگا۔

(نوٹ) یوکے میں مرنے کے بعد املاک کے تقسیم کے متعلق قوانین ہیں جو اسلامی نہیں ہیں، اور ہم اسلامی قوانین کے مطابق جو قرآن پاک میں وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں ایمانی طور پر عمل کرنے کے پابند ہے، اس پر عمل کرنے کی یہی صورت ہے کہ اپنی حیاتی میں کسی مفتی سے معلوم کر کے اپنا ویل بنایا جائے تا کہ اللہ کے یہاں خلافِ شرع تقسیم سے ہم بچ سکیں۔ ابتدائی دنوں میں وصیت کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیوں کی قرآن ورثاء کا حق مقرر کر دیا گیا ہے، لیکن موجودہ زمانہ میں حکومتی قوانین متعین ہے جس پر عمل کرنا ہمارے لئے شرعا جائز نہیں اس لئے وصیت (ویل نامہ) اسلامی احکام کے مطابق کر جانا ہمارے ملکوں میں ہمارے لئے لازم اور ضروری ہے فقط۔ واللہ اعلم بالصواب

﴿۲۵۴۵﴾ بھائی کی جائداد میں کس کس کا حصہ ہوگا؟

سوال: بعد سلام گزارش یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں آپ کی مدد چاہئے، برائے مہربانی اس مسئلہ پر روشنی ڈالئے اور اس کا جواب لکھ دیجئے۔

عظیم اللہ ولد غفور علی اور حافظ علی ولد غفور علی یہ دونوں حقیقی بھائی ہیں، دونوں شادی شدہ ہیں، عظیم اللہ ولد غفور علی چھوٹے بھائی ہیں ان دونوں کے یہاں تین لڑکے، پانچ لڑکیاں ہیں اور حافظ علی ولد غفور علی بڑے بھائی تھے ان کی کوئی اولاد نہیں ہے ان کے والد کا گاؤں میں کھیت اور مکان ہے عظیم اللہ گاؤں میں ہی رہتے ہیں اور ان کے بڑے بھائی حافظ علی کام دھندے کی تلاش میں سورت شہر آ گئے تھے، یہاں آ کر انہوں نے کافی ترقی کی، سورت میں انہوں نے دو مکان اور ایک دکان بنائی۔

حافظ علی کے یہاں کوئی اولاد نہیں تھی، اس لئے انہوں نے اپنی سالی کی لڑکی کو پالا اس کی شادی کرائی پھر جب اس لڑکی کے یہاں لڑکی ہوئی تو اس کو بھی پالا اور اس کی بھی شادی کرائی اور ایک مکان اس لڑکی کو یعنی اپنی سالی کی نواسی کو دیا، حافظ علی صاحب کا انتقال ہو گیا تو ایک دکان اور ایک مکان حافظ علی کی بیوہ استعمال کر رہی تھی وہ ان کی ملکیت میں تھا، حافظ علی جب تک زندہ تھے انہوں نے کہا تھا کہ گاؤں میں جو کچھ ہے وہ میرے بھائی عظیم اللہ کا ہے اور سورت میں جو کچھ ہے وہ میرا ہے اور میری بیوی کا ہے اور حافظ علی کی بیوہ نے عظیم اللہ سے حافظ علی کے مرنے کے بعد پانچ لاکھ روپے مانگے کہ گاؤں کے مکان اور کھیت میں مجھے بھی حصہ دو، مگر اس بات کے تقریباً دو یا تین ہفتوں میں وہ بیمار ہوئی اور میں (یعنی عظیم اللہ) گاؤں چلا گیا اور مجھے خبر ملی کہ میری بھابھی یعنی حافظ علی کی بیوہ کا انتقال ہو گیا اور میری بھابھی کی بہن کی نواسی جس کی شادی کرائی تھی اور مکان بھی دیا تھا وہ وہاں آ کر رہنے لگی اور کہتی ہے کہ یہ دکان اور مکان میرا ہے اور وہاں کے حقدار ہونے کا دعویٰ کر رہی ہے۔

آپ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ میرے بھائی نے جو جائداد (ملکیت) بنائی تھی اس کا اصلی حقدار کون ہے؟ میں ہوں یا میری بھابھی کی بہن کی نواسی، اس کا نام نجمہ ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... غفور علی کے انتقال کے وقت انہوں نے جو کچھ مال چھوڑا ہے اس میں عظیم اللہ اور حافظ علی دونوں لڑکے ہونے کی وجہ سے میراث میں برابر کے شریک ہیں، اس میں بھی میراث جاری ہوگی، اور جو ورثاء ہونگے سب کو اپنے حق کے مطابق ملے گا، گاؤں میں جو کچھ ہے وہ میرے بھائی کا ہے اور سورت میں جو کچھ ہے وہ میرا ہے، اتنا کہنے سے میراث کا حق ختم نہیں ہوگا۔

سورت میں جو اس نے کمایا سب اس کا تھا اپنی حیات میں جس طرح تصرف کرنا چاہتے تھے کر سکتے تھے، لیکن چونکہ وہ لاولد ہیں اس لئے سورت میں جو کچھ مال ملکیت ہوگی سب میں میراث جاری ہوگی انہوں نے اپنی حیات میں سالی کی لڑکی کو ایک مکان بخشش دیا اور اس پر اس نے قبضہ بھی کرلیا تو یہ صحیح ہوگیا اب یہ اس نواسی کی ذاتی ملکیت ہوگئی حافظ علی کی میراث میں تقسیم نہیں ہوگا۔

سوال میں لکھی ہوئی حقیقت کے مطابق حافظ علی کی تمام جائداد میں سے اس کی بیوہ کو ربع حصہ ملے گا اور اب اس کا انتقال بھی ہوگیا ہے تو یہ ربع حصہ اس کے ورثاء کو ملے گا، اور بقیہ تین حصہ عظیم اللہ کو بھائی ہونے کی وجہ سے ملیں گے، بھابھی کی بہن کی نواسی کا قبضہ شرعاً درست نہیں ہے اس لئے اس کو حقدار کو حق دیدینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۴۶﴾ پگڑی والے مکان یا ٹرسٹ کے کرایہ والے مکان میں میراث جاری نہیں ہوتی۔

سوال: زید کا انتقال ہوا اس نے پس مرگ ایک پگڑی والا کرایہ کا مکان چھوڑا، اور ٹرسٹ کے کرایہ کی دکان چھوڑی۔

۱......کیا کرایہ کے مکان و دکان میں میراث جاری ہوگی؟

۲......مکان میں چار بیٹیوں اور زید کا نام ہے یعنی پانچ نام ہیں اور دکان میں کسی کا نام نہیں دکان کرایہ پر ٹرسٹ کی ہے، کرایہ بھرتے ہیں، گوڈاؤن میں بھی چار لڑکیوں کا نام اور والد نے زبانی طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ یہ دکان، مکان گوڈاؤن چاروں لڑکیوں کو ہدیہ کیا تو ایسی حالت میں ہدیہ ہوگا؟

۳...... گوڈاؤن میری والدہ کو میراث میں ملا تھا، اس میں سے زید کی زندگی میں ہی والدہ نے چاروں لڑکیوں کو ہبہ کر دیا تھا اوران کے نام کر دیا تھا۔

۴...... کیا زید کے کرایہ کے مکان اور کرایہ کی دکان اور بیوی کے گوڈاؤن میں جو چار لڑکیوں کو ہبہ کر دیا تھا زید کے بھائی کو میراث ملے گی تو کتنی ملے گی؟

نوٹ: زید نے اپنے پیچھے چار لڑکیاں اور ایک بھائی چھوڑا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میراث اس مال میں جاری ہوتی ہے جو مال مرنے والے کی ذاتی ملکیت ہو، کرایہ کی ملک یا اسی طرح دوسرے طریقہ کی جو ملک یا قبضہ ہو اس میں میراث جاری نہیں ہوتی، لہٰذا بصورت مسئولہ میں کرایہ کا جو مکان ہے اور ٹرسٹ کا جو مکان ہے اس میں کسی طرح میراث جاری نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۴۷﴾ متبنیٰ یا رضاعی بیٹی کو میراث سے حصہ ملے گا؟

سوال: میری فیملی میں والدین اور ہم دو بھائی ہیں، والدین حیات ہیں، بھائی کی ایک بیوی ،ایک بیٹی اور ایک بیٹا ہے، میری شادی کو دس سال ہو چکے ہیں اللہ نے ہمیں اولاد نہیں دی، تو ہم نے ایک لڑکی کو گود لیا، جس کے بارے مین ہمیں نہیں پتا کہ یہ کس کی لڑکی ہے اور اس کے والدین کون ہیں، میرے بھائی کی بیوی نے اسے دودھ پلایا تا کہ وہ میرے لئے محرم بن جاوے، وہ اب ماشاء اللہ چار سال کی ہونے والی ہے اور آج بھی میری اولاد نہیں ہے۔

ہم نے اس کے برتھ سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ، اسکول لیونگ سٹرفکیٹ اور دنیوی چیزوں میں اس کے والدین کے نام کی جگہ ہمارا ہی نام لکھوایا ہے، کیا اس کے نکاح کے وقت اس کے نام کے ساتھ والد کے نام کے طور پر میرا نام لکھ سکتے ہیں؟ اس لئے کہ اس کے والدین کا

ہمیں کوئی علم نہیں ہے کہ کون ہیں اور کہاں ہیں؟

میں تاجر ہوں، اور میرا اپنا مکان ہے، مکان کے علاوہ کوئی بچت نہیں ہے، جو آمدنی ہوتی ہے وہ خرچ ہو جاتی ہے، نکاح کے بعد بیوی جو پہنتی ہے یا خریدتی ہے سب شوہر کے روپیوں سے ہوتا ہے جیسے زیور جو بھی بنایا ہے ان کے روپے میں نے دیئے ہیں میرے بعد کیا وہ بیوی کا ہوتا ہے، یا ورثاء کا؟ اس لئے کہ زیور بیوی ہی پہنتی ہے اور اسی کو بنوا کر دیا جاتا ہے، یعنی بیوی کو بنوا کر دیا تو بیوی اس کی مالک ہوگئی یا نہیں؟ یا اس میں میراث جاری ہوگی؟ بیوی کو شوہر کی میراث سے ساڑھے بارہ فی صد ہی ملتا ہے، اتنی کم رقم سے زندگی نہیں گزرتی، میری بیوی زیادہ پڑھی لکھی نہیں ہے، کہ وہ میرے بعد اپنا اور اپنی بیٹی کا گذر بسر کر سکے، اور میرا کوئی بیٹا نہیں ہے تو میں اپنی بیوی اور بیٹی کا مستقبل کس طرح محفوظ کر سکتا ہوں؟ تا کہ میرے بعد انہیں کوئی پریشانی نہ ہو۔

میں اپنی بیوی کو زیادہ دینا چاہتا ہوں تو دے سکتا ہوں؟ کیسے اور کتنا؟

میری بیٹی جو لے پالک ہے، میرے بعد میری ملکیت میں سے اسے کچھ مل سکتا ہے یا نہیں؟ اگر مل سکتا ہے تو کتنا؟ اگر نہ ملے تو کیا میں اپنی حیات میں اس کو اپنی خوشی سے اپنی ملکیت میں سے کچھ دے سکتا ہوں؟ کتنا اور کیسے؟

میری بیٹی میرے بھائی کی رضاعی لڑکی ہے، اس لئے کہ بچپن میں اس کی بیوی کا اس نے دودھ پیا تھا، کیا اس کا میرے بھائی کی میراث میں کوئی حق یا حصہ بنتا ہے؟ اور کتنا؟

کیا میں اپنی زندگی میں اپنا سب کچھ بیوی اور بیٹی کو دے سکتا ہوں؟ یا بھائی اور بھتیجوں کو دینا لازم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... شریعت محمدی کے مطابق اگر کوئی شخص کسی بچہ کو گود لیتا

ہے یا حکومت کے قانون کے مطابق وہ بچہ لے پالک بنانے والے کا لڑکا یا لڑکی ہونے کا درجہ حاصل کرلے تو اس سے وہ اسلامی اصولوں کے مطابق حقیقی بیٹا یا بیٹی نہیں بنتا، اور آپ اس کے حقیقی والد نہیں بنتے۔

نکاح کے وقت لڑکی کے نام کے ساتھ ایسی نسبت بتانا ضروری ہے جس سے لڑکی کی صحیح شناخت ہوسکے اور لوگوں کو یقین ہوجائے کہ یہی لڑکی ہے، صورت مسئولہ میں آپ لڑکی کے حقیقی والد نہیں ہیں اور لے پالک والد یا پرورش کرنے والے کہلاتے ہیں، اور اس حساب سے آپ کا نام لکھا جائے تو اس میں حرج نہیں ہے۔

نکاح کے وقت بیوی کو زیور یا دوسری چیزیں بنا کر دی جاتی ہیں ان چیزوں کی بیوی مالک بنتی ہے یا نہیں اس میں گاؤں اور خاندان اور قبیلہ کے عرف کا اعتبار ہے، آپ کے خاندان میں اس موقعہ پر دیئے جانے والے زیور بیوی کو ہبہ کے طور پر دیا جاتا ہو یا آپ نے ہبہ کے طور پر بیوی کو زیور وغیرہ بنا دیا ہو تو بیوی اس کی مالک بن جائے گی اور آپ کے انتقال کے وقت آپ کی میراث میں وہ مال تقسیم نہیں ہوگا۔ اور اگر صرف عاریت کے طور پر استعمال کے لئے دیتے ہوں تو بیوی مالک نہیں بنے گی، ملکیت آپ کی کہلائے گی اور بیوی کو استعمال کا حق ہوگا، اور آپ کے انتقال کے وقت وہ چیزیں میراث بن کر ورثاء میں تقسیم ہونگی۔

اپنی بیوی اور متبنیٰ بیٹی کے مستقبل کا خیال کرتے ہوئے آپ اپنی حیات میں بخشش میں انہیں جو دینا چاہیں آپ دے سکتے ہیں، اور متبنیٰ بیٹی کے لئے مرتے وقت کل مال کے ثلث کی وصیت بھی کرسکتے ہو، میراث کے طور پر اس متبنیٰ بیٹی کو آپ کی میراث سے کوئی شرعی حصہ نہیں ملے گا۔

صورت مسئولہ میں آپ کی بیوی کو ساڑھے بارہ فی صد نہیں بلکہ ۲۵ فی صد ملے گا، اور آپ

نے جو مجبوری کا ذکر کیا ہے اس کے پیش نظر آپ زندگی میں جو بخشش میں دینا چاہیں دے سکتے ہو، صرف ورثاء کو محروم یا کم ملنے کی نیت نہیں ہونی چاہئے۔

حق ارث کے لئے نسبی رشتہ ہونا ضروری ہے، رضاعی رشتہ دار کو میراث سے حصہ نہیں ملتا، اس لئے آپ کے بھائی کی میراث سے اس رضاعی بیٹی کو کچھ نہیں ملے گا۔

﴿۲۵۴۸﴾ قرض بعد پس مرگ میراث بن جاتا ہے۔

سوال: ایک لڑکے نے اپنے والد سے ۵۰۰ روپے ادھار لئے، اور کہا کہ میرے پاس جب ۵۰۰ روپے آئیں گے اس وقت دے دوں گا، اور قرض ادا کرنے سے قبل اس کے والد کا انتقال ہو گیا، اس کے والد فراخ دل کے تھے، انہوں نے اپنی حیات میں اپنے تمام لڑکوں کو زمین وغیرہ دے کر قبضہ کرا دیا دیا تھا، لڑکے کا کہنا ہے کہ اگر میں اپنے والد سے کہتا کہ یہ پانچ سو روپے مجھے بخشش میں دے دو تو بھی والد انکار نہیں کرتے، تو یہ ان کے اس دلی رضامندی کو بخشش سمجھ کر ان روپیوں کو اپنا سمجھ لینا کیسا ہے؟ نیز اگر یہ شخص والد کی طرف سے ہر سال رمضان میں ایصال ثواب کی نیت سے کچھ روپیوں کا صدقہ کر دیا کرے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس کے پاس سے قرض لیا ہو اگر اس کا انتقال ہو جائے تو اس قرض پر ورثاء کا حق ہو جاتا ہے، لہذا یہ پانچ سو روپے بھی مرحوم کے ورثاء کو شرعی حصوں کے مطابق ملیں گے، تقسیم میراث کے بغیر اس مال سے ایصال ثواب کرنا اور دوسروں کو حق نہ دینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۴۹﴾ ورثاء کا زیادتی قرض کا دعویٰ اور مدیون کا انکار

سوال: زید نے عمر سے ۲۷۵ روپے قرض لئے تھے، قرض ادا کرنے سے قبل عمر کا انتقال ہو گیا، اب طویل عرصہ کے بعد زید عمر کے ورثاء کو قرض کے روپے ادا کرنا چاہتا ہے، لیکن عمر کے ورثاء بغیر دلیل کے پانچ سو روپے کا مطالبہ کرتے ہیں، اور ۲۷۵ روپے لینے سے انکار کرتے ہیں اور زید اللہ کو حاضر اور ناظر سمجھتے ہوئے ۲۷۵ روپے ہی قرض میں لینے کا دعویٰ کر رہا ہے، تو اب زید کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: صورت مسئولہ میں دائن کے ورثاء پانچ سو روپے کا مطالبہ کر رہے ہیں اور اس پر ان کے پاس کوئی بینہ نہیں ہے اور مدیون پانچ سو روپے کے قرض کا منکر ہے اور قسم کھا کر کہہ رہا ہے لہذا اس کی بات کا اعتبار ہوگا اور ۲۷۵ روپے کا قرض سمجھا جائے گا، لہذا ان کو یہ رقم لے لینی چاہئے اور عمر کے ورثاء کو ان کے شرعی حصوں کے مطابق ۲۷۵ روپے میں سے حصہ ملے گا، لیکن اس کے باوجود اگر عمر کے ورثاء یہ رقم لینے سے انکار کرتے ہوں تو آپ ان کے سامنے یہ روپے اس طرح رکھ دو کہ وہ اگر لینا چاہیں تو لے سکیں، اتنا کرنے سے آپ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۲۵۵۰﴾ قرض خواہ کی موت کے بعد قرض میراث بن کر ورثاء میں تقسیم ہوگا۔

سوال: زید نے عمر کو اپنی حیات میں ۷۵ پاؤنڈ قرض دیا تھا، پھر زید کا انتقال ہو گیا، اب عمر نے وہ ۷۵ پاؤنڈ قرض ادا کر دیا، اور یہ رقم ورثاء کے ہاتھ میں ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ زید کے ورثاء میں اس کی زوجہ، ایک اخ اور اخت ہے اور اولاد کوئی نہیں ہے، نیز دوسرے ورثاء بھی نہیں ہے ں تو اس ۷۵ پاؤنڈ میں سے کسے کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں مرحوم کے کفن دفن اور تقسیم میراث سے قبل کے جمیع حقوق شرعیہ کی ادائے گی کے بعد جو بچے اس کے کل چار حصہ کئے جائیں اور ایک حصہ زوجہ کو دو حصوں بھائی کو اور ایک حصہ بہن کو ملے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۵۱﴾ تقسیم میراث سے قبل ترکہ سے میت کا دین ادا کیا جائے گا۔

سوال: میں اپنی جائداد کا ایک وصیت نامہ بنوانا چاہتا ہوں، اور میرے ذمہ کچھ قرض بھی ہے، البتہ جائداد کی قیمت قرض سے زیادہ ہے، تو کیا مجھے وصیت نامہ میں اس کا تذکرہ کرنا ضروری ہے کہ میری جائداد بیچ کر اول میرا قرض ادا کیا جائے، اور اس کے بعد ورثاء کو درج ذیل حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے؟ کیا میرے مرنے کے بعد میرے قرض کی ادائے گی میں ورثاء کو میری جائداد بیچنا ضروری ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......کسی بھی شخص کے انتقال کے بعد اول اس کے مال سے اس کے کفن اور دفن کا درمیانی خرچہ کیا جاتا ہے، اس خرچہ کے بعد جو مال بچے اس مال میں سے کل سے میت کا دین ادا کیا جائے گا، اگر دین ادا کرنے کے بعد کچھ مال بچ جاتا ہے اور مرحوم نے کوئی جائز وصیت وارث کے علاوہ کے لئے کی ہے تو اس کے ثلث میں وصیت نافذ ہوگی اس کے بعد جو مال بچے وہ ورثاء کو ان کے شرعی حصوں کے مطابق ملے گا، ورنہ اگر دین میں پورا مال خرچ ہو جاتا ہے تو ورثاء کو کچھ نہیں ملے گا، اس لئے آپ کا وصیت نامہ بنانا اور اول قرض ادا کر کے بقیہ مال کے حصے ورثاء میں تقسیم کے لئے کہنا تحصیل حاصل ہے، اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے، یہ تو شریعت نے پہلے سے مقرر کر دیا ہے، اپنے اوپر دین ہے اور حیات میں اس کے ادا کرنے کی قدرت ہے تو دین ادا کر دینا چاہئے۔ حدیث

شریف میں فرمایا گیا ہے: **مطل الغنی ظلم**، دین ادا کرنے پر قدرت ہونے کے باوجود ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، لہذا اپنی حیات میں دین ادا کر کے اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو جانا چاہئے۔

ہر وارث کا قرآن پاک میں حصہ بیان کر دیا گیا ہے، لہذا اس کے لئے بھی وصیت کرنا بے فائدہ ہے، اور اگر اس حصہ میں کمی اور زیادتی لکھی ہوگی تو وہ بھی معتبر نہیں ہوگی اس لئے کہ وارث کے لئے وصیت کا اعتبار نہیں ہے، وصیت صرف غیر وارث کے لئے کی جاتی ہے اور وہ بھی دین ادا کرنے کے بعد ما بقیہ مال کے ثلث میں ہی نافذ ہوتی ہے۔ (شریفیہ شرح سراجی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۵۲﴾ تقسیم میراث سے قبل میت کے کل مال سے اسکا دین ادا کیا جائیگا۔

سوال: حسن کا انتقال ہو گیا ہے، اس کے ورثاء میں چار لڑکے محمد، یوسف، سلیمان اور موسیٰ اور ایک لڑکی فاطمہ حیات ہیں، حسن کے ذمہ کچھ قرض بھی تھا جو اس نے زندگی میں ادا نہیں کیا، اور ایک جائداد چھوڑی ہے، اور وصیت کی ہے کہ جو لڑکا میرے قرض کی ادائے گی میں حصہ نہ لے اسے میری جائداد میں سے کچھ نہ دیا جائے۔

حسن کا ایک لڑکا محمد والد کے انتقال کے بعد بیرون ملک چلا گیا، اور وہیں گھر لے کر رہنے لگا، اور وہاں سے خط لکھ کر اس نے کہہ دیا کہ مجھے میرے والد کی میراث میں سے کوئی حصہ نہیں چاہئے اور میں قرض میں ایک روپیہ بھی دینے والا نہیں ہوں۔

مرحوم والد کی جائداد تینوں بھائیوں نے قرض ادا کئے بغیر ہی تقسیم کر لی اور بہن کو بھی کچھ نہیں دیا، تو پوچھنا یہ ہے کہ قرض ادا کئے بغیر میراث تقسیم کر لینا شرعاً معتبر ہے؟ نیز شرعاً تین

بھائیوں اور ایک بہن کو کتنا حصہ ملتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں حسن کے کل مال میں سے اول اس کے کفن اور دفن کا درمیانی خرچہ ادا کیا جائے، اس کے بعد ما بقیہ مال کے کل سے اس کا قرض ادا کیا جائے، پھر ما بقیہ مال کے کل نو حصے کئے جائیں گے اور مرحوم کے چار لڑکوں میں سے ہر ایک کو دو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ ملے گا۔

والد نے جس وارث کو محروم کرنے کی وصیت کی ہے اس کا اعتبار نہیں ہوگا، اور ہر ایک کو شرعی حصہ ملے گا، محمد کے لکھے ہوئے خط کا بھی اعتبار نہیں ہے، محمد کو بھی مندرجہ بالا طریقہ کے مطابق دو حصے ملیں گے ہی، اگر اسے نہ لینا ہو تو قبضہ کرنے کے بعد وہ جسے چاہے اسے دے سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۵۳﴾ امانت رکھوانے والے کا انتقال ہو جائے تو......

سوال: ایک شخص نے بیرون ملک سے مجھے کچھ رقم امانت کے طور پر بھیجی تھی، اور خط میں لکھا تھا کہ یہ رقم آپ کے پاس امانت کے طور پر رہنے دیں اور میں جب وطن آؤں گا تو آپ سے وصول کرلوں گا، اتفاقاً اس شخص کا بیرون میں انتقال ہو گیا تو اب مجھے اس رقم کا کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ رقم آپ کے پاس امانت کے طور پر ہے، یہ رقم مرحوم کی ملکیت تھی اور جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی ملکیت کی دیگر اشیاء کی طرح یہ رقم بھی میراث بن کر اس کے ورثاء کی ہو گئی، لہذا شرعی حصوں کے مطابق ان کے ورثاء کو یہ رقم سپرد کر کے آپ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۵۴﴾ مرحوم کے جس قرض پر بینہ نہ ہواس کا کیا کیا جائے؟

سوال: ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس پر کچھ دین باقی ہے، مرحوم نے کچھ جائداد بھی چھوڑی ہے، قرض خواہ مطالبہ کرنے آتے ہیں جس کے پاس بینہ ہوتا ہے اسے اس کا حق دے دیا جاتا ہے، کچھ قرض خواہ ایسے ہیں جن کے پاس بینہ نہیں ہے تو ان کے لئے کیا کیا جائے؟ جانچ کرنے پر معلوم ہوا کہ بغیر تاریخ کا ایک مکتوب ہے دوسرا کوئی بینہ نہیں ہے تو اب کیا کیا جائے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جو قرض خواہ اپنے قرض پر کوئی بینہ پیش نہ کر سکے ان کے دعوے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اور مرحوم کے مال میں سے انکا قرض ادا نہیں کیا جائے گا۔ (شامی وغیرہ)

﴿۲۵۵۵﴾ بیوی کے انتقال سے قبل مہر ادا نہ کی ہو تو اب کیا کیا جائے؟

سوال: میرے بھتیجے کی بیوی کا اچانک انتقال ہو گیا ہے، اس کے نکاح کو ساڑھے تین سال ہوئے ہیں، ایک حادثہ میں دفعۃً انتقال ہو جانے کے سبب مہر کے متعلق کچھ وضاحت نہیں کی جاسکی، تو ان حالات میں اب اس مہر کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کے ورثاء کو دے دی جائے؟

نوٹ: ہمارے معاشرہ میں شوہر یا بیوی مرض الموت میں ہو تب بیوی سے مہر معاف کروائی جاتی ہے، یہ رسم شرعی حکم کے مطابق صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: بیوی کا انتقال ہو جائے اور اس کی مہر ادا کرنا باقی ہو اور اس نے معاف بھی نہ کی ہو تو یہ مہر کی رقم بیوی کا قرض ہے، جو شوہر کو ادا کرنا ضروری ہے اگر دنیا

میں ادا نہیں کیا تو آخرت میں نیکی کی صورت میں دینا پڑے گا، اب اگر شوہر اس قرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہے تو مرحوم بیوی کے شرعی ورثاء کو ان کے حصوں کے مطابق یہ مہر کی رقم ادا کردے تو بھی یہ ادا ہوگیا ایسا سمجھا جائے گا۔

بیوی خوش دلی سے مہر معاف کردے تو مہر معاف ہوجاتا ہے، لیکن معاشرہ کے دستور کی بناپر یا شرم میں یا زور یا دباؤ میں آکر مہر معاف کرائی جائے تو اس سے مہر معاف نہیں ہوتا اور یہ طریقہ اختیار کرنا مناسب بھی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۵۶﴾ لون سے لئے ہوئے ٹیمپو میں کیا میراث جاری ہوگی؟

سوال: میرے پاس ایک ٹیمپو ہے، یہ ٹیمپو میں نے میرے بڑے بیٹے کے نام پر خریدا تھا، خریدنے کی تفصیل یہ ہے کہ سات ہزار روپے بینک میں جمع کروائے تھے تو بینک نے ۱۷۰۰۰ کی لون دی تھی، یعنی کل ۲۴۰۰۰ میں ٹیمپو مول لیا تھا، اورلانے کا خرچ اور کچھ ٹیکس وغیرہ زائد دینا پڑا تھا، اور چھ سو روپے کی ماہانہ قسط تھی اور پانچ سو روپے ڈرائیور کا خرچ تھا۔

جس لڑکے کے نام پر ہم نے ٹیمپو لیا تھا اچانک حادثہ میں اسی ٹیمپو میں اس لڑکے کا انتقال ہوگیا، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ ٹیمپو اگر مرحوم کی بیوی کے نام کیا جائے (جوفی الحال حاملہ ہے) تو وہ اس کی برابر دیکھ بھال نہیں کرسکتی اور اس کی قسط بھی ادا کرنا باقی ہے اور دوسرے خرچ بھی نکالنے پڑتے ہیں تو کیا ان حالات میں ٹیمپو لڑکے کے والد کے نام ہوسکتا ہے؟

کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ مرحوم کی بیوی برضا ورغبت ٹیمپو والد کے نام پر کردے تاکہ آنے والے بچے کے بھی کام آسکے تو اس صورت میں مرحوم کے والد گنہگار تو نہیں ہونگے؟

اس صورت میں قرض اور ادا کی ہوئی رقم وغیرہ جو کچھ ہے اس میں بیوی کا کچھ شرعی حق ہے؟ بیوی کا جو حصہ شریعت نے رکھا ہے وہ ادا کر دیا جائے اور ٹیمپو مرحوم کے والد کے نام کر دیا جائے تو یہ صورت از روئے شرع کیا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: اول یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ ٹیمپو کا حقیقی مالک کون ہے؟ والد ہے یا لڑکا، اگر والد اس کا مالک ہے اور بڑے لڑکے کے نام پر کسی سبب سے خریدا گیا تھا تو اس کی آمدنی وغیرہ والد کی ہے اور قرض کی ذمہ داری بھی والد کی ہے، اور لڑکے کی موت کی وجہ سے اس میں میراث جاری نہیں ہوگی۔

اور اگر یہ ٹیمپو لڑکے کی ملکیت تھا تو یہ ٹیمپو میراث بن کر اس کے ورثاء میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا، یعنی میت کے کل مال سے اس کے کفن ودفن کے اخراجات ادا کرنے کے بعد جو بچے اس سے میت کے ذمہ جو قرض ہو وہ ادا کیا جائے، بیوی کو اب تک مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ بھی قرض میں ہی شمار کیا جائے گا، اس کے بعد جو بچے وہ ورثاء کا حق ہے، ورثاء کو ان کا حق دینے کے بعد والد اپنے نام پر کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۵۷﴾ ورثاء کی اجازت کے بغیر مرحوم کے لئے مرحوم کے مال میں سے وصول کرنے کی نیت سے قربانی کرنا

سوال: میں نے اپنے والد صاحب کی طرف سے قربانی کی ہے، اور اس قربانی کے لئے فی الحال میں نے اپنے روپے خرچ کئے ہیں، لیکن میری یہ نیت تھی کہ میں بعد میں اپنے والد صاحب کے مال میں سے اتنے روپے لے لوں گا، میرے والد صاحب کی میراث ابھی تک تقسیم نہیں ہوئی، اور تمام ورثاء عاقل اور بالغ ہیں اور اس کے لئے رضا مند ہیں، تو اب

میں اس مال میں سے اپنی خرچ کی ہوئی رقم وصول کرسکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... تمام ورثاء بالغ ہوں اور پہلے ان کی رضامندی حاصل کرکے بعد مرحوم کے مال سے مرحوم کے لئے قربانی کی جائے تو یہ صحیح ہے، لیکن آپ نے اپنے مال میں سے مرحوم کے لئے قربانی کردی اور قربانی سے پہلے ورثاء کی اجازت نہیں لی تھی اس لئے یہ قربانی آپ کی طرف سے مرحوم کے لئے سمجھی جائے گی یعنی آپ اپنے والد کے مال میں سے اتنے روپے وصول کرنے کے مجاز نہیں ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۵۸﴾ تقسیم میراث میں کورٹ اور سفر وغیرہ کا خرچ کس کے ذمہ آئے گا؟

سوال: (۱) مرحوم کی جائداد کے لئے مرحوم نے کوئی وصیت نامہ تیار نہیں کروایا، آج تک جائداد کی آمدنی لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوتی تھی، اب جائداد کورٹ کے ذریعہ تقسیم ہوتی ہے، تو اس کے لئے ورثاء کو سفر کرنا پڑتا ہے اور سرکاری کاغذات تیار کروانے کا خرچ ہوتا ہے، تو اس خرچ کی تقسیم کس تناسب سے ورثاء میں ہونی چاہئے؟ شرعی حصوں کے تناسب سے یا تمام کا یکساں حصہ رہے گا؟

۲...... جائداد کی تقسیم کے لئے سفر خرچ اور سرکاری کاغذات تیار کرنے کا خرچ وغیرہ بھائی اور بہنوں نے یکساں حصوں سے اپنے ذمہ لینا طے کیا، تو یہ خرچ بھائی اور بہنوں کا برابر سرابر ذمہ میں لینا صحیح ہے یا نہیں؟ یا شرعی حصوں کے مطابق دینا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... تقسیم میراث کے لئے کورٹ یا سفر وغیرہ کا جو خرچ کیا گیا ہو اور اس کے لئے ابتداء میں بھائیوں اور بہنوں نے مساوی طور پر خرچ کرنا قبول کیا ہو تو اس طرح مساوی طور پر خرچ تقسیم کرلینا درست ہے۔

البتہ اگر ابتداء میں کوئی قول اور قرار نہ ہوا ہو اور خرچ کیا جائے تو جس وارث کے حصہ میں جائداد کا جتنا فی صد حصہ آئے گا اسی تناسب سے اس کو خرچ بھی اٹھانا پڑے گا۔

﴿۲۵۵۹﴾ قرض باقی رکھ کر ورثاء کا میراث تقسیم کرنا صحیح ہے؟

سوال: ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس نے ایک جائداد اور کچھ قرضہ چھوڑا ہے، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ ورثاء اپنے ذمہ قرض لیں اور جائداد مابین تقسیم کر دیں تو ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ یا اول مرحوم کے مال سے قرض ادا کرنا ضروری ہے اور اس کے بعد ہی ورثاء میں بقیہ جائداد تقسیم ہو سکتی ہے؟ کیا ایسا ضروری ہے؟

لڑکیوں کے حصہ میں جو جائداد کا حصہ آتا ہے تو لڑکے وہ حصہ رکھ لیں اور لڑکیوں کو اتنے حصہ کی رقم دینا طے کریں لیکن فی الحال اتنی رقم پاس میں موجود نہ ہونے کے سبب اس رقم کو لڑکوں پر قرض سمجھ لیا جائے تو ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کے مال سے اول اس کا قرض ادا کرنا ضروری ہے، اس لئے ورثاء میں تقسیم سے قبل جائداد سے میت کا قرض ادا کیا جائے، یا قرض کا حساب لگا کر جائداد کی قیمت سے اس قرض کو منہا کرنے کے بعد بقیہ جائداد ورثاء میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

مفید الوارثین میں صحیح حدیث مذکور ہے کہ مؤمن کی روح کو روک دیا جاتا ہے جب تک اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے۔ (ص:۳۴) لہذا قرض کی ادائے گی میں ٹال مٹول نہیں کرنا چاہئے، لڑکیوں کے حصہ میں آنے والا حصہ یا رقم بھائی اپنے اوپر قرض کے طور پر ان کی دلی رضامندی کے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔

﴿۲۵۶۰﴾ امانت رکھوانے والے کا انتقال ہو جائے تو اب امانت کسے سپرد کی جائے؟

سوال: ایک شخص نے میرے پاس امانت رکھی تھی، اب اس شخص کا انتقال ہو چکا ہے، تو اب یہ امانت کسے سپرد کی جائے؟ مرحوم کے ایک وارث یعنی ان کی بیوی کو دے کر یہ کہہ دینے سے کہ آپ شرعی حصوں کے مطابق تقسیم کر لینا تو اس طرح کرنے سے کیا میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاؤں گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکور شخص کی امانت اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگئی، لہذا شرعی حصوں کے مطابق ورثاء میں تقسیم کر دینے سے یا ان کی اجازت سے مرحوم کی بیوی کو دیدینے سے بھی آپ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں گے، اور اگر ورثاء نابالغ ہوں تو ان کے اولیاء کو دینے سے بھی آپ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۶۱﴾ مرحوم کے مال سے وصول کرنے کی نیت سے اپنے پاس سے قرض ادا کر دینا

سوال: میرے شوہر کے انتقال کے بعد ان کا قرض میں نے اپنے ذاتی روپیوں سے (جو مجھے میرے ہمدردوں کی طرف سے ملے تھے) ادا کیا، کیا اب وہ روپے میں مرحوم کے مال سے وصول کر سکتی ہوں یا نہیں؟ یعنی مجھے مرحوم کی جائداد سے جو شرعی حصہ ملنا ہے اس حصہ کے ساتھ قرض میں دی ہوئی رقم کی مقدار کا زائد حصہ لے سکتی ہوں یا نہیں؟ اس لئے کہ مرحوم کے ترکہ میں صرف گھر اور زمین ہی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرحوم نے جو قرض چھوڑا ہے اول اس قرض کی ادائے گی مرحوم کی جائداد سے کی جائے گی، اسکے بعد ہی ورثاء میں بقیہ جائداد تقسیم ہوگی، اب اگر

وہ قرض آپ نے اپنے روپیوں سے ادا کر دیا اور ادائے گی کے وقت مرحوم کے مال سے وصول کرنے کی نیت تھی تو اب آپ اپنے حصہ میں آنے والی جائداد کے ساتھ قرض میں دی ہوئی رقم کے برابر کا حصہ بھی جائداد میں سے لینے کے مجاز ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۶۲﴾ قرض خواہ کا انتقال ہو جائے اور اس کے ورثاء کا علم نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

سوال: ایک شخص نے کچھ دوستوں سے مجبوری کی وجہ سے قرض لیا تھا، اور اپنی مالی کمزوری کی وجہ سے لوٹا نہ سکا، چند سال بعد اللہ نے اسے مال و دولت سے نوازا، اب اس نے جن لوگوں سے قرض لیا تھا ان میں سے کچھ حیات ہیں اور کچھ حیات نہیں ہیں، جو حیات ہیں انہیں ان کا قرضہ ادا کر دیا، لیکن جو حیات نہیں ہیں ان کے قرضہ سے سبکدوشی کی کیا شکل ہے؟ اس شخص کو ان کے ورثاء تک کا علم نہیں ہے، کیا وہ رقم مرحوم کے ایصال ثواب کی نیت سے غرباء میں یا مسجد میں دیدینے سے ذمہ بری ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جن لوگوں کا قرض باقی ہے ان لوگوں کا انتقال ہو چکا ہے تو ان کے ورثاء کو ڈھونڈ کر اور تحقیق کر کے یہ رقم ان تک پہنچانا ضروری ہے، اس لئے کہ اس رقم پر اب ان کا حق ہے، تلاش بسیار کے بعد بھی اگر ان کے ورثاء کا علم نہ ہو تو وہ رقم مرحوم کی طرف سے مسجد میں یا غرباء میں صدقہ کر دیا جائے تو یہ بھی کافی ہو جائے گا، البتہ اس کے بعد اگر ورثاء کا علم ہو تو دوبارہ ورثاء کو ادا کرنا ضروری ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۶۳﴾ لڑکے نے ملازمت کر کے جو جائداد خریدی وہ باپ کی جائداد کے ساتھ ملا کر میراث میں تقسیم نہیں ہوگی۔

سوال: ایک والد کے چار لڑکے ہیں، والد حیات ہے، تین لڑکے والد کے کاروبار میں والد

کے ساتھ ہیں، ایک لڑکا ملازم ہے اور وہ اپنی کمائی سے اپنا گذارہ کر لیتا ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ والد صاحب جب اپنے والد و دادا سے میراث میں ملی ہوئی جائداد کی تقسیم کرنے بیٹھیں تو اس لڑکے کی اپنی کمائی سے خریدی ہوئی جائداد کا بھی حصہ ہوگا یا نہیں؟ یعنی اس کی جائداد میں دوسرے بھائیوں کا حق اور حصہ ہوگا یا نہیں؟ اگر بڑا بھائی اپنی کمائی سے خریدی ہوئی چیز دوسرے بھائیوں کو دینے پر راضی نہ ہو تو جبراً وصول کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جس لڑکے نے ملازمت کر کے اپنی کمائی سے کوئی جائداد وغیرہ خریدی ہے تو وہ اس کی ذاتی ملکیت ہے، اس میں کسی دوسرے کا حق اور حصہ نہیں ہے، لہذا بڑا بھائی اپنی خریدی ہوئی چیز میں سے کسی کو حصہ دینے کے لئے راضی نہ ہو تو جبر کر کے اس میں سے حصہ لینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۶۴﴾ لڑکے کی جائداد والد کی جائداد کے ساتھ مل کر میراث نہیں بنے گی۔

سوال: ہم تین بھائی بہن ہیں، والد حیات ہے، میرا خود کا الگ کاروبار ہے، اس کاروبار کے منافع سے میں نے کچھ ملکیت، جائداد جمع کی ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ یہ ملکیت میری اپنی ہے یا ہم تمام بھائی بہنوں کی؟ کیا اس میں میرے والد کی میراث جاری ہوگی؟ اگر میں اپنے بھائی بہنوں کو اس میں سے دینے کے لئے انکار کردوں تو کیا وہ زبردستی کر کے اس میں سے حصہ لے سکتے ہیں؟ میرے والد صاحب ان کی حیات میں اپنی جائداد تقسیم کر دینا چاہتے ہیں؟ تو از روئے شرع اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟ **الجواب:** حامداً و مصلیاً و مسلماً...... کوئی شخص اپنی کمائی سے کوئی جائداد یا چیز وغیرہ خریدے تو وہ اس کی اپنی ملکیت ہوتی ہے، اس میں کسی دوسرے کا حق ارث نہیں لگتا، لہذا اگر آپ اپنے بھائی بہنوں کو دینا

نہ چاہیں تو وہ جبر واکراہ کر کے آپ سے چھین نہیں سکتے ، والد کے انتقال کے بعد والد کی جائداد سے والد کے ورثاء کو مقررہ حصہ ملے گا، والد کے لئے بہتر یہ ہے کہ زندگی میں ہر لڑکے کو برابر سمجھ کر مساوی طور پر تقسیم کرے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۶۵﴾ بیوی کو بخشش میں دئے ہوئے زیور میں وارث کا حق حصہ ہوگا؟

سوال: موسیٰ بھائی کی دو بیویاں ہیں، موسیٰ بھائی نے کچھ زمین اپنی پہلی بیوی کے نام کر دی تھی ، اوراس پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا ہے، تو اس عورت کی جائداد سے صرف اس کی حقیقی اولاد کو ہی حق اور حصہ ملے گا اس کی سوتیلی اولاد کو حصہ ملے گا یا نہیں۔

اب موسیٰ بھائی نے اپنی دوسری بیوی کو زمین وغیرہ کچھ نہیں دیا، لیکن سونے کے کچھ زیورات دئے تھے، موسیٰ بھائی کی زندگی میں ان کی دوسری بیوی نے ان سے یہ سوال بھی کیا کہ پہلی بیوی کے نام پر زمین کر دی تو میرے لئے کیا کیا؟ تو موسیٰ بھائی نے جواب دیا کہ تجھے سونے کے زیورات دئے ہیں،، تو موسیٰ بھائی کی بیوی نے کہا کہ تو پھر میں ان زیورات میں سے پہلی بیوی کے بچوں کی شادی میں کچھ نہیں دوں گی، تو موسیٰ بھائی نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں چاہئے ، اگر اللہ دے گا تو میں نیا لا کر لاؤں گا، لیکن بچوں کی شادی سے پہلے موسیٰ بھائی کا انتقال ہوگیا، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ موسیٰ بھائی نے دوسری بیوی کو جو زیورات دئے تھے ان میں سے ان کی پہلی بیوی کے بچوں کا کوئی حق حصہ لگتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... دوسری بیوی کے ساتھ بات چیت کے جو کلمات نقل کئے ہیں اگر وہ صحیح ہوں تو یہ زیورات دوسری بیوی کو مالک بنا کر ہبہ کیا ہوا سمجھا جائے گا، لہذا پہلی بیوی کی اولاد کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۶۶﴾ بیوی کا زیور میراث میں تقسیم ہوگا؟

سوال: ہم دو بھائی ہیں، ہم دونوں والد کے ساتھ رہتے ہیں، میں ممبئی میں ٹیکسی چلاتا ہوں، یومیہ پندرہ روپے میری تنخواہ ہے، یہ روپے لاکر میں والد کو دیدیتا ہوں، میری بیوی کے پاس اس کے والد کا ہبہ کیا ہوا زیور ہے، اس کی زکوۃ آج تک اس کے والد دیتے تھے، یہ زیور میری بیوی نے مجھے ہبہ کردیا ہے، اور اب اس کی زکوۃ میرے والد دیتے ہیں، تو اب اس زیور میں میرے بھائی کا کوئی حق ارث لگتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: وہ زیور آپ کی بیوی کی ملکیت تھا، اور بیوی نے وہ آپ کو ہبہ کردیا، لہذا آپ اس کے مالک ہو گئے، اس میں آپ کے بھائی کا کوئی حق ارث نہیں لگتا، اور اس کی زکوۃ آپ پر واجب ہے، آپ کی اجازت سے اگر آپ کے والد ادا کریں تو فریضہ ادا ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۶۷﴾ بیوی کی زمین میں شوہر کی میراث جاری نہیں ہوگی۔

سوال: میرے والد صاحب نے مجھے میرے شوہر کی حیات میں ایک کاشت کی زمین دی تھی، اور جو زیور دئے تھے وہ بیچ دئے تھے، تو اب کیا اس زمین میں میرے شوہر کی میراث جاری ہوگی؟ یا یہ میری ذاتی ملکیت سمجھی جائے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو زمین آپ کو آپ کے والد صاحب کی طرف سے ملی ہے وہ آپ کی ذاتی ملکیت ہے، جو آپ کے انتقال کے بعد آپ کے ورثاء میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوگی، وہ آپ کے شوہر کی ملکیت نہیں ہے، اس لئے شوہر کی میراث اس زمین میں جاری نہیں ہوگی۔

﴿۲۵۶۸﴾ زندگی میں جائداد کی تقسیم میراث نہیں ہبہ ہے۔

سوال: ایک شخص حیات ہے، یہ اپنی زندگی میں میراث تقسیم کرنا چاہتا ہے، اس کے والدین حیات نہیں ہیں، صرف ایک بیوی، تین لڑکے اور ایک بھائی اور ایک بھتیجا اور دو حقیقی بہن ہیں۔

زمین، مکان اور کھیت، کل تین قسم کے اموال ہیں، نقد روپے نہیں ہیں، اور ۳۰ ہزار کا قرضہ ہے، اس قرض کو ادا کرنے کے لئے صرف تین لڑکوں کو ذمہ دار بنا سکتا ہوں یا نہیں؟ اور پانچ ہزار روپے قرض میں دئے ہیں وہ رقم وصول کرنا باقی ہے، لیکن اس رقم کے آنے کی امید بہت کم ہے، تو اس رقم میں بھی میراث جاری ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شرعی طریقہ کے مطابق تقسیم میراث انسان کے انتقال کے بعد اس کے شرعی ورثاء میں ہوتی ہے، کسی انسان کی حیات میں میراث جاری نہیں ہوتی، حیات میں کوئی شخص اپنی جائداد تقسیم کرنا چاہے تو یہ میراث نہیں ہے بلکہ ہبہ ہے۔

﴿۲۵۶۹﴾ اولاد کو زندگی میں دینے میں برابری کرنا

سوال: ایک شخص کے پاس ایک ملکیت ہے جس کی قیمت تقریباً پانچ، چھ لاکھ روپے ہے، ان کی پہلی بیوی جو اب ان کے نکاح میں نہیں ہے، اس بیوی سے اسے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی ہے، سب بالغ ہیں، ہر ہر بچوں کی اچھی تربیت کی اور ان کی اچھی پڑھائی کا مکمل انتظام کیا، لڑکی بالغ ہے ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی ہے، دوسری بیوی جو ان کے نکاح میں ہے اس سے چار لڑکے اور ایک لڑکی ہے وہ ناسمجھ اور نابالغ ہیں، اب پوچھنا یہ ہے کہ پہلی بیوی کی اولاد اس شخص کی ملکیت سے حصوں کا مطالبہ کر رہی ہے، پہلی بیوی کی لڑکی کو ۲۵ تولہ سونے کا

زیور دیا ہے، تو کیا دوسری بیوی کی لڑکی کو بھی ایسا زیور دینا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب تک والد حیات ہے اس وقت تک کسی بھی بالغ یا نابالغ اولاد کو میراث کا حصہ مانگنے کا حق نہیں ہے، والد اپنی ملکیت کا خود مختار رہے، البتہ وہ جب اپنی اولاد کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی تمام اولاد کے درمیان برابری والا معاملہ کرے، ایک کو جتنا دیا ہے اتنا ہی دوسرے کو بھی دے، تاکہ وہ گنہگار نہ بنے، مذکورہ لڑکی کو جتنا سونا دیا ہے اتنا ہی دوسری لڑکی اور لڑکوں کو بھی دینا چاہئے، تاکہ اولاد کے درمیان انصاف کا حکم پورا ہو، اب اگر کسی اولاد کو دیا اور کسی کو نہیں دیا اور اس کے لئے کوئی شرعی سبب بھی نہیں ہے تو والد گنہگار ہوگا، تاہم اولاد زبردستی کر کے ان کی حیات میں وصول نہیں کرسکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۷۰﴾ زندگی میں والدہ نے جو خرچ کیا اس میں ورثاء کا کوئی حصہ ہے؟

سوال: میرے والد صاحب کی حیات میں ان کے شیرز اور ان پر ملنے والا ڈیویڈنڈ میری والدہ لیتی تھی، اب میرے والد صاحب حیات نہیں ہیں تو پوچھنا یہ ہے کہ میرے والد کی حیات میں میری والدہ نے جو شیرز اور ڈیویڈنڈ کی رقم لی ہے اس میں ہمارا کوئی حق اور حصہ ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ کے والد صاحب کی حیات میں جو کچھ آمدنی ہوئی ہو یا کوئی ملکیت وغیرہ ہو اس میں کسی بھی وارث کا کوئی حق اور حصہ نہیں لگتا، لہذا ان کی حیات میں ان کی آمدنی پر آپ کی والدہ نے ان کی رضامندی سے قبضہ کیا ہو اور اس پر والد صاحب کے انتقال کے بعد کسی وارث کا حق حصہ نہیں لگے گا، میراث صرف ان اموال

منقولہ وغیر منقولہ میں جاری ہوگی جو مرحوم کے انتقال کے وقت ان کی ملکیت میں تھی۔

﴿۲۵۷۱﴾ ماں کی موجودگی میں نواسے کا نانا کی میراث سے حصہ مانگنا

سوال: فقیر بھائی کا جب انتقال ہوا تو ان کے ورثاء میں ایک زوجہ مسماۃ مریم ایک بنت مسماۃ رحیمہ اور ایک ابن الاخ مسمی محمد حیات تھے، فی الحال محمد اور رحیمہ حیات ہیں اور رحیمہ کے دولڑکے فقیر اور قاسم اور پانچ لڑکیاں ہیں، اب قاسم میراث کا مطالبہ کر رہا ہے، تو قاسم کو اس کے نانا کی میراث میں سے کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حق ارث مورث کے انتقال کے بعد مورث کے مال میں ثابت ہوتا ہے، اس کی حیات میں کسی وارث کا کوئی حق نہیں نکلتا، اور وہ مطالبہ بھی نہیں کر سکتے۔ لہذا صورت مسئولہ میں قاسم جو میراث میں سے حق مانگتا ہے یہ غلط ہے اس کے والدین حیات ہیں اس لئے نانا کی جائداد سے اس کا حصہ مانگنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ ماں کی موجودگی میں نواسے کو میراث میں سے کچھ نہیں ملتا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۷۲﴾ حیات میں تقسیم کرتے وقت لڑکا لڑکی دونوں کو برابر سرابر دینا چاہئے

سوال: میرے والدین حیات ہیں، ہم چار بھائی اور دو بہنیں ہیں، فی الحال میرے والد صاحب بالکل ضعیف ہو چکے ہیں اور بیماری کی وجہ سے ہر بھائی بہن کو شریعت کے مطابق حصہ کر کے مال و جائداد تقسیم کر دینا چاہتے ہیں تو مذکورہ ورثاء میں سے کسے کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شریعت میں مورث کے مرنے کے بعد جو مال تقسیم ہوتا ہے اسے ہی میراث کہتے ہیں، اور اس میں بہن کو ایک حصہ اور بھائی کو دو حصے ملتے ہیں، اگر والد اپنی حیات میں لڑکے لڑکیوں کو کچھ دینا چاہتا ہے تو لڑکا ہو یا لڑکی ہر ایک کو برابر سرابر

دینا چاہئے، دونوں کے درمیان فرق کرنا گناہ ہے، لیکن تقسیم میراث کے اصولوں کے مطابق تقسیم کرنا ہوتو بہن کو دوآنی دے کر بقیہ اموال میں لڑکوں کو دوگنا اور لڑکیوں کو ایک گنا حصہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۷۳﴾ والدہ کی حیات میں والد کی جائداد میں سے حصہ مانگنا کیسا ہے؟

سوال: میں حلیمہ زوجہ فاروق بھائی، میرے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے، اور میرے والد بھی حیات نہیں ہے، میری والدہ حیات ہے کیا میں اپنے والد کی جائداد سے میری والدہ کی حیات میں حصہ مانگ سکتی ہوں؟

۲...... میں اپنے والدین کے انتقال کے بعد اپنے بھائیوں سے میرا حصہ مانگ سکتی ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب تک والد حیات ہیں اس وقت تک ان کی ملکیت میں صرف انکا حق ہے، ان کی حیات میں کسی بھی وارث کا اس میں کوئی حق حصہ نہیں لگتا، ان کے انتقال کے بعد جو ورثاء حیات ہوں انہیں ان کی جائداد سے حصہ ملے گا، اس لئے والد کی حیات میں لڑکا لڑکی کو میراث مانگنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ (شامی:۵)۔

یہی حکم ماں کی ملکیت کا بھی ہے، والد کے انتقال کے بعد ورثاء کا حق لگتا ہے، اس لئے والد کی جائداد میں سے آپ کا حصہ مانگنا صحیح ہے، خواہ والدہ سے مانگیں یا انتظام کرنے والے بھائیوں سے بھی مانگ سکتی ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۷۴﴾ والد کی حیات میں لڑکے کا کوئی حق ہے؟

سوال: والد کی حیات میں والد کے اموال میں کسی بھی حالت یا مجبوری میں لڑکے کا کوئی

حق اور حصہ لگتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... والد کی حیات میں جو ملکیت والد کی ذاتی ہو اس میں کسی لڑکے یا لڑکی کا یا کسی دوسرے وارث کا کسی طرح کا حق اور حصہ نہیں ہے، اس ملکیت میں والد کو مکمل اختیار ہے، جب والد کا انتقال ہو جائے اور اس کے جو ورثاء حیات ہوں گے انہیں ان کے اپنے حصوں کے مطابق اس میراث سے حصہ ملے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ میراث کا حق والد کے انتقال کے بعد ہی ملتا ہے انتقال سے قبل نہیں۔ (سراجی، مفید الوارثین) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۷۵﴾ والد کے موروثی زمین بیچنے پر لڑکے کا اعتراض کرنا

سوال: ایک شخص اپنی زمین کا مالک ہے، اور یہ زمین اسے اپنے باپ دادا کی میراث سے ملی ہے، یہ شخص یہ زمین بیچنا چاہتا ہے، اس شخص کی دو بیویاں ہیں اور دونوں کی اولاد ہیں، ایک بیوی کا انتقال ہو چکا ہے اس سے ایک لڑکا ہے جو نکاح کے بعد اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ جدا رہتا ہے، اب اگر یہ شخص اپنی ملکیت کی زمین بیچے تو اس میں اولاد کی اجازت لینا ضروری ہے؟ اور جب زمین کا دستاویز ہو رہا ہو اس وقت اولاد کوئی اعتراض کرے تو یہ اعتراض شرعاً معتبر کہلائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میراث میں جو حق اور حصہ ملتا ہے وہ مورث کے انتقال کے بعد ہی ملتا ہے، اس لئے انتقال کے وقت جو ورثاء حیات ہوں گے انہیں میراث سے حصہ ملے گا، انتقال سے قبل یہ شخص اپنی زیر ملکیت اشیاء کا خود مختار ہے، خواہ اسے بیچ دے یا اس کے عوض دوسری خریدے یا رہن رکھ دے، اسے ہر بات کا مکمل اختیار ہے، اس کے

لئے لڑکوں کی اجازت لینی ضروری نہیں ہے۔
اگر لڑکے میراث کی وجہ سے اعتراض کرتے ہوں تو ان کا اعتراض معتبر نہیں ہے۔(شامی، مفید الوارثین) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۷۶﴾ میراث انتقال کے بعد ہی جاری ہوگی

سوال: میرے والد صاحب کے پاس جو اٹھارہ ایکر زمین ہے اس میں سولہ ایکر زمین ادھیوگ نگر آبادی کے لئے حکومت خرید رہی ہے اس سولہ ایکر زمین کی قیمت ایک لاکھ تین ہزار چھ سو پچھتر روپے بنتی ہے۔اس رقم سے والد صاحب کا قرض جو تقریباً دس ہزار کا ہے اور ایک لڑکی کی شادی کا خرچ جو چار ہزار روپے کا ہے یہ مذکورہ رقم سے منہا کرنے کے بعد بقیہ رقم میں سے تین لڑکوں اور چار لڑکیوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: اس زمین کے ثمن کے حقدار صرف والد صاحب ہیں، اور انہیں پورا اختیار ہے کہ وہ اس رقم میں جس طرح چاہیں تصرف کریں، فی الحال اس رقم میں ورثاء کا کوئی حق نہیں ہے، لیکن اگر وہ حضرات اپنی حیات میں یہ رقم اپنے لڑکے لڑکیوں کو بخشش کرنا چاہتے ہیں تو ہر بچہ کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے ہر ایک کو یکساں یکساں حصہ دینا چاہئے، چاہے لڑکی ہو یا لڑکا سب کو برابر حصہ ملے گا، یہی فرمان نبوی ہے، اور اس کے خلاف کرنے پر والد صاحب گنہگار رہوں گے۔

﴿۲۵۷۷﴾ حیات میں زمین کا قبضہ دیدینا

سوال: میرے جد امجد نے اپنے دونوں لڑکوں ابراہیم اور احمد کو بلا کر ان کے پاس جو جو زمینیں تھیں اس کو تقسیم کر دیا اور کہا کہ یہ زمین ابراہیم تمہاری اور احمد یہ زمین تمہاری۔اس

کے ایک ماہ بعد جدامجد کا انتقال ہوگیا، لیکن دونوں بھائیوں میں سے کسی نے بھی ان کی اس تقسیم پر اعتراض نہیں کیا تھا، تو اب جدامجد کی تقسیم کے مطابق دونوں بھائی زمین تقسیم کر لیں تو یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جدامجد نے اپنی حیات میں جو زمین جس لڑکے کو مالک بنا کر اس پر سے اپنا قبضہ ہٹا کر اس لڑکے کے قبضہ میں دیدی تھی تو وہ زمین اس لڑکے کی ملک ہوگئی، اس لئے اب جو زمین جس لڑکے کو دی وہ زمین اسی کی ہے، اس میں اب میراث جاری نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۷۸﴾ والد کا اپنے بیٹے کی میراث کسی ایک وارث کو دیدینا

سوال: میرے مرحوم بڑے ابا اسماعیل باوا کا ایک مکان ہے، پڑوس میں دونوں طرف دو بھائی ابراہیم اور احمد کا مکان ہے، اسماعیل باوا کے انتقال کے وقت میرے دادا بھی حیات تھے۔

اسماعیل باوا کے انتقال کے بعد دادا نے اپنے دونوں لڑکوں ابراہیم اور احمد کو بلا کر کہا کہ اسماعیل بھائی والا مکان اب احمد کا ہے، اس مکان میں ابراہیم تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے، اس لئے کہ یہ مکان جب بنایا گیا تھا تب مجھے کسی نے مدد نہیں کی تھی سب مال سامان احمد اور اس کے لڑکے لائے تھے، اور احمد کی بیوی نے کھانا بنا کر مزدوروں کو کھلایا تھا، اور یہ مکان بناتے وقت دس ہزار کی لون لی تھی جو ابراہیم اور احمد نے ادا کی تھی اور اسماعیل کے پانچ ہزار باقی تھے جو دادا نے اپنے انتقال سے پہلے ادا کئے تھے۔

ابراہیم بھائی کے دولڑکے اور چار لڑکیاں ہیں اور احمد بھائی کے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی

ہے، اسماعیل باوا کی بیوی مریم اس مکان میں نہیں رہتی ۔تو اس صورت میں دادا نے جو وصیت کی کہ احمد کو یہ مکان ملے اس پر عمل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر عمل نہ کیا جائے تو کسے کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اسماعیل باوا والے مکان میں والد صاحب نے روپے لگائے ہیں، اور ایک بھائی نے محنت کی ہے تو اس کا عوض اللہ کے یہاں اسے ملے گا، یہ مکان اسماعیل کی ذاتی ملکیت کا ہے، اب ان کے انتقال کے بعد یہ ان کے ورثاء کا ہو گیا، لہذا والد کا کسی ایک لڑکے کو اس کا مالک بنا دینا صحیح نہیں ہے، ہر وارث کو اس کے حصہ کے مطابق اس میں سے حصہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۷۹﴾ زندہ لڑکے کا وارث کون؟

سوال: ایک شخص جو پیدائشی بہرا اور گونگا ہے، اس کی چچی اس کی وارث بننا چاہتی ہے، اور اس کے حق کے لئے کورٹ میں میراث کا دعویٰ بہرے اور گونگے صغیر لڑکے کے سوتیلے چچا کے ساتھ کیا ہے، تو قرآنی حکم کے مطابق اس کا وارث کون ہے؟

اس لڑکے کے والدین یا بھائی بہن میں سے کوئی بھی حیات نہیں ہے اس کے قریبی رشتہ دار میں سوتیلے چچا، سوتیلی دادی، حقیقی پھوپھی، حقیقی ماموں حیات ہیں، اس کے باوجود لڑکے کے والد کی چچی نے وارث ہونے کا دعویٰ کیا ہے، تو اس کا حقیقی وارث کون ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب تک لڑکا حیات ہے تب تک کسی کو اس کا وارث نہیں بنایا جا سکتا، البتہ ولی بنایا جا سکتا ہے، اس کے اولیاء میں باپ، دادا، بھائی وغیرہ نہ ہوں تو چچا اور چچا زاد بھائی ولی بن سکتا ہے، لڑکے کے والد کی چچی عصبہ نہ ہونے کی وجہ سے

ولی نہیں بن سکتی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۸۰﴾ کسی ایک وارث کو ساری جائداد دینے کی وصیت کرنا

سوال: میری پہلی دونوں بیویوں کا انتقال ہو چکا ہے، فی الحال میری تیسری بیوی میرے ساتھ حیات ہے، تو مجھے میرے پاس موجود تیس ہزار روپے میں سے دس ہزار روپیوں کی خیرات نکال کر بقیہ بیس ہزار روپیوں کی از روئے شریعت تقسیم کرنی ہے تو کسے کتنا حصہ ملے گا اس کی وضاحت فرمائیں۔

میرے پہلی دو بیویوں سے مجھے تین لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں، اس میں سے ہر ایک کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

فی الحال میری تجارت میں میرے دولڑکے حصہ دار بن کر کام کر رہے ہیں، کیا ان روپیوں میں سے انہیں بھی دیا جائے تو کچھ حرج تو نہیں ہے؟

میری تیسری بیوی کو اس کے پہلے والے شوہر سے ایک لڑکا ہے، وہ بھی میرے ساتھ ہی رہتا ہے، کیا میری تقسیم میں اسے بھی حصہ ملے گا؟

کیا کسی ایک ہی لڑکے کو ساری جائداد دینے کی وصیت کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کوئی شخص اپنی حیات اور تندرستی کی حالت میں جو کچھ صدقہ یا بخشش کرنا چاہے کر سکتا ہے، اس میں کم اور زیادہ کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔

صورت مسئولہ میں تیسرا حصہ صدقہ کے لئے اور دو حصے ورثاء کو دینے میں گناہ نہیں ہے، لیکن ہر لڑکے اور لڑکی کو برابر سرابر حصہ دینا چاہیئے، کم اور زیادہ دینا ناانصافی اور شرعاً گناہ ہے، اس لئے ہر لڑکے اور لڑکی کو مساوی حصہ دینا چاہیئے، تجارت میں حصہ دار لڑکوں کے

لئے بھی یہی حکم ہے۔

تیسری بیوی کا پہلے والے شوہر کا لڑکا اس میں حقدار نہیں ہے، آپ اپنی مرضی سے جو کچھ دینا چاہو دے سکتے ہو، نہ دینے میں گناہ بھی نہیں ہے۔

کسی ایک لڑکے کے لئے وصیت کرنا اور دوسروں کو محروم کرنا جائز نہیں ہے، گناہ ہے، اور وارث کے حق میں وصیت غیر معتبر ہے۔ (مفید الوارثین، بخاری شریف وغیرہ)

﴿۲۵۸۱﴾ والد کی حیات میں لڑکے کا حصہ مانگنا

سوال: میرے والد صاحب حیات ہیں، وہ اپنی زندگی میں اپنی جائداد کی تقسیم کرنا نہیں چاہتے، تو کوئی لڑکا یا لڑکی کہے کہ مجھے میرا حصہ دیدو ورنہ میں کورٹ میں مقدمہ کر کے اپنا حصہ لے لوں گا، تو کیا اس طرح زوراور زبردستی کر کے وہ باپ سے اپنا حصہ لے سکتا ہے؟ اس صورت میں شریعت محمدی کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شریعت نے میراث میں جن ورثاء کا حق اور حصہ رکھا ہے وہ اصل مالک کے انتقال کے بعد رکھا ہے، اس لئے والد کی حیات میں کسی بھی لڑکے یا لڑکی کو والد کے مال میں سے کچھ لینے کا یا مانگنے کا ذرا بھی حق نہیں ہے، اور مانگنے پر والد کے لئے دینا ضروری یا واجب بھی نہیں ہے، لہذا صورت مسئولہ میں لڑکے کا مطالبہ بالکل غلط ہے۔

﴿۲۵۸۲﴾ دستاویز میں گھوٹالا کر کے چھوٹے بھائی کو حق سے محروم کرنا

سوال: پانچ بھائیوں نے لندن میں ایک مکان خریدا، اور برابر پانچ یکساں حصے کر کے سب نے اس کا ثمن ادا کیا، اور دستاویز میں صرف بڑے دو بھائیوں کا نام رکھا، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ اگر مستقبل میں کبھی بھی یہ مکان تقسیم کیا جائے تو بقیہ تین بھائیوں کا بھی اس میں حصہ

لگتا ہے یا نہیں؟ نیز ان تین بھائیوں کے لئے اس مکان کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ مکان پانچوں بھائیوں نے شراکت میں خریدا، تو یہ پانچوں بھائی مساوی طور پر اس مکان کے مالک ہیں اور مساوی طور پر اس سے فائدہ اٹھانے کے حقدار ہیں، کسی وجہ سے سرکاری دستاویز میں صرف دو بھائیوں کا نام ذکر کیا گیا تو اس سے بقیہ بھائیوں کا حق ختم نہیں ہو جاتا، جب بھی یہ مکان تقسیم ہوگا تو مذکورہ پانچوں بھائیوں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہوگا، جن بھائیوں کا دستاویز میں ذکر نہیں ہے انہیں نہ دینا یا صرف اس سبب سے انہیں شراکت دار نہ سمجھنا صحیح نہیں ہے، یہ حقوق العباد میں سے ہے جب تک بندہ اس کو معاف نہیں کرے گا یہ حق معاف نہیں ہوگا۔ (شامی وغیرہ)

﴿۲۵۸۳﴾ نافرمان اولاد کو عاق کرنا

سوال: میری اپنی اولاد میری بات نہیں مانتی، تو میں شرعی حدود میں رہتے ہوئے اپنی جائداد کا کوئی ایسا انتظام کرنا چاہتا ہوں جس سے انہیں میراث میں کچھ نہ ملے، تو ایسا کرنے میں مجھے کچھ گناہ تو نہیں ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کوئی انتظام کرنے سے آپ کی مراد کیا ہے؟ یہ بتا کر دوبارہ سوال کر کے جواب پوچھ لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۸۴﴾ لڑکی کی موجودگی میں نواسے محروم ہوں گے

سوال: میرا نام خدیجہ ہے، جب میرا نکاح ہوا تب میرے شوہر کے پاس ۲۵ بیگہ زمین تھی اس کے بعد مجھے چار اولاد ہوئی، دو لڑکے اور دو لڑکیاں، دونوں لڑکوں کا انتقال ہو چکا ہے، فی الحال دو لڑکیاں ہیں، دونوں کی شادی ہو چکی ہے، ایک لڑکی حلیمہ میرے ساتھ رہتی ہے،

اس کی اولاد بھی میرے ساتھ رہتی ہے، اسی طرح میری دوسری لڑکی رقیہ بھی میرے ساتھ رہتی تھی، اس کی اولاد بھی میرے ساتھ رہتی تھی، پھر اچانک میری لڑکی رقیہ کے شوہر نے اسے طلاق دے دی، اور کچھ وقت تک میری لڑکی رقیہ میرے ساتھ رہی، پھر اجنبی لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی، اوراس سے نکاح کرلیا، اس سے اسے ایک لڑکی ہے وہ اسی کے ساتھ رہتی ہے، اور پہلے والے شوہر سے دولڑکیاں اورایک لڑکا ہے۔ جو فی الحال میرے یہاں رہتے ہیں، ان بچوں کی پیدائش میرے یہاں ہی ہوئی تھیں۔

اب تفصیل یہ ہے کہ میں نے اپنے زیورات اورمزدوری کر کے جو روپے جمع کئے تھے اس سے ۲۵ بیگہ زمین خریدی تھی یعنی میرے پاس کل زمین ۵۰ بیگہ ہوگئی، اب رقیہ اس کے موجودہ شوہر کے بہکانے کی وجہ سے مقدمہ کر کے جائداد سے حصہ مانگ رہی ہے اور بڑھاپے میں بے عزت کررہی ہے۔

تو پوچھنا یہ ہے کہ اس کا کتنا حصہ ہوتا ہے؟ اورکون سی ملکیت میں اس کا حق لگتا ہے؟ اس کی اولاد میرے ساتھ رہتی ہے تو حقدار رقیہ ہوتی ہے یا اس کی اولاد؟ میرے شوہر کے انتقال کو ۲۱ سال ہوچکے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ کی حیات میں آپ کی اپنی ذاتی جائداد میں آپ کی لڑکی کا حصہ مانگنا صحیح نہیں ہے، اورآپ کے لئے دینا ضروری بھی نہیں ہے، اس لئے کہ میراث مورث کے مرنے کے بعد اس کے مال میں جاری ہوتی ہے، اس لئے آپ کے انتقال کے وقت اگرآپ کی یہ بیٹی زندہ ہوگی تو اسے میراث میں سے حصہ ملے گا۔

البتہ اس کے والد کا انتقال ہو چکا ہے، اس لئے اس کے والد کی ملکیت میں سے اسے میراث ملے گی، اس لئے آپ کے شوہر کے ترکہ میں سے بعد ادائے گی حقوق شرعیہ مقدم

علی الارث کل ۴۸ حصے کئے جائیں گے اور ہر ایک کو حسب ذیل حصے دئے جائیں۔

مرحوم کی زوجہ کو	۶	حصے
مرحوم کے پہلے لڑکے کو	۱۴	حصے
مرحوم کے دوسرے لڑکے کو	۱۴	حصے
مرحوم کی پہلی لڑکی کو	۷	حصے
مرحوم کی دوسری لڑکی کو	۷	حصے

نوٹ: یہ تقسیم اس وقت ہے جب کہ مرحوم کے دونوں لڑکوں کا انتقال والد کے بعد ہوا ہو، لڑکی کی موجودگی میں نواسے اور نواسیاں محروم ہوتے ہیں، دونوں لڑکوں کے انتقال کے وقت ان کے عصبات نہ ہوں تو بہن اور ماں کو بھی ان کے ترکہ میں سے حصہ ملے گا۔

﴿۲۵۸۵﴾ بھتیجوں کو ملے گا یا نہیں؟

سوال: ایک خاتون کے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے، ان کے ورثاء میں تین لڑکیاں ہیں، ایک بھی لڑکا نہیں ہے، دوسرے ورثاء میں شوہر کے تین بھائی ہیں ان تینوں کا انتقال اس خاتون کے شوہر کے انتقال سے قبل ہو چکا تھا، اور ان کے ورثاء میں دو لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں، دوسرے بھائی کے تین لڑکے ہیں، تیسرے بھائی کی کوئی اولاد نہیں ہے، دوسرے ورثاء میں مذکورہ خاتون کے شوہر کی ایک بہن بھی ہے، تو اب اس خاتون کی تینوں لڑکیوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ اور دوسرا وارث کون ہے؟ اور اسے کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں مرحوم کے مال سے اول ان کے کفن و دفن کے درمیانی اخراجات ادا کئے جائیں گے اس کے بعد ان کا قرضہ ہو تو سب

قرضے ادا کئے جائیں گے اس کے بعد جو باقی رہے اس میں اگر وصیت کی ہو اور وہ معتبر ہو تو ثلث مال تک وصیت کے مطابق عمل کیا جائے اور پھر جو بچے اس کے کل ۲۷ حصے کئے جائیں گے، اور ان میں سے

مرحوم کی عورت کو　۹　حصے

اور ہر لڑکی کو　۱۶-۱۶　حصے

اور بہن کو　۱۵　حصے　دئے جائیں گے۔

بھتیجا اور بھتیجی محروم ہوں گے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۸۶﴾ بدکردار لڑکے کو محروم کرنا

سوال: زید کے تین لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں، اس میں سے ایک لڑکا بدمعاش ہے، شرابی ہے، برا ہے، اس پر بہت روپے خرچ کئے، اس کا الگ پیشہ شروع کرایا پھر بھی وہ نہیں سدھرا، اس کو گھر سے الگ کر دیا، ہاں اس کے لڑکے کو یعنی زید کے پوتے کو زید نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے، اور تجارت میں شریک بنایا ہے۔

ا......زید نہیں چاہتا کہ اس کے اموال میں سے اس کے اس لڑکے کو کوئی حصہ ملے، اگر ملے تو بہت کم ملے۔

۲......زید اپنی حیات میں اپنے تمام اموال اپنی مرضی کے مطابق ورثاء میں تقسیم کر دینا چاہتا ہے، اگر اس میں کسی وارث کو کم دے اور کسی کو زیادہ دے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

۳......زید کے انتقال کے بعد اگر میراث تقسیم ہوگی تو اس میں تو سب ورثاء کو برابر کا حصہ ملے گا، لیکن حیات میں اپنی مرضی کے مطابق تقسیم کر دے، اور اپنا مال گناہوں کے کام میں

خرچ نہ ہو اس نیت سے کسی لڑکے کو کم دے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

۴...... زید نے ٹیکس وغیرہ سے بچنے کے لئے اپنی تجارت میں اپنے لڑکوں کو حصہ دار بنایا ہے، تو اب اس کے انتقال کے بعد اس کی کل جائداد میں میراث جاری ہوگی؟ یا جو جائداد و ملکیت صرف اسی کے نام کی ہے اسی میں اس کی میراث جاری ہوگی؟

۵...... زید اپنے بڑے لڑکے (جو بری عادتوں والا ہے) کو نہ دے کر اس کے لڑکے یعنی اپنے پوتے کو دیدے تو اس میں کچھ حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......

۱...... جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے اموال منقولہ وغیر منقولہ میں اسکے مسلمان ورثاء کا شرعی حصہ متعین ہو جاتا ہے، چاہے وہ نیک اور پرہیزگار ہوں یا شرابی کبابی بدکردار ہوں، نیز اگر مرحوم نے وصیت بھی کی ہو کہ فلاں لڑکے کو محروم رکھا جائے تو یہ وصیت بھی معتبر نہیں ہوگی، اس لئے اس لڑکے کو اپنا حصہ ملے گا، اور اللہ تعالیٰ نے اسکا جو حصہ قرآن پاک میں بیان کیا ہے اس کے مطابق اسے ملے گا۔

۲...... زید اگر اپنی حیات میں اپنی جائداد تقسیم کر دینا چاہتا ہے اور ورثاء کو بخشش میں دینا چاہتا ہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے، البتہ حیات میں دینے کی صورت میں لڑکے لڑکی ہر ایک کو برابر سرابر دینا ضروری ہے، کسی کو کم دینا اور کسی کو زیادہ دینا گناہ ہے۔

۳...... البتہ اگر کوئی لڑکا شرابی، بری عادت والا ہے، ناجائز کاموں میں روپے برباد کرتا ہے اس وجہ سے اسے محروم رکھنا یا دوسروں سے کم دینا جائز ہے، اس وجہ سے ایسا کرنے سے گناہ نہیں ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ)

عالمگیری ۴/۳۹۱ میں ہے کہ اگر لڑکا فاسق و فاجر ہو تو ایک دن کے گذر بسر سے زیادہ رقم

اسے نہیں دینی چاہئے، اس لئے کہ زیادہ دینے کی صورت میں وہ اگر گناہ کے کاموں میں خرچ کرے گا تو یہ اس کے گناہ کے کام میں تعاون کرنے والا سمجھا جائے گا، آگے لکھا ہے کہ لڑکا اگر فاسق ہو اس وجہ سے اسے محروم کر کے دوسرے نیک کاموں میں روپے خرچ کر دے تو یہ بہتر کہلائے گا، اس لئے اپنا مال ایسے لڑکے کو نہ دے یا کم دے تو گناہ نہیں ہوگا۔

۴......مرحوم کے انتقال کے بعد مرحوم کی ذاتی ملکیت کی اشیاء میں میراث جاری ہوگی، (مفید الوارثین) حالات کے پیش نظر کسی کا نام ساجھیداری میں لکھوایا ہو تو وہ مرحوم کی ذاتی ملکیت ہی سمجھی جائے گی اور اس میں میراث جاری ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم)

۵......اپنے لڑکے کو اس کی گناہوں والی زندگی کے سبب بخشش میں کچھ نہ دے اور اس کی جگہ پوتے کو دیدے تو ایسا کرنا بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

(۲۵۸۷) تقسیم میراث سے قبل اپنا حصہ بھانجی کو بخشش کرنا

سوال: زید کے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی ہے، ان سب کا نکاح ہو چکا ہے اور سب بال بچے والے ہیں، لڑکی کے یہاں ایک لڑکی ہوئی، پھر بیماری کی وجہ سے اس کی ماں کا انتقال ہو گیا، اور ان بچوں کے بھی بچے ہو گئے، پھر مورث اعلیٰ زید کا انتقال ہو گیا اس کی زمین اور مکان کی سرکاری دفتر میں تقسیم نہیں ہوئی ہے، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ سب سے چھوٹا لڑکا اپنی مرحومہ بہن کی لڑکی کو (بھانجی کو) نانا کی زمین یا گھر میں سے کچھ بخشش دے سکتا ہے یا نہیں؟

بخشش نامہ بناتے وقت پانچ لڑکوں میں سے دو لڑکے اور تین لڑکوں کی اولاد حیات تھی، اس میں سے بخشش نامہ پر کسی کی دستخط نہیں ہے، صرف چھوٹے لڑکے کی دستخط ہے، اس طرح تیار کیا گیا بخشش نامہ شرعی نقطہ نظر سے معتبر ہے یا نہیں؟

اس قصہ میں اگر پانچ لڑکوں میں میراث جاری ہو لیکن سرکاری دفتر میں تقسیم نہ کی ہو تو یہ چھوٹا لڑکا بقیہ لڑکوں اور پوتوں کی دستخط کے بغیر زمین اور مکان بھانجی کو بخشش میں دے سکتا ہے یا نہیں؟

نانا کے انتقال کے بعد نانا کی زمین میں سے کچھ زمین بھانجی کو بخشش میں دینا صحیح ہے؟ اگر دوسرے ورثاء کی اجازت نہ ہو اور صرف چھوٹا لڑکا اپنی مرضی سے دینا چاہے تو دے سکتا ہے یا نہیں؟ شریعت کی رو سے ملکیت کے حقیقی ورثاء کون ہیں؟ چچازاد بھائی یا بھانجی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں مذکورہ مکان اور زمین کے مالک پانچ لڑکے اور لڑکی کا والد ہے، اور جب زید کا انتقال ہوا تو اس کے ورثاء میں صرف پانچ لڑکے حیات تھے اور ایک لڑکی والد کی حیات میں انتقال کر گئی تھی اس لئے وہ وارث نہیں بنتی، اس لئے یہ ملکیت پانچ لڑکوں میں مساوی طور پر تقسیم ہوگی، تقسیم میراث سے قبل یا مشترک ملکیت میں سے اپنا حصہ علیحدہ کرنے سے قبل کسی اور کو اپنا حصہ بخشش کرنا صحیح نہیں ہے۔

اگر شرعی شہادت سے یہ ثابت ہو جائے کہ والد کے انتقال کے بعد ورثاء نے شرعی طریقہ کے مطابق میراث تقسیم کر دی تھی تو جو زمین اور مکان اس کے حصہ میں آیا تھا وہ اس کا خود مختار اور ذمہ دار ہے، اور اس میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنے کا کلی اختیار رکھتا ہے، اس صورت میں اس کا اپنے بھائیوں یا لڑکوں کی اجازت لینا بھی ضروری نہیں ہے، سرکاری دفتر میں نام تبدیل نہ کروانے سے مسئلہ میں فرق نہیں آتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ سوال میں مذکورہ صورت صحیح ہو تو مذکورہ زمین، مکان کے حقدار مرحوم کے لڑکے اور ان کے انتقال کے بعد ان کے ورثاء حقیقی حقدار ہیں، بھانجی کے لئے جو بخشش نامہ تیار کروایا ہے وہ معتبر نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۸۸﴾ دوسرا نکاح کر لینے سے شوہر کی جائداد سے بیوی کا حصہ ختم نہیں ہوتا۔

سوال: میرے والد صاحب کا ۱۹۵۸ء میں انتقال ہو گیا، اس وقت میری عمر تقریباً ڈیڑھ سال کی تھی، میرے والد کے انتقال کرتے ہی میری والدہ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، جس کی وجہ سے میری والدہ عدت ختم کئے بغیر ہی مجھے اور میرے بڑے بھائی کو لے کر اپنی ماں کے گھر آ گئی، ماں کے گھر بھی مصیبتیں کم نہ ہوئیں تو ۱۹۶۰ میں میری والدہ نے دوسرا نکاح کرلیا۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ میرے والد کی جائداد اور گھریلو چیزوں میں میری والدہ کا کوئی حق اور حصہ ہوتا ہے یا نہیں؟ میرے والد کی ۲۰ سے ۲۵ بیگہ زمین سرکاری قانون کی وجہ سے ہاتھ سے نکل گئی ہے اس کے روپے سرکاری ٹریزری (خزانہ) میں جمع ہیں، تو ان روپیوں میں میری ماں کا کوئی حق حصہ ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ کے والد کی ملکیت اور روپیوں میں آپ کی والدہ کا حق اور حصہ ہے، اور دو آنی انہیں ملے گی، دوسرا نکاح کرنے سے ان کا حق ختم نہیں ہوتا۔

﴿۲۵۸۹﴾ مہر میں میراث کا مسئلہ

سوال: طیبہ کا انتقال ہو گیا، اس کے ورثاء میں شوہر سعید، والدہ خدیجہ، بھائی محمد شفیع اور دو بہنیں فریدہ اور مریم اور ایک علاتی بہن آمنہ حیات ہیں۔

شوہر نے اب تک مہر ادا نہیں کیا ہے، جو ایک سو ستائیس روپے اور پچاس پیسے ہے، اور پانچ بیگہ زمین ہے اور طیبہ نے مرتے وقت وصیت بھی کی تھی، تو اب از روئے شریعت اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں مرحوم کے کفن ودفن اور قرض کی ادائے گی کے بعد مابقیہ مال کے ثلث میں میت کی وصیت نافذ کی جائے گی، اس کے بعد جو مال بچے اس کے ۱۲ حصے کئے جائیں گے۔ اور

مرحومہ کے شوہر سعید کو	۶	حصے	اور مہر میں سے ۷۵:۶۳ پیسے
مرحومہ کی ماں خدیجہ کو	۲	حصے	اور مہر میں سے ۲۵:۲۱ پیسے
مرحومہ کے بھائی محمد شفیع کو	۲	حصے	اور مہر میں سے ۲۵:۲۱ پیسے
مرحومہ کی بہن فریدہ کو	۱	حصہ	اور مہر میں سے ۱۲:۱۰ پیسے

مہر میں سے ایک پیسہ بچے گا جو آپس میں سمجھ لیا جائے، اور علاتی بہن محروم ہوگی۔

﴿۲۵۹۰﴾ ناجائز اولاد کو حصہ نہیں ملے گا۔

سوال: انڈیا سے افریقہ تجارت وکاروبار کی نیت سے جانے والے اپنی بیویوں کو انڈیا میں چھوڑ جاتے ہیں اور وہاں افریقہ جا کر کسی کو عورت اور باندی بنا کر اس کے ساتھ رہتے ہیں، ایسے ہی ایک قصہ میں ایک شخص انڈیا سے افریقہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر گیا اور افریقہ جا کر ایک افریقن لڑکی کو عورت اور باندی بنا لیا اور اس کے ساتھ رہتا تھا، اس افریقن لڑکی سے اسے ایک لڑکا ہے، اب یہ افریقن عورت اس کے لڑکے کے لئے اس کے والد کی میراث سے حصہ مانگتی ہے تو اس کا حصہ ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ لڑکی طائفہ کہلائے گی، شریعت میں جسے باندی کہتے ہیں اس کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی، اس لئے ایسے بغیر نکاح والی اولاد کو میراث میں سے حصہ نہیں ملے گا، منکوحہ بیوی کا لڑکا حقدار بنے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۹۱﴾ وارث کو محروم کرنے کی نیت سے متبنیٰ لڑکے کو زندگی میں کل جائداد ہبہ کر دینا

سوال: زید نے ایک لڑکے کو گود لیا ہے تو زید کے انتقال کے بعد یہ لڑکا اس کے مال کا وارث بنے گا یا نہیں؟ اور اگر زید اپنی حیات میں اپنی تمام جائداد اس کو ہبہ کر دے تو یہ لڑکا اسکا مالک بنے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شریعت نے اولاد کو جو میراث میں سے حصہ دیا ہے اس کے لئے اس اولاد کا نسبی اولاد ہونا ضروری ہے، اس لئے متبنیٰ بیٹے کو میراث میں سے حصہ نہیں ملے گا۔ (سراجی)

متبنیٰ لڑکے کو اپنی حیات اور تندرستی میں تمام جائداد ہبہ کر کے اس کے قبضہ میں دیدینے سے یہ لڑکا اس کا مالک بن جائے گا، اور ہبہ تام ہو جائے گا، لیکن شریعت نے جن کو وارث بنایا ہے ان کو محروم کرنے کی نیت سے یہ ہبہ کیا ہے تو ایسا کرنے سے زید گنہگار ہوگا۔

﴿۲۵۹۲﴾ چار لڑکے اور چار لڑکیوں میں میراث کی تقسیم

سوال: ایک شخص کے انتقال کے وقت اس کے چار لڑکے اور چار لڑکیاں حیات تھیں، اب ان کے مابین میراث کس طرح تقسیم کی جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......مرحوم کا ترکہ بعد ادائے گی حقوق مقدم علی الارث ۱۲ حصص کئے جائیں۔ اور مرحوم کے ہر لڑکے کو دو دو حصے اور ہر لڑکی کو ایک ایک حصہ ملے گا۔

﴿۲۵۹۳﴾ کلالہ کا مطلب اور اس کی میراث کی تقسیم، زوجہ کو ربع دینے کے بعد کل مال میں وصیت کا نفاذ

سوال: سلیمان کا انتقال ہو گیا، اس کے ورثاء میں کوئی نہیں ہے، مثلاً: لڑکا، لڑکی، پوتا،

نواسا، والدین، بھائی، بہن، چچا، چچی، ماموں، ممانی وغیرہ کوئی بھی نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرحوم کا کوئی وارث نہیں ہے، مرحوم کے انتقال سے ۲۲ دن قبل مرحوم نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر اپنے نکاح سے جدا کر دیا تھا، جس کا قصہ یہ ہے کہ

مرحوم کے انتقال سے دس گیارہ ماہ قبل میاں بیوی کے بیچ جھگڑا ہوا اور مار پیٹ ہوئی اور بیوی اپنے پہلے والے شوہر کی لڑکی کے گھر رہنے چلی گئی، اس کے بعد اڑوس پڑوس والے اور عورت کے رشتہ داروں نے بہت سمجھایا لیکن مرحوم بیوی کو بلانے یا وہ آ جائے تو اسے رکھنے پر راضی نہیں ہوئے، ان گیارہ مہینوں میں مرحوم کی دیکھ بھال مرحوم کی سوتیلی لڑکی یعنی ان کی بیوی کے پہلے والے شوہر کی لڑکی کرتی رہی، اور کھانا پینا سوتیلی لڑکی اور اس کا شوہر بھیجتے رہے، لیکن انتقال کے ڈیڑھ مہینہ قبل سوتیلی لڑکی اور اس کے شوہر کے ساتھ بھی کچھ ان بن ہوگئی، اور مرحوم کا کھانا پینا جو سوتیلی لڑکی کے یہاں سے آتا تھا اس کے قبول کرنے اور لینے سے انکار کر دیا، اور سوتیلی لڑکی کے ساتھ بھی تعلق ختم ہو گیا۔

اس کے بعد مرحوم کی طبیعت خراب ہوتی گئی، اور اخیر میں سخت بیماری میں گرفتار ہو گئے، اور مرحوم نے جماعت کی کمیٹی کے اراکین کو ملنے کے لئے بلایا، کمیٹی کے اراکین یہ سمجھ کر ملنے گئے کہ بیمار ہیں، ضعیف ہیں، شاید کچھ وصیت کرنا چاہتے ہوں گے یا کچھ مدد کے ارادہ سے بلایا ہوگا، کمیٹی کے چھ اشخاص عشاء کی نماز کے بعد ان کے گھر گئے، اور وہاں جو بات چیت ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

میری جو زمین ہے یہ حقیقت میں مجھے میرے والد کی طرف سے ملی ہے، میری محنت کی نہیں ہے، میرے آخری وقت میں وہ زمین میں مسلم جماعت کو دیتا ہوں، جس کا استعمال مسجد اور

مدرسہ کے انتظامی خرچ کو پورا کرنے کے لئے اور میرے والدین کے ایصال ثواب کی نیت سے دیتا ہوں، (یہ الفاظ مرحوم نے کمیٹی کے چھ اشخاص کے سامنے کہے تھے)

اس کے بعد کمیٹی کے اراکین نے مرحوم سے پوچھا کہ: زمین کس کے نام پر ہے؟ تو کہا کہ تین ثلث حصہ کی زمین ان کی بیوی کے نام پر ہے اور ربع زمین میرے اپنے نام پر ہے۔ اس کے بعد کمیٹی کے اراکین نے ان سے وعدہ کیا کہ انشاءاللہ آپ کی بات مسلم جماعت کے سامنے رکھیں گے اور اس کی یادداشت کمیٹی کے اراکین نے اپنے دفتر میں درج کر لی ہے، اس کے بعد دوسرا کوئی کام نہ ہونے کی وجہ سے مرحوم کے پاس سے کمیٹی کے اراکین واپس جانے لگے تو مرحوم یکا یک بول اٹھے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق، یہ سن کر کمیٹی کے اراکین متحیر و ششدر رہ گئے، رات کا وقت تھا، اور مرحوم ضعیف و بیمار تھے، اس لئے اس وقت کمیٹی کے اراکین کوئی فیصلہ نہ کر سکے، لیکن اس کے کچھ دنوں کے بعد مرحوم کے پاس جا کر بات چیت کر کے مہر اور عدت خرچ کی بات کر لی اور معاملہ صاف کر لیا، اس کے ۲۲ دن بعد مرحوم کا انتقال ہو گیا۔

اب جس بیوی کو انہوں نے طلاق دی ہے ان کا کہنا ہے کہ میرے والدین کا مکان بیچا گیا تھا اس کے روپے آئے تھے وہ روپے مرحوم نے خرچ کر ڈالے، وہ روپے مجھے واپس ملنے چاہئے، اس کے متعلق مرحوم سے ان کی حیات میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جب وہ مکان بیچا گیا تھا تو اس وقت میں افریقہ میں تھا، اس کے علاوہ عورت کا کہنا ہے کہ میرے والدین نے مجھے جو زیور دئے تھے وہ بھی مرحوم نے فروخت کر دئے تھے، اور ان زیورات کی وجہ سے بہت سی مرتبہ جھگڑے ہوئے ہیں اور آخری جھگڑا بھی اسی زیور کے سبب ہوا تھا، میں نے اپنا نجی زیور دینے سے انکار کیا اس لئے مجھے مارا، اس لئے مجھے میرے زیورات یا ان

کی قیمت ملنی چاہیئے۔

دوسری طرف یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ سلیمان کی ساس (یعنی بیوی کی ماں) نے یہ زیور اور مکان دونوں یعنی بیٹی، داماد کو اس شرط پر دیئے تھے کہ وہ دونوں بوڑھی کو مرنے تک کھلاتے پلاتے رہیں گے، اس میں صحیح کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے یہ جاننا یا فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ اس لئے کہ مرحوم اور اس کی بیوی کا تعلق ۳۵ سے ۴۰ سال پُرانے تھے، اور اس وقت جو لوگ حاضر تھے وہ بھی موجود نہیں ہیں، اور اس پر کوئی گواہ یا تحریر بھی نہیں ہے۔

ان حالات و تفصیل لکھنے کے بعد مندرجہ ذیل سوالات کا حل مطلوب ہے:

۱......زمین کے متعلق جو وصیت کی اس پر عمل کس طرح کیا جائے؟

۲......مرحوم نے بیماری میں تین طلاق دی ہے، اور ۲۲ دن بعد اسی بیماری میں ان کا انتقال ہو گیا ہے، تو کیا یہ مرض الموت کی طلاق کہلائے گی؟ اور کیا اس طلاق کا اعتبار ہوگا؟

۳......مرض الموت کی طلاق ثابت ہو تو اس کا حکم کیا ہے؟

۴......مرحوم کی بیوی عدت میں تھی، اور شوہر کا انتقال ہو گیا، اس حالت میں تین طلاق ملنے کے بعد بھی عورت کو میراث سے حصہ ملے گا یا نہیں؟

۵......اگر بیوی کو میراث میں سے حصہ ملے گا، تو یہ حصہ کتنا ہے؟ اس لئے کہ مرحوم کے اس سے قبل تین نکاح ہو چکے ہیں اور مرحوم کی کسی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، یہ چوتھی مرتبہ کا نکاح تھا اور اس سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی، صرف اس چوتھی بیوی کو پہلے والے شوہر سے ایک لڑکی تھی۔

۶......کیا اس سوتیلی لڑکی کو سوتیلے باپ کی میراث میں سے کوئی حصہ ملے گا؟

۷......عورت طلاق کی عدت گذار رہی ہے، اب طلاق دینے والے شوہر کا انتقال ہوا ہے،

تو عورت موت کی عدت گذارے گی یا طلاق کی عدت جاری رہے گی؟

۸......قرآن پاک میں ورثاء اوران کے شرعی حصوں کے بیان میں کلالہ کا لفظ آیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اور یہ لفظ مرحوم پر صادق آتا ہے یا نہیں؟

۹......بیوی اپنی اشیاء اور زیور کا مطالبہ کررہی ہے، اس کا کیا کیا جائے؟ البتہ اس معاملہ میں مرحوم کی کوئی تحریر یا وصیت نہیں ہے، تو اس کا حل کس طرح کیا جائے؟

۱۰......مرحوم نے انتقال سے قبل دو پڑوسی مردوں کے سامنے وصیت کی ہے کہ جس مکان میں وہ رہ رہے ہیں وہ مسجد، مدرسہ کو وقف کردینا، تو اب یہ مکان مسجد، مدرسہ اپنے قبضہ میں لے سکتا ہے یا نہیں؟

۱۱......اور بیوی کی چیزیں اسے دیدی جائیں یا نہیں؟ اور باقی اموال کا کیا کیا جائے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مرحوم سخت بیمار تھے، اور اسی بیماری کی حالت میں انہوں نے زمین وغیرہ مسجد اور مدرسہ کے انتظامی خرچ کے لئے وقف کردی ہے، اور اسی مرض الموت میں انہوں نے اپنی بیوی کو بھی طلاق دیدی، اور عدت ختم ہونے سے قبل ان کا انتقال ہوگیا، ایسے شخص کو شریعت کی اصطلاح میں زوج فار کہتے ہیں، اس لئے اس کی مطلقہ بیوی کو اس کی میراث میں سے حصہ ملے گا، اور اولاد نہ ہونے کی وجہ سے کل مال کا ربع ملے گا۔

عورت کی عدت چار ماہ دس دن کی ہوگی، اور اگر ۱۳۰ دن میں تین حیض ختم نہ ہوں تو جتنی مدت میں تین حیض ختم ہوں اس وقت عدت ختم ہوئی سمجھی جائے گی، اور عورت کی ضعیفی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو چار ماہ دس دن پر عدت ختم ہوگی۔

اور انہیں دینے کے بعد جو مال بچ جائے تو چونکہ اس کا لینے والا کوئی اور وارث نہیں ہے اور

مرحوم نے وصیت کی ہے تو بقیہ مال مسجد اور مدرسہ کے استعمال میں لے سکتے ہیں۔

ا......اس زمین کا ربع حصہ بیوی کو میراث میں ملے گا،

۲...... یہ طلاق مرض الموت میں دی ہوئی سمجھی جائے گی۔

۳......طلاق ہو جائے گی، اور جس عدت میں ایام زیادہ ہوتے ہیں وہ عدت گذارنی ہوگی، اور بیوی ہونے کی حیثیت سے ترکہ میں سے ربع حصہ ملے گا۔

۴......شوہر نے اپنی مرضی سے اس بیماری میں طلاق دی ہو، عورت نے خود نہ مانگی ہو یا حاصل نہ کی ہو تو اس صورت میں عورت طلاق کے بعد بھی حقدار بنے گی۔

۵...... مرحوم کے ذاتی اموال منقولہ و غیر منقولہ سے مرحوم کے کفن و دفن کے درمیانی اخراجات ادا کرنے کے بعد مابقیہ مال کا ربع ملے گا، سوتیلی لڑکی کو کچھ نہیں ملے گا۔

۶ ......میراث میں سے حصہ نہیں ملے گا۔

۷......دونوں مدتوں میں سے جس مدت کے ایام زیادہ ہوں وہ عدت گذارنی ہوگی۔

۸......کلالہ کا معنی ضعیف و کمزور کے ہوتے ہیں، اور آیت میں کلالہ سے وہ شخص مراد ہے جس کے ورثاء میں اصول یعنی والدین ، دادا- دادی، پر دادا پر دادی اوپر تک اور فروع بیٹے- بیٹیاں، پوتے -پوتیاں، پر پوتے پر پوتیاں نیچے تک کوئی نہ ہو، (۱۳۶)

سوال میں مذکورہ شخص پر یہ تعریف صادق نہیں آتی، اس لئے کہ آپ نے لکھا ہے کہ اس کے بھائی بہن بھی نہیں ہیں۔

۹......شوہر نے اس کے زیور فروخت کر دئے ہیں، اس وقت دونوں ساتھ تھے اور بیوی نے یہ اشیاء قرض میں نہیں دی تھیں اس لئے اب بیوی کو شوہر کے مال سے واپس لینے کا حق نہیں ہے۔

۱۰، ۱۱......ان کے جوابات اوپر آ چکے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۹۴﴾ لاوارث کی امانت کا کیا کیا جائے؟

سوال: ایک غریب شخص نے تھوڑے تھوڑے کر کے آٹھ ہزار روپے جمع کئے تھے اور ایک شخص کے پاس جمع کروائے تھے اور ممبئی سے حج کی ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے دو سال سے درخواست دی تھی لیکن منظور نہ ہوئی، اور تیسرے سال یہ شخص بیمار ہو گیا اور اسی بیماری میں اس کا انتقال ہو گیا، اس نے کوئی وصیت بھی نہیں کی ہے، اور اس کا کوئی وارث بھی نہیں ہے۔
تو اب پوچھنا یہ ہے کہ ان روپیوں کا کیا کیا جائے؟ کیا کسی کار خیر میں یہ رقم خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص نے کوئی وصیت نہیں کی، اور اس کے قریبی یا دور کے کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہیں، تو اب جس کے پاس یہ روپے امانت ہیں وہ مرحوم کے ایصال ثواب کی نیت سے کسی دینی کام میں خرچ کر سکتے ہیں۔ (شرح سراجی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۹۵﴾ لڑکیوں کی میراث سے وصول کرنے کی نیت سے ان کی شادی میں خرچہ کرنا

سوال: لڑکیوں کو شادی بیاہ کے موقع پر کپڑے اور زیور اس نیت سے بنا دینا کہ میراث میں سے ان کے حصہ سے وصول کر لیں گے تو اس طرح کرنا جائز ہے؟ اور ایسا کرنے سے قبل لڑکی سے اجازت لینی ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... وارث کا حق مورث کے مال میں مورث کے انتقال کے بعد ثابت ہوتا ہے، لہذا صورت مسئولہ میں والد جب تک حیات ہے تب تک کسی

وارث کا میراث میں حق ثابت نہیں ہوتا، اسی لئے والد اپنی حیات میں اگر کوئی چیز دے تو یہ حق ارث نہیں ہے بلکہ ہبہ ہے، اس لئے سوال میں مذکورہ صورت صحیح نہیں ہے۔

﴿۲۵۹۶﴾ بھائی کا بہن کو حصہ نہ دینا

سوال: میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے، اور ورثاء میں میرے والد کی ہم دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے، اور ہم دونوں بہنیں ہمارے بھائی کے ساتھ ہی رہتی تھیں، لیکن اب جدا ہو گئی ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ ہمارا حصہ کتنا ہے؟ اور ہم ہمارا حصہ ہمارے بھائی سے لے سکتی ہیں یا نہیں؟ اور اگر بھائی نہ دے تو کیا کرنا چاہئے؟ اگر بھائی کا انتقال ہو جائے اور وہ ملکیت بھائی کے لڑکے کے پاس ہو تو اس میں سے ہمیں حصہ ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ کا سوال ناقص ہے، اول یہ بتانا ضروری ہے کہ آپ کے والد کے انتقال کے وقت ان کے ورثاء میں کون کون حیات تھے، والدہ حیات تھی یا نہیں؟ بھائی کے انتقال کے وقت کون کون ورثاء حیات تھے؟

والد کے انتقال کے بعد ان کی ملکیت میں لڑکیوں کا بھی حصہ لگتا ہے، اس لئے آپ کو آپ کے حصہ کے مطابق ضرور ملے گا، اور آپ اپنا حصہ اپنے بھائی سے اور اگر وہ حیات نہ ہو تو ان کے لڑکے سے بھی لے سکتی ہو۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۹۷﴾ کیا لڑکی کا حصہ دو آنی ہے؟

سوال: ایک والد کا بڑا لڑکا اپنے بچوں کے ساتھ والد سے اور دوسرے بھائی بہنوں سے جدا رہتا ہے، والد نے بڑے لڑکے کو چار ایکر زمین اور ایک مکان دیا ہے، بقیہ تین لڑکے اور ایک لڑکی والد کے ساتھ ہی رہتے ہیں، تو بقیہ لڑکوں کو بھی ان کا حصہ والد کی حیات میں

ہی مل جانا چاہئے یا نہیں؟ تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ ہو، نیز یہ بھی سنا ہے کہ والد کی ملکیت سے لڑکیوں کا حصہ دوآنی ہوتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

اگر یہ صحیح ہے تو اب والد کی بقیہ جائداد سے تین لڑکے اور چار لڑکیوں کو کس طرح حصہ ملے گا؟ یہ شریعت کی روشنی میں بتا کر ممنون فرمائیں۔ فی الحال والد کے پاس اپنی ملکیت کی ۱۱۸ ایکر زمینیں ہیں، سولہ ایکر کھیت کی زمین ہے اور بقیہ بنجر زمین ہے، اور قیمت میں سب زمینیں یکساں ہے، نیز دو منزلہ مکان ہے، تو اب اس میں از روئے شرع تقسیم کس طرح ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ......والد کی ملکیت میں لڑکیوں کا حصہ ہوتا ہے یہ صحیح ہے، اور قرآنی حکم سے یہ ثابت ہے، لیکن ان کا دوآنی حصہ ہوتا ہے ایسا کہنا صحیح نہیں ہے، ان کے ساتھ دوسرے کون کون وارثین ہیں انہیں دیکھ کر ان کا حصہ متعین کیا جاتا ہے، اگر وارث میں صرف ایک لڑکی ہو تو لڑکی کو نصف حصہ ملتا ہے اور دو لڑکیاں ہوں تو دو ثلث اور بھائی کے ساتھ ہو تو بھائی کو جو ملتا ہے اس کا نصف لڑکی کو ملتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دوآنی متعین کرنا کسی صورت میں صحیح نہیں ہے، جب تک والد حیات ہے وہاں تک میراث کا حق نہیں ملتا یا میراث جاری نہیں ہوتی، ان کے انتقال کے بعد جو ورثاء حیات ہوں گے انہیں میراث ملے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۹۸﴾ جہیز کی وجہ سے لڑکیوں کا حصہ میراث میں سے نہ دینا

سوال: میری بہنوں کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے، ہم چھ بھائی بہنوں میں میں سب سے بڑی میں ہوں، میری نگرانی میں میرے بھائیوں نے میراث تقسیم کی اس بات کو آٹھ سال ہو چکے ہیں، اب کچھ دنوں سے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ مجھ سے کچھ ناانصافی ہوئی ہے،

کیا قیامت کے دن مجھے اس کا جواب دینا پڑے گا؟ اب میرے لئے نجات کی کیا صورت ہے؟ میری مغفرت ہوگی یا نہیں؟

جس کی تفصیل یہ ہے کہ میرے والد کے انتقال کے وقت میرے تین بھائی اور تین بہنیں تھیں، اور دو سال بعد میراث تقسیم ہوئی، اس وقت میرے چھوٹے بھائی کا انتقال ہو چکا تھا، اس لئے اس وقت دو ہی بھائی تھے اور تینوں بہنیں شادی شدہ ہیں، میں یہاں اور دو بہنیں کراچی میں ہیں۔

تقسیم میراث کے وقت والدہ اور بھائیوں نے مجھے اور میرے شوہر کو بڑے ہونے کی وجہ سے حاضری کے لئے بلایا تھا، میرے والد صاحب جو کچھ لکھ کر گئے تھے وہ سب کی حاضری میں پڑھ کر سنایا، لڑکیوں کو جہیز دیا تھا اس لئے ان کے متعلق کچھ نہیں لکھا تھا، تین بہنوں میں سے جس کا جہیز کم ہو اس کے لئے کچھ رقم دینے کے لئے لکھا تھا، ان کی تحریر کو ہم نے معتبر سمجھا۔

والدہ کو مستقبل میں کبھی لڑکوں کے ساتھ ناچاتی اور نا اتفاقی ہو اس کا خیال کر کے مکان، زمین اور کچھ چیزیں ان کے نام کی تھیں، اور بقیہ جائداد میں دونوں بھائیوں کا نصف نصف حصہ تھا، اس وقت والدہ نے کہا کہ تم تین بہنوں کا کیا؟

اس سوال سے میرے بڑے بھائی ناراض ہوگئے اور ماحول گرم ہونے کی وجہ سے میں نے کہا کہ میری جانب سے آپ کو معاف ہے، مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ والد صاحب نے جو دیا ہے وہ کافی ہے، تنگ اور گرم ماحول کی وجہ سے والدہ کو کہا کہ چھوٹی دو بہنوں کے سوال کو بھی فی الحال رہنے دو، وہ بھی کوئی سوال کرنے نہیں آئیں گی؟ اللہ نے انہیں بھی بہت کچھ دیا ہے، وہ اپنے اپنے گھروں میں خوش ہیں، اور کراچی میں ہونے کی وجہ سے زمین اور مکان کا حصہ کیسے ہو

سکتا ہے؟اور اگر مانگے تو پھر تم جانو اور وہ جانیں؟

اب میری دونوں بہنوں کو تقسیم میراث کے وقت کچھ نہ دیا اور اس کے سبب مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے، وہ کہتی ہیں کہ آپ کو درمیان میں نہیں آنا چاہئے تھا، بڑی بہن ہونے کی وجہ سے وہ میری عزت کرتی ہیں، لیکن مجھے دل میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ مجھ سے ناراض ہیں، اور انہیں حصہ چاہئے تھا لیکن وہ اب کہہ نہیں سکتی۔

اس میں میرا گناہ کتنا؟ اور اس کا کفارہ کیا ہے؟ اگر انہیں معافی کے لئے خط لکھوں گی تو وہ شاید مجھے معاف بھی کر دیں گی، لیکن کیا یہ دل سے معاف کرنا کہلائے گا؟ اور کیا اللہ کے یہاں مجھے اس کا جواب دینا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... تقسیم میراث قرآن پاک کی واضح اور بین آیتوں سے ثابت ہے، اور اس میں ہر وارث کا حصہ بین طور پر بتا دیا گیا ہے، اس لئے حقداروں کو ان کا حق نہ دینا غصب اور ظلم کے حکم میں ہے، اور اس کے حق العبد ہونے کی وجہ سے جو ایسا کرے گا وہ بندہ اور خالق دونوں کا نافرمان کہلائے گا۔

اس سے نجات کی صورت یہ ہے کہ حق والوں کو ان کا حق دے دیا جائے، اور جو کوتاہی ہوئی اس سے سچے دل سے معافی مانگی جائے، اور آئندہ ایسی غلطی نہ کرنے کا عزم مصمم کیا جائے، اگر دنیا میں یہ حق ادا نہیں کیا تو آخرت میں نیکیوں کی صورت میں دینا پڑے گا۔

صورت مسئولہ میں بہنیں بھی میراث کے پانے کا حق رکھتی ہیں، اور شرما شرمی میں مانگ نہیں سکتیں یا زبان سے کہہ نہ سکتی ہوں تو اس سے ان کا حق معاف نہیں ہو جاتا، اور والد نے ورثاء کے لئے کوئی وصیت لکھی ہو تو وہ وصیت معتبر نہیں ہے، اور جہیز دینے کی وجہ سے میراث سے محروم کرنا صحیح نہیں ہے، اور اگر محض اسی سبب سے والد نے انہیں میراث سے

محروم رکھنے کے لئے لکھا ہو تو اس سے وہ محروم نہیں ہوں گی اور اس کی وجہ سے والد صاحب گنہگار بھی ہونگے، تاہم لڑکیوں کو اپنا حصہ ملے گا۔

اور جس بھائی کا والد کے بعد انتقال ہوا ہے اس کا بھی میراث میں حصہ ہے اور اس کے ورثاء میں بھائی بہن ہی ہوں تو اس کا حصہ بھائی بہنوں میں تقسیم ہوگا۔

آپ کے سوال کے مطابق حسب ذیل طریقہ سے تقسیم ہوگی:

مرحوم کے کفن ودفن اور قرض کی ادائے گی کے بعد ما بقیہ مال کے ۲۱۶ حصے کئے جائیں، اور تینوں بھائی کو ۵۲ حصے اور ہر بہن کو ۲۶ حصے اور ماں کو ۳۴ حصے ملیں گے، اس لئے مندرجہ بالا طریقہ سے تقسیم کرنی چاہئے۔

آپ کے بھائیوں نے آپ کی دونوں بہنوں کا حق دبالیا ہے، اور آپ نے انہیں کہہ دیا ہے کہ اگر وہ مانگیں تو آپ جانوں اور وہ جانیں، اس لئے آپ بھائیوں کے ساتھ گناہ میں شریک نہیں ہیں۔

البتہ بڑی بہن ہونے کے ناطے آپ شرعی طریقہ کے مطابق میراث تقسیم کرنے پر زور دیتی تو شاید یہ صورت پیدا نہ ہوتی، تاہم آپ مکمل حقیقت بہنوں کو لکھ کر معاف کروالو تو آپ گنہگار نہیں ہوں گی، جب وہ دلی رضامندی سے معاف کرنے کا لکھ دیں تو اسے نہ ماننے کا کوئی سبب نہیں ہے، تب آپ کو بھی اسے صحیح سمجھ لینا چاہئے، اور غلط افسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۵۹۹﴾ بنت (لڑکیوں) کی تین حالتیں

سوال: میرے علم کے مطابق اسلامی قانون میں یہ لکھا ہوا ہے کہ کسی بھی ملکیت میں سے

لڑکیوں کو ایک ربع مل سکتا ہے، چاہے ایک لڑکی ہو یا زیادہ۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ آج کل کوئی لڑکی اس مقدار سے نہیں لیتی ہے تو اس اسلامی قانون کے متعلق مجھے تفصیل سے معلومات فراہم کر کے مہربانی فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ لڑکیوں کا حصہ صحیح نہیں ہے۔

لڑکی کو ایک صورت میں نصف حصہ ملتا ہے، اور وہ اس وقت ہے جب کہ لڑکی تنہا ہو اور مرنے والے کا کوئی لڑکا نہ ہو۔

دوسری صورت میں دو ثلث ملتا ہے اور وہ اس وقت ہے جب کہ لڑکیاں دو یا اس سے زیادہ ہوں اور مرنے والے کا کوئی لڑکا نہ ہو۔

اور تیسری صورت یہ ہے کہ مرنے والے نے لڑکی کے ساتھ لڑکا بھی چھوڑا ہو تو لڑکی کو لڑکے کا نصف حصہ ملتا ہے۔

لڑکیوں کو میراث میں سے حصہ دینا ضروری ہے، اور ان کا لینا بھی ضروری ہے، اپنا حصہ وصول کرنے کے بعد وہ کسی اور کو اپنا حصہ ہبہ کر سکتی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۰۰﴾ بیرون ملک ساکن لڑکے کے روپیوں سے والد نے یہاں جو زمین خریدی اس میں بہنوں کا حصہ ہوگا یا نہیں؟

سوال: ہم چار بھائی اور دو بہنیں ہیں، دو بھائی بیرون میں ہیں، اور دونوں بہنیں شادی شدہ ہیں، فی الحال چاروں بھائی والدین کے ساتھ رہ رہے ہیں، بیرون ملک سے ہم دو بھائیوں نے کچھ جائداد خریدنے کے لئے روپے بھیجے تھے اور سرکاری قاعدہ کی وجہ سے کسان کے نام پر ہی زمین خرید سکتے ہیں اس لئے والد کے نام زمین خریدی تھی تو بیرون

سے بھیجے ہوئے روپیوں سے خریدی ہوئی زمین میں بہنوں کو حصہ دینے کا ارادہ نہیں ہے، تو اس میں بہنوں کا حصہ ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... آپ نے اپنے روپیوں سے جو جائداد خریدی یا خرید کروائی ہو اور سرکاری قاعدہ کی وجہ سے دوسرے کے نام پر خریدی تو صرف نام پر کرنے سے وہ جائداد ان کی نہیں ہو جاتی، وہ زمین آپ کی ملکیت ہی کہلائے گی، اس لئے اس ملکیت میں آپ بہنوں کا حصہ نہ رکھنا چاہیں تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، لیکن آپ والد کی خدمت کے لئے روپے بھیجتے ہوں اور والد نے اپنی طرف سے زمین خریدی ہو تو اب یہ ملکیت والد کی کہلائے گی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۰۱﴾ تقسیم میراث کے اصول کو نہ ماننا

سوال: میری پھوپھی (میرے والد کی حقیقی بہن) نے مسلم سنی جماعت میں درخواست کی کہ میرے والد صاحب کی جائداد میں میرا بھی حق اور حصہ ہے، اور شرعی رو سے میرا جو بھی حق اور حصہ بنتا ہو وہ جماعت مجھے میرے بھائیوں سے دلوائے۔

جماعت کی کمیٹی نے اپنی میٹنگ بلوائی اور اس درخواست کے ذیل میں باتیں ہوئیں، اس پر میرے دونوں چچاؤں نے سخت اختلاف کیا، کہ ایسی درخواست پر جماعت توجہ دے گی تو دوسری بہت سی بہنیں حصہ مانگنے کے لئے کھڑی ہو جائیں گی، اور ایک چچا نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہم شریعت کا فیصلہ ماننے والے نہیں ہیں، ایسا کرنے کے باوجود کمیٹی نے ان کی اس گستاخی پر کوئی قدم نہیں اٹھایا، اور ان کی اس حرکت کو نظر انداز کر دیا۔ یہ افسوس کی بات ہے، بلکہ دونوں چچاؤں نے کمیٹی کے اراکین پر بہتان لگایا کہ تم نے ہماری بہن کو ایسا

کرنے کے لئے اکسایا ہے، تب کمیٹی نے اس معاملہ کو زیادہ سنگین مان کر اس پر کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ جماعت کی موجودگی میں جس شخص نے شریعت کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا اس مسلمان پر شریعت کا کیا فتویٰ ہے؟ مسلم سنی جماعت شریعت کے احکام کا احترام کرانے کی پابند ہے، اسی جماعت کے سامنے کوئی انسان بے ادبی کرے تو اسے نظر انداز کرنے والے کمیٹی کے اراکین کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شریعت اسلام میں تقسیم میراث کے اصول اور احکام واضح اور بین طور پر بیان کر دئے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہن کو میراث میں سے حصہ ملے گا، اور یہ قرآن سے ثابت ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے بہن کو جو حصہ دیا ہے وہ اسے دیدینا چاہئے، اگر یہاں نہیں دیا تو کل قیامت کے دن اللہ کے یہاں اس کا جواب دینا پڑے گا، اس لئے ان کا حق یہیں دیدینا ضروری ہے۔

شریعت کے فیصلہ کو نہ ماننا سخت گناہ کا کام ہے، انہیں توبہ کرنی چاہئے، اس سے ایمان کے خارج ہو جانے کا بھی خطرہ ہے۔ (شامی:۳، فتاویٰ دارالعلوم:۹۶) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۰۲﴾ پوتے پوتیوں کا حصہ

سوال: محمد کا انتقال ہو گیا، اس کے ورثاء میں ایک بیوہ (سلمہ) ایک لڑکی (حنیفہ) اور دو پوتے (عبد القادر، عبد الستار) اور ایک پوتی حیات ہیں، تو ان میں از روئے شریعت میراث کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

مرحوم نے انتقال سے دس سال قبل اپنی نصف سے بھی زائد جائداد اپنے پوتے، پوتی اور

بہوکو بخشش دے کر مالک بنا دیا تھا تو اب اس میں میراث جاری ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سوال میں مذکورہ تفصیل صحیح ہوں تو مرحوم کے مال سے اول ان کے کفن ودفن کے درمیانی اخراجات ادا کیے جائیں اس کے بعد ان کا قرضہ ہو تو سب قرضے ادا کیے جائیں گے، اس کے بعد جو باقی رہے اس میں اگر وصیت کی ہو اور وہ معتبر ہو تو ثلث مال تک وصیت کے مطابق عمل کیا جائے اور پھر جو بچے اس کے کل ۴۰ حصص کیے جائیں گے، اور

مرحوم کی بیوہ سلمہ	کو	۵	حصے
مرحوم کی لڑکی حنیفہ	کو	۲۰	حصے
مرحوم کے پوتے عبدالقادر	کو	۶	حصے
مرحوم کے پوتے عبدالستار	کو	۶	حصے
مرحوم کی پوتی	کو	۳	حصے ملیں گے۔

محمد نے انتقال سے دس سال قبل اپنی جو مال و جائداد پوتوں، پوتی اور بہو کو مالک بنا کر بخشش دیدی تھی اور اس پر سے اپنا قبضہ ختم کر دیا تھا، وہ سب پوتا پوتی اور بہو کا ہو گیا، مرحوم کے انتقال کے بعد اب اس میں میراث جاری نہیں ہوگی، میراث صرف اسی مال میں جاری ہوگی جو مورث کے مرتے وقت اس کی ذاتی ملکیت میں تھی۔ (سراجی وغیرہ)

﴿۲۶۰۳﴾ علاتی بھائی بہن کو میراث سے حصہ

سوال: ایک بیوہ عورت کا انتقال ہو گیا، مرحومہ کی حقیقی کوئی اولاد نہیں ہے، مرحومہ کے والدین، دادا

دادی، نانا نانی وغیرہ تمام مرحوم سے قبل انتقال کر چکے ہیں، مرحوم کے کوئی حقیقی بھائی بہن یا علاتی بھائی بہن بھی نہیں ہے اور خالو خالہ یا پھوپھی بھی نہیں ہے، مرحوم کے حقیقی بھائی کا ایک لڑکا حیات ہے، مرحومہ کا ایک علاتی چچا زاد بھائی ہے اور علاتی بہنیں ہیں، یہ چچا زاد بھائی بہن دادا کی ہی اولاد ہیں، مرحومہ کی خالہ کی لڑکی بھی ہے تو ان میں سے کس کس کو حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں تفصیل اگر صحیح ہو تو تقسیم میراث سے قبل کے جملہ حقوق شرعیہ کی ادائے گی کے بعد مابقیہ مال کے کل پانچ حصے کئے جائیں گے اور علاتی بھائی کو دو حصے اور علاتی بہنوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک حصہ یعنی کل تین حصے دئے جائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۰۴﴾ دو علاتی بہنیں، چار بھتیجے، پانچ بھتیجیوں میں میراث کی تقسیم

سوال: حوا بی بی کا انتقال ہو گیا، ان کے ورثاء میں دو علاتی بہن، چار بھتیجے اور پانچ بھتیجیاں ہیں، تو حوا بی بی کی جائداد مذکورہ ورثاء میں کس تناسب سے تقسیم ہو گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں حوا بی بی کے کفن و دفن اور تقسیم میراث سے قبل کے جملہ حقوق شرعیہ کی ادائے گی کے بعد جو مال بچے اس کے کل ۱۲ حصے کئے جائیں،

مرحومہ کی پہلی علاتی بہن کو ۴ حصے

مرحومہ کی دوسری علاتی بہن کو ۴ حصے

مرحومہ کے ہر بھتیجے کو ایک حصہ کے حساب سے چار بھتیجوں کو ۴ حصے

اور بھتیجیاں محروم ہوں گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۰۵﴾ تین مورث کی تقسیم میراث

سوال: احمد کا انتقال ہوا اس وقت اس کے ورثاء میں اب، زوجہ، ایک بنت، دو اخ اور دو اخت علاتی تھیں،

اس کے بعد احمد کے بھائی یوسف کا انتقال ہو گیا، یوسف کے ورثاء میں چار ابن، ایک زوجہ، اب، ایک بنت اور ایک اخ تھے،

اس کے بعد اب کا انتقال ہو گیا، ان کے ورثاء میں دو زوجہ، ایک ابن اور دو بنت تھیں، تو اب کس کس کی کی جائداد میں سے کس کس کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں مرحوم احمد بھائی کے کفن دفن اور تقسیم میراث سے قبل کے جملہ حقوق شرعیہ کی ادائے گی کے بعد جو مال بچے اس کے کل ۲۴ حصے کئے جائیں گے اور

مرحوم کی زوجہ کو ۳ حصے

مرحوم کی بنت کو ۱۲ حصے

مرحوم کے اب کو ۹ حصے

اور دوسرے ورثاء محروم ہوں گے۔

اور مرحوم یوسف بھائی کے ترکہ سے اول ان کے کفن و دفن اور تقسیم میراث سے قبل کے جمیع حقوق شرعیہ کی ادائے گی کے بعد جو مال بچے اس کے کل ۲۱۶ حصے کئے جائیں گے اور

مرحوم کے اب کو ۳۶ حصے

مرحوم کی زوجہ کو ۲۷ حصے

مرحوم کے ایک ابن کو ۳۴ حصے کے حساب سے

چار ابن کے ۱۳۶ حصے

مرحوم کی بنت کو ۱۷ حصے ملیں گے۔

مرحوم کا اخ محروم ہوگا،

اور اب کے ترکہ سے ان کے کفن دفن اور تقسیم میراث سے قبل کے جمیع حقوق شرعیہ کی ادائے گی کے بعد جو مال بچے اس کے کل ۳۲ حصے کئے جائیں گے اور

مرحوم کی ایک زوجہ کو ۲ حصے کے حساب سے

دو زوجہ کو ۴ حصے

مرحوم کے ابن کو ۱۴ حصے

مرحوم کی ایک بنت کو ۷ حصے کے حساب سے

دو بنت کو ۱۴ حصے ملیں گے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۰۶﴾ ایک زوجہ، ایک ابن، ایک بنت میں میراث کی تقسیم

سوال: احمد کا انتقال ہوگیا، اس کے ورثاء میں ایک بیوی، ایک لڑکا، اور ایک لڑکی ہے، تو شرعی قاعدہ کے مطابق ان میں میراث کس طرح تقسیم ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں مرحوم کے اموال منقولہ وغیر منقولہ میں سے اول ان کے کفن ودفن کے درمیانی اخراجات ادا کرنے کے بعد جو مال بچے اس میں سے مرحوم کا قرض ادا کیا

جائے اس کے بعد جو مال بچے اور مرحوم نے کوئی جائز وصیت وارث کے علاوہ کے لئے کی

ہوتو اس کے ثلث سے اس وصیت پر عمل کیا جائے اس کے بعد جو مال بچے اس کے کل ۲۴ حصے کئے جائیں گے، اور

مرحوم کی بیوی کو ۳ حصے

مرحوم کے لڑکے کو ۱۴ حصے

مرحوم کی لڑکی کو ۷ حصے دئے جائیں۔

نوٹ: بیوی کی مہر اب تک ادا نہ کی ہو اور اس نے معاف بھی نہ کی ہو تو یہ بھی قرض ہی سمجھی جائے گی اور قرض ادا کرنے کے بعد میراث کی تقسیم ہوگی۔ (سراجی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۰۷﴾ ایک زوجہ، ایک ابن، ایک اخت میں میراث کی تقسیم

سوال: آج سے تین سال قبل زید کا انتقال ہو گیا، زید نے ترکہ میں ایک مکان چھوڑا ہے، اس کے ورثاء میں ایک زوجہ، ایک ابن اور ایک اخت حیات ہیں، تو مذکورہ ورثاء میں زید کی میراث کس طرح تقسیم ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں زید کے ترکہ سے اولاً اس کے کفن ودفن کے درمیانی اخراجات ادا کرنے کے بعد جو مال بچے اس میں سے مرحوم کا قرض ادا کیا جائے، بیوی کی مہر اب تک ادا نہ کی ہو تو وہ بھی قرض ہی سمجھی جائے گی اور تقسیم میراث سے قبل مرحوم کے ترکہ میں سے ادا کی جائے گی، اسکے بعد جو مال بچے اور مرحوم نے کوئی جائز وصیت وارث کے علاوہ کے لئے کی ہو تو اس کے ثلث سے اس وصیت پر عمل کیا جائے گا۔ اس کے بعد جو مال بچے اس کے کل ۸ حصے کئے جائیں گے، اور

مرحوم کی زوجہ کو ۱ حصہ

مرحوم کے ابن کو ۷ حصے ملیں گے۔

اور اخت محروم ہوگی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۰۸﴾ ایک زوجہ، چار بنات میں میراث کی تقسیم

سوال: زید کا انتقال ہوگیا، اس کے ورثاء میں ایک بیوی، چار لڑکیاں ہیں، تو مرحوم کی ملکیت سے کس کس وارث کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ نیز نواسے نواسیوں کو بھی میراث میں سے حصے ملیں گے یا نہیں؟ زید کے چچا زاد بھائی اور ان کی اولاد حیات ہے، انہیں میراث میں سے کچھ حصہ ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......صورت مسئولہ میں مرحوم کے ترکہ سے اول اس کے کفن ودفن کے درمیانی اخراجات ادا کرنے کے بعد جو مال بچے اس میں سے مرحوم کا قرض ادا کیا جائے گا، بیوی کی مہر اب تک ادا نہ کی ہوتو وہ بھی قرض ہی سمجھی جائے گی اور تقسیم میراث سے قبل مرحوم کے ترکہ میں سے ادا کی جائے گی، اس کے بعد جو مال بچے اور مرحوم نے کوئی جائز وصیت وارث کے علاوہ کے لئے کی ہوتو اس کے ثلث میں سے اس وصیت پر عمل کیا جائے اس کے بعد جو مال بچے اس کے کل ۲۴ حصے کئے جائیں گے، اور

مرحوم کی بیوہ کو ۳ حصے

ایک لڑکی کو ۴ حصے کے حساب سے چار لڑکیوں کو ۱۶ حصے

اور بقیہ پانچ حصے چچا زاد بھائیوں کو ملیں گے، اور سوال میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ عصبات میں سے کون وارث حیات ہے اگر ایک ہی چچا زاد بھائی ہو تو پانچوں حصے اسے ہی ملیں گے، اور چچا زاد بھائیوں

کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا، اور نواسے نواسیاں ذوی الارحام ہونے کے سبب وہ بھی محروم ہوں گے۔ (سراجی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۰۹﴾ دولڑکے، چھ لڑکیوں میں میراث کی تقسیم

سوال: زید اور اس کی بیوی کا انتقال ہو چکا ہے، ان کی اولاد میں دولڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں، تو ہر ایک کو کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں مرحوم کے کفن ودفن کے درمیانی اخراجات ادا کرنے کے بعد جو مال بچے اس میں سے مرحوم کا قرضہ ہو تو سب قرضے ادا کئے جائیں گے، اس کے بعد جو مال بچے اس میں اگر وصیت کی ہو اور وہ معتبر ہو تو ثلث مال تک وصیت کے مطابق عمل کیا جائے گا اور پھر جو بچے اس کے ۱۰ حصے کئے جائیں گے اور ہر لڑکے کو دو حصوں کے حساب سے دولڑکے کو چار حصے اور ہر لڑکی کو ایک ایک حصہ کے حساب سے چھ لڑکیوں کو چھ حصے ملیں گے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۱۰﴾ ایک لڑکی، ایک بہن میں میراث کی تقسیم

سوال: ولی محمد کا انتقال ہو چکا ہے، اس کے ورثاء میں ایک لڑکی اور ایک بہن ہے، اصول اور فروع کوئی نہیں ہیں تو ان دونوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ولی محمد کے کفن ودفن وحقوق مقدم علی الارث کی ادائے گی کے بعد جو مال بچے اس کے دو حصے کئے جائیں گے اور لڑکی کو ایک حصہ اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

ولی محمد کے انتقال کے وقت اس کی بیوی حیات ہو تو جواب بدل جائے گا۔

﴿۲۶۱۱﴾ دو بیوی، چھ لڑکے، پانچ لڑکیوں میں ۱۶۰۰۰ کی تقسیم

سوال: میرے مرحوم والد صاحب ۱۶۰۰۰ روپے چھوڑ گئے ہیں، اور ورثاء میں ایک سوتیلی والدہ، دو بیویاں، چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں، تو ہر ایک کے حصہ میں کتنے روپے آئیں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں مرحوم کے کفن ودفن وحقوق مقدم علی الارث کی ادائے گی کے بعد ایک بیوہ کو ایک ہزار روپے کے حساب سے دو بیوہ کو دو ہزار روپے، ایک لڑکے کو ۰۷:۱۶۴۷ کے حساب سے چھ لڑکوں کو ۹۸۸۲:۳۶ اور ایک لڑکی کو ۸۲۳:۵۳ روپے کے حساب سے پانچ لڑکیوں کو ۴۱۱۷:۶۵ روپے ملیں گے، جس کا میزان ۱۶۰۰۰:۰۱ ہوگا، یعنی حساب میں ایک پیسہ بڑھ گیا، اسے آپس میں سمجھ لیا جائے، ورثاء میں سے کوئی ایک ایک پیسہ برضا ورغبت چھوڑ دے تو صحیح ہے، مرحوم کی سوتیلی والدہ محروم ہوگی۔
نوٹ: بیوی کی مہر اب تک ادا نہ کی ہو اور اس نے معاف بھی نہ کی ہو تو یہ بھی قرض ہی سمجھی جائے گی اور قرض ادا کرنے کے بعد میراث کی تقسیم ہوگی۔ (سراجی)

﴿۲۶۱۲﴾ شوہر، دو حقیقی بہنیں، پانچ لڑکے دو لڑکیوں میں میراث کی تقسیم

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو ۱۴۰ ایکر زمین بخشش میں دیدی ہے، اور اب بیوی کا انتقال ہو چکا ہے، اس کے ورثاء میں شوہر، دو حقیقی بہنیں، پانچ لڑکے، دو لڑکیاں ہیں، تو ہر وارث کو کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں مرحوم کے کفن ودفن اور حقوق مقدم علی الارث کی ادائے گی کے بعد کل جائداد کے ۴۸ حصے کئے جائیں گے، اور ۱۲ حصے شوہر کو،

ایک لڑکے کو چھ حصے کے حساب سے پانچ لڑکوں کو تیس حصے اور ایک لڑکی کو تین حصے کے حساب سے دولڑکیوں کو چھ حصے ملیں گے، اور بہن محروم ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۱۳﴾ تین لڑکیاں، ایک لڑکے میں میراث کی تقسیم

سوال: ہاشم کی پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا، اولاد میں ایک لڑکا دولڑکی حیات ہیں، اس کے بعد ہاشم کا تقریباً ۱۹۵۷ء میں انتقال ہوگیا، اس کے بعد دوسری بیوی کا تقریباً ۱۹۶۹ء میں انتقال ہوا، اب زندہ ورثاء میں سے پہلی بیوی کی ایک لڑکی، دوسری بیوی کی اولاد میں ایک لڑکا اور دولڑکیاں حیات ہیں، تو مذکورہ ورثاء میں سے کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں مرحوم ہاشم بھائی کے ترکہ سے کفن ودفن کے درمیانی اخراجات ادا کرنے کے بعد جو مال بچے اس میں سے مرحوم کا قرضہ ہو تو سب قرضے ادا کئے جائیں، اس کے بعد جو مال بچے اس میں اگر وصیت کی ہو اور وہ معتبر ہو تو ثلث مال تک وصیت کے مطابق عمل کیا جائے گا اور پھر جو بچے اس کے ۴۰ حصے کئے جائیں گے، اور مرحوم کی بیوی کو ۵ حصے، لڑکے کو ۱۴ حصے، اور ایک لڑکی کو سات حصے کے حساب سے تین لڑکیوں کو ۲۱ حصے ملیں گے۔

مرحوم کی ایک بیوی کا انتقال ۱۹۶۹ میں ہوا، اسے جو پانچ حصے ملے ہیں ان کو اس کے ورثاء میں تقسیم کردیا جائے، اس کے ورثاء میں ایک لڑکا اور دولڑکیاں ہی ہو تو کل چار حصے کر کے دو حصے لڑکے کو اور ایک ایک حصہ دونوں لڑکیوں کو ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۱۴﴾ ایک بیوی، ایک بھائی، ایک بہن، نواسی اور بھتیجوں میں میراث کی تقسیم

سوال: زید کا انتقال ہوگیا، اس کے ورثاء میں ایک بیوی ہے، مرحوم کی کوئی اولاد نہیں ہے،

نواسی، ایک حقیقی بھائی اور ایک حقیقی بہن ہے، ایک حقیقی بھائی اور ایک حقیقی بہن کا ان سے پہلے انتقال ہو گیا، ان کی اولاد حیات ہے، تو از روئے شریعت کن کن ورثاء کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں مرحوم کے ترکہ میں سے کفن و دفن کے درمیانی اخراجات ادا کرنے کے بعد جو مال بچے اس میں سے مرحوم کا قرضہ ہو تو سب قرضے ادا کئے جائیں، اس کے بعد جو مال بچے اس میں اگر وصیت کی ہو اور وہ معتبر ہو تو ثلث مال تک وصیت کے مطابق عمل کیا جائے گا اور پھر جو بچے اس کے ۴ حصے کئے جائیں گے، اور مرحوم کی بیوہ کو ایک حصہ، ایک بھائی کو دو حصے اور ایک بہن کو ایک حصہ ملے گا۔ مرحوم کے بھتیجے اور نواسے محروم ہوں گے۔ بیوی کی مہر اب تک ادا نہ کی ہو اور اس نے معاف بھی نہ کی ہو تو یہ بھی قرض ہی سمجھی جائے گی اور قرض ادا کرنے کے بعد میراث کی تقسیم ہوگی۔ (سراجی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۱۵﴾ ایک بیوی، دو بہن، ایک بھتیجے میں میراث کی تقسیم

سوال: اسماعیل کا انتقال ہو چکا ہے، اس کے ورثاء میں ایک بیوی، دو بہن، ایک بھتیجا اور ایک نواسی حیات ہے، تو شرع محمدی کے مطابق ملکیت کی تقسیم کیسے ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں مرحوم کے ترکہ سے کفن و دفن کے درمیانی اخراجات ادا کرنے کے بعد جو مال بچے اس میں سے مرحوم کا قرضہ ہو تو سب قرضے ادا کئے جائیں، اس کے بعد جو مال بچے اس میں اگر وصیت کی ہو اور وہ معتبر ہو تو ثلث مال تک وصیت کے مطابق عمل کیا جائے گا اور پھر جو بچے اس کے ۱۲ حصے کئے جائیں

گے، اور مرحوم کی بیوہ کو ۳ حصے، ایک بہن کو چار حصے کے حساب سے دو بہن کو آٹھ حصے اور ایک بھتیجے کو ایک حصہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۱۶﴾ عصبات کی موجودگی میں ذوی الارحام محروم ہوتے ہیں۔

سوال: عبدالقادر کے انتقال کے وقت اس کے چار لڑکے اور ایک لڑکی حیات تھی، عبد القادر کی ملکیت اس کے چار لڑکوں اور ایک لڑکی کے مابین تقسیم کرنی تھی، عبدالقادر کے دو لڑکے حاجی میاں اور فرید میاں کی کوئی اولاد نہ ہونے کے سبب ملکیت قاسم میاں اور شیخو میاں اور قمر النساء کے مابین تقسیم ہوئی۔

شفیع میاں کا انتقال ۱۹۷۰ میں ہوا، ان کی کوئی اولاد نہیں تھی، تو ان کی جائداد کس طرح تقسیم کی جائے؟

شفیع میاں کے چچا شیخو میاں کے ۸ لڑکے اور چار لڑکیاں حیات ہیں، شفیع میاں کی پھوپھی قمر النساء کے دو لڑکے اور ایک لڑکی حیات ہے، مذکورہ تفصیل کی روشنی میں شفیع میاں کی جائداد کس کس کو ملے گی اور کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: سوال میں مذکورہ حقیقت اگر صحیح ہو تو مرحوم شفیع میاں کے کفن و دفن اور حقوق مقدم علی الارث (قرض، وصیت وغیرہ) کی ادائے گی کے بعد جو مال بچے وہ شفیع میاں کے آٹھوں چچاؤں کے درمیان مساوی حصوں سے تقسیم ہوگا، اس لئے کہ وہ عصبات ہیں، اور عصبات کے ہوتے ہوئے، چچازاد بہنیں، پھوپھی زاد بھائی وغیرہ محروم ہوتے ہیں، اس لئے انہیں کچھ نہیں ملے گا۔ (سراجی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میراث کے مسائل شتّٰی

﴿۲۶۱۷﴾ سکوں کا وارث کون؟

سوال: ایک مکان نیا بنانے کے لئے پائے ڈالنے کے لئے کھودا، تو اس میں سے چاندی کے سکے نکلے، اس مکان کی دادی اماں کا پچاس سال قبل انتقال ہو چکا ہے، انہوں نے یہ روپے دفن کئے تھے، جو فی الحال ہاتھ آئے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ ان روپیوں کا حقدار کون ہے؟ کیا یہ روپے مسجد کے کام میں خرچ کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ مکان کسی کی ملکیت ہے، اور اس مکان کا پایا کھودتے ہوئے سکے نکلے ہیں اور دفن کرنے والی ذات دادی اماں ہے، جب یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے تو یہ سکے پانے والے کی ملک نہیں کہلائیں گے بلکہ اس کے حقیقی مالک مرحوم دادی اماں ہی کی ملک کہلائیں گے، اور ان کا انتقال ہو جانے کی وجہ سے ان کے شرعی ورثاء میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوں گے، اور بغیر اجازت ورثاء مسجد میں استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ سراجیہ: ۱۶۴، بحر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۱۸﴾ سوتیلی لڑکی اور سوتیلی بہن کو میراث میں سے حصہ ملے گا یا نہیں؟

سوال: میری دادی اماں کا انتقال ہو چکا ہے، ان کی صرف ایک اولاد یعنی میرے والد صاحب ہی تھے، میرے دادا نے دوسرا نکاح کیا تھا، جس کے ساتھ نکاح کیا اسے پہلے والے شوہر سے ایک لڑکی تھی، جو میرے والد کی سوتیلی بہن ہوئی، میرے دادا کی میرے والد کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ میرے دادا کا انتقال ہو چکا ہے، میرے دادا کی مال و جائداد میں سے میرے والد کو اور ان کی سوتیلی بہن کو کتنا حصہ ملے گا؟

اس کے بعد میرے والد صاحب کا بھی انتقال ہو گیا، ورثاء میں میری والدہ، ہم دو بھائی اور بہنیں ہیں، تو میرے والد کی مال و جائداد میں سے میری سوتیلی پھوپھی کو کچھ حصہ ملے گا؟ میرے والد صاحب اپنی زندگی میں اپنی سوتیلی بہن کا خوب خیال رکھتے تھے، مدد کرتے تھے، خرچ بھی دیتے تھے، یہاں تک کہ میرے دادا نے سرکاری قاعدہ کی وجہ سے کچھ زمین میری سوتیلی پھوپھی کے نام کر دی تھی، اور ان زمینوں کی اچھی خاصی قیمت آئی۔

کچھ زمینوں کا قبضہ اور اختیار ایک شخص کو دے رکھا تھا، ان زمینوں پر قبضہ ملتے ہی قبضہ دار کی نیت میں کھوٹ آ گئی، سالوں سے وہ ہماری زمین کا انتظام کر رہا ہے، اس نے اپنی من مانی کر کے اس کے روپے مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، کہ زمین انڈیا کی ہے اس لئے یہیں روپے خرچ کرنے چاہئے، ہمیں اس رقم کی ضرورت نہیں ہے، لیکن ہم رشتہ داروں کے لئے ثواب جاریہ کے کام کرنا چاہتے ہیں، اس پر انہوں نے انکار کر دیا۔

میری سوتیلی پھوپھی نے اس قبضہ دار سے کہا یہ میرے والد کی جائداد ہے اس لئے اس کی مالک میں ہوں، قبضہ دار نے ایک بڑی رقم اس کے مکان کی تعمیر کے لئے دی، اور کچھ رقم ہمارے مکان کی مرمت کے پیچھے خرچ کی، اور دوسری رقم اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر دی، یہ قبضہ دار سالوں سے حساب و کتاب نہیں بتاتا ہے، تو از روئے شریعت قبضہ دار نے جو اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں مذکورہ تفصیل صحیح ہو اور دادا کی آپ کے والد کے علاوہ اور کوئی حقیقی اولاد نہ ہو تو دادا کے اموال منقولہ و غیر منقولہ میں بعد ادائے گی حقوق مقدم علی الارث آپ کی والدہ کو آٹھواں حصہ یعنی ایک روپے میں سے دو آنی ملے گی، آپ کی سوتیلی پھوپھی کو آپ کے دادا سے کوئی نسبی تعلق نہیں ہے اس لئے میراث میں ان کا کوئی

حصہ نہیں ہے، اس لئے وہ محروم ہوں گی، ہاں ان کی والدہ کو دادا کی ملکیت میں سے جو حصہ ملا ہے اور ان کی ذاتی جو ملکیت ہے اس میں ان کے انتقال کے بعد یہ بھی ایک وارث ہے اس لئے اس میں ان کو حصہ ملے گا۔ مرحومہ دادی اماں کے ورثاء کی تفصیل معلوم ہونے کے بعد ان کا صحیح حصہ بتلایا جا سکتا ہے، البتہ ایک لڑکی ہی ہو تو نصف ملے گا، یعنی دادا کی ملکیت سے ایک آنی ملے گا۔

جس طرح دادا کی ملکیت میں سے وارث ہونے کی حیثیت سے انہیں کچھ نہیں ملتا اسی طرح آپ کے والد کی ملکیت سے بھی سوتیلی بہن ہونے کی حیثیت سے انہیں کچھ نہیں ملے گا، اور اگر بینہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ سرکاری قاعدہ سے بچنے کے لئے آپ کے دادا نے وہ زمین ان کے نام پر کر دی تھی تو وہ زمین ان کی ملکیت نہیں کہلائے گی، اور اس صورت میں قبضہ دار کا آپ کی مرضی کے خلاف اس میں تصرف کرنا اور اس کی آمدنی آپ کی مرضی کے خلاف استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اور جو تصرف کیا وہ فضولی کا تصرف کہلائے گا، آپ کی اجازت پر موقوف رہے گا اور قبضہ دار کے اس تصرف پر آپ اسے ضامن بنا کر اس سے وہ رقم وصول کر سکتے ہیں۔ (شامی، سراجی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۱۹﴾ بیٹی کے مال سے والد کا حصہ مانگنا

سوال: آج سے تین ماہ قبل میری بیوی کا زچگی کی حالت میں انتقال ہو گیا، یہ اس کی پہلی ولادت کا موقعہ تھا، اس کے علاج و معالجہ کا اور کفن و دفن کا کل خرچ میں نے ہی ادا دیا، اب میرے خسر اور خوش دامن میری بیوی کی تمام اشیاء کپڑے اور جہیز کا سامان اور منگنی میں دئے ہوئے زیور وغیرہ مانگ رہے ہیں، تو آپ از روئے شریعت بتائیں کہ ان اشیاء کا

حقدار کون ہے؟ ان اشیاء کا مالک میں ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں مرحومہ کی ذاتی ملکیت کی کل اشیاء اور زیورات وغیرہ میں سے اس کے ورثاء کو میراث کے اصولوں کے مطابق شرعی حصہ ملے گا، عورت کے انتقال کے وقت اس کی کوئی اولاد نہیں تھی، اس لئے شوہر کو نصف ملے گا، اور بقیہ نصف اس کے والدین یا بھائیوں وغیرہ میں سے جو حیات ہوں ان کا کہلائے گا، اس لئے نصف مال مانگنے کا ان کو حق ہے۔ (سراجی)

نوٹ: اگر بچہ زندہ پیدا ہوا ہو اور اس کے پیدا ہونے کے بعد والدہ کا انتقال ہوا ہو تو مذکورہ تقسیم بدل جائے گی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۲۰﴾ دادا کی میراث سے پوتے کا پھوپھی کو حصہ دینا

سوال: میرے دادا کے دو لڑکے اور ایک لڑکی تھی، اور ملکیت میں ایک مکان چھوڑا تھا، دادا کے انتقال کے بعد والد صاحب اور چچا نے مکان کا حصہ کر کے تقسیم کرلیا، اور پھوپھی کو کچھ نہیں دیا، چچا کا بھی انتقال ہو گیا ہے، تو میرے والد کے حصہ میں سے پھوپھی کو کتنا ملے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ مکان کی قیمت پانچ حصوں میں تقسیم کی جائے گی، اور اس میں سے دو حصے والد کا حق ہے، لیکن انہوں نے نصف لیا ہے، یعنی کل پانچ حصوں میں سے دو لینے چاہئے تھے لیکن انہوں نے ڈھائی حصہ لیا ہے تو انہوں نے آدھا حصہ زیادہ لیا ہے جو پھوپھی کا حق ہے تو اس آدھے حصہ کی قیمت کے برابر روپے پھوپھی کو دیدئے جائیں، تو پھوپھی کا حق ادا ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۲۱﴾ مفقود کا میراث میں حصہ

سوال: جب میرے والد کا انتقال ہوا تب ان کے چھ لڑکے اور دو لڑکیاں اور ایک بیوی حیات تھی، پھر ایک لڑکا تقریباً آج سے تیس سال قبل کہیں چلا گیا، آج تک اس کا کوئی اتا پتہ نہیں چلا ہے، اس کی بیوی یا بیٹا، بیٹی کوئی نہیں ہے، تو اب میراث میں اس کا حصہ رکھا جائے یا نہیں؟ اس کے بعد میری والدہ کی حیات میں ایک بھائی کا انتقال ہو گیا، اس کے ورثاء میں اس کا ایک لڑکا حیات ہے، تو اب اس کا حصہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟ اس کے بعد میری والدہ کا انتقال ہو گیا، تو اب ان کے حصہ کا کیا جائے؟ فی الحال چار بھائی اور دو بہنیں اور مرحوم بھائی کا ایک لڑکا حیات ہے، تو ان تمام حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے بتائیں کہ والد صاحب کی میراث کس طرح تقسیم کی جائے گی؟ اور کس کس وارث کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں مرحوم کے کل مال میں سے اول ان کے کفن و دفن کے درمیانی اخراجات ادا کئے جائیں، اس کے بعد ما بقیہ مال کے کل سے ان کا قرض ادا کیا جائے، اور اگر مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی ہو تو ما بقیہ مال کے ثلث میں وصیت نافذ کی جائے گی، اس کے بعد جو بچے اس کے کل ۵۷۶ حصے کئے جائیں گے، اور مرحوم کے ہر لڑکے کو ۸۶ حصے کے حساب سے پانچ لڑکوں کو ۴۳۰ حصے، اور ایک لڑکی کو ۴۳ حصے کے حساب سے دو لڑکیوں کو ۸۶ حصے اور پوتے کو ۶۰ حصے ملیں گے۔

تیس سال سے جو بھائی گم ہو گیا ہے ان کے حصہ میں ۸۶ حصے آئے ہیں اسے فی الحال امانت کے طور پر سنبھال کے رکھا جائے، پھر جب اس کی موت کا حکم ثابت ہو جاوے تو یہ ۸۶ حصے ان کے بھائی بہنوں اور والدہ کو شرعی قانون کے مطابق ملیں گے، اور اگر وہ بھائی حیات ہو اور زندہ لوٹ آئے تو یہ ۸۶ حصے اسے دیدئے جائیں گے۔ (سراجی، امداد

الفتاویٰ: ۳۱۶، مفید الوارثین)۔

والدہ کی حیات میں جس لڑکے کا انتقال ہوا ہے اسے والدہ کی میراث سے حصہ نہیں ملے گا، اور اسے والد کی میراث سے جو حصہ ملا ہے وہ اس کی والدہ اور لڑکے کے درمیان شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔ (جس کا حساب اوپر لگالیا گیا ہے)۔

والدہ کو والد کی میراث سے بیوی ہونے کی حیثیت سے اور لڑکے کے مال میں سے والدہ ہونے کی حیثیت سے ملے گا، اور والدہ کا بھی انتقال ہو چکا ہے اس لئے والدہ کے حصے بھائی بہنوں میں تقسیم ہوں گے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۲۲﴾ ورثاء کی اجازت کے بغیر جائداد کی آمدنی کا صدقہ کرنا

سوال: بعد سلام مسنون! امید ہے کہ ہر طرح سے بعافیت ہوں گے، مندرجہ ذیل استفتاء کا جواب مطلوب ہے، ہندوستان میں والد مرحوم کے نام پر کچھ زمین کے پلاٹ ہیں، ان میں البتہ بھائی بہنوں کے علاوہ بعض دیگر رشتہ داروں کے بھی حصے ہیں، والد مرحوم قبل از وفات اس کوشش میں تھے کہ ان کے حصے ادا کر دئے جاویں، البتہ ان کی زندگی میں یہ کام بعض مشکلات کی بناء پر پورا نہ ہو سکا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس زمین کی آمدنی ایک ٹرسٹ میں جمع ہوتی تھی جس میں مزید یہاں سے رقم ملا کر صدقہ وخیرات ہی میں اس کی آمدنی مستعمل ہوتی تھی، والد مرحوم کے انتقال کے بعد اب یہاں سے تو کوئی رقم نہیں جاتی ہے البتہ ہندوستان میں رشتہ داروں کا کہنا ہے کہ جو کچھ تھوڑی بہت آمدنی ہے وہ صدقہ کر دی جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

والد مرحوم کی وصیت یہ تھی کہ ٹرسٹ جاری رہنا چاہئے البتہ چونکہ بھائی بہن سارے یہاں

انگلینڈ میں ہیں اور وہاں کے رشتہ داروں پر اعتماد نہیں ہے لہذا مناسب یہی معلوم ہوا کہ زمین بیچ کر رشتہ داروں کے حقوق کی ادائے گی کے بعد جو رقم بچ جائے تو بجائے اس ٹرسٹ کے جہاں وارثین چاہیں کوئی اور راستہ صدقہ جاریہ کا جاری کر دیں اور اس میں وہ رقم مستعمل ہو، چاہے کوئی دوسرا ٹرسٹ قائم کریں یا اور کوئی طریقہ اختیار کریں۔

کیا شریعت کی رو سے یہ صورت جائز رہے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... والد صاحب کے پاس جو زمین کے پلاٹ ہیں وہ والد صاحب کی ذاتی ملکیت ہیں اور اس میں والد صاحب کے ورثاء کا بھی حصہ ہے اور دوسرے رشتہ داروں کے بھی مالکانہ حقوق ہیں اب والد صاحب کا انتقال ہو گیا تو حسب حکم شرعی سب حقداروں کو ان کا حق دیدینا چاہئے۔ والد صاحب کی حیات تک اس کی آمدنی ایک ٹرسٹ میں جمع ہوتی تھی اور اس آمدنی کو غرباء پر تقسیم کر دی جاتی تھی۔ یہ والد صاحب کا حق تھا اب والد صاحب کے انتقال کے بعد یہ زمین ورثاء کی ہوگئی اور اس پر جو آمدنی آرہی ہے اس کے مالک بھی ورثاء ہی ہوں گے ان کی اجازت اور رضامندی کے بغیر سابق دستور کے مطابق صدقہ کرتے رہنا بھی درست نہیں ہے اب ورثاء دوسری جگہ رہتے ہیں اور اس زمین کا نظام سنبھال نہیں سکتے اس لئے بیچنا چاہتے ہیں تو اس زمین کو بیچ کر دوسری جگہ جہاں چاہیں خرید سکتے ہیں، نیا ٹرسٹ بھی قائم کر سکتے ہیں، پلاٹ اور زمین میں مالکانہ حق ہو اور یہ وقف ٹرسٹ کی زمین ہو تو اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۲۳﴾ کیا بیعانہ کی رقم میں میراث جاری ہوگی؟

سوال: میری پھوپھی نور جہاں بنت محمد حسین منصور کا انتقال ۱/۳/۹/۲۰۰۹ء کو ہوا، انہوں

نے اپنی حیات میں ۲۰۰۵ء میں اپنا مکان جو سورت، گوپی پورا میں تھا ایک بلڈر کو ۱۳،۰۰،۰۰۰ (تیرہ لاکھ) روپے میں فروخت کیا، اور اس سودے میں ایک غیر مسلم وکیل اور ایک مسلمان شخص کو گواہ بنایا تھا، اس مکان کے سودے کے وقت میری پھوپھی نے یہ شرط لگائی تھی کہ اول مجھے بیعانہ کے دو لاکھ روپے دینا اور اس کے بعد ایک مہینہ کے اندر دوسرے روپے یعنی گیارہ لاکھ دینا، لیکن مدت ختم ہوگئی اور بلڈر گیارہ لاکھ کا انتظام نہیں کرسکا تو شرط کے مطابق دو لاکھ روپے میری پھوپھی نے لے لئے اور مکان کا سودا ختم ہو گیا، یہ دو لاکھ روپے میری پھوپھی نے بینک میں فکس ڈپوزٹ میں رکھے ہیں، جب میری پھوپھی کے انتقال کے خبر بلڈر کو ہوئی تو یہ بلڈر میری پھوپھی کے وارث ان کے بھتیجے علی ہاشم منصور اور ابراہیم ہاشم منصور کے پاس آیا اور اپنے دو لاکھ روپے کا مطالبہ کیا۔

تو اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا وارث کے لئے ان روپیوں کو واپس کرنا ضروری ہے؟ وہ سودا رد اور باطل ہوگیا تھا تو اب وہ رقم رکھ لینا چاہئے یا ان کو واپس کرنا چاہئے؟ شریعت کا جو بھی حکم ہو وہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نور جہاں بنت محمد حسین نے اپنا مکان تیرہ لاکھ روپے میں فروخت کر دیا تھا، اور دو لاکھ روپے بیعانہ کے لئے تھے، لیکن شرط کے مطابق مشتری بقیہ گیارہ لاکھ روپے وقت پر ادا نہ کرسکا اس لئے سودا ختم ہو گیا، تو اب نور جہاں کو وہ لئے ہوئے روپے واپس کر دینے چاہئے تھے لیکن انہوں نے نہیں دئے اور اپنے پاس رہنے دئے اس لئے ان کے ذمہ یہ رقم قرض مانی جائے گی اور تقسیم میراث سے قبل اس قرض کو ادا کرنا ضروری ہے۔

اب اگر مشتری اپنے بیعانہ کی رقم واپس لینے آیا ہو تو نور جہاں کے مال میں سے یہ روپے ادا کر دئے جائیں گے، خواہ فکس ڈپوزٹ سے اٹھا کر یا ان کے دوسرے مال سے ادا کئے جائیں، سود کے نام سے جو زائد رقم ملے گی اس میں میراث جاری نہیں ہوگی، یہ رقم کسی غریب اور محتاج مسلمان کو ثواب کی نیت کے بغیر مالک بنا کر دیدینا چاہئے، اگر ورثاء غریب ومحتاج ہوں تو وہ خود بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۲۴﴾ لے پالک والد کی میراث سے حصہ

سوال: میرے پیدا ہونے کے بعد میرے ماموں اور ممانی نے مجھے میرے حقیقی والدین سے گود لیا تھا، اور مجھے بچپن سے پالا پوسا اور بڑا کیا، مجھے پڑھا لکھا کر میری شادی کروائی، میرے ماموں جس نے مجھے گود لیا ان کی کوئی اولاد نہیں تھی اور ہماری پوری برادری اور جماعت یہ بات اچھی طرح جانتی ہے اور میرے لے پالک والدین نے کبھی مجھے اپنے حقیقی والدین کے یہاں جانے نہیں دیا، اور انہوں نے میرے حقیقی والدین سے قانونی طور پر لے پالک نامہ تیار کروا کر ان سے دستخط بھی کروائے تھے، اس میں یہ لکھا تھا کہ میرے حقیقی والدین کے مال میں میرا کوئی حصہ نہیں ہے اور میرے کل مال میں اس لڑکی کا (یعنی میرا) ہی حصہ ہے، میرے لے پالک والدین آج اس دنیا میں نہیں رہے، اور ان کے تین بھائی اور چار بہنیں ہیں تو اب میرا اس مال میں شرعاً کتنا حق اور حصہ لگتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ......صورت مسئولہ میں کسی بچہ کو گود لینے سے یا لے پالک نامہ بنوانے سے گود لیا ہوا بچہ شریعت میں حقیقی بچہ کا درجہ نہیں پا سکتا، اس بچہ کے جو حقیقی والدین ہیں ان کے ساتھ تعلق باقی رہتا ہے لہذا آپ کے ماموں نے جو قرار نامہ بنوایا ہے

وہ شرعاً معتبر نہیں ہے، آپ کو آپ کے والدین کی میراث میں سے بیٹی کا حصہ ملے گا، اور ماموں، ممانی کے مال کی میراث سے شرعاً کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

آپ لے پالک والدین (ماموں، ممانی) کے مال میں سے میراث پانے کے حقدار نہیں ہے، اس لئے آپ کے حق میں وصیت معتبر ہے، اور وصیت کے مطابق ماموں، ممانی کے مال سے ایک تہائی مال آپ کو ملے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۲۵﴾ پگڑی کی رقم میں میراث جاری نہیں ہوگی۔

سوال: عبد القادر اور ان کے دو بھائی اور والدہ تمام ساتھ میں مل کر رہتے تھے، اور ملازمت کر کے گذر چلاتے تھے، عبد القادر نے ایک دکان خریدی، اور اس کی قیمت اپنی والدہ اور بھائیوں کی جمع شدہ رقم سے ادا کی، اس دکان میں تینوں بھائی حصہ دار تھے، ایک بھائی کی ملازمت چھڑا کر اسے دکان پر بٹھایا، اس کے بعد عبد القادر کا انتقال ہو گیا، اس کے انتقال کے وقت دو لڑکیاں اور ایک عورت حیات تھی، عورت نے بعد میں دوسری شادی کر لی، اور گھر چھوڑ کر چلی گئی، دونوں لڑکوں کے شادی کا خرچہ بھی دونوں بھائیوں نے کیا، ان بھائیوں کے دور میں دکان میں ترقی ہوئی، اور دوسری دکان بھی مول لی، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ عبد القادر اور ان کے ورثاء کو کتنا حصہ ملے گا؟ یہ دوسری دکان بھی پہلی دکان کی آمدنی سے لی گئی ہے، تو اس دوسری دکان میں عبد القادر اور اس کے ورثاء کا حصہ ہوگا یا نہیں؟ دکان میں جو مال اور سامان ہے صرف اسی میں میراث جاری ہوگی یا پگڑی کی قیمت میں بھی میراث جاری ہوگی؟

مرحوم کے ورثاء میں والدہ، دو بھائی، دو بہنیں اور دو لڑکیاں اور ایک بیوہ ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ تفصیل کے مطابق پہلی دکان بھائیوں کے درمیان مشترک تھی اس لئے اس میں عبدالقادر کا بھی ایک ثلث حصہ ہے، اوراس دکان میں میراث جاری کرنے سے قبل اسی کی آمدنی سے ایک اوردکان خریدی تو اس میں بھی عبد القادر کا ایک ثلث حصہ رہے گا، دکان میں مال اورسامان کی جو قیمت ہواس میں میراث جاری ہوگی، پگڑی کی رقم حرام ہے اس لئے پگڑی کی رقم میں کسی کا حق ارث ثابت نہیں ہوگا، اور پگڑی کی رقم میں میراث جاری نہیں ہوگی، اس لئے پگڑی کی رقم، رقم دینے والے کو واپس دیدینا چاہئے۔

عبدالقادر کے حصہ میں آنے والی جائداد کے کل ۱۴۴ حصے کرکے اس کی والدہ کو ۲۴ حصے، ایک لڑکی کو ۴۸ حصے کے حساب سے دولڑکیوں کو ۹۶ حصے، اورمرحوم کی بیوہ کہ جس نے دوسرا نکاح کرلیا اسے ۱۸ حصے، اورایک بھائی کو دو حصے کے حساب سے دو بھائیوں کو چار حصے، اور ایک بہن کوایک حصہ کے حساب سے دوبہن کودو حصے ملیں گے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۲۶﴾ ٹیکس بچانے کی نیت سے لڑکے کے نام کی ہوئی جائداد میں میراث جاری ہوگی یانہیں؟

سوال: میرے والدصاحب لکڑے کی تجارت کرتے تھے، اس کی آمدنی سے کچھ جائداد بنائی تھی، جائداد اورتجارت میں ٹیکس بہت بھرنا پڑتا تھا تو اس سے بچنے کے لئے والد صاحب نے وکیل کے مشورہ سے میرے چھوٹے بھائی کے نام کچھ جائداد کردی، اسے بخشش میں نہیں دیا تھا، بلکہ ٹیکس سے بچنے کے لئے دیا تھا، تو اس میں سے ہم کل چار بھائی، ایک بہن اوروالدہ کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ اوراس جائداد میں شرعی قاعدہ سے ہمارا حصہ لگے

گا یا نہیں؟ اور لگے تو کتنا یہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ صورت صحیح ہو تو قانونی مجبوری سے بچنے کے لئے صرف نام پر جائداد کرنے سے وہ جائداد اس کی نہیں ہو جاتی، اور وہ جائداد مرحوم کے ترکہ میں شمار ہو کر اس میں میراث جاری ہوگی، اور ہر وارث کو شرعی قاعدہ کے مطابق حصہ ملے گا۔

صورت مسئولہ میں مرحوم کے ترکہ میں بعد ادائے گی حقوق مقدم علی الارث ۲۷ حصے کئے جائیں گے، اور بیوی کو ۹ حصے، اور ہر لڑکے کو ۱۴ حصے کے حساب سے چار لڑکوں کو ۵۶ حصے اور لڑکی کو سات حصے ملیں گے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۲۷﴾ فیملی الاؤنس میں میراث جاری نہیں ہوگی۔

سوال: میری بیوی حیات ہے، میرے چار لڑکے: محمد، اسماعیل، صالح، یوسف اور تین لڑکیاں: فاطمہ، مریم، عائشہ حیات ہیں۔

میرے تین لڑکے بیرون رہتے ہیں، اس میں سے اسماعیل کا ۱۹۶۸ میں انتقال ہو گیا، اب تک میرے لڑکے کی جائداد کے حصے تقسیم نہیں ہوئے، اور لڑکے ساتھ میں رہتے ہیں، اب پوچھنا یہ ہے کہ میرے مرحوم لڑکے اسماعیل کی تین لڑکیاں، حوا، آمنہ اور رشیدہ اور بیوی مریم حیات ہے، اور مرحوم نے اپنے دونوں بھائی صالح اور یوسف کے ساتھ مل کر شرکت میں دکان کی تھی، لیکن بیویوں میں میل نہ ہونے کے سبب مرحوم کے انتقال سے ۱۰ ماہ قبل شرکت ختم کر کے دکان سے بھائیوں کو ان کے حصوں کے بقدر ۱۳۵۰ پاؤنڈ دے کر انہیں جدا کر دیا، اور اس میں بھول سے دکان کے مارگیج (Mortgage) کے روپے جو مرحوم کو ادا

کرنے تھے، ادا کرنے کے باقی رہ گئے، جس کے ۶۰۰ پاؤنڈ دونوں بھائی یوسف اور صالح نے ادا کئے، اور انکم ٹیکس جو مرحوم کو ادا کرنا تھا وہ بھی ۱۶۰ پاؤنڈ دونوں بھائی یوسف اور صالح نے ادا کئے، انتقال کے بعد مرحوم کا قرض ۷۴۵ پاؤنڈ تھا وہ بھی مرحوم کے ۲۰۰ پاؤنڈ یوسف کے پاس جمع تھے ان کو منہا کرنے کے بعد ۷۲۵ پاؤنڈ مزید ادا کئے، اس طرح کل رقم قرض کی ۱۰۱۷ پاؤنڈ بنتی ہے، جو دونوں بھائیوں نے ادا کئے، کل ۳۳۳ پاؤنڈ مرحوم کے بچوں کو دونوں بھائیوں نے دئے، فی الحال مرحوم کے بچے مرحوم کے مکان میں رہتے ہیں اور یہ مکان مرحوم نے اپنی آمدنی سے خریدا تھا اور اپنے بیوی بچوں کے نام نہ کرتے ہوئے بھائی صالح کے نام کیا تھا، تو اب یہ مکان بیچ کر اس کے روپے کسے دئے جائیں؟ اگر ان روپیوں سے دوسرا مکان لیا جائے تو کس کے نام پر لیا جائے؟

مرحوم کی لڑکیوں کو حکومت کی طرف سے فیملی الاؤنس ملتی تھی اور ملتی ہے، یہ روپے جمع کر کے مرحوم کے بڑے بھائی کو انڈیا بھیجے تھے، تو اس کے بچے چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کے نام پر شیرز نہیں خریدے، بلکہ اپنے نام پر رہنے دئے تو اس کی جو آمدنی آتی ہے وہ والدین اور بھائی بہن کو شریعت کے مقررہ حصوں کے مطابق ملے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مرحوم اسماعیل کے ترکہ میں بعد ادائے گی حقوق مقدم علی الارث یعنی شرعی قانون کے مطابق کفن و دفن اور قرض اور وصیت کے نفاذ کے بعد کل مال کے ۸۱ حصے کئے جائیں، اور مرحوم کی بیوہ کو ۹ حصے، ایک لڑکی کو ۱۶ حصے، تین لڑکیوں کو ۴۸ حصے، والد کو ۱۲ حصے، اور والدہ کو ۱۲ حصے ملیں گے۔

مرحوم صالح کے نام پر جو مکان لیا تھا وہ اگر صرف قانونی مجبوری کی وجہ سے یا اتفاق کی وجہ

سے رکھا ہوا اور انہیں بخشش میں دینا یا مالک بنانا مقصود نہ ہوتو یہ مکان مرحوم ہی کی ملکیت سمجھی جائے گی اور اس میں میراث جاری ہوگی۔

فیملی الاؤنس جو مرحوم کے انتقال کے بعد ملا یا ملے گا اس میں میراث جاری نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس میں مرحوم کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی، سرکاری مدد سمجھی جائے گی (امداد الفتاویٰ) اور مرحوم کی اولاد اور بیوہ ہی کا اس میں حق ہے۔ دوسرے ورثاء کا اس میں کوئی حق حصہ نہیں ہوگا۔

نوٹ: سوال میں اول ورثاء میں صرف لڑکیوں کا ذکر کیا ہے، اور یہاں لڑکے کو بھی لکھا ہے، کیا یہ کاتب کی غلطی ہے، یا لڑکے بھی ہیں؟ اگر لڑکے بھی ہیں تو جواب بدل جائے گا۔ اس کی وضاحت فرما کر سوال دوبارہ پوچھ لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۲۸﴾ لڑکی کے مرنے کے بعد اس کے جہیز کا حقدار کون؟

سوال: میری لڑکی جمیلہ کا نکاح ہو چکا ہے، اس کی ڈیڑھ سال کی ایک لڑکی ہے، اور یہ فی الحال میرے یہاں رہتی ہے، اور میری بیٹی جمیلہ کا انتقال ہو چکا ہے، میری بیٹی کے نکاح کے موقع پر میں نے اور رشتہ داروں نے اسے جہیز میں زیور، کپڑے، کباٹ، پنکھے، پلنگ دیا تھا، اس کے شوہر کے ساتھ اب ہمارا تعلق اچھا نہیں ہے، ہم ان سے نکاح پر دی ہوئی چیزیں واپس مانگتے ہیں تو ہم یہ چیزیں مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز میری بیٹی جمیلہ کو اس کی حیات میں بھی کچھ رشتہ داروں نے ہدایا دئے تھے وہ بھی شوہر دینے سے انکار کرتا ہے۔ لہٰذا آنجناب فقہ وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ ان چیزوں کا حقدار کون ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں لڑکی کو نکاح کے موقع پر والدین و

اقرباء کی طرف سے جو اشیاء ہدیۃً دی جاتی ہیں وہ ہدیہ کے طور پر ہوتی ہیں اس لئے ایسی ہر چھوٹی بڑی چیز کی عورت مالک کہلائے گی، سسرال والے یا میکے والوں کا اس پر قبضہ کر لینا صحیح نہیں ہے، یہ غصب کہلائے گا، اور اگر دنیا میں یہ حق نہیں دیا تو آخرت میں نیکیوں کی صورت میں دینا پڑے گا، اس لئے یہ حق دنیا ہی میں شرعی طریقہ کے مطابق دے دینا چاہئے۔

صورت مسئولہ میں ہر چیز کے ۱۳ حصے کر کے

مرحوم کے شوہر	کو	۳	حصے	
مرحوم کی لڑکی	کو	٦	حصے	
مرحوم کے والد	کو	۲	حصے	
مرحوم کی والدہ	کو	۲	حصے	ملیں گے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲٦۲۹﴾ والد کی کل جائداد والدہ کا اپنے قبضہ میں رکھ چھوڑنا اور میراث جاری نہ کرنا

سوال: میرے مرحوم والد صاحب کے انتقال کو تقریباً ۲ سال ہو چکے ہیں، ابھی تک ان کی میراث کے حصے نہیں ہوئے ہیں، ہر چیز میری والدہ کے قبضہ میں ہے، اور وہ اپنی حیات تک اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتی ہیں، تو کیا وہ ورثاء کی اجازت کے بغیر اپنے قبضہ میں رکھ سکتی ہیں؟ میں بڑی دور کے سفر سے آئی ہوں اور کچھ مدت میں واپس لوٹ جانے والی ہوں، تو مجھے میرا حصہ لینے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرحوم کے انتقال کے بعد مرحوم کی کل مال وملکیت میں ورثاء کا حق ہو جاتا ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کا حصہ دے کر اپنی ذمہ داری ادا کر دینی

چاہئے، حق والوں کو حق دینے میں جان بوجھ کر بغیر عذر کے تاخیر کرنا گناہ ہے، لہذا بغیر اجازت ورثاء کے والدہ کا والد کی میراث پر قبضہ کر لینا اور اپنے مرنے تک اس میں میراث جاری نہ کرنا گناہ کا کام ہے، حق والے اپنے حق کے لئے ہر جائز صورت مثلاً: جماعت وغیرہ بلا کر اپنے مسئلہ کا حل نکال سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۳۰﴾ کیا تقسیم میراث سے قبل میراث کے مال میں زکوۃ واجب ہوگی؟

سوال: میرے والد صاحب کا دسمبر میں انتقال ہو گیا ہے، اس کے بعد ملکیت کا انتظام میرے ذمہ آ گیا ہے ہم دو بالغ بھائی اور دو بالغ بہنیں اور تین نابالغ بھائی کل سات بھائی بہن ہیں، اور والدہ حیات ہے، میرے والد صاحب کچھ زمینیں، مکان اور کچھ نقد روپے اور شیرز میں جمع شدہ رقم اور کچھ زیورات ترکہ میں چھوڑ گئے ہیں، تو اب مذکورہ ملکیت کی زکوۃ کس طرح ادا کی جائے؟ نابالغ کے حق ارث میں زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اب تک میراث کی تقسیم نہیں ہوئی ہے، زکوۃ تقسیم میراث کے بعد فرض ہوگی یا پہلے؟ فی الحال تمام ورثاء رضامند ہوں اور تقسیم سے قبل زکوۃ دے دی جائے تو ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... تقسیم میراث سے قبل میراث کے مال میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی، اس لئے اول شرعی طریقہ کے مطابق تقسیم کی جائے، اس کے بعد جس کے پاس نصاب کے برابر مال ہو اس پر شرعی قاعدہ کے مطابق زکوۃ واجب ہوگی، نابالغ جب تک بالغ نہ ہو جائے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۳۱﴾ شریک کی رضامندی کے بغیر موروثی جائداد کا بیچنا

سوال: زید اور بکر دونوں بھائی ہیں، انکے والد کے انتقال کے بعد ساری جائداد زید کے

نام ہوگئی، اب زید بکر اور اس کے لڑکوں کی مرضی کے خلاف زمین اپنے نام پر ہونے کی وجہ سے عمر کو بیچنے پر مصر ہے، عمر کو اس بات کی اطلاع ہے کہ اس زمین میں دونوں بھائیوں کا حصہ ہے، تو یہ زمین زید کے لئے بیچنا اور عمر کے لئے خریدنا کیسا ہے؟ اور اگر حرام ہے تو شراب بیچنا بھی حرام ہے، تو دونوں میں کس امر کی حرمت زیادہ قبیح ہے؟ دوسرے کی زمین بیچنا یا شراب بیچنا؟ میرے گمان کے مطابق شراب کی حرمت دوسرے کی زمین بیچنے کی حرمت سے کم ہے، اس لئے کہ اس میں خریدنے والا فروخت کرنے والے کو شراب کی قیمت ادا کر دیتا ہے، یا تو ایک مسلمان کافر کو شراب بیچتا ہے تو شراب کافر کے یہاں ایک مال ہے تو اس پر مسلمان اس سے روپے وصول کرتا ہے یعنی اس میں ظلم یا غصب نہیں ہے، اور زمین بیچنے میں ظلم اور غصب ہے جس کا برا ہونا واضح ہے۔ تو آنجناب شریعت کی روشنی میں اس کا جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... والد کے انتقال کے بعد اس زمین میں دونوں بھائیوں کا مساوی حصہ ہے اور دونوں اس کے برابر کے مالک ہیں، اس لئے دونوں کی رضامندی کے بغیر اسے بیچنا جائز نہیں ہے، اس کے باوجود اگر ایسی ملکیت کی بیع کی جائے تو شرعی اصطلاح میں اسے بیع فضولی کہتے ہیں جس کا حکم یہ ہے کہ یہ بیع مالک کی اجازت پر موقوف رہے گی، اگر دوسرا شریک اجازت دے تو بیع صحیح ہو جائے گی ورنہ باطل ہو جائے گی۔ اور بیع کے باطل ہو جانے کے بعد فضولی کا ثمن استعمال کرنا اور مشتری کا اس چیز پر قبضہ جمائے رکھنا جائز نہیں ہے، حرام ہے، اور یہ غصب کے حکم میں ہے۔

اگر مشتری کو اس چیز کے مشترک ہونے کا علم ہو اس کے باوجود وہ اسے خریدے گا تو وہ

گنہگار ہوگا، اور گناہ کے کام میں مدد کرنے والا کہلائے گا، اور اگر معلوم نہ ہو تو علم ہونے کے بعد قبضہ نہیں دے گا تو گنہگار ہوگا، سرکاری دفتر میں صرف ایک کے نام پر ہونے سے وہ اسکا مکمل مالک نہیں ہو جاتا، اور یہ حق حقوق العباد میں سے ہے، اس لئے اللہ کی نافرمانی کے ساتھ بندہ کا حق دبانے کی وجہ سے اس کی سزا بھی سخت ہوگی، اور جب تک بندہ کا حق ادا نہ کر دیا جائے یا بندہ معاف نہ کر دے یہ حق معاف نہیں ہوتا، اور شراب وغیرہ میں صرف اللہ کی نافرمانی ہے اس لئے اس کی سزا بھی کم ہے اور اس رحیم ذات کے معاف کرنے سے معاف بھی ہو جاتا ہے، اس لئے ایسا کہنا ''کہ شراب کی حرمت میں قباحت کم ہے بدرجہ دوسرے کی زمین دبانے کے کہ اس کی حرمت کی قباحت زیادہ ہے'' ایک درجہ صحیح ہے، لیکن آپ کا لکھا ہوا قیاس قیاس مع الفارق ہے۔ (ہدایہ:۳) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۳۲﴾ اپنا حصہ وقف کرنے کے ارادہ کے بعد ارادہ ملتوی کر دینا

سوال: اعظم کا انتقال ہو گیا، اس کے ورثاء میں دو لڑکے، ایک بیوی ہے، مرحوم نے کوئی وصیت نہیں کی، ورثاء نے بخوشی اپنے حصوں سے کچھ جائداد وقف کی ہے، نیز ورثاء نے باہم یہ طے کیا کہ مرحوم کے ثواب کے لئے مرحوم کے شیرز وقف کئے جائیں، لیکن اب ایک وارث ان شیرز میں سے اپنا حصہ وقف کرنے کے لئے خوش نہیں ہے، تو کیا اس کا یہ عمل از روئے شرع صحیح ہے؟ اور اگر یہ شخص شیرز وقف نہ کرے اور دوسرے دو ورثاء بھی اسے ایسا کرنے دیں تو کیا وہ گنہگار ہوں گے؟ دوسرے دو ورثاء کو اس معاملہ میں کیا فیصلہ کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مرحوم نے جب شیرز وقف کرنے کی وصیت نہیں کی ہے تو ورثاء پر شیرز وقف کرنا واجب بھی نہیں ہے، اگر کوئی وارث اپنا حصہ وقف کرنا چاہے تو

کرسکتا ہے بلکہ کرنا ہی چاہئے تا کہ مرحوم اور وارث کو بھی ثواب ملے، جو فی الحقیقت کام آنے والی چیز ہے، جس کا اندازہ قیامت کے دن ہوگا۔

آپس میں ارادہ، نیت تک ہی بات رہی ہو تو اب ارادہ بدل دینے میں کوئی گناہ نہیں ہے، ارادہ ملتوی کر سکتے ہیں، لہذا اگر ایک بھائی وقف کے لئے راضی نہیں ہے تو اس پر وہ گنہگار نہیں ہوگا، البتہ ایسے نیک کام سے رکنا بہتر نہیں ہے، ان کے اس فعل سے دوسرے ورثاء کو بھی کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۳۳﴾ مفقود الخبر کا میراث میں حصہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟

سوال: میرا چھوٹا بھائی اگست ۱۹۷۶ء کو گھر سے چلا گیا، خط و مراسلت کے ذریعہ جہاں پتہ لگا جانچ کروائی لیکن اب تک کچھ پتہ نہیں چلا ہے، تو مرحوم کی ملکیت اس کی عدم موجودگی میں بقیہ ورثاء تقسیم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان کے حصہ کا کیا جائے؟ اگر حفاظت سے رکھا جائے تو کتنے سالوں تک؟ جب تک ان کا پتہ معلوم نہ ہو وہاں تک ان کے حصہ کا کیا جائے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مفقود الخبر بھائی کے حصہ میں جو مال آتا ہو وہ امانت کے طور پر محفوظ کرلیا جائے، اگر اس درمیان وہ آجائے تو اسے اس کا حصہ دے دیا جائے، اور اس کی پیدائش سے ۹۰ سال تک نہ آوے تو اس امانت کے حصہ کو موجودہ ورثاء یا ان کے ورثاء جو اس وقت حیات ہوں انہیں اصل مورث کی طرف سے تقسیم کیا جائے گا۔

﴿۲۶۳۴﴾ بذریعہ کورٹ تقسیم کروانے میں وارث کو حصہ کم ملنا

سوال: زید کا انتقال ہوگیا، اس کے ورثاء میں ایک لڑکا اور چار لڑکیاں تھیں، مرحوم نے اپنی جائداد پر ایک وصی متعین کیا تھا، یہ وصی آج تک آمدنی ورثاء میں شرعی قاعدہ کے مطابق

تقسیم کرتا تھا، فی الحال مرحوم کا لڑکا اور تین لڑکیوں کا انتقال ہو چکا ہے لیکن لڑکا اور لڑکیوں کی اولاد موجود ہے، اور فی الحال مرحوم کی ایک لڑکی حیات ہے، آج تک شریعت کے قاعدہ کے مطابق لڑکے کو دو گنا اور لڑکی کو ایک گنا ملتا تھا، اب جب کہ یہ آمدنی کورٹ کے ذریعہ تقسیم ہو رہی ہے تو سرکاری قاعدہ کے مطابق لڑکا لڑکی کو یکساں حصہ ملتا ہے، تو مرحوم کے پوتے شرعی اصولوں کے مطابق تقسیم کے لئے کہتے ہیں اور نواسے نواسیاں کورٹ کے قاعدہ کے مطابق تقسیم کے لئے کہتے ہیں اور کورٹ کے قاعدہ کے مطابق سب کو برابر حصہ ملتا ہے، اس لئے لڑکی کے ورثاء کورٹ کے قاعدہ سے تقسیم کے لئے کہتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ مرحوم نے وصیت نہیں کی ہے اس لئے شرعی قاعدہ سے تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے، ہم نے یہاں کے مولانا سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وصیت نامہ کے مطابق عمل کرو، لیکن وصیت ہی نہیں کی ہے تو اب اس کا کیا علاج ہے؟ اس وجہ سے یہاں بہت خلجان پیدا ہو گیا ہے تو آنجناب برائے کرم یہ بتائیں کہ میراث کی تقسیم شرعی اصولوں کے مطابق ہونی چاہئے یا سرکاری قاعدہ کے مطابق ہونی چاہئے؟ کون سے طریقہ سے میراث تقسیم کرنے سے بندہ اللہ کے یہاں گنہگار ہوتا ہے؟ لڑکیاں اپنا شرعی حصہ قبول کرنے سے انکار کریں تو کیا کرنا چاہئے؟

مرحوم نے وصیت نہیں کی ہے اور کورٹ نے مرحوم کی جائداد بیچ دی اور جو رقم ملی وہ لڑکا لڑکی دونوں میں برابر سرابر تقسیم کر دی، تو اس میں مذہبی نقطہ نظر سے کچھ خرابی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... مرحوم کی اولاد میں ایک لڑکا اور چار لڑکیاں تھیں، تو تقسیم میراث سے قبل کے جمیع حقوق شرعیہ کی ادائے گی کے بعد کل مال کے چھ حصے کئے جائیں گے، اس میں سے دو حصے لڑکے کو اور ایک ایک حصہ ہر لڑکی کو ملے گا، قرآن پاک کا یہی حکم

ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اسی تناسب سے ورثاء کو مورث کے مال میں حقدار بنایا ہے، اور اس تقسیم کو معتبر نہ ماننا اور کورٹ کے قاعدہ کی پناہ میں شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کرنا یہ قرآن کے حکم کو نہ ماننے کے مترادف ہے اور گناہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کے حق کو کھلے الفاظ میں قرآن پاک میں بیان کر کے فرمادیا ہے: ''**وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيهَا**''

''اور جو شخص اللہ اور رسول کی بات نہیں مانے گا اور حدود سے تجاوز کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ میں داخل کریں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا'' (سورۂ نساء:۱۴)

وجہ ظاہر ہے کہ اللہ پاک کے ظاہری اور واضح احکام کو معتبر نہ مان کر کفار کے احکام کی اتباع یہ کوئی معمولی گناہ نہیں ہے، اور بعضے مرتبہ یہ کفر تک پہنچا دیتا ہے، لہذا الڑکی والوں کو سورۂ نساء کی تقسیم میراث والی آیت کا مطلب اور اس میں بیان فرمودہ ورثاء کے حقوق سمجھانے چاہئے، وصیت نامہ ہونا ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ کے بیان کردہ حقوق اتنے واضح ہیں کہ وصیت نامہ کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے، بلکہ ان حقوق کے خلاف وصیت نامہ بنایا ہوتو وہ وصیت نامہ قابل عمل بھی نہیں ہے اور رد و باطل ہے، اگر وصی شرعی اصولوں کے مطابق تقسیم کرنے پر قادر ہوتو شرعی طریقہ کے مطابق تقسیم کرنی چاہئے، اور اگر سرکاری قاعدہ سے تقسیم کیا تو خلاف شرع تقسیم کرنے اور اس میں تعاون کرنے کا گناہ ہوگا، لہذا اگر شریعت کے مطابق تقسیم نہ ہوتی ہوتو اس ذمہ داری سے دست بردار ہو جانا چاہئے۔

مرحوم کے انتقال کرتے ہی ہر وارث کا حق ان کے مال میں ثابت ہو جاتا ہے، لہذا شرعی اصولوں کے مطابق تقسیم نہ کرنے میں جس وارث کا حصہ کم ملے گا اسکا اتنا حق دبا لیا سمجھا جائے گا اور کل قیامت کے دن وہ حق نیکیوں کی صورت میں دینا پڑے گا، اس لئے اس سے

بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۳۵﴾ بیٹیوں اور بہوؤں کے زیور میں میراث جاری ہوگی؟

سوال: لڑکیوں کی شادی ہوئی اس وقت سے آج تک وہ مرحوم کے ساتھ ہی رہتی ہیں، بڑی لڑکی مطلقہ ہے وہ اپنے دولڑکوں کے ساتھ مرحوم کے مکان میں رہتی ہے اور درمیانی لڑکی اپنے شوہراور بچوں کے ساتھ پڑوس کے کمرہ میں رہتی ہے،اس لڑکی کا شوہر مرحوم کے پیشہ میں مرحوم کے ساتھ کام کرتے تھے،مرحوم کی سب سے چھوٹی لڑکی جس کا نکاح مرحوم کے بھائی کے لڑکے کے ساتھ ہوا تھا،اور مرحوم کا اوران کے بھائیوں کا مشترک کاروبار ہونے کے سبب تمام ساتھ ہی میں رہتے ہیں،سب سے بڑی مطلقہ لڑکی اورسب سے چھوٹی لڑکی کے زیورات مرحوم نے ضرورت کے وقت بیچ دئے تھے فی الحال ان کے پاس برائے نام زیور باقی بچے ہیں،اوردرمیانی لڑکی کوشادی کے وقت جوزیوردئے تھے وہ اس کے پاس موجود ہیں، فی الحال کاروبار کی حالت دیکھتے ہوئے تمام کے زیور بنادینا ممکن نہیں ہے،تو اب بہوکو جوزیوردئے ہیں اورلڑکیوں کو جوزیوردئے ہیں سب ملا کر پھراس میں سے یکساں حصہ کرنا چاہئے یا کوئی اورصورت سے تقسیم ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......لڑکیوں کو نکاح کے وقت والد کی طرف سے جوزیور دئے جاتے ہیں ان کے حکم کا مدار عرف پر ہے، ہمارے یہاں کے عرف کے مطابق لڑکیوں کو جوزیوروالد کی طرف سے دئے جاتے ہیں وہ ہبہ اور بخشش ہوتے ہیں، استعمال کرنے اور برتنے کے لئے بحکم عاریت نہیں ہوتے، اس لئے ان کی مالک لڑکی ہے، ان زیورات میں میراث جاری نہیں ہوگی۔

اور بہو کو شوہر یا خسر کی طرف سے جو زیور دئے جاتے ہیں وہ زیادہ تر اہم اور خوشی مواقع پر استعمال کرنے اور برتنے کے لئے بحکم عاریت ہی دئے جاتے ہیں، اس لئے عاریت پر دینے والے کے انتقال کے بعد اس میں میراث جاری ہوگی، کچھ حضرات بیٹیوں کی طرح بہو کو بھی زیور بخشش کے طور پر ہی دیتے ہیں اس لئے آپ کی برادری میں اس موقع پر دئے جانے والے زیور کا جو عرف ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

لڑکیوں کے زیورات والد نے بوقت ضرورت واپس لے کر خرچ کر دئے، تو جاننا چاہئے کہ والد نے یہ زیور لڑکیوں سے بطور قرض لئے تھے یا نہیں؟ اگر قرض کے طور پر لئے ہوں تو تقسیم میراث سے قبل مرحوم کے ترکہ سے قرضہ ادا کیا جائے گا، اور یہ قرض وارث کے حق کے علاوہ مزید دیا جائے گا، اور اگر والد صاحب نے بطور قرض نہیں لئے تھے تو بیٹیوں کو میراث میں ملنے والے حصہ سے زیادہ کچھ نہیں ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۶۳۶﴾ مرض الموت میں بیچی ہوئی ملکیت میں میراث جاری ہوگی؟

سوال: عزیز صاحب کا انتقال ہوگیا، انہوں نے پس مرگ پس ماندگان میں پانچ لڑکے، دو لڑکیاں اور ایک بیوہ چھوڑی ہے، اور ان کی ملکیت ۲۵،۰۰۰ کی ہے، تو یہ ملکیت ورثاء میں کس طرح تقسیم ہوگی؟

عزیز صاحب نے ایک ملکیت ایک ہزار میں فروخت کی ہے، اس پر تین لڑکوں کی دستخط ہے، دو لڑکے، دو لڑکیوں اور بیوی کی اجازت نہیں تھی اس لئے انہوں نے دستخط نہیں کی، تو مذکورہ ملکیت کس طرح تقسیم کی جائے؟

عزیز صاحب نے بیماری میں دستاویز کر دیا، اس میں تین لڑکوں نے والد کے ڈر سے دستخط

کر دی اور دوسروں نے دستخط نہیں کی، تو از روئے شرع کورٹ کارروائی کی گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرحوم عزیز صاحب کے ترکہ سے اول ان کے کفن و دفن کے درمیانی اخراجات ادا کئے جائیں، اس کے بعد مابقیہ مال کے کل سے ان کا قرض ادا کیا جائے، پھر مابقیہ مال کے ثلث میں سے ان کی جائز وصیت ہوتو نافذ کی جائے گی، بیوی کی مہر اب تک ادا نہ کی ہوتو یہ بھی قرض ہی سمجھا جائے گا اور قرض کے ساتھ ادا کیا جائے گا پھر مابقیہ مال کے کل ۹۶ حصے کئے جائیں گے اور ہر وارث کو مندرجہ ذیل طریقہ سے ملیں گے۔

مرحوم کی بیوی کو	۱۲	حصے
مرحوم کے پانچ لڑکوں کو	۷۰	حصے
ہر لڑکے کو	۱۴	حصے
مرحوم کی دو لڑکیوں کو	۱۴	حصے
ہر لڑکی کو	۷	حصے

عزیز صاحب نے جو ملکیت اپنی حیات میں بیچ دی ہے، اس میں میراث جاری نہیں ہوگی، والد کے انتقال سے قبل لڑکے لڑکیوں کا اس ملکیت میں کوئی حق اور حصہ نہیں تھا، اس لئے ان کی اجازت یا رضامندی کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور اس سے بیع پر کوئی اثر نہیں آئے گا، اس لئے مذکورہ ملکیت میں کسی وارث کا حق اور حصہ نہیں ہے، والد نے جب بیع کا دستاویز بنایا اسوقت وہ بیمار تھے، لیکن پوچھنا یہ ہے کہ اسی بیماری میں ان کا انتقال ہو گیا تھا یا

وہ اچھے ہو گئے تھے؟ یہ بیع گھاٹہ اٹھا کر کی تھی یا صحیح قیمت سے بیع کی تھی؟ اس کی تفصیل جاننے کے بعد کوئی یقینی حکم بتایا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۶۳۷﴾ قبر کے اوپر مکان بنانا

سوال: میرے پردادا کے وقت کا ایک مکان ہے، اور پردادا کے لڑکوں (یعنی داداؤں) کا کہنا ہے کہ یہاں ایک قبر تھی، اور یہاں اگربتی اور درگاہ پر جو اعمال ہوتے ہیں وہ یہاں ہوتے تھے اور آج اس جگہ پر کوڑا کرکٹ اور گندگی ڈالی جا رہی ہے، مسئول بہ امر یہ ہے کہ اس جگہ مکان بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ یاد رہے کہ پردادا کے لڑکے یعنی دادا جو کہتے ہیں کہ یہاں قبر تھی وہ انہیں برابر یاد نہیں ہے اور انہوں نے دیکھی بھی نہیں ہے اور پردادا کے انتقال کو ۱۰۰ سال ہو چکے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... سوال میں مذکورہ جگہ آپ کی ملکیت ہے، اور پردادا کے زمانہ میں اس جگہ کوئی قبر تھی، فی الحال قبر کا کوئی نشان یا علامت نہیں ہے، تو شامی وعالمگیری میں ہے کہ میت کے دفن ہونے کے بعد اتنا طویل عرصہ گذر جائے کہ اتنے عرصہ میں میت کے مٹی ہو جانے کا یقین ہو تو اس جگہ کو مالکِ زمین جس طرح استعمال میں لانا چاہے لا سکتا ہے، لہذا اس جگہ پر مکان بنانا شرعاً جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين محمد وآله

واصحابهٖ اجمعين الى يوم الدين

تم الجزء الرابع بحمد الله سبحانه وتعالى

و يليه الجزء الخامس اوله كتاب الحظر و الاباحة